Added Version: 8-5-2017

مشال کے قتل پر ایک عالم دین سے مکالمہ

فلم کا اثر Video Impact کتنا خطرناک ہوتا ہے؟ بڑے بڑوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا

لبرل ازم اور جمہوریت کی بہیمیت درندگی اور قتل عام کی تاریخ چنگیز وہلاکو سے بھی زیادہ بدترین اور ناقابل بیان ہے

لبرلز، سیکولرز کو اپنے جھوٹ پر یقین تھا، علماء کو عاشقان رسول کے ایمان پر یقین نہیں تھا!

قرآن نے انتباہ کر دیا تھا کہ اہل ایمان کے خلاف جب بھی کوئی شہادت کفار اور منافقین کی طرف سے آئے تو اسے سنتے ہی مسترد کر دو اور کہہ دو کہ یہ الزام صریح بہتان ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ لِکُلِّ امۡرِیًٔ مِّنۡہُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ...... لَوۡ لَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِہِمۡ خَیۡرًا ۙ وَّ قَالُوۡا ہٰذَاۤ اِفۡکٌ مُّبِیۡنٌ [۲۴:۱۱،۱۲]

مشال والے واقعے کے دن امریکہ نے دنیا کا سب سے بھاری بم پھینکا بم نے تین بستیوں کو تباہ اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر کے جو تباہی پھیلائی اسکی Video Film امریکہ نے کسی کو بنانے نہیں دی۔ لہٰذا اس بم کی تباہی کسی کو محسوس نہیں ہوئی

عاشقان رسول ﷺ کا غصہ، ویڈیو فلم نے محفوظ کر کے حقیقت حال کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ افلاطون نے اسی لیے کہا تھا کہ میری ریاست سے آرٹسٹوں کو نکال دو یہ Third Order Reality تخلیق کرتے ہیں

امریکہ اسی لئے ڈرون حملوں کی فلم جاری نہیں کرتا، بنانے والے کو اسی وقت گولی مار دیتا ہے کیوں؟

مشال کو مارنے والے اسکے قریبی دوست عمران علی نے عدالت کے سامنے بیان دیا کہ مشال، مذہب، رسالت، اسلام سب کی توہین کرتا تھا، اس سے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ واقعے والے دن یونیورسٹی میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ، طلباء اور یونیورسٹی کے عملہ کی ایک ہی آواز تھی گستاخ رسول کی ایک سزا، سرتن سے جدا ۔سرتن سے جدا____ جس پر میرا ایمان ہے اس پر لبیک کہتے ہوئے میں اسکی تلاش میں نکلا میں نے اسے مارا بعد میں حالات یہ تھے کہ ہر بندے نے اسے مارا (جنگ کراچی ۳۰ اپریل ۲۰۱۷)____ عمران علی ان تمام علماء پر بازی لے گیا جنہوں نے یہ نعرے تخلیق کئے تھے وہ خود اس تخلیق کے ایمانی نتائج کا بوجھ نہ اٹھا سکے، ہر عقیدہ قربانی مانگتا ہے، آپ قربانی دینے پر تیار نہیں۔ آپ سے اچھا تو لبرل ازم کا سب سے بڑا فلسفی John Rawls اور، اس کا شارح Derben ہیں جنہوں نے لکھا کہ جو آزادی کے عقیدے، جمہوریت، آئین، دستور کو نہیں مانتا اس کی عقلی دلیل مانگتا ہے اسے گولی مار کر جان سے مار دو، اسے اس طرح ختم کر دو جس طرح جنگوں اور جراثیم کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

That there are doctrines that rejects one or more democratic freedom is itself a permanent fact of life, or seems so. This gives us the practical task of containing them__like war and disease __ so that they do not overturn political justice [John Rawls, Political Liberalism, New York : Columbia University Press, 2005, p.64]

if one does not see the virtue of that .ideal, then I do not know how to convince him. To be perfectly blunt,sometimes I am asked,when I goaround speaking for Rawls, What do you say to an Adolf Hitler? the answer is [nothing]. You shoot him. You do not try to reason with him. Reason hasno bearing on this question. So I do not want to discuss it (Burton Derben on Rawls & Political Liberalism *in the cambridge companion to Rawls* [ed.S.R.,Freeman] UK: Cambridge University Press USA 2003 Page 328-329)

مرتبہ سید خالد جامعی

افغانستان میں دنیا کا سب سے بڑا بم مشال والے واقعے کے دن گرایا گیا

ہزاروں لوگوں کے مرنے کا واقعہ غیر اہم ہوگیا! مشال خان کا واقعہ سب سے اہم ہوگیا۔ کیوں؟

(ایک محترم عالم دین سے مشال خان واقعے کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہوئی اس گفتگو کو لفظ بہ لفظ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ گفتگو کے بعض اہم تاریخی اشارات کی تفصیل اور حوالہ جات معہ انگریزی عبارات کا اضافہ قارئین کی معلومات کے لیے کیا گیا ہے۔ تا کہ گفتگو ایک مضمون کی شکل اختیار کر لے اور لبرل ازم کی درندگی وحشت بربریت اپنے تاریخی تناظر میں نکھر کر سامنے آئے)

ایک بہت بڑے عالم دین نے مشال خان واقعے پر ایک بیان دیا اور ایک مضمون لکھا جس میں کہا گیا تھا کہ "مردان یونیورسٹی کے ہولناك واقعے نے دنیا بھر میں پاکستان کو بدنام کیا اور ہمارے سر شرم سے جھکا دیے۔اسلام کسی کو اس طرح مارنے کی اجازت نہیں دیتا۔حکومت کو سوچنا چاهیے كه ایسا كیوں هو رها هے؟اسكی وجه كیا یه تو نهیں هے كه حكومت نے آج تك توهین رسالت كے كسی سزا یافته مجرم كو پهانسی كی سزا نهیں دی ۔آسیه بی بی كی سزا ملتوی هو رهی هے ،جیلوں میں كئی مجرم پهانسی كے منتظر هیں"۔

راقم نے اپنا مضمون "پاکستانی میڈیا کیا کام کرتا هے،اسكا علاج كیا هے؟" حضرت والا کو ارسال کیا تو ان کا فون آیا اور حضرت نے کہا کہ یہ مضمون بہت اہم ہے، ہم نے قندیل بلوچ اور مشال خان واقعے کو آپ کے مضمون میں اٹھائے گئے سوالات کی روشنی میں سرے سے نہیں دیکھا _____ آپ کے تمام دلائل سب کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں لیکن مشال خان کی جو فلم ہے اس کا کیا جواب دیا جائے۔ لوگ پوچھتے ہیں یہ فلم دیکھی ہے، اتنی بہیمیت، اتنی بربریت۔ راقم الحروف نے عرض کیا جس دن مشال خان کو مردان یونیورسٹی میں قتل کیا گیا ٹھیک اسی دن، اسی وقت امریکہ نے افغانستان کے صوبے ننگر ہار کے ضلع آچن میں دنیا کا سب سے بڑا وزنی بم GBU-43/B گرایا جس کی آواز چار ملکوں میں سنی گئی.

US forces in Afghanistan on Thursday struck a militant Islamic State (IS) tunnel complex in eastern Afghanistan with “the mother of all bombs,” the largest non-nuclear weapon ever used in combat by the US military, Pentagon officials said.The bomb, known officially as a GBU-43B, or massive ordnance air blast weapon, unleashes 11 tons of explosives.

In its 2003 review of the legality of using the bomb, the Pentagon concluded that it could not be called an indiscriminate killer under the Law of Armed Conflict.

“Although the MOAB weapon leaves a large footprint, it is discriminate and requires a deliberate launching toward the target,” the review said, using the acronym for the bomb.

Adam Stump, a Pentagon spokesman, said the bomb was dropped from a U.S. MC-130 special operations transport. He said the bomb had been brought to Afghanistan “some time ago” for potential use.

“This is the right munition to reduce these obstacles and maintain the momentum of our offensive against ISIS-K,” he added, using the US military's acronym for the IS affiliate.

White House spokesman Sean Spicer said IS fighters had used the tunnels and caves in Achin to maneuver freely. [Dawn/AFP 14.04.2017]

داعش کے چھتیس جنگجوؤں کو قتل کرنے کے لئے ایک پوری بستی، ایک پوری ہنستی بستی آبادی، درختوں، پودوں، جانوروں، عورتوں، بچوں کو جلا کر راکھ کر دیا گیا، اس بستی کے چشمے، دریا، ندی، نالے، ماحولیات سب زہریلے مادوں سے سو سال تک کے لئے آلودہ ہو گئے۔ سینکڑوں یا شاید ہزاروں لوگ مارے گئے، مرنے والوں میں تیرہ ہندو بھی ہیں جن کا داعش سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن ہندوستان نے بھی اس پر احتجاج نہیں کیا، آگ لگنے کے بعد جلتے ہوئے

جانور، آگ میں جلتے ہوئے گھر، دھماکے سے مجروح ،مضروب ہونے والی عورتوں، بچوں، بوڑھوں، جانوروں، پرندوں کی چیخ و پکار_____ یہ سب چھپا دی گئی_____ ابھی تک امریکی فوجی حکام اور افغان حکومت نے دنیا کے سب سے بڑے بم کو گرائے جانے کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں کو دنیا سے چھپایا ہوا ہے۔ ناٹو ہیلی کاپٹروں کے آپریشن کے ذریعے تمام لاشوں کو بمباری کے مقام سے ہٹا دیا گیا ہے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ یہ لاشیں افغانستان میں ہی موجود ہیں یا پھر ان پر بم کے اثرات جانچنے کے لئے انہیں کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیا گیا ہے۔ تمام لاشوں کو جائے وقوع سے ہٹانے کے بعد وہاں کی تصاویر اور ویڈیو جاری کر دی گئی ہے جس میں متاثرہ علاقے میں جلے ہوئے درخت اور فصلیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ افغان اور امریکی حکومت اور ان کے زیر اثر میڈیا صرف اور صرف GBU-43/B کی تعریفوں میں رطب اللسان ہے۔ امریکی حکام کی جانب سے جاری کی گئی تصاویر اور وڈیو کے مطابق زرعی پیداوار اور درختوں کی تباہی واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے جبکہ کئی احاطوں اور گھروں کی چھتوں کی تباہی بھی واضح ہے گھر کے مکینوں کا کسی کو علم نہیں ہے۔ امریکی اور افغان حکام صرف اور صرف سرنگوں کی بات کرتے ہیں مگر اسد خیل، تنگائی اور لانسائی احمد میں رہنے والے افغان دیہاتیوں کے بارے میں سب خاموش ہیں۔ پہلے امریکی حکام نے کہا تھا کہ اس بم سے ۳ کلومیٹر قطر میں آئی ہوئی ہر شے ختم ہو جاتی ہے مگر اب کہا جا رہا ہے کہ یہ ہلاکت آفرینی ۲ کلومیٹر تک تھی۔ بھارتی میڈیا کے مطابق مارے جانے والوں میں ۱۳ بھارتی باشندے بھی تھے۔

<u>افغانستان میں ہزاروں لوگ مرے مگر اس کی ویڈیو فلم جاری نہیں کی گئی</u>

لہٰذا یہ بدترین دہشت گردی نہ لبرل مفکرین کو نظر آئی نہ اسلام پسندوں کو

امریکہ نے اس حملے کے بعد تباہی کی کوئی ویڈیو فلم جاری نہیں کی، اسی لئے دنیا کے کسی مفکر اسلام، کسی عالم دین، کسی لبرل، سیکولر کو یہ واقعہ اہم نظر نہیں آیا مگر اسی دن مشال خان کا واقعہ پوری دنیا کا مرکزی موضوع بن گیا۔ علماء نے بھی اسی واقعے کو اہمیت دی کیونکہ ضلع آچن میں ہونے والی دہشت گردی کی امریکہ نے کوئی ویڈیو جاری نہیں کی نہ کسی کو اسکی ویڈیو بنانے دی گئی لہٰذا آپ جیسے عالم دین کو بھی تاریخ انسانی کا اتنا بڑا واقعہ غیر اہم نظر آیا، اسکے بارے میں آپ کا اور دیگر جدیدیت پسند علماء کا جو مشال کے حامی بن گئے ہیں کوئی بیان نہیں آیا سب کو صرف اور صرف مشال خان کا واقعہ یاد رہ گیا_____ صرف اس لئے یاد رہ گیا کہ اس کی ویڈیو فلم بن گئی تھی۔ اگر وہ فلم نہ بنتی تو کبھی_____ آپ مشال خان کو شہید نہ کہتے۔

مشال خان والے واقعے کی سفاکی کو سفاکی کہنا خود سفاکی ہے۔ اس واقعے کا افغانستان میں ہونے والی درندگی، سفاکی سے کوئی موازنہ نہیں ایسا موازنہ صریحاً جہالت ہے لیکن دنیا کو دنیا کے سب سے وزنی بم کے گرنے سے ہونے والے نقصانات کا کوئی علم نہیں لیکن پوری دنیا کو مشال خان واقعے کا علم ہے۔ اس واقعے کی ہر ایک مذمت کر رہا ہے جس میں صرف ایک شخص ہلاک ہوا ہے اور بم والے واقعے کی کوئی مذمت نہیں کر رہا جس میں سینکڑوں، ہزاروں لوگ ہلاک ہوئے اسکی وجہ آزادی کا پجاری میڈیا اور عالمی استعمار ہے وہ جسے دہشت گرد کہنا چاہیں گے ثابت کر دیں گے جس موضوع کو اہم بنانا چاہیں گے اہم ثابت کر دیں گے اور بڑے سے بڑے حادثے اور سنگین دہشت گردی کو ایک معمولی واقعہ ثابت کریں گے یہ میڈیا وار ہے میڈیا عالمی استعماری قوتوں کا ایجنٹ ہے اس کا مقصد صرف اپنے منافع میں اضافہ ہے اور اسلام کی حمایت سے منافع میں اضافہ نہیں ہوسکتا البتہ منافع میں یقیناً کمی ہوسکتی ہے۔ کیوں کہ اسلامی علمیت کی use value تو ہے مگر اس علمیت کی کوئی Exchage Value نہیں ہے لہٰذا کسی کو اس سے دلچسپی نہیں ہے۔

افسوس ہے کہ عالم اسلام ابھی تک ان مسائل و مباحث کو سمجھ ہی نہیں سکا۔ ہم نے محترم عالم دین سے عرض کیا کہ آپ سے کیا شکوہ کیا جائے ہمارے بہت سے عالم اور فلسفی دوست تک اس ویڈیو فلم کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے جنہوں نے ساری زندگی فلسفہ پڑھنے، پڑھانے اور میڈیا کی مابعد الطبیعات پر غور و فکر میں گزار دی وہ بھی میڈیا اور فلم کی پیدا کردہ Third order reality سے اتنے متاثر ہوئے کہ فلسفہ، منطق اور میڈیا پر تنقید کے اصول سب ہی

بھول گئے تو ہم، آپ سے کیا شکوہ کریں۔

<u>ایک ویڈیو فلم نے بڑے بڑوں کے عشق رسول کا خاتمہ کر دیا</u>

ویڈیو فلم اگر نہ بنتی تو ہمارے دوست عالم دین زاہد صدیق مغل جیسے فلسفی کو یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی کہ مشال خان واقعے کے قاتلوں کو ہیرو نہ بننے دیا جائے۔ ہمارے محترم فلسفی اور عالم دین محبوب الحسن بخاری یہ سوال نہ اٹھاتے کہ مشال خان کو قتل کرنے والوں کے پاس توہین رسالت کا کیا ثبوت تھا۔ ثبوت کے بغیر تو کسی کو نہیں مارا جا سکتا یہ قرآن کا حکم ہے۔ صوفی احمد جاوید صاحب فرما رہے تھے کہ درندوں کو عشق رسالت کی نگہبانی نہیں دی جا سکتی۔ انہیں دکھ تھا کہ وہ مردان یونیورسٹی کے بہیمانہ واقعے پر کھل کر آزادانہ اظہار خیالات کر کے ان دہشت گردوں کی مذمت نہیں کر سکے۔ اپنے دکھ کا اظہار انہوں نے اپنے فیس بک پیج پر ایک پوسٹ میں کیا کہ "میں کبھی کبھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ مجھ ناچیز کو ایمان و عمل کی سلامتی کے ساتھ ڈاکٹر پرویز ہود بھائی کی سی جرات اور درویشی عطا کرے"۔ ہود بھائی کو درویش کہنا اس اصطلاح کی توہین ہے لیکن مشال خان کی حمایت میں احمد جاوید صاحب بہت آگے چلے گئے ہیں۔ یہ سب اس فلم کا ردعمل ہے جس نے ان فلاسفہ اور علماء کی سوچنے، سمجھنے کی صلاحیتوں کو سلب کر لیا ہے یہ تصویر کا اثر ہے اسی لئے تصویر امت کے اجماع سے حرام ہے اور تمام الہامی مذاہب میں تصویر حرام رہی ہے۔ تصویر کے حامیوں کو اس اجماع اور حکم کی حکمت اب سمجھ میں آ گئی ہوگی۔

ہم نے حضرت سے عرض کیا کہ تین ہزار عاشقان رسول ﷺ کے ساتھ کوئی کھڑا نہیں ہوا، دو منٹ کی ایک فلم نے بڑے بڑوں کا عشق رسول نکال دیا۔ اگر، مگر، چونکہ، چنانچہ، کیا حکم ہے لیکن، ولیکن سب کی زبانیں لڑکھڑا گئیں، ہاتھ پاؤں پھول گئے، یہ تصویر کی طاقت ہے تمام تہذیبوں میں تصویر اسی لئے حرام تھی کہ یہ حقیقت کو مسخ کر دیتی ہے۔ افسانے کو حقیقت بنا دیتی اور ظالم کو مظلوم اور تمام مظلومین کو ظالم ٹھہرا دیتی ہے۔ مشال واقعے میں ایسا ہی ہوا۔ وہ علماء جو تصویر کو حلال کر رہے ہیں وہ جان لیں کہ تصویر کتنا خطرناک کام کرتی ہے۔

آزادی پر ایمان رکھنے والے میڈیا نے بغیر ثبوت کے اعلان کر دیا کہ مشال بے گناہ تھا اس نے توہین رسالت کا ارتکاب نہیں کیا اور ہمارے بعض علماء، تین ہزار عاشقان رسول سے توہین رسالت کا ثبوت مانگ رہے تھے۔ میڈیا کا ایمان ان علماء سے ہزار درجہ بہتر تھا۔ توہین رسالت ﷺ کے اتنے بڑے مجرم کی بے گناہی کا انہیں یقین تھا، تین ہزار لوگوں کے عشق رسول کا یقین نہیں تھا۔

لبرل ازم، انسانی حقوق کے منشور کے ذریعے ــــــ ہر شخص کو بکواس کرنے کی آزادی دیتا ہے مگر اس بکواس کو سن کر مشتعل ہونے والوں کو مشتعل ہونے کی آزادی نہیں دیتا وہ بکواس کرنے والے کے تمام جذبات کو اظہار کے مواقع دیتا ہے اور اس بکواس پر مشتعل ہونے والوں کو اپنے جذبات کے اظہار کے مواقع نہیں دیتا، اسے انسانیت دشمنی، بہیمیت، سفا کی قرار دیتا ہے اور اس طرح آزادی کے عقیدے کو الحق ثابت کرتا ہے اگر ہر شخص کو اپنے گندے جذبات و خیالات کے اظہار کا حق حاصل ہے تو تین ہزار طلباء کو بھی اپنے جذبات کے اظہار کا حق حاصل ہے اگر مشتعل کرنے کی آزادی ہے تو مشتعل ہونے والوں کو بھی سب کچھ کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔ یہ منطقی اصول اور عقلی رویہ ہے یا نہیں؟ تمام لبرل اور متجدد مولوی جدیدیت کے ڈسکورس میں اس سوال کا جواب دینے کے پابند ہیں یہ سوال ہی ــــ اصلاً سوال کا جواب ہے۔

<u>اگر رجم کی سزا کی ویڈیو جاری ہو جائے تو لوگ رجم کی سزا کے بھی خلاف ہو جائیں گے</u>

افلاطون نے اسی لیے کہا تھا کہ اپنی ریاست سے آرٹسٹوں کو نکال دوں گا

افلاطون [Plato] نے Republic میں کہا تھا کہ میں اپنی ریاست سے آرٹسٹوں کو نکال دوں گا یہ Third order Reality تخلیق کرتے ہیں۔ افلاطون کا ایمان و یقین ہمارے بہت سے اہل ایمان سے اچھا تھا۔

اگر حضرت غامدیہ کو رجم کرنے کی فلم جاری کر دی جاتی تو بہت سے جدیدیت پسند علماء جو مشال خان کی ایک منٹ کی فلم سے متاثر ہو گئے وہ رجم کی

سزا کو بھی (نعوذ باللہ) ظلم عظیم، انسانیت دشمنی اور آزادی کے عقیدے کے خلاف ورزی قرار دیتے اور پوچھتے کہ اس فلم کا ہم جواب کیا دیں؟ دوسرے معنوں میں جس چیز کا جواب نہ ہو وہ چیز مذہب کا حصہ ہی نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر سوال کا جواب جاننا یا دینا لازمی ہے۔ توقف، لاادری کہنا غلط ہے۔

اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ زانی، زانیہ کو رجم، سنگسار کرتے ہوئے یا اسی کوڑے مارتے ہوئے بڑے بڑوں کا دل دہل جائے گا لہذا سورۃ نور کی دوسری آیت میں تمام اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ مجرموں، بدکاروں پر یہ سزا نافذ کرتے ہوئے تمہارے دل میں مجرموں کے لئے ہمدردی اور ترس کے جذبات ہرگز پیدا نہ ہوں۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِیُ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ [2:24]۔ رجم ایسا عمل ہے کہ بڑے بڑوں کا دل دہلا سکتا ہے۔ ایک عورت کو مٹی میں نصف دبا دیا گیا ہے، اسکو پتھروں سے قتل کیا جا رہا ہے، ایک پتھر اسکی آنکھ پر پڑتا ہے اور خون کا فوارہ بہنے لگتا ہے، ایک پتھر اسکے سر پر پڑتا ہے اور اسکا بھیجا باہر نکل آتا ہے، ایک پتھر اس کے ہونٹ پر پڑتا ہے اور فضاء میں اس کے دانت اڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں، اسکا پیٹ، اسکے اعضاء پتھروں سے ریزہ ریزہ ہو رہے ہیں۔ خون کی ندی بہہ رہی ہے، فوارے ابل رہے ہیں، جسم لہولہو ہے۔ کیا اللہ کی شریعت پر یہ عمل بہیمیت ہے، وحشت ہے، درندگی ہے؟ یا اللہ کے حکم کی خلاف ورزی، زنا کرنا سب سے بڑی بہیمیت، درندگی ہے؟ افسوس ہے کہ ہمارے جدیدیت پسند علماء مشال خان کی ویڈیو فلم دیکھ کر جذبات کی رو میں بہہ گئے ایسے ہی کمزوروں کی ایمان کی سلامتی کے لئے شریعت نے تصویر کو حرام کیا تھا ____ انہیں تین ہزار طلباء کا جرم بہیمیت و درندگی نظر آیا ____ اسکے مقابلے میں توہین رسالت کا جرم بہت معمولی، کمزور نظر آیا ____ یہ امت اپنے عقیدے کی جنگ ہار گئی ہے۔ رحم، ترس اور رافت کے جذبے نے خالق کے حکم اور محبت پر مخلوق کی محبت کو ترجیح دلا دی ہے یہی انسانیت پرستی Humanism ہے۔ اسی لئے سب کہہ رہے ہیں ہمارا مذہب انسانیت پرستی ہے۔ مشال بھی خود کو Humanist لکھتا تھا۔

انسانیت پرستی کا جدید مغربی عقیدہ آزادی کے باطل عقیدے کے ساتھ ہمارے راسخ العقیدہ حلقوں میں بھی سرایت کر رہا ہے یہ توبہ، استغفار، اور تجدید ایمان کا وقت ہے۔

<u>کسی کو قتل کرنا اتنا بڑا جرم نہیں اصل جرم اللہ اور اس کے رسول کی توہین ہے:</u>

اسلام نے اسی لیے فتنہ کو قتل سے بدتر جرم قرار دیا ہے

سب سے بڑا ظلم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی ہے۔ اس سے بڑا ظلم کوئی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شرک کو "ظلم عظیم" قرار دیا ہے، شرک کی بدترین شکل یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اللہ اور اسکے رسول کے کسی حکم پر عمل بہیمیت، درندگی، وحشت، انسانیت دشمنی نظر آئے اور شریعت کے کسی حکم یا ایمانی غیرت کی پکار ___ پر عمل کرنے والا ان کی نظروں میں قاتل، ظالم، ذلیل وحقیر، مجرم، ملزم قرار پائے ____ شرک کی بدترین شکل یہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے شدید محبت رکھنے والا، اللہ اور رسول ﷺ کی بے پناہ محبت میں اسکے رسول ﷺ کی اہانت کرنے والے کسی شخص کو کوئی قتل کر دے تو اجماع امت کی پیروی میں اس شخص کو قصاص میں قتل ہونے سے بچانے کے بجائے عاشق رسول کو ____ درندہ، وحشی قرار دیا جائے۔ جو عاشق رسول سے محبت نہیں رکھتا اس کا ایمان کیسے معتبر ہو سکتا ہے۔ تین ہزار لوگ مجرم، درندے تھے صرف ایک شخص انسانیت اور شرافت کا پیکر تھا یہ معاملہ ہی منطقی طور پر غلط ہے اور عقلاً محال ہے۔ مردان یونیورسٹی کے تین ہزار لوگ اتنے وحشی نہیں ہو سکتے کہ بلا وجہ ایک شخص پر پل پڑے ہوں۔ مشال خان کی زندگی اور افکار، اسکے کمرے کا ماحول اور تصویریں اسکی مذہب دشمنی کا چلتا پھرتا اشتہار ہیں۔ وحشی وہ تھا جو اہانت رسول کا مجرم تھا۔ وحشی عاشقان رسول نہیں تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی اہانت، توہین اتنا بڑا جرم ہے کہ اس سے ارض وسماء میں زلزلہ آ جاتا ہے، اسی لئے عہد رسالت ﷺ سے لیکر خلافت عثمانیہ تک جس صحابی اور جس شخص نے توہین رسالت کے مجرم کو عدالت اور استغاثہ و قاضی کے بغیر خود قتل کر دیا اس پر نہ رسالت مآب ﷺ نے حد جاری کی نہ کسی قاضی نے اسے قصاص میں قتل

کیا۔خون کو ھــدر کر دیا گیااس امر پر امت کا___رسالت مآب ﷺ کی زندگی سے لیکر خلافت عثمانیہ کی موت تک۔ایمانی روحانی،نورانی،عملی،علمی اجماع ہے یہ باب حدود و تعزیرات اور باب قضاء کا مسئلہ ہی نہیں ہے یہ باب ایمان کا مسئلہ ہے مارنے والے سے کبھی نہ رسالت مآب ﷺ نے ثبوت مانگا نہ قاضی نے۔

اسلامی علمیت میں اہل سنت والجماعت کی علمی روایت میں توہین رسالت ﷺ کے سلسلے میں توہین کے الفاظ کو سننے والے اور اس پر مشتعل ہو کر قتل کرنے والے_____ کا اثر ہی موثر مانا گیا۔عاشق رسول کا عمل ہی حجت ہے،اس کا فعل ہی ثبوت ہے یہ فقہ کا نہیں بابِ ایمان کا مسئلہ ہے جس پر فقہی اعتراضات وارد نہیں ہوتے۔کوئی مسلمان توہین کا جھوٹا الزام لگا کر کسی مسلمان تو کیا کسی کافر کو بھی قتل نہیں کر سکتا۔امت کا اجماع اسی نقطہ نظر کی ترجمانی کرتا ہے،اجماع ماخذ دین ہے ہم اپنے ماخذ دین کو رد نہیں کر سکتے۔اسی لیے غامدی صاحب اپنے ''جوابی بیانیے'' میں یہی لکھتے ہیں کہ اسلام کی وہ تعبیر جو مدارس میں علماء پڑھا رہے ہیں اصل فتنہ یہ ہے اس مذہبی تعبیر کو غامدی صاحب کی جدید تعبیر سے بدل دیا جائے۔ان کا دعویٰ ہے کہ مدارس میں پڑھائی جانے والی دینی علمیت ہی ضلالت و جہالت ہے اس کا خاتمہ کئے بغیر دنیا پر امن نہیں ہو سکتی۔

ہم نے عرض کیا علماء نے جو اسلام ہمیں بتایا ہے اور جو اسلام امہات کتب میں بیان ہوا ہے جس پر امت کا اجماع ہے اس میں توہین رسالت صرف گناہ جرم ضلالت اور گمراہی نہیں ہے بدترین فتنہ ہے اس کے مقابلے میں کسی کو قتل کرنا بھی اتنا بڑا جرم نہیں ہے اسی لیے اسلام نے واضح کر دیا ہے کہ فتنہ قتل سے بھی بدترین اور نا قابل معافی جرم ہے ''الفتنه اشد من القتل''

حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت عبیدؓ نے حضرت عمرؓ کے قاتل ابولولو کو قاضی کی اجازت کے بغیر قتل کیا حضرت عبید کے اس عمل کو درست تسلیم نہیں کیا گیا کیوں کہ یہ قتل شاتم رسول کا قتل نہیں تھا لہٰذا اس کے احکامات شاتم رسول کے قتل سے یکسر مختلف تھے حضرت عبیدؓ کو قصاص میں قتل کرنے کی اجازت حضرت عثمانؓ نے ابولولو کے ورثا کو دی مگر توہین رسالت پر قتل کرنے والے کسی غیرت مند فرد کو کبھی قصاص میں قتل کرنے کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ کبھی رسالت مآب ﷺ نے ،خلفائے راشدین نے اور عثمانی قاضی نے یہ بھی نہیں کہا کہ تم نے یہ قتل کیوں کیا،ہمیں بتاتے آئندہ احتیاط کرنا ورنہ سزا ملے گی ،ہم موجود ہیں ہم خود اسے سزا دے دیتے،اسے پکڑ کر لے آتے۔۔۔۔اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ امت جناب رسالت مآب ﷺ کی امت ہے آپ آخری پیغمبر ہیں،آپ کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا لہٰذا ذات رسالت مآب ﷺ کے پیغام،کلام کی حفاظت ہی نہیں آپ کی حرمت،عزت کی حفاظت بھی قیامت تک فرض ہے۔اسلام نے لوگوں کو توہین کے مجرم کو مارنے کا حکم نہیں دیا لیکن اگر کوئی صاحب ایمان اس فریضہ کی ادائیگی میں عشق رسول ﷺ کے جذبے کے تحت کسی شاتم رسول کو قتل کر دیتا ہے تو امت کا اجماع اس عاشق رسول کی زندگی کی حفاظت کرتا ہے اگر عاشق رسول کی زندگی محفوظ نہیں ہے تو اس زمین پر عشق رسول کے تمام علمی عملی ماخذات بھی خطرے ہیں ہیں۔جب یہ سب خطرے ہیں ہیں تو اس امت کا ایمان بھی خطرے میں ہے۔

مشال کو مارنے والے اسکے قریبی دوست عمران علی نے عدالت کے سامنے بیان دیا کہ مشال، مذہب، رسالت، اسلام سب کی توہین کرتا تھا ،اس سے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔واقعے والے دن یونیورسٹی میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ،طلباء اور یونیورسٹی کے عملہ کی ایک ہی آواز تھی گستاخ رسول کی ایک سزا،سرتن سے جدا ۔سرتن سے جدا___جس پر میرا ایمان ہے اس پر لبیک کہتے ہوئے میں اسکی تلاش میں نکلا میں نے اسے مارا بعد میں حالات یہ تھے کہ ہر بندے نے اسے مارا (جنگ کراچی ۳۰ اپریل ۲۰۱۷) دوسرے اخبارات میں یہ جملہ بھی آیا ہے کہ اگر میرا باپ بھی رسالت مآب کی توہین کرتا تو میں اسے بھی قتل کر دیتا___عمران علی ان تمام علماء پر بازی لے گیا جنہوں نے یہ نعرے تخلیق کئے تھے وہ خود اس تخلیق کے ایمانی نتائج کا بوجھ نہ اٹھا سکے ، ہر عقیدہ قربانی مانگتا ہے ،آپ قربانی دینے پر تیار نہیں۔آپ سے اچھا تو لبرل ازم کا سب سے بڑا فلسفی John Rawls اور،اس کا شارح Derben ہیں جنہوں نے لکھا کہ جو آزادی کے عقیدے، جمہوریت ،آئین، دستور کو نہیں مانتا اس کی عقلی دلیل مانگتا ہے اسے گولی مار کر جان سے ماردو،اسے اس طرح ختم کر دو جس طرح جنگوں اور جراثیم کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

لبرل ازم ہر شخص کو بکواس کرنے کی مکمل آزادی دیتا ہے

مگر اس بکواس پر مشتعل ہونے کی آزادی کسی کو نہیں دیتا

قرآن وسنت کے تمام احکام سب کو مشال خان واقعے پر یاد آ گئے لیکن قرآن وسنت کا کوئی حکم کسی کو افغانستان کے صوبے میں ہونے والی تازہ ترین ، بدترین دہشت گردی پر یاد نہیں آیا ہم نے ان عالم دین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ تمام حضرات کے سوالات اور اعتراضات غالب ڈسکورس کی غالب عقلیت Dominant Discourse کے پیدا کردہ سوالات ہیں آپ مغرب کے منہاج علمی، مغرب کے پیدا کردہ ڈسکورس میں کھڑے ہو کر تعقل محض Pure Reasoning کے ذریعے اسلامی علمیت، اسلامی منہاج اور اسلامی ڈسکورس کے بارے میں سوالات اٹھا رہے ہیں یہ طریقہ کار ہی بنیادی طور پر غلط ہے یہ Idea of incommensurability ہے۔ اصولی طور پر جب ایک ڈسکورس یعنی اسلام غالب ہی نہیں ہے اس مغلوب ڈسکورس کی حرکیات، احکامات پر غالب ڈسکورس کی روشنی میں سوال اٹھانا ہی غلط ہے وہ ڈسکورس جب موجود ہی نہیں کسی ریاست میں علماً اور عملاً نافذ العمل ہی نہیں اس پر اعتراضات کرنا بھی غیر علمی رویہ ہے۔

دو مختلف مناہج و ڈسکورس کو ملایا نہیں جا سکتا یہ تو اصطفائیت اور انتخابیت [Eclecticism] ہے جسے فلسفے کی دنیا میں کمزور ترین فلسفہ سمجھا جاتا ہے۔ خطبات اقبال اسی اصطفائیت کا شاہکار ہے اسی لیے فلسفے کی دنیا میں اس کتاب کی کوئی اہمیت نہیں کوئی فلسفی اس کتاب کا حوالہ فلسفے کے مباحث کے سلسلے میں نہیں دیتا۔ خود علامہ اقبال مرحوم نے جو سچے عاشق رسول تھے اپنی زندگی میں اس کتاب کے تمام مباحث سے رجوع کر لیا تھا لیکن آج بھی تمام لبرلز اسی کتاب کے خطبہ اجتہاد کا حوالہ دے رہے ہیں تفصیلات کے لیے امام غلام محمد میارا بزم بر ساحل که آنجاامالی غلام محمد پر اقبال اکادمی اور ساحل کے مباحث اور سہیل عمر کی کتاب ''خطبات اقبال نئے تناظر میں'' ملاحظہ کیجیے۔ آپ اسلام اور مغرب کے دو متضاد مخالف مناہج کو مخلوط نہیں کر سکتے یہ طریقہ کار غلط ہے۔

رچرڈ رارٹی نے لکھا امریکہ نے جرائم کیے ہیں مگر ہم نے اپنے آپ کو معاف کر دیا ہے

ہم نے حضرت سے عرض کیا اگر آپ حضرات اسلامی علمیت، اسلامی تہذیب و تاریخ میں کھڑے ہوتے تو کبھی یہ سوالات اٹھا ہی نہیں سکتے تھے۔ آپ نے اسلامی شریعت، اجماع امت، اسلامی تاریخ میں توہین رسالت کے واقعات کو اسلامی علمیت کی روشنی میں دیکھنے، پڑھنے، جانچنے، پرکھنے کی کوشش ہی نہیں کی، آپ نے میڈیا اور لبرل ازم کے زیر تسلط آزادی کے عقیدے کے منہاج اور ڈسکورس میں کھڑے ہو کر غامدی صاحب کی طرح توہین رسالت کے اس واقعے پر سوالات اٹھا رہے ہیں جو بالکل باطل اور فاسد طریقہ کار ہے۔ اسلام تو مغرب کے عقیدہ آزادی کو تسلیم ہی نہیں کرتا اسلام میں صرف بندگی، عبدیت اللہ کی غلامی کا عقیدہ پایا جاتا ہے، آزادی کا عقیدہ تو انسان کو خدا کے مقام پر فائز کرتا ہے اسی لئے رچرڈ رارٹی نے اپنی کتاب Achieving our Country میں نہایت بے شرمی سے لکھا ہے کہ

وہ لوگ جو امریکہ کی خونی تاریخ پر شرمندہ ہیں ماضی میں اس کے جبر ظلم بھیمیت درندگی پر شرم سار ہیں ان کو شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہم نے غلطیاں کی ہیں لیکن ہم نے اپنے آپ کو معاف کر دیا ہے ۔امریکہ اپنی خدائی کا اعلان کر رہا ہے اور آزادی کا عقیدہ ہر فرد کو خدائی کے مرتبے پر فائز کر رہا ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ تعقل غالب کے تسلط نے آپ کے سوچنے، سمجھنے کے پیمانے تک غیر شعوری طور پر تبدیل کر دئے ہیں۔ آپ اسی طرح سوچ رہے ہیں جس طرح مغرب سوچ رہا ہے______ آپ نے مغرب کے تخلیق کردہ پیمانوں کو اختیار کر لیا ہے ان پیمانوں پر آپ کو اسلام، اسلامی علمیت، عشق رسول ﷺ اور توہین رسالت پر لوگوں کا اشتعال غیر فطری، غیر عقلی، غیر منطقی نظر آ رہا ہے ظاہر ہے مغرب کے منہاج، ڈسکورس کے تناظر میں تو یہ نتائج بالکل درست ہیں مگر اسلامی علمیت اور اجماع امت کی روشنی میں آپ حضرات کے نتائج سو فیصد غلط ہیں۔ مغرب کو پڑھتے پڑھتے، مغرب پر تنقید کرتے کرتے آپ حضرات خود مغرب کے رنگ میں رنگے جا چکے ہیں۔ نطشے نے بالکل درست کہا تھا کہ بھوت سے لڑنے والے، بھوت سے لڑتے لڑتے آخر کار خود ہی بھوت میں تبدیل ہو

جاتے ہیں۔ یہ مغرب کے غلبے کی طاقت ہے۔

"The who fights with monsters might take care lest the thereby become a monster. And if you gaze for long into an abyss, the abyss gazes also into you" Nietzsche, Friedrich

امریکہ ڈرون حملوں کی ویڈیو فلم کیوں جاری نہیں کر رہا؟

ڈرون حملے کی فلم بنانے والوں کو کیوں قتل کر دیتے ہیں

ہم نے حضرت والا سے چند سوالات کئے:

(۱) کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ امریکہ ڈرون حملوں کی فلم کیوں جاری نہیں کرتا ؟ کیا آپ نے کبھی ڈرون حملوں کے بعد کسی بستی میں لگنے والی آگ، پھیلنے والی تباہی و بربادی کی کوئی ویڈیو فلم دیکھی ہے؟ جواب ملا کوئی ویڈیو نہیں دیکھی______ ہم نے عرض کیا امریکہ کیوں فلم جاری نہیں کرتا صرف فلم ہی جاری نہیں کرتا بلکہ ڈرون حملے کے وقت کوئی شخص رپورٹر کیمرہ موبائل اگر اس دہشت گردی کی فلم بنانے کی کوشش کرے تو اسے قتل کر دیتا ہے آخر کیوں؟______ اسی لئے کہ اگر اس حملے کی فلم بن گئی اور آپ نے دیکھ لی تو آپ جیسے لوگ فوراً امریکہ کی مذمت شروع کر دیں گے اور اگر فلم جاری نہیں ہوگی تو بڑے سے بڑی دہشت گردی پر بھی آپ جیسے لوگ چپ رہیں گے۔ آپ کو اس کا اندازہ ہی نہیں ہوگا۔ اور اندازہ ہو بھی جائے تو میڈیا پر کچھ نشر نہیں ہوگا لہٰذا جب ویڈیو فلم ہی نہیں ہوگی تو کسی قسم کا کوئی ردعمل غصہ اشتعال سرے سے پیدا ہی نہیں ہوگا۔

(۲) ہم نے پوچھا افغانستان میں امریکہ نے آپریشن فریڈم کے نام سے جو جنگ مسلط کی، نو دس سال تک اس نے کسی مرنے والے امریکی سپاہی کی لاش کی تصویر کیوں جاری نہیں کی۔ امریکی سپاہیوں کی رسم تجہیز و تکفین و تدفین کی کوئی ویڈیو جاری نہیں ہونے دی۔ سپاہیوں کے اہل خانہ، بیوی، بچوں کے آہ و بکا کی کوئی ویڈیو نہیں بننے دی۔ آخر کیوں؟

انہوں نے کہا نہیں ہم اس بات سے واقف نہیں راقم نے عرض کیا اسے معلوم تھا کہ امریکی عوام اس جنگ کے خاتمے کا مطالبہ کریں گے اور سپاہی لڑنے مرنے سے انکار کر دیں گے کہ یہ کونسی آزادی کی جنگ ہے جس کے نتیجے میں ہمارے باپ، بھائی، ابو، بیٹے کی آزادی ختم ہو رہی ہے کیونکہ مغرب کا عقیدہ آزادی ہی مغرب سے قوم پرستی کا خاتمہ کر رہا ہے۔ لوگ زندگی سے آزادی سے، لذت سے، افادیت پرستی سے اور صرف اپنے آپ سے محبت کرنے لگے ہیں انکے لئے انکے سوا سب others ہیں اور فرانسیسی مفکر سارتر کے الفاظ ہیں جو other ہیں وہ جہنم میں جائیں مجھے ان سے کیا غرض۔ لہٰذا کوئی اپنی آزادی قربان کر کے آزادی کے عقیدے کی جنگ لڑنا نہیں چاہتا۔ امریکہ اور فرانس کی فوج میں غیر ملکیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، فرانس کی فوج میں ۲۵ فیصد غیر ملکی ہیں ۔ سانڈل کی کتاب Justice پڑھ لیجیے۔ قوم پرستی ختم ہو گئی ہے لہٰذا تمام قومیں اپنی شہریت ڈالروں کے عوض فروخت کر رہی ہیں آپ ایک رات میں کسی بھی ملک کی شہریت خرید سکتے ہیں تفصیلات Justice میں پڑھ لیجیے مساوات کا دعویٰ کرنے والے مغرب کی قومی سرحدیں تمام انسانوں کے لیے بند ہیں لیکن صرف ان انسانوں کے لیے کھلی ہیں جو سرمایہ دار ہیں سرمایہ عالمی ہے اس کا کوئی مذہب نسل شناخت زبان رنگ نہیں ہے آپ اگر سرمایہ دار ہیں تو دنیا کا ہر ملک حتیٰ کہ امریکہ بھی دو گھنٹے میں آپ کو اپنی شہریت دے دے گا UNO کے منشور انسانی حقوق میں آزادی اور مساوات کا عقیدہ شامل ہے لیکن اگر آزادی اور مساوات جدید عقیدے ہیں تو قومی سرحدیں کیوں قائم ہیں اور قومی سرحدیں صرف غریبوں کے لئے کیوں بند ہیں امیروں کے لیے کیوں بند نہیں؟

انہی معنوں میں عصر حاضر کا خدا سرمایہ ہے جدیدیت اور جمہوریت آزادی کا مطلب سرمایہ ہی بتاتی ہے۔ جدید مغربی فلسفے اور انسانی حقوق کے منشور میں آخرت، خدا، جنت وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں۔ اس فلسفے میں یہ دنیا ہی ابدی Eternal ہے تو ایک امریکی سپاہی اپنی جان قوم پرستی کے لئے کیوں دے اور کیوں اپنی آزادی کو قربان کر دے۔ امریکہ دنیا بھر میں آزادی کا علمبردار ہے وہ آزادی اظہار رائے، آزادی صحافت کا بھی علمبردار ہے مگر اس نے افغانستان

کے آپریشن فریڈم میں ــــــ تصویر، فلم کی فریڈم پر پابندی لگادی ــــ بہت سے لوگوں نے اس پر یہ اعتراض کیا تھا کہ امریکہ خود آزادی کے اصول کا انکار کر رہا ہے حالانکہ امریکہ آزادی کے اصول کا انکار نہیں کر رہا تھا وہ مستقبل میں آزادی کے دائرے میں اضافے کے لئے عارضی طور پر تصویر اور فلم کی آزادی چھین رہا تھا کیونکہ یہ آزادی امریکہ کے آپریشن فریڈم پر براہ راست اثر انداز ہوتی اور ویت نام جنگ کی طرح امریکہ میں افغانستان کے خلاف جنگ کے خلاف شدید مزاحمت کھڑی ہو جاتی ۔فوج بغاوت کر دیتی، رائے عامہ امریکی حکومت کے فیصلے کے خلاف احتجاج کرتی لہذا آزادی کے تحفظ، آزادی میں اضافے کے لئے فلم، تصویر، ویڈیو فلم کی آزادی چھین لی گئی ۔ہم نے عالم دین سے عرض کیا حضرت والا آپ نے کبھی ان پہلوؤں پر غور فرمایا تو کہنے لگے ہرگز نہیں ۔ہم نے عرض کیا حضرت عمرؓ نے اسی لئے فرمایا تھا کہ وہ شخص دین کی کڑیاں بکھیر دے گا جو جاہلیت کی حقیقت سے واقف نہ ہو ۔اگر آپ ان تمام مباحث سے واقف نہ تھے اگر آپ کو میڈیا کی مابعد الطبیعات کا علم نہ تھا اگر آپ کو فریڈم کے عقیدے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا تو آپ چپ رہتے، توقف اختیار کرتے یا کہہ دیتے لاادری آپ نے فتویٰ دے کر مضمون لکھ کر آزادی کے کافرانہ عقیدے کو مضبوط کیا اور اسلامی علمیت کا مقدمہ کمزور کر دیا۔

فلم اور تصویر افسانے کو حقیقت اور حقیقت کو افسانہ بنا دیتی ہے

تصویر کلیت میں سے ایک جزو کو محفوظ کر کے کلیت کو باطل کر دیتی ہے

(۳) ہم نے سوال کیا کہ ایمانداری سے بتایئے کہ اگر یہ ویڈیو فلم جاری نہ ہوتی تو آپ کے وہی تاثرات، جذبات اور تعصّبات ہوتے جو آپ کے بیان اور مضمون میں چھلک پڑے؟ انہوں نے فرمایا کہ ویڈیو فلم نہ ہوتی تو ہمارے جذبات یقیناً بالکل مختلف ہوتے بلکہ وہی جذبات ہوتے جو عاشق رسول حضرت ممتاز قادری کی شہادت پر تھے راقم نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ

یونانی فلسفی افلاطون اپنے مکالمے Republic میں کہتا ہے کہ میں اپنی ریاست سے تمام آرٹسٹوں، مصوروں کو نکال دوں گا کیونکہ یہ Third order reality تخلیق کرتے ہیں ۔حقیقت یہی ہے کہ تصویر جو کچھ منظر کھینچتی ہے اگر آپ حقیقت میں خود وہ منظر دیکھیں تو وہ اتنا خوبصورت نہیں ہوگا جتنا تصویر میں نظر آ رہا ہے ۔بعض چہرے Photogenic ہوتے ہیں یعنی وہ تصویر میں نہایت خوبصورت نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں وہ خوبصورت نہیں ہوتے ۔تصویر افسانے کو حقیقت بنا دیتی ہے اور حقیقت کو افسانہ بنا دیتی ہے ۔تصویر کلیت Totality کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کلیت کے ایک جزو (one part) کا بھی جزوی بیان ہے۔

تصویر کسی حقیقت کو بیان نہیں کرتی مگر حقیقت کے ایک جزو کو محفوظ کر کے حقیقت کو مسخ کر دیتی ہے اس لیے میڈیا سے نشر ہونے والا علم ۔علم نہیں رہتا جہل میں تبدیل ہو جاتا ہے کیوں کہ میڈیا ترسیل کا ذریعہ ہے تحصیل علم کا ذریعہ نہیں میڈیا آپ کے صرف دو حواس کو مخاطب کرتا ہے آپ کی کلیت آپ کے پورے وجود کو مخاطب نہیں کرتا۔ کسی وجود کو کلیت [Totality] میں مخاطب کرنے کے لیے کوئی وجود ضروری ہے پیغمبر اسی لیے لوگوں کو براہ راست دعوت دیتے ہیں یا اپنے خط اور خط کے ساتھ اپنے نمائندے یعنی ایک زندہ وجود کو بھیجتے تھے تاکہ پیغام صاحب پیغام کے نمائندے کے ذریعے ایک وجود کے ذریعے منتقل ہو۔

لہٰذا قیصر و کسریٰ کے دربار میں جب صحابہ رسالت مآب کا خط لے کر گئے تو صرف خط نہیں رسالت مآب کے تربیت یافتہ لوگوں کی تہذیب عقلیت علمیت ثقافت تاریخ اور روحانیت ۔سب کو اپنے وجود میں سمو کر لے گئے تھے وہ اس کے دربار میں داخل ہوئے تو اس دربار کی شان و شوکت سے ذرہ بھر مرعوب نہیں ہوئے وہ اپنے نیزے دبیز قالین میں گاڑتے ہوئے گئے اور مسند شہنشاہ پر چڑھ کر بادشاہ کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے ۔ یہ سب کام تصویر اور فلم سے نہیں ہو سکتے وجود کا جو اثر ہوتا ہے وہ دوسرا وجود ہی جانتا ہے ۔کوئی سائنسی تکنیکی ذریعہ Medium یا میڈیا Media یا تصویر یا فلم کسی حقیقت کے وجود یا کسی وجود کا متبادل نہیں ہو سکتے اس بات کو آپ اس طرح سمجھیے کہ اگر کوئی شیر آپ کے ارد گرد دھاڑ رہا ہوں تو اس کی دھاڑ سن کر بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو جائے گا کیوں کہ

شیر کا زندہ وجود آپ کے پورے وجود سے ہم کلام ہے آپ کی کلیت پر اثر انداز ہو رہا ہے لیکن اسی شیر کی دھاڑ کو ڈسکوری چینل پر منتقل کر دیا جائے اور اس کی دھاڑ اس چینل سے سنی جائے TV پر شیر کو چھلانگ لگاتے دیکھا جائے تو آپ کے ذہن جسم قلب پر کسی قسم کا کوئی خوف اور اثر نہیں ہوگا ایک حقیقت جب میڈیا سے نشر ہوتی ہے تو وہ حقیقت نہیں رہتی وہ کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔

تصویر کسی Process کے کسی خاص واقعے ،منظر، event کا بیان ہے لہذا یہ اس پورے Process کو مسخ کر سکتی ہے جس طرح H2O آکسیجن اور ہائیڈروجن اپنی کلیت میں ہوں تو آگ پانی بن جاتا ہے لیکن اگر ہائیڈروجن گیس کو آکسیجن سے الگ کر دیا جائے تو وہ آگ لگا دیتی ہے اسی طرح NACl نمک، سوڈیم کلورائیڈ میں کلورین زہر ہے جو کوئی اسے کھالے تو مر جائے گا لیکن یہی کلورین جب سوڈیم کے ساتھ مل جاتی ہے تو اسکا زہر ختم ہو جاتا ہے جب ہم تصویر کھینچ لیتے ہیں، کسی واقعے کی فلم بنا لیتے ہیں تو ہم اس پورے process کو نظر انداز کر کے اسکے کل کے کسی جزوی جزو کے بھی کسی بہت چھوٹے سے جزوی حصے کی عکاسی ،نقاشی کرتے ہیں جس کے نتیجے میں حقیقت التباس Blure کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ جزوی حقیقت۔ جو کیمرے اور فلم کی آنکھ نے محفوظ کی ہائیڈروجن کی طرح آگ لگا سکتی ہے اور کلورائیڈ کی طرح سب کو ہلاک کر سکتی ہے مثال کی فلم کے حوالے سے بھی یہی ہوا ہے۔

<u>تصویر اصل حقیقت کو ضائع کر دیتی اور کسی خاص جز کو نمایاں کرتی ہے</u>

تمام روایتی الہامی تہذیبوں میں تصویر کو حرام قرار دیا گیا

تمام روایتی ،الہامی تہذیبوں میں تصویروں کو اسی لئے حرام قرار دیا گیا لہذا ان تہذیبوں میں علم تصویر سے نہیں عموماً اور اکثر روایت Oral) (Tradition سے، تحریر Writing سے منتقل ہوتا ہے الہامی تہذیبوں کے لیے زبانی روایت سب سے اہم ہوتی ہے آخری نبی رسالت مآب امی تھے اس لیے کہ اصل علم علم آخرت ہے جو یہ علم نہیں رکھتا وہ عالم نہیں جاہل ہے اس لیے قرآن نے عاد ثمود فراعنہ مصر کو سائنس و ٹکنالوجی میں عظیم الشان کامیابیاں حاصل کرنے کے باوجود جاہلیت اور جاہلیہ کا شاہکار قرار دیا اور ان کی پوری تاریخ تہذیب علوم و فنون سب کو مسترد کر دیا انبیاء نے ان کی عمارات فنون سائنس و ٹکنالوجی کو تک محفوظ نہیں کیا نہ استعمال کیا کیوں کہ وہ عذاب رسیدہ بستیاں ہی نہیں عذاب رسیدہ فنون بھی تھے جن کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں تھی انبیاء کی قوموں نے عاد و ثمود کی عمارتوں میں نہ قیام کیا نہ ان قوموں کے علوم و فنون کی تاریخ کو محفوظ کیا مسلمانوں نے کبھی فراعنہ مصر کے آثار سے سیاحت کی صنعت کے ذریعے مال کمانے کی کوشش نہیں کی ان کو آثار عبرت کے طور پر باقی رکھا گیا تاکہ بتایا جائے کہ لافانی صرف اللہ ہے۔

جو فانی انسان اور جو تہذیب لافانی بننے کی کوشش کرتی ہے اس کے آثار مظاہر لافانی عمارات فنون کو محفوظ کر دیا جاتا ہے مگر اس قوم کو فانی بنا دیا جاتا ہے اللہ کی سنت یہی ہے۔

اندلس کے مسلمانوں کے ساتھ بھی اللہ نے اسی سنت کو اختیار کیا ان کے آثار باقی رکھے۔ مسلمان باقی نہ رہے اس دنیا میں انبیاء کی کوئی لافانی یادگار نہیں ان کی یادگاریں صرف دو ہیں خانہ کعبہ اور حجرہ نبوی اور رسالت مآب کے مکتوب جن پر مہر رسالت کا عکس نقش ہے لہٰذا اسلامی آرٹ خطاطی فن تعمیر پر لکھی گئی بے شمار کتابوں میں رسالت مآب کے خطوط، مہر نبوت، خانہ کعبہ اور حجرہ نبوی کو کبھی اسلامی تاریخ کے شاہکار کے طور پر نہیں پیش کیا جاتا ۔خود مسلمانوں کو ان آثار پر شرم آتی ہے کیوں کہ یہ جمالیات کے جدید معیارات پر پورے نہیں اترتے۔

حدیث آج بھی روایت اور سند کے ذریعہ منتقل ہو رہی ہے الاسانید من الدین ۔روایتی اسلامی مذہبی تہذیبوں میں سند سب سے اہم ہوتی ہے۔ تصویر اہم نہیں ہوتی لیکن تقریر، روایت اہم ہوتی ہے اس کے بعد تحریر اہم ہوتی ہے اگر تصویر اہم ہوتی تو قرآن مصور ہوتا اگر ابلاغ کا بہترین ذریعہ تصویر تھا تو اللہ تعالیٰ خود مصور قرآن نازل فرماتے لیکن اس ذریعہ ابلاغ کی آفتوں کو خالق ارض و سماء خوب جانتے تھے لہٰذا اس امت کی علمی روایت میں پندرہ سو سال تک تصویر کو ذریعہ ابلاغ کے طور پر استعمال کرنے کی کوئی روایت نہیں ملتی آج مغرب سے متاثر متجددین تصویر کے فوائد بتا رہے ہیں مگر وہ اس کے نقصانات سے ناواقف ہیں ہر چیز میں فائدہ ہوتا ہے شراب اور جوئے میں بھی نفع ہے مگر قرآن نے بتا دیا کہ اس کا گناہ یعنی اس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہے یعنی قرآن

نے شراب کا بیان کرتے ہوئے فائدے اور نقصان کا تقابل نہیں کیا بلکہ گناہ اور فائدے کا تقابل کیا ہے اصل چیز مادی نقصان نہیں اصل نقصان آخرت کا نقصان اور آخرت کا خسارہ ہے یعنی گناہ سے بچنا ہی اصل کام ہے۔

لہٰذا اسلامی علمیت میں خطاطی، علم اور عشق کے اظہار کا ذریعہ، وسیلہ رہی ہے۔ تصویر، مجسمہ، مصوری، کبھی علم و عشق کے اظہار کے وسیلوں کے طور پر اختیار نہیں کئے گئے___ امت کا ان امور پر اجماع ہے حیرت ہے کہ ہمارے جدیدیت پسند طبقات بلکہ متجدد علماء میں بھی افلاطون___ یونانی کی حرارت بھی نہیں جو اسلام کی آمد سے کئی سو سال پہلے تصویر کے حرام ہونے کا قائل تھا اور مصور کو اپنی ریاست میں برداشت کرنے پر تیار نہیں تھا اس نے اپنے چشم تصور اور چشم تخیل سے فن مصوری، سنگ تراشی مجسمہ سازی، کی آفتیں دیکھ لی تھیں___ عہد حاضر میں لبرل آرٹس اور فنون لطیفہ مصوری، موسیقی، رقص، مجسمہ سازی کی آفتیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود بعض متجدد علماء اس کے جواز کے فتوے دے رہے ہیں عوام ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ اگر یہ اتنے اچھے اور نیک پیشے اور فنون تھے تو انبیاء اور صحابہ (نعوذ باللہ) میں کوئی مصور، آرٹسٹ، فن کار کیوں پیدا نہیں ہوا اور اسلامی علمیت کی پندرہ سو سالہ تاریخ نے ان عظیم مصادر علمی پر کیوں قدغن عائد کر دی اور کسی خلافت امارت نے ان فنون کی سرپرستی کیوں نہیں کی؟۔ دنیا میں معتزلہ، مالکیوں، خوارج کے اباضی فرقے، اہل تشیع، زیدی شیعہ، فاطمیین مصر، صفویوں کی حکومت رہی مگر کسی نے تصویر اور فنون لطیفہ کی اسلام کاری کیوں نہیں کی حالانکہ ان میں بعض مکاتب فکر دین کی عقلی تعبیر اور پیغمبر باطن عقل کی عظمت کے بھی قائل تھے۔ اسے ماخذ دین بھی سمجھتے تھے اسکے باوجود وہ گمراہی کی اس سطح پر نہیں پہنچے جس سطح پر عہد حاضر کے متجدد دین پہنچ چکے ہیں۔

<u>تمام روایتی، الہامی تہذیبوں میں تصویر حرام رہی ہے</u>

یہودیت، عیسائیت، اسلام میں ڈرامے کی روایت موجود نہیں

یہودیت عیسائیت اور اسلام میں ڈرامے کی روایت سرے سے ناپید ہے جس پر سوشل سائنٹسٹ بہت حیران ہوتے ہیں کہ ان تہذیبوں کے لوگوں کا وقت کیسے گزرتا ہوگا؟ مذاہب عالم نے تصویر کو اپنی علمیت، روایت اور تہذیب وثقافت سے خارج کر کے خالص علم کی روایت کو مستحکم کیا جب الفاظ کی جگہ تصویر اور تقریر کی جگہ شبیہیں، چہرے اور جمالیاتی مناظر لے لیتے ہیں تو علم تحریف، تدلیس، کا شکار ہو کر وقار، حلم کی روایت سے الگ ہو جاتا ہے امریکہ میں صدارتی الیکشن میں کامیابی کا راز صرف صدر کا خوبصورت چہرہ [Photenic Face] ہے۔ اس موقف کی تفصیل جاننے کے لئے صدر بش کی کچن کیبنٹ کے رکن News Week اور Times کے سابق مدیر فرید زکریا کی کتاب The Future of Freedom کا امریکہ سے متعلق باب پڑھ لیجئے۔

افلاطون نے اپنے مکالمے جمہوریہ [Republic] میں کہا ہے کہ مصوروں کو اس کی ریاست سے نکال دیا جائے کیونکہ یہ حقیقت کی سب سے نچلی تیسری سطح [Third order Reality] کی عکاسی ونقاشی کرتے ہیں حیرت ہے کہ افلاطون کی ریاست میں مصوروں، آرٹسٹوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اور بعض جدیدیت پسند اسلامی تحریکیں، تصویر کو ایک ناگزیر معصیت [Unavoidable Evil] کے طور پر قبول کر چکی ہیں جو اجماع امت کے منافی طرز عمل ہے۔ اصلاً ہم سب مغرب کے مسلط کردہ میڈیا ڈسکورس سے خواہ مخواہ رعب میں آ گئے ہیں اس رعب سے نکلنے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ ہم اسلامی ڈسکورس پر کامل یقین رکھیں ہمیں امید ہے کہ مشال خان واقعے سے انہیں شریعت کے حکم اور تصویر کے حرام ہونے کے فتوے پر اجماع امت سے متعلق شرح صدر حاصل ہو گیا ہوگا۔ میڈیا استعمال کرنے والی تمام جماعتیں، میڈیا استعمال نہ کرنے والی جماعت (تبلیغی جماعت) جیسا بڑا تبلیغی اجتماع کیوں منعقد نہیں کر سکتیں؟ یہی استدلال میڈیا کے ڈسکورس سے باہر نکلنے کا جواز فراہم کرتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ علماء کو اپنے محراب، منبر، مسجد، مدرسے، وعظ ونصیحت، درس وتدریس پر اعتماد نہیں ہے وہ میڈیا کے ذریعے دین کا ابلاغ چاہتے ہیں میڈیا ایک غیر مقدس ذریعہ Profane Medium ہے اسکے ذریعے دین جب بھی بیان ہوگا اپنی تاریخ، پس منظر، تہذیب، ثقافت سے الگ ہو کر مجرد، ایک واقعے کے طور پر بیان ہوگا اور اپنی صداقت، روحانیت خود کھو دے گا۔ اس ذریعے سے نشر

ہونے والے علم کے بارے میں بعض اہم اشارات ہم پہلے ہی پیش کر چکے ہیں۔

Niel Postman نے اپنی کتاب Amusing ourselves to death کے دیباچے میں برقی ابلاغی ذرائع سے نشر ہونے والے علم کے بارے میں بہت اہم نکات بیان کیے ہیں جو علماء اور اسلامی تحریکوں کے لیے غور وفکر کا سامان مہیا کرتے ہیں

The shape of a man's body is largely irrelevant to the shape of his ideas when he is addressing a public in writing or on the radio or , for that mater, in smoke signals. But it is quite relevant on television.

For on television, discourse is conducted largely through visual imagery which is to say that television gives us a conversation in images, not words. The emergence of the image-manager in the political arena and the concomitant decline of the speech writer attest to the fact that television demands a different kind of content from other media. You cannot do political philosophy on television. Its form works against the content.

پوسٹ مین لکھ رہا ہے کہ آپ ٹی وی پر سیاسی فلسفہ بیان نہیں کر سکتے اس کا سانچہ ڈھانچہ کسی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے تعمیر نہیں کیا گیا میڈیا کی صورت [Form] سے نشر ہونے والے پیغام کی ماہیت، حقیقت جوہر اور مافیہ [Content] کو تبدیل کر دیتی ہے اس ذریعے سے آپ اگر حق بیان بھی کریں گے تو سننے والے کو وہ باطل محسوس ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہی میڈیا کے ذریعے کا کمال ہے۔ جس طرح منشور Prism میں سے جب روشنی گزرتی ہے تو وہ انعطاف نور کے باعث ٹیڑھی ہو جاتی ہے وہ روشنی نہیں رہتی سات رنگوں کی بہار دکھانے لگتی ہے، جمال کا ایک اعلیٰ نمونہ بن جاتی ہے میڈیا بھی یہی کرتا ہے، میڈیا کے منشور سے جب بھی کوئی حقیقت بیان ہوتی ہے تو وہ جمالیاتی تاثر کے ساتھ افسانہ بن جاتی ہے اور اگر افسانہ بیان ہوتا ہے تو وہ حقیقت بن جاتا ہے۔ مشال خان کے واقعے میں یہی ہوا جب مشال کی واقعے کی فلم کی ویڈیو بنی تو وہ فلم مشال کی موت کے تین سالہ پس منظر کے Process کو اپنا حصہ نہیں بنا سکی تھی جس کے نتیجے میں مشال کا قتل ہوا یہ Process گزشتہ تین سال سے جاری تھا اس کے آخری مرحلے میں تین ہزار طلباء کا غصہ، اشتعال بھی شامل تھا۔ فلم کی محدودیت [Limitation] اس تاریخ، تناظر پس منظر، کو اپنی زبان سے بیان کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتی۔ فلم نے اس حادثے کے صرف آخری حصے، اختتام End event کو دکھا کر پوری حقیقت کو مسخ Distort اور تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

میڈیا کی مابعد الطبیعیات سے مختلف مابعد الطبیعیات کا خیر جب اس میں سے گزرتا ہے تو وہ prism میں سے گزرنے والی سورج کی شعاع کی طرح خود بخود ٹیڑھا ہو جاتا ہے صراط مستقیم سے بھٹک جاتا ہے۔ اسی لیے ہم بار بار کہتے ہیں کہ صرف پیغام نہیں پیغام سے زیادہ وہ ذریعہ [Mean] اہم ہے جس کے ذریعے پیغام بھیجا جا رہا ہے کیونکہ ذریعہ خود پیغام ہے [The Medium is Message]۔ اس کا ثبوت شہید ممتاز قادری کی شہادت کے موقع پر دعوت اسلامی کے چینل کا طرز عمل ہے۔ ممتاز قادری، مولانا الیاس قادری کے مرید تھے ان کی وصیت تھی کہ قادری صاحب ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ وہ تشریف نہیں لائے۔ دعوت اسلامی کے چینل نے ممتاز قادری شہید کی شہادت کی خبر نشر نہیں کی، نہ ان پر کوئی پروگرام کیا۔ دلیل یہ تھی کہ چینل بند کر دیا جائے گا تو عشق رسول ﷺ کا ابلاغ کیسے ہوگا؟ عاشق رسول ﷺ کی شہادت کا اتنا بڑا سانحہ غیر اہم ہو گیا صرف چینل کا برقرار رہنا اہم ترین کام ہو گیا۔ جو چینل عاشق رسول ﷺ کی شہادت کے جلوس کو نہیں دکھا سکتا اس کے باقی نہ رہنے کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔ چینل جو عشق رسول ﷺ کا انقلاب لانے کے لئے کھولا گیا تھا عاشق رسول کی شہادت کے انقلاب کی خبر دینے سے بھی معذور تھا جو ذریعہ اس قدر کمزور، ڈرپوک اور بزدل ہو اس سے اسلامی انقلاب کیسے آ سکتا ہے۔ چینل نے انکو بدل دیا، ان کی سمت سفر بدل دی جو عشق رسول کے ذریعے دنیا بدلنے کے جہاد پر نکلے تھے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ذریعہ ٹی وی خود پیغام ہے جو آپ کے اصل پیغام کی راہ میں خود سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ مغرب میں بھی جو چینل چلائے جاتے ہیں ان پر اسلام کی صرف وہ تعلیمات پیش کی جا سکتی ہیں جو انسانی حقوق کے منشور سے ہم آہنگ ہوں۔ اس منشور سے متصادم قرآنی، دینی تعلیمات نشر کرنے پر آپ کا چینل ہی بند کر دیا جائے گا۔ ہمارے متجددین ان مباحث سے

واقف ہی نہیں وہ یورپین کورٹ آف ہیومن رائٹس کے فیصلے پڑھ لیں جو مذہبی آزادی سے متعلق ہیں سو سے زیادہ فیصلوں میں لکھا ہے کہ مغرب کے نزدیک مذہبی آزادی سے مراد صرف اور صرف وہ آزادی ہے جو انسانی حقوق کے منشور کے عین مطابق ہو اس کی روح، خلاصے، جوہر Freedom کے عقیدے کے خلاف نہ ہو ورنہ آپ کی مذہبی آزادی چھین لی جائے گی۔ یہ مطلق آزادی نہیں منشور انسانی حقوق کی چھتری تلے محدود آزادی [Limited Freedom under the umbrella of HR Decleration] ہے۔

نیل پوسٹ مین نے اپنی کتاب کے مقدمے میں الہامی تہذیبوں میں تصویر کی حرمت سے متعلق جو استدلال پیش کیا تمام متجددین کے لئے روشنی کے راستے مہیا کرتا ہے۔

This idea that there is a content called the news of the day- was entirely created by the telegraph (and since amplified by newer media) which made it possible to move decontextualized information over vast spaces at incredible speed. The news of the day is a figment of our technological imagination.

I found intimations of the idea that forms of media favor particular kinds of content and there fore are capable of taking command of a culture. I refer specifically to the Decalogue the second commandment of which prohibits the Israelites from making concrete images of anything. "Thou shalt not make unto thee any graven image, any likeness of any thing that is in heaven above or that is in the earth beneath or that is in the water beneath the earth" I wondered then as so many others have, as to why the God of these people would have included instructions on how they were to symbolized, or not symbolize, their experience. It is a strange injunction to include as part of an ethical system *unless its author assumed a connection between forms of human communication and the quality of a culture*. We may hazard a guess that a people who are being asked to embrace an abstract, universal deity would be rendered unfit to do so by the habit of drawing pictures or making statues or depicting their ideas in any concrete iconographic forms. The God of the Jews was to exist in the Word and through the Word, an unprecedented conception requiring the highest order of abstract thinking. Iconography thus became blasphemy so that a new kind of God could enter a culture. [Amusing Ourselves to death, Neil Postman, pg. 7 to 10]

علمائے کرام اور دینی تحریکوں کو درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ وہ میڈیا کے سحر سے باہر آسکیں جو ان کی رہی سہی علمیت، روحانیت، طاقت، قوت اور اثر کو مسلسل تہس نہس کر رہا ہے۔ وہ اس ڈسکورس کو ترک کر کے اسلامی ڈسکورس کو اختیار کریں جس کے ذریعے دنیا کے پانچ براعظموں تک اسلام کی دعوت پہنچی تب میڈیا، انفارمیشن ٹیکنالوجی موجود نہ تھی۔

Laws of Media: ،Understanding Media: The Extensions of Man کی کتاب Marshall McLuhan(۱)
Media Today: Mass Communication in a کی کتاب Joseph Turow(۲)،The New Science
The Digital Divide: Arguments for and کی کتاب Mark Bauerlein(۳)،Converging World
The Digital Divide: Facing a Crisis کی کتاب Benjamin M. Compaine(۴)،Against Facebook, ...
Digital Divide: Civic Engagement, Information کی کتاب Pippa Norris (۵)،Or Creating a Myth?
Digital Divide: Computers and کی کتاب David B. Bolt (۶)،Poverty, and the Internet Worldwide
Technology and Social Inclusion: کی کتاب Mark Warschauer (۷)،Our Children's Future
Virtual Inequality: Beyond the کی کتاب Karen Mossberger (۸)،Rethinking the Digital Divide

Digital Divide

(۹)EVGENY MOROZOV کی کتاب The Dark side of Internet Freedom بتاتی ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعے ریاست کا سانچہ کیسے مضبوط ہوتا ہے(۱۰) All to gether(۱۱) Sherry Trukle کی کتاب ALONE TOGETHER: why we expect more from TECHNOLOGYand less from each other

فیس بک کی آفتوں کے سلسلے میں ہم پہلے سمیع اللہ سعدی صاحب کے نام مکتوب میں ایک تفصیلی مضمون لکھ چکے ہیں۔اس کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔یہ مضمون سعدی صاحب سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(۴)ہم نے حضرت والا سے سوال کیا کہ ویڈیو کا جو اثر ہوا یا فلم کا جو اثر نفوس انسانی پر ہوتا ہے اس کے بارے میں آپ کی نظر سے کتابیں کیا گزری ہیں اور میڈیا کے اثرات پر آپ نے اس فن کے ماہرین کی تحقیقات دیکھی ہیں؟ تو انہوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کی ہم نے عرض کیا کہ

علماء نے غور ہی نہیں کیا کہ مشال خان کی وہ ویڈیو جو جاری ہوئی وہ Complete Information ہے یا Missinformation ہے یا Disinformation۔ میڈیا کے تمام ماہرین تسلیم کرتے ہیں کہ vedio impact خطرناک ہوتا ہے یہ عموماً counter productive ہوتا ہے یہ کسی واقعے،حادثے،سانحے کی سچی حقیقی مکمل ترجمانی نہیں کرتا یہ اس Process کی نہیں اس Process کے ایک خاص Event کے جزوی حصے (Partial part) کی نمائندگی کرتا ہے لہٰذا ویڈیو امپیکٹ Reality کو Representation میں تبدیل کرتا رہتا ہے اور آخر کار Representaion کو ہی وہ حقیقت Reality ثابت کردیتا ہے۔

میڈیا کا فوٹیج،تصویر،فلم حقیقت کی مکمل ترجمانی نہیں کرسکتی۔جو شے حقیقت کی مکمل ترجمان ہی نہیں ہے اس کی بنیاد پر رائے کیسے قائم کی جارہی ہے؟ بعض علماء نے مردان واقعے پر پہلے ہی دن۔ویڈیو دیکھتے ہی۔حتمی رائے کس اصول کے تحت قائم کی اس کے بارے میں بھی انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔یہ میڈیا کی جمالیات کا زہر ہے جو علماء تک میں اثر کرچکا ہے۔ہمارے بعض عجلت پسند علماء اگر Bill Mckibben کی کتاب The Age of Missing Information پڑھ لیتے تو اپنی زبان کو قابو میں رکھتے فوری اجتہاد نہ کرتے اور اسلامی علمیت اور تاریخ وتہذیب اور اجماع کو برا بھلا نہ کہتے۔علماء کرام Julie Anne Boudreau کی کتاب Public Space اور Urban Revoluation بھی پڑھ لیں تو شاید اس سے انہیں کچھ فائدہ ہو۔

(۵)ہم نے حضرت سے نہایت ادب سے پوچھا کہ اٹھارہویں صدی سے پہلے روایتی عسکری طریقوں اور اٹھارہویں صدی کے بعد کے جدید عسکری طریقوں،توپ خانہ،بم،ہوائی جہاز،بحری جہاز،بین البراعظمی میزائل،ڈرون حملے وغیرہ کے استعمال کے بعد قدیم اور جدید طریقہ جنگ میں فرق پر۔اور قدیم وجدید تشدد کی نوعیت ماہیت حقیقت پر آپ نے کچھ مطالعہ کیا ہے جدید تشدد کیا ہے اور روایتی معاشروں کا تشدد کیا تھا کیا قدیم تشدد بھیانک تھا یا جدید تشدد بھیانک ترین ہے؟ کیا آپ نے Max Weber کا فلسفہ پڑھا ہے جو بتاتا ہے کہ تشدد پر صرف اور صرف جدید ریاست کا اجارہ [Monopoly of violence] ہے۔جدید ریاست جو بھی تشدد کرے وہ ایک جائز قانونی کام ہے حضرت نے ان مباحث سے عدم واقفیت ظاہر فرمائی۔

مشال کا تشدد نظر آ گیا امریکی بم کا تشدد نظر نہیں آیا کیوں؟:

ہم نے حضرت کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کیا کہ ہمارے لوگوں کو یہ تک معلوم نہیں کہ روایتی مذہبی معاشروں کا تشدد subjective(موضوعی)ہوتا تھا Objective(معروضی)نہیں ہوتا لہٰذا وہ سب کو نظر آجاتا تھا مشال خان کا واقعہ اس کی مثال ہے یہ تشدد سب کو نظر آ گیا کیوں کہ اس کی فلم بھی بنائی گئی اگر فلم نہ بنائی جاتی تو یہ تشدد بھی اتنا شدید نظر نہ آتا۔مگر اسی دن افغانستان پر دنیا کی تاریخ کا سب سے وزنی بم پھینکا گیا جس کی

آواز چار ملکوں میں سنی گئی اس بم پھینکنے کے بعد کیا تباہی آئی اس کی کوئی تصویر فلم جان بوجھ کر جاری نہیں کی گی ۔ لہٰذا جدید تشدد کسی کو محسوس نہیں ہوا اسے نقاب پہنا دی گئی کسی نے اس پر نہ شور مچایا نہ احتجاج کیا نہ ہنگامہ کیا اگر اس تشدد کی فلم آ جاتی کہ صرف داعش کے چھبیس لوگوں کو قتل کرنے کے لیے سینکڑوں لوگوں کو قتل ہزاروں کو زخمی اور تمام علاقے کو تباہ و برباد کر دیا گیا خون میں لت پت لاشیں، جلے ہوئے گوشت کے ٹکڑے، جلتے ہوئے انسان، عروسی لباس میں چیختی چلاتی بھاگتی جلتی ہوئی دلہن ۔ جلے ہوئے کپڑے اتار کر بھاگتی ہوئی ننگی لڑکیاں، چیختے پکارتے خون میں نہاتے ہوئے معصوم بچے، جلتے اور مرتے بھیڑ بکریوں جانوروں کی ہولناک چیخ و پکار اگر مشال خان کی فلم کی طرف یوٹیوب پر نشر ہوتی تو لوگ مشال خان کے واقعے کو بھول جاتے اور کہتے کہ درندگی تو یہ ہے سفاکی کی تو انتہا یہی ہے اور یہ درندگی سفاکی بلا وجہ ہے اسی لیے علماء کو بھی صرف مشال والا واقعہ متشدد نظر آیا افغانستان پر امریکہ کا بم پھینکنا ایک عام واقعہ تھا جدید ٹکنالوجی حقیقت کو التباس Blure سے بدل دیتی ہے ۔ علماء نے بم پر کوئی بیان نہیں دیا امریکہ کے بارے میں وہ الفاظ ادا نہیں کیے جو مردان یونیورسٹی اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ادا کیے اس سے اندازہ کیجیے کہ ہماری رگوں میں لبرل ازم کا زہر میڈیا کی طاقت اس کی جمالیاتی قوت کے ذریعے ۔ کس حد تک سرایت کر چکا ہے ۔

روایتی قدیم تشدد اور جدید تشدد کا تقابلی مطالعہ

روایتی الہامی مذہبی تہذیبوں میں تشدد، سزا، تکلیف کسی خاص فرد یا خاص گروہ (Particular Person or group] تک محدود ہوتی تھی جنگ صرف محاربین [Combanant] کے خلاف لڑی جاتی تھی لہٰذا جو ہتھیار اوزار ایجاد ہوتے تھے ان کی تباہی محدود ہوتی تھی غیر محاربین [Non combatant] اس سے محفوظ رہتے تھے جنگیں شہر سے باہر غیر آباد جگہوں میں لڑی جاتی تھیں لہٰذا جدیدیت (ماڈرن ازم) سے پہلے تشدد موضوعی Subjective violence تھا تلوار تیر خنجر نیزے منجنیق کسی فرد یا عمارت کو نشانہ بنانے کے لیے تھے وہ غیر محارب آبادیوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے نہیں تھے اس ٹکنالوجی کا نشانہ صرف اور صرف فرد تھا جنگ صرف محاربین کے درمیان ہوتی تھی ۔ عموماً جنگ آبادیوں سے باہر خالی جگہوں پر ہوتی تھی ۔ قدیم جنگی ٹکنالوجی اشیاء کو نشانہ نہیں بناتی تھی ۔ لہٰذا قدیم تشدد ۔ عہد حاضر کے جدید انسان کو بہت بھیانک خوفناک لگتا ہے کیوں کہ اس میں تشدد کرنے والا اور سہنے والا آمنے سامنے ہوتے ہیں لیکن جدید ٹکنالوجیکل تشدد جو روایتی تشدد کے مقابلے میں کئی ہزار گنا بھیانک، بہیمانہ، جابرانہ اور نہایت سفاک ہے اپنی جمالیات، تکنیک، واردات کے ذریعے بہت پر امن بہت شریف اور بہت معصوم لگتا ہے ۔ جدید مغربی عسکری طریقے فرد Person Killing نہیں اشیاء عمارتوں، آبادیوں اور چیزوں کو مارتے ہیں یہ Thing Killing طریقہ جنگ ہے ۔ ایک میزائل سے سوڈان میں دواؤں کی فیکٹری تباہ کر دی گئی ۔ بہ ظاہر صرف شے Thing عمارت Building تباہ ہوتی ہے مگر اصلاً لاکھوں لوگ دوائیں نہ ملنے سے مر جائیں گے ہسپتال، پانی کے ذخائر، بجلی گھر، کھیت تباہ کر دیے جاتے ہیں لاکھوں لوگ بھوک، پیاس اور علاج نہ ہونے سے مر جاتے ہیں مگر اس کی ذمہ داری قاتل تہذیب پر عائد نہیں ہوتی اس نے انسانوں کو قتل نہیں کیا اس نے تو انسانوں کو بچانے کے لیے انسانیت کے فروغ کے لیے صرف اور صرف چیزوں اداروں عمارتوں کو تباہ کیا ہے اور انسان کو زندگی بخشی ہے ۔

جدیدیت ریاست کا تشدد چنگیز و ہلاکو سے زیادہ خطرناک و مہلک ہے

جدیدیت کی سفاکی خود کو ان طریقوں سے چھپا دیتی ہے ۔ روایتی معاشروں میں لوگ اپنی ضروریات زندگی کے خود ذمہ دار تھے وہ اپنے زور بازو سے اپنے لیے رزق اور زندگی کے وسائل خود پیدا کرتے تھے ۔ جدید ریاست نے لوگوں کی اس معاشی خود مختاری خود کفالتی زندگی کو تباہ و برباد کر کے ان کو اپنا غلام بنا لیا لہٰذا جب جدید طریقہ جنگ میں کسی ریاست پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں اس کے معاشی وسائل روک دے جاتے ہیں اس کے ادارے تباہ کر دیے جاتے ہیں تو لوگوں کے پاس موت قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا ۔ کیوں کہ لوگ ریاستی مدد اور ریاستی اداروں کے بغیر اپنا کوئی فریضہ انجام نہیں دے سکتے وہ ہر معاملے میں ریاست کے محتاج ہوتے ہیں لہٰذا جب بھی کسی ریاست پر UNO امریکہ یا کوئی طاقت ور ملک پابندی لگاتا ہے لاکھوں لوگ مر جاتے ہیں

جدید ریاستوں، UNO، NATO اور انسانی حقوق کے منشور کا تشدد چنگیز و ہلاکو خان سے زیادہ خطرناک تشدد ہے مگر یہ کسی کو نظر نہیں آتا کیوں کہ اس تشدد میں لوگوں کے سروں کے مینار نہیں بنائے جاتے اسے چھپا دیا جاتا ہے۔

۱۹۹۶ء میں شمالی کوریا میں قحط سے چھبیس لاکھ لوگ ہلاک ہو گئے مگر کسی کو اس حادثے کی خبر بھی نہیں ملی۔ غامدی صاحب مغرب کی متشدد ترین تہذیب کے مقابلے میں مردان کے واقعے سے اسلام، مسلمانوں، اسلامی تہذیب کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں تو یہ ان کی جہالت ہے اور کچھ نہیں۔ تاریخ یہ ہے کہ لبرل ازم جتنے سفاک قتل عام کرتا ہے دنیا کی کوئی تہذیب اتنے قتل عام نہیں کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی۔ کیوں کہ وہ انسان تھے وہ شریف لوگ تھے لہٰذا ان کی مابعدالطبیعیات صرف انہی اوزاروں کی تخلیق کا ذریعہ تھی جو فرد دشمن تھے اجتماعیت دشمن نہیں تھے جدیدیت کا پیدا کردہ تشدد New Violence پوشیدہ و مخفی ہے آپ ایک براعظم میں بیٹھ کر دوسرے براعظم میں میزائل سے قتل عام کر دیتے ہیں اس عمل میں اتنے لوگ اتنے ادارے شریک ہوتے ہیں کہ قاتل کی ذمہ داری کا تعین ہی نہیں ہوتا۔ فاصلہ ہونے کی وجہ سے اس قتال میں حصہ لینے والا انسانوں کو قتل کرتے ہوئے کوئی دکھ افسوس ملامت تک محسوس نہیں کرتا لہٰذا جدید جنگ انسانی جذبات، احساسات رویوں سے لاتعلق کر دی گئی تاکہ اس جنگ کو سفاکی کی اعلیٰ ترین حدوں تک پہنچا دیا جائے چونکہ اس سفاکی کو کوئی انسان برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا اس عمل سے انسان کو بے دخل کر دیا گیا تاکہ اس کا ضمیر اس کا تجربہ ویت نام جنگ کی طرح بغاوت پر آمادہ نہ کر دیا فغانستان عراق میں زمینی جنگ لڑنے والے تمام امریکی فوجی بدترین نفسیاتی مریض بن چکے ہیں ان کے انٹرویوز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معصوم لوگوں کو قتل کر کے اپنے ضمیر کو نہایت شرمسار محسوس کرتے ہیں۔ قدیم طریقہ جنگ میں جنگ خون تشدد کے اثرات انسانوں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتے تھے۔ وہ انسان کو کم از کم اپنی نظروں میں حقیر، کمتر، ذلیل، ظالم، خونی ثابت کرتے تھے لوگ اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے زندگی بسر کرتے، قدیم جنگی طریقے لوگوں میں ضمیر، ایمان، اور صداقت کے دیے روشن رکھتے تھے، جدید طریقہ جنگ، صداقت، سچائی کا سب سے پہلے خون کرتی ہے، اسے سچائی کی ضرورت نہیں وہ میڈیا کے جھوٹ اور میڈیا سے پیدا کردہ Third order Reality کے سائے میں اپنی زندگی بسر کر دیتی ہے۔

<u>لبرل ازم نے اپنے بدترین تشدد کو بھی جمالیاتی رنگ دے دیا ہے</u>

لبرل ازم کا کمال یہ ہے کہ اس نے تشدد، دہشت گردی انسانیت دشمنی کو جمالیاتی رنگ دے دیا لہٰذا اس کے جمال کی رنگینی تشدد کی سنگینی کی طرف لوگوں کو متوجہ نہیں ہونے دیتی۔ ترقی کو ایک عقیدے کے طور پر قبول کرنے کے بعد ترقی بھی جمالیاتی ہو گئی حالانکہ اس ترقی کے نتیجے میں روزانہ ہزاروں لوگ ہلاک ہوتے ہیں ہزاروں لوگ زخمی ہوتے ہیں اور ہزاروں لوگ عمر بھر کے لیے معذور ہو جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ جمالیاتی تشدد جو ترقی کا نتیجہ ہے کسی کو تشدد ہی محسوس نہیں ہوتا فضائی آلودگی، آلودہ پانی، صنعتوں کے فضلے، صنعتی کاموں میں روزانہ کتنے لوگ مر رہے ہیں زخمی ہو رہے ہیں انٹرنیٹ اور New left میں اس سلسلے کے اعداد و شمار پڑھ لیجیے آپ حیران رہ جائیں گے مگر جدید تشدد کو کوئی تشدد ہی نہیں سمجھتا صرف مشال خان پر حملے کا واقعہ ہی تشدد کہلاتا ہے۔ غالب مسلط نظام زندگی جسے تشدد کہہ دے ظاہر ہے وہی تشدد سمجھا جائے گا یہ میڈیا اور سرمایہ دارانہ نظام کی طاقت ہے جس سے ہم ناواقف ہیں۔

جدید تشدد کی جمالیات کے چند مظاہرے دیکھیے جاپانیوں نے اپنے ظلم سے اتنے چینیوں کو ہلاک نہیں کیا جتنے چینی خود چین کے رہنما ماؤزے تنگ کے مظالم، غلط فیصلوں اور ترقی یافتہ منصوبوں کی وجہ سے قحط، بھوک، بے روزگاری، جبری منتقلی کے ذریعے ہلاک ہو گئے ان کی تعداد لاکھوں میں ہے مگر کوئی چینی اسے تشدد بربریت ظلم تسلیم نہیں کرے گا لیکن جاپان کے ہاتھوں چند ہزار چینیوں کے قتل کو قیامت تک بدترین جارحیت کے طور پر پیش کیا جاتا رہے گا۔

<u>دنیا میں سب سے بدترین تشدد اسکول جانے والے بچوں پر</u>

شرمین عبید چنائے کبھی بچوں پر تشدد کی فلم نہیں بنائے گی

شو بزنس کی صنعت میں عورت اور مرد کا میک اپ ایک بہیمانہ عمل ہے یہ Torture ہے یہ بدترین violence ہے کسی ڈرامے، فلم میں اداکاری کے لیے تین گھنٹے تک میک اپ کیا جاتا ہے پھر اسے اتارنے کے لیے مزید تین گھنٹے لگتے ہیں عورت مرد روزانہ یہ تکلیف Pain جبر Torture تشدد Violence برداشت کرتے ہیں کیوں کہ اس کا جمالیاتی پہلو اتنا دل فریب ہے کہ اس کی تکلیف خود رفع ہو جاتی ہے کوئی اسے ظلم تشدد نہیں کہتا۔

ہر گھر میں روزانہ بچوں پر شدید ظلم، تشدد، بہیمانہ سلوک ہوتا ہے انہیں جوتے، ٹھڈے، مکے، گھونسے، تھپڑ، لاتوں، ڈنڈوں سے مار مار کر۔ ان کا کچومر نکال کر بھرتا بنا کر سگے ماں باپ انہیں اسکول بھیجتے ہیں، ہر گھر سے صبح سویرے دل دوز چیخیں، رونے پیٹنے کی آوازیں آتی ہیں، ماں باپ، نیند سے مغلوب، بند آنکھوں والے معصوم بچوں، سوتے، منہ بسورتے، روتے، بلکتے نونہالوں کو بستروں سے کھینچ کھینچ کر، پکڑ پکڑ کر باہر نکالتے، مارتے پیٹتے اور جگا کر جبراً اسکول بھیجتے ہیں اس ظلم کی فلم کوئی NGO نہیں بناتی۔ شرمین عبید چنائے جو امن عالم کی سفیر ہے وہ بھی اپنے گھر، خاندان، اردگرد، بچوں پر ہونے والے اس تشدد جبر کی فلم کبھی نہیں بنائے گی۔ کیونکہ اس فلم پر کوئی آسکر ایوارڈ نہیں ملے گا یہ فلم لبرل ازم کے عقیدے، آزادی بذریعہ تعلیم، بذریعہ سرمایہ داری کے جدید ڈسکورس کی بہیمیت، سفاکی، درندگی، وحشت واضح کر دے گی لہذا آپ کو یوٹیوب پر بھی دنیا میں اس ظلم کی کوئی ویڈیو فلم نہیں ملے گی اس ظلم کا شکار ہونے والے بچے اولاد بھی اس ظلم کی تصویر بنا کر یوٹیوب پر نہیں ڈالتے۔ کیونکہ کوئی بھی جدید انسان جو آزادی، ترقی کے عقیدے کو قبول کر چکا ہے اس ظلم کو ظلم ہی نہیں سمجھتا۔ آدمی جس عقیدے پر ایمان لاتا ہے اس عقیدے کی خاطر، عقیدے کا ظلم، جبر بھی خوشی سے برداشت کرتا ہے۔ جبر کو برداشت کرنے کے لئے فرد کی رضامندی اس کے عقیدے کا اظہار ہے لہذا آزادی کے عقیدے پر۔ مذہبی، غیر مذہبی سب لوگوں کا اس قدر ایمان ہے کہ کسی نے آج تک اپنے بچوں پر اپنے ہاتھوں روزانہ ہونے والے ظلم کی فلم بنا کر فیس بک پر Upload نہیں کی کیونکہ سب اس ظلم، جبر، تشدد کو آزادی کے لئے، سرمایہ کے لئے، معیار زندگی کے لئے، بچے کی دنیا بہترین بنانے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اسی طرح مذہب میں بھی جبر ہوتا ہے، مذہب بھی اپنے عقیدے، ایمان کا اظہار کرتا ہے۔ مردان یونیورسٹی کے تین ہزار طلباء نے اپنے عقیدے، ایمان کا اظہار کیا یہ مذہب کا جبر تھا۔ مگر یہ جبر بہت سے لوگوں کو پسند نہیں آتا حتی کہ بہت سے مذہبی لوگوں کو اور آپ جیسے علماء کو بھی پسند نہیں آیا کیوں کہ صرف مذہب کا جبر انسانی حقوق کے منشور کی روشنی میں سب کو جبر نظر آتا ہے مگر تعلیم کا جبر سرمایہ کا جبر کسی کو جبر نظر نہیں آتا چونکہ معاشرہ عملاً سیکولر ہو رہا ہے لہذا ان تین ہزار عاشقان رسول کے جذبہ ایمانی کی حمایت کے لئے کوئی کھڑے ہونے کی جرات نہ کر سکا۔ بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگا گئے، دل ڈول گئے، روح فنا ہو گئی، خون خشک ہو گیا۔ سرتن سے جدا۔ کا نعرہ تخلیق کرنے والے۔ اور عشق رسالت کے لیے نعتیں پڑھ کر جان دینے کا دعویٰ کرنے والے بڑے بڑے ٹی وی کے مفتی اور چینل کے عالم مشال کے مسئلے پر دس سطریں لکھنے کے قابل نہ رہے سب کے سب شرمندہ، خجل اور نہایت خوف زدہ تھے۔

جس جبر و ظلم کے ساتھ جمالیات اور ترقی ہو وہ قبول ہے

عصر حاضر میں مذہب کا ہر حکم سب کو جبر نظر آتا ہے مگر آزادی کا جبر کسی کو نظر نہیں آتا بچوں کو صبح صبح درندگی کے ساتھ اسکول بھیجنے کا جبر ترقی کی وجہ سے قابل قبول ہے یہ آزادی کے عقیدے کا جبر ہے۔ **اصول یہ معلوم ہوا کہ جس الخیر کے ساتھ۔ اور۔ جس الخیر کے لیے جبر نہ ہو سزا نہ ہو سختی نہ ہو تشدد نہ ہو وہ الخیر نہیں الحق نہیں بس ایک حرکت Activity ہے۔**

سیکولر تعلیم سرمایہ Capital کمانے کے لیے ضروری ہے اور سرمایہ سے ہی آزادی ملتی ہے کیوں کہ آزادی Freedom کی ٹھوس شکل صرف سرمایہ Capital ہی ہے سرمایہ اور آزادی ایک دوسرے کے براہ راست متناسب ہیں سرمایہ میں اضافے سے آزادی میں اضافہ ہوتا ہے سرمایہ میں کمی سے آزادی میں کمی ہوتی ہے۔ لہٰذا ماں باپ اپنے بچوں کو دنیا کے لیے بہترین مستقبل کے لیے۔ اچھی آمدنی کے لیے معیار زندگی میں مسلسل و مستقل اضافے کے لیے ڈنڈے کے زور پر انھیں اسکول

بھیجتے ہیں لیکن اگر یہی ڈنڈا صبح فجر کی نماز کے لیے چلایا جائے تو یہ بے غیرت میڈیا اس کے خلاف ہنگامہ کردے گا شرمین عبید چنائے نماز کے لیے روتے ہوئے اٹھنے والے بچوں کی فلم بنا کر آسکر ایوارڈ جیت لے گی NGO مظاہرے کریں گی معصوم بچے کو مذہب آنسو بہانے پر مجبور کر رہا ہے یہ کیسی انسانیت ہے یہ بچے پر ظلم ہے مگران بے شرم این جی اوز کو اسکول جبراً بھیجے جانے والے بچے کے آنسو، چیخیں، آہ و پکار کچھ نظر نہیں آئے گا کیوں کہ نماز الحق نہیں لہٰذا اس کے لیے ڈنڈے کا استعمال حرام ہے لہٰذا ہر وہ الحق جو جبر سے وابستہ نہیں ہے وہ الحق ہی نہیں ہے حق کی شناخت اور پہچان یہی ہے کہ اس کے ساتھ جبر ہوتا ہے مرتد کو اسی اصول کے تحت قتل کیا جاتا ہے۔

عورت گھر میں شوہر ساس کا کام کرے اور اس دوران اسے ڈانٹ ڈپٹ سننی پڑے تو یہ ظلم، عورت کی آزادی پر ڈاکہ، ان کی شخصیت پر جبر سمجھا جاتا ہے مگر یہی عورت جب ہسپتال میں نرس ہوٹل میں ویٹر ہوائی جہاز میں ایر ہوسٹس بن کر جاتی ہے اور اس سے صارفین clients جو کچھ کرتے ہیں اس پر یہ مسکراتی رہتی ہے برداشت کرتی ہے شکایت تک زبان پر نہیں لاتی لڑائی جھگڑا نہیں کرتی نوکری نہیں چھوڑتی یہ اس کے پیشے [Profession] اور پیسے [Capital] کی جمالیات ہے جس نے اسے اس درد دکھ تکلیف تشدد ظلم کو قابل برداشت بنالیا ہے یہ آزادی اور سرمایے کا جبر ہے یہ سب کو گوارا ہے مذہب کا جبر کسی کو گوارا نہیں مشال پر تشدد مذہب کے لیے ہوا یہ جائز تشدد ہے کیونکہ اسلام الحق ہے اور ذات رسالت مآب اس الحق کا ماخذ ہے جدیدیت، سیکولرازم اور جدید ریاست کے وجود کے بعد دنیا صرف آزادی اور ترقی کے عقیدوں پر ایمان لے آئی ہے۔

اب ہر ایک ترقی چاہتا ہے لہٰذا ترقی کی جمالیات تشدد کی بہیمیت پر غالب آجاتی ہے کوئی اس جبر ظلم کو جبر ظلم نہیں کہتا عہد حاضر جمالیات کا عہد ہے میڈیا کی جمالیات کے سحر میں بہت سی حقیقتیں بلکہ تلخ ترین حقیقتیں بھی اوجھل ہو جاتی ہیں یہی صورت حال Terror اور Violence کی ہے اس کا سحر سب کچھ چھپا دیتا ہے ڈرون حملے کی صرف اطلاع آتی ہے ایسا لگتا ہے جیسے بس یہ امن کا کوئی پیامبر جہاز ہے ڈرون بھی جمالیاتی منظر بن گیا ہے اور علم تحقیق، ترسیل تصویر، معلومات اور ابلاغ کی ایک بہت بڑی علامت کے طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے زندگی کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ڈرون طیارے کے ذریعے امن تقسیم ہو رہا ہے یہ عجیب امن ہے جو خون کے فواروں سے برآمد ہو رہا ہے۔

<u>لبرل ازم کا تشدد مشال واقعے کے مقابلے میں ہزاروں گنا بڑا تشدد ہے</u>

لبرل ازم کے تشدد کی تاریخ۔ حوالوں کی روشنی میں

لبرل ازم کے بارے میں عالم اسلام کا خیال یہی ہے کہ یہ بہت پر امن نظام زندگی ہے بہت سے اسلامی مفکرین اسلام اور لبرل ازم میں مماثلت، مشابہت ثابت کر رہے ہیں اور اسلامی علمیت اور لبرل اقدار میں اختلاف تضاد نظر نہیں آرہا مگر خود لبرل اپنی دہشت گردی کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس پر بہت کچھ لکھا گیا ہے ہم نے حضرت والا کی خدمت میں لبرل ازم کے تشدد بہیمیت کے واقعات اختصار سے پیش کیے اب اس گفتگو کو مصادر و ماخذات کے حوالوں سے مزین کر کے آئندہ سطور میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ آئندہ جب لبرل ازم کے حامی اسلام کو، اسلامی جہاد کو اور مشال خان کے واقعے کو ظلم تشدد دہشت گردی کے طور پر پیش کریں تو ہمارے قارئین لبرل ازم کی درندگی کے حوالے سے یہ تمام تاریخی واقعات اور شہادتیں ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اور تمام پاکستانی لبرلز کو لبرل ازم کا اصل چہرہ دکھا دیں

<u>مشال کا واقعہ تاریخ کی بدترین دہشت گردی ہے: غامدی</u>

لبرل ازم کی دہشت گردی سفا کی کا حضرت کو علم ہی نہیں

ہمارے غامدی صاحب نے عاصمہ چوہدری کو انٹرویو دیتے ہوئے مردان یونیورسٹی کے واقعے کو تاریخ انسانی کی سب سے بڑی دہشت گردی قرار دیا ہے اولاً یہ واقعہ دہشت گردی نہیں ثانیاً غامدی صاحب کو دہشت گردی کی اصطلاح کا جدید مطلب ہی نہیں معلوم۔وہ دہشت گردی پر ایک اہم کتاب Global Terrorism پڑھ لیں ان کو اپنی جاہلیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ثالثاً عشق رسول کو دہشت گردی کہنا ضلالت کے سوا کچھ نہیں رابعاً غامدی صاحب لبرل ازم، سیکولرازم، سوشلزم، نیشنل ازم، کمیونزم اور جدید عالمی استعمار امریکہ، فرانس، برطانیہ، چین، روس کی دہشت گردی کی تعریف سے واقف ہی نہیں اگر وہ یہ تاریخ پڑھ لیتے تو کبھی اسقدر جاہلانہ دعویٰ نہ کرتے۔لبرل ازم کا سب سے بڑا فلسفی جان رالس جس نے مرتے ہوئے لبرل ازم کو دوبارہ زندہ کیا خود دہشت گرد ہے اسکی کتاب اور Theory of JusticePolitical Liberalism پڑھ لیجئے۔

<u>لبرل ڈربن کہتا ہے جو آزادی جمہوریت کی دلیل مانگے اسے گولی ماردو:</u>

اس صدی کے سب سے بڑے سیاسی فلسفی John Rawls نے لبرل ازم کو زندہ کرنے کے لیے جتنی بھی دلیلیں دی ہیں وہ سب کی سب ایمانی دلیلیں ہیں ان میں کوئی عقلی دلیل نہیں ہے رالز کے تمام دعوے صرف مفروضات ہیں۔سوال یہ ہے کہ سرمایہ داری کے نظریہ لبرل ازم اور سرمایہ داری کے بنیادی عقیدوں، آزادی، مساوات، دستوری آئینی جمہوریت اور ترقی، پر ہم کیوں ایمان لائیں۔

جاوید غامدی امت کو لبرل ازم تمام عقیدوں پر ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں سوال یہ ہے کہ ان عقیدوں کی عقلیت [Rationality of Faith] ان عقائد کی عقلی توجیہہ کیا ہے تو اس سوال کا جواب دیتے ہوئے جان رالس کا شارح ڈربن اپنی کتاب "On Rawls & Political Liberalism" میں صاف صاف لکھتا ہے آئینی دستوری لبرل جمہوری روایات اور ریاست عہد جدید کا الحق اور الخیر [Suprem Good] ہے جس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں اگر کوئی جاہل شخص لبرل دستوری جمہوریت جیسے معیاری، مثالی نظام میں زندگی بسر کرنے کے فوائد اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تو میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ایسے جاہل کو کس طرح سمجھایا جائے۔اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ ایسے شخص کو گولی ماردی جائے ایسے احمق جاہل شخص کے ساتھ مکالمے کی ضرورت نہیں ان موضوعات پر کسی کو دلیل دینے کی ضرورت نہیں کیوں کہ جمہوریت آزادی مساوات دستوری ریاست کو ہم بدیہی حقیقت، نا قابل تردید سچائی، امر لازم taken for granted سمجھتے ہیں ایسی آفاقی حقیقتیں جن میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اس کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ڈربن لکھتا ہے:

What Rawls is saying is that there is in a constitutional liberal democracy a tradition of thought which it is our job to explore and see whether it can be made coherent and consistent... We are not arguing for such a society. We take forgranted that today only a fool would not want tolive in such a soceiety... If one cannot see the benefits of living in a liberal constitutional democracy, if one does not see the virtue of that .ideal, then I do not know how to convince him. Tobe perfectly blunt,sometimes I am asked,when I goaround speaking for Rawls, What do you say to an Adolf Hitler? the answer is [nothing]. You shoot him. You do not try to reason with him. Reason hasno bearing on this question. So I do not want to discuss it (Burton Derben on Rawls & Political Liberalism *in the cambridge companion to Rawls* [ed.S.R.,Freeman] UK: Cambridge University Press USA 2003 Page 328-329)

<u>لبرل ازم کے دشمنوں کو جراثیم کی طرح ختم کردیا جائے:John Rawls</u>

ممکن ہے غامدی صاحب فرمائیں کہ یہ جان رالز کے شارح ڈربن کا بیان ہے رالز کا نقطۂ نظر نہیں ہے مگر یہ بات بھی درست نہیں ہے خود رالز اپنی

کتاب Political Librealism میں یہی جارحانہ، متشددانہ، دہشت گردانہ نقطۂ نظر پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ لبرل ازم کے پیش کردہ آفاقی تصور عدل اور لبرل سرمایہ دارانہ معاشرے کی اقدار کے مخالفین و منکرین جو اس اعلیٰ ترین نظام زندگی کو تلپٹ کرنا چاہتے ہیں ان کو نہایت بے رحمی کے ساتھ پوری طاقت سے۔اس طرح کچل دینا چاہیے جس طرح جنگوں کو اور جراثیم کو ختم کر دیا جاتا ہے۔تا کہ یہ وحشی اور جنونی لبرل نظام عدل کو تہس نہس نہ کر سکیں۔

رالس کے الفاظ پڑھیے:

That there are doctrines that rejects one or more democratic freedom is itself a permanent fact of life, or seems so. This gives us the practical task of containing them__like war and disease __ so that they do not overturn political justice [John Rawls, Political Liberalism, New York : Columbia University Press, 2005, p.64]

مغربی تہذیب درندگی و بربریت کی تہذیب ہے:Enzo Traverso

میڈیا لبرل سیکولر نظام تعلیم کے بعد سرمایہ دارانہ جمہوری سیکولر، لبرل علمیت، انفرادیت، معاشرت، تہذیب کے غلبے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے یہ لبرل انفرادیت تعمیر [Construction of Libral Self] کرنے کا اہم ترین وسیلہ ہے۔میڈیا کے ذریعے لبرل ازم کے تمام مخالفین کو اس نظام میں ضم کر لیا جاتا ہے جو اس نظام میں ضم نہیں ہو سکتے ان کو یا تو اچھوت بنا دیا جاتا ہے یا ان کو ایک اقلیت کا درجہ دے دیا جاتا ہے اگر یہ اقلیت اس نظام کے لیے خطرہ بنے تو اس اقلیت کو نظام کے تحفظ کے لیے قتل بھی کر دیا جاتا ہے [Black Pathor Movment] کو امریکی حکومت نے ایک رات میں قتل کر کے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا تھا____ لبرل ازم اور اس کی جمہوریت زبردست بہیمیت، بربریت اور وحشت و دہشت گردی کے ذریعے دنیا پر مسلّط ہوئے آج لبرل ازم آپ کو جتنا شریف نظر آتا ہے اتنا شریف نہیں ہے اس کی پوری تاریخ دہشت گردی، بہیمیت، درندگی، ظلم و ستم کی تاریخ ہے اس کے چند حوالے اس مضمون میں موجود ہیں طلال اسد کی کتاب On Sucide bombing پڑھ لیجیے۔جان لاک نے سرخ ہندیوں کے قتل عام کا جو فلسفیانہ جواز پیش کیا تھا وہ بھی لبرل ازم کی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔لاک نے کہا تھا کہ یہ انسان نہیں بن سکتے یہ کسی ملکیت کے قائل نہیں لہٰذا ان کا مجبوراً خاتمہ ضروری ہے جو شخص سرمایہ جمع کرنے اور سرمایہ سے سرمایہ میں اضافہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو لبرل ازم کی نظر میں وہ انسان ہی نہیں ہے کیونکہ آزادی کا حصول سرمایہ کے بغیر ممکن نہیں اور آزادی کی ٹھوس شکل بس سرمایہ ہی تو ہے۔ہولوکاسٹ کے حوالے سے Enzo Trave so مغرب اور لبرل ازم کی بہیمیت کی کامل نمائندگی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ بہیمیت اور بربریت کوئی اتفاقی حادثہ یا مغرب کا اپنی تاریخ سے انحراف نہیں تھا بلکہ یہ واقعہ مغربی تہذیب کی مستند ترین تخلیق [Product] تھا۔دوسرے معنوں میں درندگی بربریت مغرب کی تہذیب کا خاص کارنامہ ہے۔

Holocaust was not abervation of History it was an authentic Product of Westren Civilization

اس بہیمیت کی ایک انتہائی شکل نمیبیا کے Herero گروہ کی ملک بدری اور قتل عام تھا جسے سیاسی فلسفی FriedrichRatzel کے فلسفے نے ممکن بنایا وہ کہتا تھا

Migration being Crucial to the Survival of Human Races

اسی فلسفی نے ایک اصطلاح Lebensraum تخلیق کی Herero کو ملک بدری کا حکم دے کر انھیں دور دراز پھینکا گیا عورتوں کے کیمپوں میں بھوک افلاس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ مردہ لوگوں کے سروں کی کھالوں کو چھیل کر اور اُبال کر کھا رہی تھیں۔غامدی صاحب بتائیں کہ اس درندگی پر وہ کیا فرماتے ہیں؟

مؤرخ Dennis Luaman نے لکھا ہے

Boiled & Scraped the skin off the heads of Heroero who had been Killed. Those skulls were then shipped off to Germany for museum displays and eugenics research.

فرانز فینوں[Frantz Fanon] نے اپنی کتابوں میں استعماری دہشت گردی اوراس کے مدمقابل مزاحمتی تحریکوں کی تاریخ پر بہت لکھا ہے اس کی اہم کتابیں درج ذیل ہیں

(1) Black Skin, White Masks
(2) A Dying colonialism
(3) The wretched of the Earth

وہ لکھتا ہے کہ استعمار کی مزاحمت کرتے کرتے غلام قوموں میں باہمی تشدد اور جنگ وجدال کا جذبہ بھی غیر معمولی حد تک قوی ہو جاتا ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ تمام یورپی استعماری قوتوں نے تشدد کے ذریعے ہی اپنا اقتدار قائم کیا کالونیل ازم کی تاریخ اس کا ثبوت ہے۔

غامدی صاحب نے حنا آرنیڈٹ Hannah Arendet کی کتاب The Origions of Totalitarianism نہیں پڑھی جس میں وہ بتاتی ہے کہ یوروپی استعماریت کو روح اور خوراک مہیا کرنے والی نسل پرستی پلٹ کر یوروپ میں بڑے پیمانے پر قتل عام[Genocide]، دہشت گردی اور یہودیوں کی بدترین نسل کشی کا سبب بنی ہاریرو Harero اور ناما[Nama] قبائل کے ایک لاکھ لوگوں کا قتل عام نسل پرستی کی بربریت کا معمولی ثبوت ہے۔

البرٹ میمی کی کتاب The Colonizer & the Colonized شمال افریقہ میں فرانسیسی استعمار کی دہشت گردی کی ہولناک کہانی سناتی ہے۔عسکری،اقدامی دہشت گردی سے قطع نظر___ مغرب نے علمی ثقافتی،سائنسی،لسانی،ماحولیاتی اور معاشرتی دہشت گردی کے ذریعے پوری دنیا کو جغرافیائی اور جسمانی طور پر آزاد کرنے کے بعد___ اپنی ذہنی،علمی اور روحانی غلامی میں لے لیا ہے غلام اپنے آقا کے عشق میں گرفتار ہیں۔

استعماریت کی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے معاشرت اور فطرت،معاشرتی تعلقات کے تانوں بانوں اور انسانی معاشرت کو جدید نظم وضبط اور تنظیم کے ذریعے ختم کردیا ولیم وائٹ کی کتاب The Organization Man اور فوکالٹ کی کتاب Discipline & Punish ہمیں بہت سے اہم مباحث سے آگاہ کرتی ہے۔مشین اور ٹیکنالوجی نے خدا کی جگہ لے لی ہے ہائیڈگر،ممفرڈ اور جے الول [Heidegger, Mumford & J. Illul] نے ان مباحث پر بہت کچھ لکھا ہے یہ جدید خدا مغربی،یوروپی،امریکی استعماریت کی عالمگیریت قائم کررہے ہیں اور فطرت کو مسخ کررہے ہیں یرگن ہابر ماس[Jurgen , Haberas] نے جدید ایجادات کے ذریعے قائم ہونے والی استعماریت کا ذکر The Philosophical Discource of Modernity میں کیا ہے وہ بتاتا ہے کہ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں ریلوے کے نظام نے یورپی انسان کے زمان ومکان کے ادراک کو اس کی جڑوں اور بنیادوں تک تبدیل کرکے رکھ دیا۔

میڈیا،انٹرینٹ،فیس بک،موبائل فون نے تو ہر انسان کو کالونائز کرلیا ہے تاریخ انسانی کی ایسی جابر تہذیب کے جبر کے مقابلے پر غامدی صاحب اسلام کو ایک جابر تہذیب ثابت کررہے ہیں یہ جہالت کی آخری انتہا ہے۔

<u>غامدی صاحب لبرل ازم کس قسم کی درندگی اور سفا کی کرتا ہے: چند ہولناک مثالیں</u>

عورت نے مزاحمت کی تو اسے خونخوار کتوں کے سامنے کھانے کے لیے پھینک دیا گیا

غامدی صاحب توہین رسالت کے مسئلے پر مسلمانوں کی جانب سے چند متشدد واقعات کی بنیاد پر فرماتے ہیں کہ مسلمان دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ہیں اور اسلامی علمیت مدارس،مساجد،ملا اس دہشت گردی کا اصل سبب ہے یہ تاریخی جھوٹ ہے مسلمانوں کا تشدد لبرلز کے تشدد کا مقابلہ ہی نہیں کرسکتا۔ ہم لبرل ازم کی تاریخ سے اس کی درندگی کے چند واقعات پیش کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ مشال کا واقعہ درندگی کی انتہا ہے یا نہیں۔مشال کا واقعہ تو بس توہین

رسالت کی درندگی کا ایک فطری ردِعمل تھا اسے نہ دہشت گردی کہا جا سکتا ہے نہ بہیمیت نہ سفاکی یہ تو ایمان والوں کا غصہ تھا جو فطری تھا۔

ٹوٹیان ٹوڈوروف Todorov اپنی کتاب میں لکھتا ہے

باکلان کی جنگ میں ایک خوب رو مقامی عورت کو گرفتار کر لیا۔ اس عورت نے اپنے شوہر سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ لڑتے ہوئے مارا گیا، تو وہ کسی اور مرد کو اپنے قریب نہ آنے دے گی، چنانچہ کسی قسم کا اصرار بھی اس عورت کو، اپنا یہ رویہ بدلنے پر مجبور نہ کر سکا کہ وہ اس خوف سے، کہ کوئی یورپی اس پر دست اندازی کرے، اپنی جان لے لے گی۔ چنانچہ اسے کتوں کے آگے ڈال دیا گیا۔ ٹوڈوروف نے اپنی کتاب اس گمنام عورت کے نام منسوب کی ہے'' جسے کتوں نے پھاڑ کھایا تھا''۔[The Conquest of America: The Question of the Other (New York: Harper & Row, 1984)

کیا اس قسم کی سفاکی کا مظاہرہ کسی مسلمان کی جانب سے کبھی ہوا؟

امریکی کانگریس میں سرخ ہندیوں کے قتل عام کی شہادت Report on the conduct of the war میں ایک فوجی افسر کی شہادت موجود ہے۔

تین سالہ بچے کو تین لبرلز فوجیوں نے بے دردی سے قتل کیا:

یہ لڑکا مشرقی کالوراڈو کی ایک ندی کے پر سکون کنارے پر کھیلا کرتا تھا، یہاں تک کہ سنہ ۱۸۶۴ء کی ایک صبح امریکی فوجی وہاں پہنچے۔ ایک گھوڑ سوار امریکی فوجی بیان کرتا ہے، کہ جب اس کے ساتھ کے دوسرے فوجی وہاں کی تمام عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر انہیں ذبح کر رہے تھے اور ان کے جسموں کے ٹکڑے کر رہے تھے تو اس نے دیکھا کہ ایک لڑکا فرار ہونے کی کوشش کر رہا ہے: ''یہ ایک بچہ تھا جو شاید تین برس کا ہوگا اور بس ریت میں چلنے کے قابل ہو گیا تھا۔ یہ بچہ فرار ہونے والوں کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ اس بچے کے تن پر کوئی کپڑا نہ تھا، اور وہ ریت پر چل رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک فوجی جوان گھوڑے سے اترا، اور بچے سے کوئی پچھتر گز کے فاصلے سے اس نے اپنی رائفل سے نشانہ باندھ کر گولی چلا دی۔ نشانہ خطا ہوا۔ ایک اور فوجی جوان یہ کہتا ہوا آگے بڑھا: مجھے اس کتیا کے بچے پر نشانہ آزمائی کرنے دو، میرا نشانہ خطا نہیں ہوگا۔ وہ اپنے گھوڑے سے اترا، جھکا، اور ذرا سے بچے پر گولی چلا دی۔ یہ نشانہ بھی خطا ہو گیا۔ اب تیسرا فوجی بھی یہی کہتا ہوا آگے بڑھا، گولی چلائی، اور بچہ وہیں ڈھیر ہو گیا''۔

Report on the conduct of the war (38th Congress, second session 1865), p.27

غامدی صاحب بتائیں کہ درندگی کی ایسی کوئی مثال انھیں اسلامی تاریخ میں ملتی ہے؟

امریکہ کی حمایت سے امریکہ کی مقامی قدیم مایا تہذیب کے لوگوں کے ساتھ گواٹیمالا میں کیا درندگی ہوئی اس کی تفصیل Mayas Aiding Mayas: Guatemalan Refugees in chiapas Mexico میں پڑھیے یہ مقالہ Havvert of viloence میں موجود ہے D.M. Earler لکھتا ہے

لبرلز نے چھ ماہ، نو ماہ، دو سال کے بچوں کو گلا گھونٹ کر قتل کر دیا

بچوں کے قتل سے سکون نہ ملا تو انھیں جلا دیا گیا

سنہ ۱۹۸۲ء میں گواٹیمالا میں فوج کے ہاتھوں واقع ہونے والے قتل عام کے بارے میں ایک گواہ کا بیان ہے: ''انہوں نے دو دو، اور چار چار سالہ بچوں کو گھسیٹا اور انہیں دو ٹکڑے کر دیا۔

''انہوں نے دو دو سال، نو نو ماہ، اور چھ چھ ماہ کے بچوں کو ٹورنیکے سے گلے گھونٹ گھونٹ کر قتل کیا، اور قتل کرنے کے بعد سب کو زندہ جلا دیا۔

میرے باپ کے ساتھ انہوں نے یہ کیا کہ اس کے سینے پر مگدر سے کئی وار کیے اور اس کا دل نکال کر اسے شق کیا، اور جلتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ وہ دکھ ہے جو ہم کبھی نہیں بھول سکیں گے۔۔۔بہتر ہے کہ ہمیں ایک گولی مار کر قتل کر دیا جائے، بجائے اس کے کہ ہم اس طرح مارے جائیں جیسے میرے باپ کو قتل کیا گیا۔''[Harvest of Violence 263]اس کتاب میں دیے گئے دیگر بشریاتی بیانات سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ گواٹیمالا کی حکومت کا مایا قبیلوں کا مسلسل قتل عام امریکی حکومت کی رضامندی اور ان کی مالی معاونت ہی سے ممکن ہوا۔

تفصیلات کے لیے The Battle for Guatemala: Rabels, Deaths squads and US Power دیکھیے اسی کتاب میں یہ شرمناک واقعہ بھی درج ہے

لبرلز نے چھریوں سے بچوں کے پیٹ کاٹ دیے یہ انسانیت ہے

دو پہر ایک بجے کے قریب، فوجیوں نے چرچ کے اندر موجود خواتین پر فائرنگ شروع کر دی۔ ان میں سے اکثر کی موت موقع پر ہی واقع نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے انہیں ان کے بچوں سے الگ کر کے گروہ در گروہ ان کے گھروں کو لے جایا گیا، وہاں انہیں مگدروں سے قتل کر دیا گیا۔ پھر وہ بچوں کو مارنے کے لیے لوٹے، جو اپنی ماؤں سے الگ ہونے کے بعد چیخ و پکار کر رہے تھے۔ ہمارے لوگ برابر میں ایک عمارت کے اندر بند کر دیے گئے تھے، لیکن وہ سوراخوں اور دروازوں سے جھانک کر اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ فوجیوں نے چھریوں سے بچوں کے پیٹ کاٹ دیے۔ بعض بچوں کو پاؤں پکڑ کا لٹکایا اور لٹھ مار کر ان کے سر توڑ دیے۔ پھر انہوں نے مردوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ انہیں باہر نکال کر ان کے ہاتھ باندھے، اور زمین پر پھینک کر گولی مار دی۔ علاقے کے سر برآوردہ لوگوں کو سرکاری دفاتر میں پہلے ہی قتل کر دیا گیا تھا۔ اس بستی کے قتل عام میں ۳۵۲ سرخ فاموں کے قتل ہوئے۔ لیکن اس مہم میں سرکاری افواج نے اسی طرح کی ۴۴۰ بستیاں تہ تیغ کیں۔ اس دور میں ہر سال دس ہزار پر امن شہری ''غائب'' ہوتے رہے۔[The Battle for Guatemala p. 145]

S. F. Cook کا مقالہ The Abriginal population of Hispaniola Essays in Population History Volue I میں شامل ہے براعظم امریکہ میں سرخ ہندیوں کے قتل عام کی کہانی سناتا ہے کوک نے امریکہ کو ہسپانولیہ کا نام دیا تھا وہ لکھتا ہے

اسی لاکھ مقامی باشندے تشدد، بیماری اور بدحالی سے ہلاک ہو چکے تھے۔ جو کچھ امریکہ میں ہوا وہ ہیروشیما جیسے پچاس واقعات کے برابر تھا اور ابھی یہ مقامی آبادی کی نسل کشی کی ابتدا ہی تھی۔

یورپی اقوام سے سامنا ہونے کے چند نسلوں بعد، مغربی کرۂ ارض کی مقامی آبادی کی اکثریت صفحۂ ہستی سے مٹ چکی تھی۔ برسوں کی تحقیق کے بعد آبادی کا مطالعہ کرنے والے مورخین نے ایک کے بعد ایک علاقے کا مطالعہ کیا اور دکھایا کہ یوروپی حملے کے بعد مقامی آبادی میں کمی کی عمومی شرح نوے اور اٹھانوے فیصد کے درمیان تھی۔ اور اب علمی دنیا میں کولمبس کی آمد کے بعد سرخ فاموں کی آبادی میں کمی کے لیے پچانوے فیصد کی شرح بطور معیار قبول کی جاتی ہے۔ کولمبس سے قبل امریکہ کی مقامی آبادی کئی ملین تھی۔ لیکن یوروپی اقوام کی آمد کے بعد بمشکل پانچ فیصد زندہ بچے۔ یعنی قتل عام کے بعد ہر بیس سرخ فاموں میں سے بس ایک زندہ بچ رہا[p. 376-410]

سرخ ہندیوں کی عبرت ناک اموات: مائیکل مین کی شہادت پڑھیے:

۱۸۴۸ء میں کیلی فورنیا کو ملک میکسکو سے کاٹ کر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ایک ریاست بنا دیا گیا جس کے نتیجے میں سرخ ہندیوں کے بالارادہِ قتل میں حیرت انگیز اضافہ ہوا، اس قتل عام کی سب سے بڑی وجہ جبری امراض اور بھوک سے زوال پذیر قوت مزاحمت کے باعث بیماریاں تھیں، صرف دس فی صد سرخ ہندی براہ راست قتل کیے گئے جب کہ ساٹھ سے ستر فی صد مقامی آبادی کو بھوک، قحط، نسل کشی، عورتوں مردوں کی شادیوں پر قدغن، کم شرح افزائش اور

خطرناک بیماریوں کے ذریعے جومحض اتفاقی اور حادثاتی نہیں تھیں،قسطوں میں ہلاک کر دیا گیا۔ جبری غذائی قلت کا شکار یہ سرخ ہندی جو سالوں سے قوت مزاحمت کھو رہے تھے،ان بیماریوں کا خاص نشانہ تھے،اگر ان کے جسم تنومند ہوتے ،انھیں پیٹ بھر کر مناسب خوراک وقت پر ملتی ان کی صحت قابل رشک ہوتی تو یقیناً یہ بیماریوں کا مقابلہ کر سکتے تھے،لیکن ان کو لاغر، کمزور، ناتواں شاید اسی لیے رکھا گیا تھا تا کہ یہ بیماریوں کے پھیلائے جال میں آسانی سے لقمہ اجل بن سکیں اوران کی موت کا ذمہ دار گردش سماں کو ٹھہرایا جائے اور قاتل ہر الزام سے بری ہوجائیں۔ بیماریوں، وبائی امراض سے بچاؤ کے لیے حکمراں طبقات اور یورپی آبادکاروں نے کوئی اقدام نہیں کیا، سرخ ہندیوں کو مرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا، یہ مہذبانہ قتل عام تھا، پہلے عیسائی بنایا گیا پھر بھوکا مارا گیا، پھر بیماریوں کے علاج کے لیے سہولت مہیا نہ کی گئی۔اس کے برعکس حبشی غلاموں کو بیماریوں سے تحفظ کے لیے سفید فام یورپی آبادکاروں نے بھرپور رہنمائی کی ،انھیں چیچک سے بچایا گیا کیونکہ وہ قیمتی اور کارآمد تھے،اس کے برعکس سرخ ہندیوں کو مرنے دیا گیا بلکہ حبشیوں کے اتارے ہوئے کمبل سرخ ہندیوں کو دیئے گئے تا کہ وہ چیچک سے مرجائیں۔ امریکی دہشت گردی کی تفصیلات مائیکل مین کی کتاب The Dark Side of Democracy میں دیکھی جاسکتی ہیں

مائیکل مین کے الفاظ میں اس المناک باب کو پڑھیے:

In California the interlinked categories of disease, malnutrition, and starvation killed somewhere around 60-80 percent of natives, direct killing about 10 percent, with most of the remainder attributable to reproductive failure. Deliberate killings were usually in cold blood or in situations of such an imbalance of force that the appellation murder is applicable. But none of these categories are entirely separable from each other. Malnutrition, starvation, and low fertility often resulted predictably from settler policy, while diseases were not entirely accidental. Diseases spread most rapidly where malnourished natives were herded closely together, as in California missions and the many U.S. Indian reservations located on marginal lands. The settlers were not ignorant of the disease mechanisms involved, yet they rarely took steps against epidemics to which they themselves were immune. Nor were they unhappy with the results. Nash (1992: 300-1) compares the white responses to the spread of disease among Indians and black slaves. Since slaves were valuable, the white community tried to combat epidemics among them. Slaves were inoculated against smallpox. Indians were not. Indeed, some settlers fomented disease. Reports of donations of disease-ridden blankets to Indians have become notorious, though rare. [Page No.89]

کیلی فورنیا: سرخ ہندیوں کا قبرستان:The Dark Side of Democracy

سرخ ہندی عورتوں کو مجبور کیا گیا کہ اپنے دشمنوں کو جنم دیں

کیلی فورنیا میں سرخ ہندیوں پر گزرنے والی شب ستم، آنسوؤں اور لہو سے تحریر کرنے کے قابل ہے۔ان انسانوں کو براہِ راست قتل کرنے کے بجائے قسطوں میں موت کشید کرنے کے لیے کیسے کیسے طریقے اور تجربے کیے گئے اس کا تصور کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔سرخ ہندیوں کی عورتوں کو مردوں سے الگ کر دیا گیا تا کہ نسل میں اضافہ نہ ہو اور سرخ ہندی مرد لواطت کے ذریعے جسمانی عوارض میں مبتلا ہوجائیں۔عورتوں کو طوائف بننے پر مجبور کیا گیا اور پھر جن طوائفوں کو خطرناک جنسی بیماریاں منتقل ہوئیں انھیں جنسی خدمات انجام دینے کے لیے سرخ ہندی مردوں کے سپرد کر دیا گیا تا کہ یہ بیماریاں ان میں منتقل ہوجائیں اور وہ تڑپ تڑپ کر جان دے دیں۔سرخ ہندیوں کو شراب کا رسیا بنایا گیا تا کہ ان کی اخلاقی اقدار زوال پذیر ہوجائیں اور ان کی ہلاکتوں میں مزید اضافہ ہو۔ یہ شراب مشنریوں اور حکومتی پابندیوں کے باوجود محنت کے عوض مہیا کی جاتی تھی۔جنسی بیماریاں، کمزور صحت اور تولیدی صلاحیتوں کے خاتمے کا باعث بن گئیں۔۱۸۴۸ء سے ۱۸۶۰ء تک کیلی فورنیا کی سرخ ہندی آبادی پندرہ لاکھ سے کم ہوکر صرف اکتیس ہزار رہ گئی جب کہ سفید فاموں کی آبادی ۲۵ ہزار سے بڑھ کر ساڑھے تین لاکھ ہوگئی۔۱۸۶۰ء میں سرخ ہندیوں کی مردم شماری کے مطابق ان کی تعداد میں کمی کا اہم عامل مردوں اور عورتوں کی بالجبر علیحدگی تھی۔سرخ ہندی عورتیں اپنے دشمنوں کے بچوں کو جنم دیتی تھیں لیکن انھیں اس بات کی اجازت نہ تھی کہ وہ اپنے بچوں کو جنم دے سکیں اور اپنی نسل کو زمین و آسمان

دیکھنے کے لیے دنیا میں آنے دیں نہ اپنے مردوں کے لیے راحت کا سامان بن سکیں، سرخ ہندی جنسی راحت کے لفظ سے ناآشنا ہو گئے تھے۔ ان کی زندگی بدترین زندگی تھی، انھیں محض اپنی زندگی کی بقاء کے لیے محنت کی اجازت تھی تاکہ وہ زندگی اور موت کے مابین معلق رہیں اور آقاؤں کی غلامی کا شرف حاصل کریں۔

گورنر برنٹ Burnett نے اعلان کیا:

A war of extermination will continue to be waged between the two races until the indian becomes extinct

the acts of these Savages are sometimes signalized by a ferocity worthy of. . . cannibals . . . They seem to cherish an instinctive hatred toward the white race, and this is a principle of their nature, which neither time nor vicissitude can impair. This principle of hatred is hereditary . . . The character and conduct of these Indians . . . [means] . . .that Whites and Indians cannot live in close proximity in peace[ibid pg. 93].

سرخ ہندیوں کے خلاف امریکیوں نے نعرہ لگایا Exterminate or Banish

امریکہ کے عظیم صدر جارج واشنگٹن نے کہا: سرخ ہندی بھیڑیے ہیں:

جارج واشنگٹن نے اپنے جنرل کو ہدیت کی تھی کہ وہ اِرُوکوا قبائل Iroquois پر حملہ کردے اور "Lay waist all settlement-that the country may not be over run but destroyed and not to listen any over tune of peace before the total ruin of their settlement is effected"

''ان کی آبادیوں کو تباہ و برباد کردیں ان کی تمام باقیات کے خاتمے تک امن کا کوئی نغمہ سننے کی ضرورت نہیں ہے''۔ اس نے سرخ ہندیوں کو بھیڑیوں سے تشبیہہ دی کہ دونوں وحشی شکاری ہیں صرف شکلوں کا فرق ہے۔

Indians are wolves both being beasts of prey though they different in shape.

اس نے اعلان کیا کہ تمام سرخ ہندیوں کو مسی سپی کے مغرب کی طرف دھکیل دیا جائے اور مزاحمت کرنے والوں کو طاقت سے کچل دیا جائے۔

جیفرسن نے بھی سرخ ہندیوں کے ساتھ جنگ میں اپنا لہجہ تبدیل کرلیا۔

امریکی صدر جیفرسن نے کہا: سرخ ہندیوں کی جڑیں کاٹ دو

the root-and-branch destruction of hostile tribes or driving them beyond the Mississippi: "nothing is more desirable than total suppression of their savage insolence and cruelties"; "This then is the season for driving them off"; their "ferocious barbarities justified extermination"; "if ever we are constrained to lift the hatchet against any tribe, we shall never lay it down till that tribe is exterminated, or driven beyond the Mississippi . . .. In war, they will kill some of us; we shall destroy all of them."

جیفرسن مسلسل حکم دیتا کہ دشمن قبیلوں کی جڑیں کاٹ دو یا پھر انھیں مسس سپی کے پار دھکیل دو اس کا کہنا تھا کہ ان وحشی قبیلوں کے مکمل خاتمے کے سوا کوئی بات اہم نہیں ہے یہی ان کے نکال باہر کیے جانے کا وقت ہے ان کی وحشی حرکتیں قتل عام کا جواز ہیں۔ اگر ہم ان پر ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہوئے تو ہم اسے ان کے مکمل خاتمے تک نیچے نہیں رکھ سکیں گے۔ جنگ کی صورت میں وہ ہمارے چند افراد کو قتل کریں گے ہم ان کے تمام افراد کو قتل کردیں گے۔ ۱۸۱۳ء میں اس کا خیال تھا کہ کریک قبیلہ شکست کے بعد

معافی کی یہ شرط قبول کرلے گا کہ وہ اپنی تمام آبادی کو مسسی سپی سے باہر لے جائیں ورنہ ہم انھیں مجبور کردیں گے۔ نہ تو جیفرسن اور نہ ہی واشنگٹن نے برطانیہ جیسے تہذیب یافتہ دشمن کے خلاف یہ زبان استعمال کی۔ جیفرسن نے سفید فاموں کے زمینوں پر قبضے کی مکمل پشت پناہی کی اس کے دورِ صدارت میں دو لاکھ مربع میل سرخ ہندی زمینوں پر اس کے کارندوں نے قبضہ کیا۔

جیفرسن کے خوں خوار احکامات: سرخ ہندیوں کی تحلیل، بے دخلی یا قتل

اس قبضے کے لیے جیفرسن کا فرمودہ تھا کہ وہ سرخ ہندیوں کو قرضے میں جکڑتے اور پھر اس کے بدلے وہ انھیں اپنی زیرِ ملکیت زمین بیچنے پر راضی کر لیتے، اس طرح سرخ ہندی اپنی آبائی شکار کی زمین سے محروم ہوتے گئے۔ سرخ ہندی سادہ لوگ تھے وہ کسی نجی ملکیت کے قائل نہ تھے تمام اشیاء زمین جنگلات خوراک ان کی اجتماعی ملکیت تھے وہ مل جل کر رہتے تھے وہ کھیتی باڑی کرنے ذاتی املاک بنانے اور پیسہ جمع کرنے یا مال سے مال کمانے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے لہٰذا وہ انسان نہیں تھے جان لاک نے اسی لیے مجبوراً ان کے قتل عام کا فلسفیانہ جواز پیش کیا تا کہ یہ تو ملکیت کے قائل ہی نہیں لہٰذا انسان نہیں بن سکتے لہٰذا انھیں قتل کیا جا سکتا ہے۔ جیفرسن نے اپنے حکام کو حکم دے رکھا تھا:

trick the Indians into debt, forcing them to sell their lands. With inadequate land left for hunting, they would have to learn agriculture and then assimilate. If they resisted this, they must be crushed; if they merely languished and starved, that proved the inevitability of their end.

اگر وہ اس پر مزاحمت کرتے تو ان کو کچل دیا جاتا اور اگر وہ فاقہ کشی کرتے تو ان کا خاتمہ لازمی تھا۔ جیفرسن کی ترجیح Assimiation تھا اس کے بعد وہ بے دخلی Deportation کا قائل تھا اگر یہ بھی ناکام ہو جائے اور مزاحمت ہو تو وہ قتل عام کا فیصلہ کرتا جیفرسن کا کہنا تھا کہ وہ ہندی نسل کی سفید فام نسل کے ساتھ برابری کا قائل ہے مگر اعلیٰ تہذیب ہمیشہ کمتر تہذیب پر غالب آتی ہے۔

he believed in the inherent racial equality of Indians (unlike blacks) with whites (Wallace, 1999: 78), but higher must triumph over lower civilizations.

امریکی صدر جیکسن کے زہریلے ارشادات: سرخ ہندی بھیڑیے

ایک اور موقع پر جیکسن نے سرخ ہندیوں کو "دھوکہ باز" اور اذیت پسند" کا طعنہ دیا اس نے اعلان کیا کہ "ہمارے مقتولین کا سر حفاظت سے رکھا ہے۔ وہ یہ کہتا تھا کہ ہندیوں سے ڈرنا ان سے محبت کرنے سے بہتر ہے۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ سرخ ہندی بچوں اور عورتوں کو بھی قتل کر دیں۔ ایسا نہ کرنا بھیڑیے کو جھولے میں کھلانے کے مترادف ہوگا یہ جانے بغیر کہ وہ کب بھیڑیا بن کر کچھار میں جا پہنچے۔

"the blood of our murdered countrymen must be revenged. The banditt ought to be swept from the face of the earth." He boasted, "I have on all occasions preserved the scalps of my killed." In principle he believed that "fear is better than love with an Indian." He urged his soldiers to kill women and children. Not to do so would be like pursuing "a wolf in the hammocks without knowing first where her den and whelps were."

اس کے ان بیانات نے اس کے لیے صدارت کی راہ ہموار کی۔ اس نے اپنے دورِ صدارت میں ہندیوں سے معاہدے کو توڑ ڈالا اور سرخ ہندیوں کی جبری بے دخلی کا عمل شروع کر دیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس کا ۱۸۳۰ء کا Removal Act رحم دلانہ تھا۔ جبکہ اس کے نتیجے میں مشہور ٹرائل آف ٹیرز (Trial of Tears) میں کریک قبیلے کے دس ہزار، چیروکی قبیلے کے چار ہزار اور چاکٹا قبیلے کے چار ہزار باشندے ہلاک کیے گئے۔

سرخ ہندیوں کے بارے میں امریکی صدر ابراہام لنکن کے خونی ارشادات

ابراہام لنکن نے پیلے اور سرخ ہندی چہروں میں فرق کرتے ہوئے کہا

''پیلے چہرے والے لوگ لاتعداد اور خوشحال ہیں وہ زمین پر کاشت کاری کرتے ہیں۔ اور اپنی روٹی پیدا کر کے کھاتے ہیں اور وہ شکار کے کھیل کے بجائے زمین کی پیداوار پر انحصار کرتے ہیں۔ وہ سرخ ہندی نسل کے برخلاف ایک ایسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جو ایک دوسرے کو قتل کرنا اور ایک دوسرے سے لڑنا پسند نہیں کرتی''۔

the pale-faced people are numerous and prosperous because they cultivate the earth, produce bread and depend upon the products of the earth rather than wild game for a subsistence. This is the chief reason of the difference; but there is another . . . we are not, as a race, so much disposed to fight and kill one another as our red brethren. (Nichols, 1978: 187)

لنکن کی تقریر کے کچھ عرصے بعد امریکیوں کے درمیان ہی خانہ جنگی شروع ہوگئی یہ مہذب قوم اچانک غیر مہذب ہوگئی

<u>امریکی صدر روز ویلٹ کے خیال میں مردہ ہندی بہترین آدمی ہے:</u>

انیسویں صدی کے اختتام پر نسل کشی کا عمل ختم ہو رہا تھا امریکہ کے پانچویں عظیم جمہوریت پسند صدر تھیوڈور روز ویلٹ کو اس میں حصہ ڈالنے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی اس نے قتل عام کے بارے میں کہا کہ اس کے سوا چارہ کار نہ تھا۔'' It was ultimately beneficial as it was inevitable'' اس نے مزید کہا'' تمام جنگوں میں سب سے عظیم جنگ وہ ہے جو وحشیوں کے خلاف ہے میرے خیال میں بہترین سرخ ہندی وہ ہیں جو مر چکے ہیں اور میرا خیال ہے کہ دس میں سے نو ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور دسویں کے بارے میں مجھے کوئی جستجو نہیں ہے۔

that the noblest of all wars was one of extermination against savages. "I don't go so far as to think that the only good Indians are dead Indians, but I believe nine out of ten are, and I shouldn't like to inquire too closely into the case of the tenth."

جنرل شری دان نے ایک تقریری میں کہا مرا ہوا سرخ ہندی ہی میری نظر میں اچھا سرخ ہندی ہے

The only good indian I ever saw is dead Indian.

<u>چار امریکی صدور پر جنگی ٹربیونل میں مقدمہ چلایا جا سکتا ہے: مائیکل مین</u>

مائیکل مین نے ان پانچ امریکی صدور کے بارے میں عجیب بات لکھی ہے وہ لکھتا ہے کہ سرخ ہندیوں کے خلاف اس دہشت گردی بربریت بہیمیت کی وجہ سے پانچ میں سے چار امریکی صدور کے خلاف انٹرنیشنل وار کرائم ٹربیونل میں قتل عام کا مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔

How many of these presidents would be prosecuted today for genocide by an international war crime tribunal? Four I think excluding Roosevelt. [Page No.91]

غامدی صاحب اس امریکہ اس مغرب کے مقابلے پر مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کر رہے ہیں یہ بہت افسوس ناک ہی نہیں شرمناک صورت حال ہے۔

<u>جمہوریت قومی ریاست سب سے زیادہ نسلی قتل عام کرتی ہے</u>

مائیکل مین نے اپنی کتاب The Dark side of Democracy میں اعداو شمار سے ثابت کیا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں مغربی تہذیب سے پہلے کبھی نسلی [Ethinic] بنیادوں پر قتل عام نہیں ہوئے اور جوا کا دکا اگر قتل عام ہوئے بھی تو۔ وہ مغرب کے قتل عام کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے اس نے واضح طور پر لکھا ہے کہ نسلی بنیادوں پر نہایت وحشیانہ قتل عام Murderous Ethnic Cleansing مغرب کا پیدا کردہ مسئلہ ہے ہم ہی اس کے خالق اور ذمہ دار ہیں وہ کہتا ہے کہ جب سے دنیا میں مغرب نے قومی ریاستیں قائم کیں اور جمہوریت کے ذریعے چلایا اس کے نتیجے میں Ethnic Murder قومی جمہوری ریاستوں کا عام رویہ بن گیا اس سے پہلے دوسری تہذیبوں میں اس طرح کی صورت حال نہیں تھی وہ قومی ریاست اور جمہوریت کو اس

خونی قتل عام کا براہ راست ذمہ دار ٹھہراتا ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ جمہوریت قائم کرنے کے لیے بھی بے شمار قتل عام کیے گئے اس کے بغیر جمہوریت قائم نہیں ہوسکتی ظاہر ہے جب سب لوگ قتل ہو گئے تو جمہوریت پُر امن ہو گئی یعنی۔دشمنوں کے خاتمے کے بعد پُر تشدد جمہوریت پُر امن جمہوریت بن گئی ____ یعنی تشدد دہشت گردی کے ذریعے ہی امن حاصل ہوتا ہے۔

As I will argue here, murderous ethnic cleansing has been a centralproblem of our civilization, our modernity, our conceptions of progress, and our attempts to introduce democracy. It is our dark side. As we will see, perpetrators of ethnic cleansing do not descend among us as a separate species of evildoers. They are created by conflicts central to modernity that involve unexpected escalations and frustrations during which individuals are forced into a series of more particular moral choices.The proposition underlying this book is that murderous ethnic cleansing comes from our civilization and from people, most of whom have been not unlike ourselves. [Michael Mann ., The Dark Side of Democracy Explaining Ethinic Cleansing 2005 Cambridge University Press UK, p ix ibid]

Change the names of people & places and the incident could have occured almost any where in the world over the part few centuries in Australia, Indonesia, India, Russia, Germany, Ireland, the United States, Brazil. Ethnic cleansing is one of the main evils of modern times. We now know that the Holocaust of the Jews – though unique in important ways – is not unique as a case of genocide.[p. 1,2 ibid]

1. My first thesis concerns the broad historical era in which murderous cleansing became common. Murderous leansing is modern, because it is the dark side of democracy.[p.2 ibid]

This thesis has two parts, concerning modernity and democracy. Ethnic cleansing is essentially modern. Though not unknown in previous history (and probably common among the very small groups who dominated prehistory), it became more frequent and deadly in modern times. [p.2 ibid]

The 20th-century death toll through ethnic conflict amounted to somewhere over 70 million, dwarfing that of previous centuries. Additionally, conventional warfare increasingly targeted entire peoples as the enemy. Whereas civilians accounted for less than 10 percent of deaths in World War I, they rocketed to over half in World War II and to somewhat above 80 percent in wars fought in the 1990s. Civil wars, mostly ethnic in nature, were now taking over from interstate wars as the main killers. Perhaps 20 million have died in them, though it is impossible to be precise (figures have been hazarded by Chesterman, 2001: 2; Fearon & Laitin, 2003; Gurr, 1993, 2000; Harff, 2003; Markusen & Kopf, 1995: 27–34).[p. 2 ibid]

Ethnic and religious conflicts continue to simmer as I write in 2003 – in Northern Ireland, the Basque Country, Cyprus, Bosnia, Kosovo, Macedonia, Algeria, Turkey, Israel, Iraq, Chechnya, Azerbaijan, Afghanistan, Pakistan, India, Sri Lanka, Kashmir, Burma, Tibet, Chinese Xinjiang, Fiji, the southern Philippines, various islands of Indonesia, Bolivia, Peru, Mexico, the Sudan, Somalia, Senegal, Uganda, Sierra Leone, Liberia, Nigeria, Congo, [Rwanda, and Burundi. Over half of these cases involve substantial killing.[p. 2 ibid]

Ethinic, Reigious conflicts involving cleansing between Israelis and Palestinians, Sunni and Shi'ite Muslims, Iraqis and Kurds, Russians and Chechens, Kashmiri Muslims and Hindus, and various Afghan tribes. In fact, some seem to be leading by the nose the foreign policies of the Great Powers. [p.3 ibid]

Thus, unfortunately for us, murderous ethnic cleansing is not primitive or alien. It belongs to our own civilization and to us. Most say this is due to the rise of nationalism in the world, and this is true. But nationalism becomes very dangerous only when it is politicized, when it represents the

perversion of modern aspirations to democracy in the nation-state. Democracy means rule by the people. But in modern times the people has come to mean two things. The first is what the Greeks meant by their word demos.
This means the ordinary people, the mass of the population. So democracy is rule by the ordinary people, the masses. But in our civilization the people also means "nation " or another Greek term, ethnos, an ethnic group - a people that shares a common culture and sense of heritage distinct from other peoples. But if the people is to rule in its own nations state and if the people is defined in ethnic terms, then its ethnic unity may outweigh the kind of citizen deversity that is central to democracy. If such a people is to rule, what is to hapen to those of different ethnicity? Answers have often been unpleasnt– especially when one ethnic group forms a majority, for then it can rule "democratically" but also tyrannically. As Wimmer (2002) argues, modernity is structured by ethnic and nationalist principles because the institutions of citizenship, democracy, and welfare are tied to ethnic and national forms of exclusion. I concede that some other features of modernity play more subsidiary roles in the upsurge of cleansing.We will see that some modern professional militaries have been tempted toward wars of annihilation of the enemy, while modern ideologies like fascism and communism have been similarly ruthless. But underlying all this is the notion that the enemy to be annihilated is a whole people.[p.3 ibid]
Murderous ethinic cleansing is a hazard of the age of democracy since amid multiethnicity the ideal of rule by the people began to entwine the demos with the dominant ethnos generating organic conceptions of the nation and the state that encouraged the cleansing of minorities. Later, socialist ideals of democracy also became perverted as the demos became entwined with the term proletariat the working class creating pressures to ceanse other classes. These have been the most general ways in which democratic ideals were transmuted into murderous cleansing. [p.3,4 ibid]
1b. In modern colonies, settler democracies in certain contexts have beentruly murderous, more so than more authoritarian colonial governments. The more settlers controlled colonial institutions, the more murderous the cleansing. This will be demonstrated in Chapter 4. It is the most direct relationship I have found between democratic regimes and mass murder. Regimes newly embarked upon democratization are more likely to commit murderous ethnic cleansing than are stable authoritarian regimes (Chua, 2004, also makes this argument) [P 4 ibid]
But their past [Past of democracies]was not so virtuous. Most of them committed sufficient ethnic cleansing to produce an essentially mono-ethnic citizen body in the present. In their past, cleansing and democratization proceeded hand in hand. Liberal democracies were built on top of ethnic cleansing, though outside of the colonies this took the form of institutionalized coercion, not mass murder.[p.4 ibid]
The dark side of democracy is the perversion through time of either liberal or socialist ideals of democracy.
across the world as it has It is historical and dynamic: murderous cleansing has been moving among Europeans, who invented the democratized. Its past lay mainly modernized and democratic nation-state. The countries inhabited by Europeans are now safely democratic but most have been ethnically cleansed. Now the epicentre of cleansing has moved into the south of the world inhabited by Europeans are now safely democratic but most have also been ethnically cleansed (as in thess id). Now the epicenter of cleansing has moved into the South of the world. Unless humanity takes evasive action it will continue to spread until democracies-hopefully not ethnically cleansed ones-rule the world. Then it will ease. But if we wish to ease it more quickly from the world we now have to face squarely up to the dark side of democracy.p. 4,5 ibid] . Ethnic social stratification, in the process hostility rises where ethnicity trumps class as the main form of

toward ethnonationalism. Cleansing was rare in the capturing and channeling classlike sentiments oligarchies most big historic societies were class-divided. Aristocracies or other small past because ethnic identity with the common dominated them, and they rarely shared a common culture or often considering them barely human. The people did not people. In fact they despised the people, lines – class trumped ethnicity. [P 5 ibid] exist across class

۱۴۸۰ء سے ۱۹۴۰ء تک مغرب نے تین ہزار جنگیں لڑیں: ایرک فرام

غامدی صاحب نے کبھی ایرک فرام کو بھی نہیں پڑھا وہ مغربی اقوام کی بہیمیت کی تاریخ تفصیل سے بیان کر چکا ہے۔ مغرب کے ممتاز ماہر نفسیات ایرک فرام نے "The Anatomy of Human Destructiveness" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں ایرک فرام نے کہا ہے کہ انسان بھی دوسرے حیوانوں کی طرح ایک حیوان ہے، لیکن یہ حیوان دوسرے حیوانوں سے اس لیے مختلف ہے کہ دوسرے حیوان قاتل یا Killer نہیں ہیں مگر انسان قاتل یا Killer ہے۔ ماقبل تاریخ کا انسان بھی تباہی پسند یا Destrutive تھا مگر اس کی تباہی اپنے دفاع اور بقا سے متعلق تھی۔ جدید انسان [Moderen Man] حقیقی معنوں میں قاتل ہے ایرک فرام نے گزشتہ پانچ سو سال کے دوران لڑی جانے والی جنگوں کے اعداد و شمار پیش کیے ہیں۔ ایرک فرام کے مطابق مغرب نے گزشتہ تقریباً پانچ سو برس میں جو جنگیں لڑیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) ۱۴۸۰ء سے ۱۴۹۹ تک ۹ جنگیں، (۲) ۱۵۰۰ء سے ۱۵۹۹ تک ۸۷ جنگیں، (۳) ۱۶۰۰ء سے ۱۶۹۹ء تک ۲۳۹ جنگیں، (۴) ۱۷۰۰ء سے ۱۷۹۹ء تک ۷۸۱ جنگیں، (۵) ۱۸۰۰ء سے ۱۸۹۹ء تک ۶۵۱ جنگیں، (۶) ۱۹۰۰ء سے ۱۹۴۰ء تک ۸۹۲ جنگیں۔

اس طرح مغربی اقوام نے ۱۴۸۰ء سے ۱۹۴۰ء تک ۲۶۵۹ جنگیں لڑیں، [The anatomey of Human Destractiveness page. 243] جس مغرب کی یہ تاریخ ہو، وہ مغرب، اسلام کو دہشت گرد کیسے کہہ سکتا ہے؟ اور غامدی صاحب اس کی ہاں میں ہاں کیسے ملا سکتے ہیں؟ یہ تاریخ کا انکار ہے اور دنائت ہے۔

غامدی صاحب برنارڈ لیوس کی کتاب بلکہ اس کا خطبہ Islam in Europe، لبرل ازم کے سب سے بڑے سیاسی فلسفی جان رالس کی آخری کتاب Law of the people، صدر بش کی کچن کیبنٹ کے رکن فرید زکریا کی کتاب The future of Democracy اور مائیکل مین کی کتاب The Dark Side of the Democracy اور J. E. B. Lumbard Islam, Fundamentalism & The Betrayal of Tradition پڑھ لیں۔ سب نے اسلام اور اسلامی خلافت اور مذہب اسلام کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ یہ عظیم تہذیب تھی جہاں اقلیتوں کے ساتھ نہایت بہترین سلوک کیا جاتا تھا۔ وہ تہذیب و تاریخ جو ہمیشہ بہترین رہی جس نے عشق رسول کے معاملے میں کوئی مفاہمت نہیں کی اس تہذیب پر آج غامدی صاحب اور مغرب مشترکہ طور پر حملہ آور ہیں۔

مائیکل مین نے اپنی کتاب The Dark side of the democaracy میں امریکہ پر لکھے گئے ۲۵ صفحات میں اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے کہ امریکیوں نے دس کروڑ سرخ ہندیوں (Red Indians) کو پچاس سال میں کس طرح تڑپا تڑپا کر، سسکا کر، کتنی بے دردی سے ہلاک کیا اس درندگی کی تاریخ پڑھیں تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے سرخ ہندیوں کو ایسے کمبل اوڑھنے کے لئے دیے گئے جس سے وہ چیچک کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور کھجا کھجا کر مر گئے غامدی صاحب اور لبرلز کو یہ درندگی وحشت نظر نہیں آ رہی جو آزادی امن انسانیت کے نام پر کی گئی۔ تاریخ کے سب سے بڑے دہشت گرد کے قصیدے جناب غامدی صاحب پڑھ رہے ہیں۔ موصوف کو کچھ علم نہیں وہ کچھ نہیں جانتے۔ غامدی صاحب

(۱) D. E. Stannard کی کتاب American Holocaust: the conquests of the New World پڑھ لیں

(۲) وہ Richard Slotkin کی کتاب Regeneration through Violence: The Mythology of the American

Frontier 1600-1680 کا مطالعہ فرمالیں

(۳)وہ S.F.Cook کا معرکتہ الآرا مقالہ The abroginal population of Hispaniola پڑھ لیں جس میں امریکیوں کے ہاتھوں اسی لاکھ سرخ ہندیوں کی سفاکانہ موت کی تاریخ آنسو اور لہو سے کفنائی گئی ہے۔

(۴)غامدی صاحب ٹوٹیان ٹوڈروف کی کتاب The Conquest of America: The Questionof the other کا مطالعہ کریں جس میں ۱۴۹۲ اور اس کے بعد کی خونی داستانیں محفوظ ہیں۔امریکیوں نے کس طرح سرخ ہندیوں کا قتل عام کیا۔بے چارے غامدی صاحب مغرب کی دہشت گردی، بدمعاشی، غنڈہ گردی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے وہ بس اسلام کو دہشت گرد مذہب ثابت کرتے ہیں جو جھوٹ در جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔اس کی غالب ڈسکورس کا بیانیہ ہے غالب ڈسکورس نے بتایا ہے کہ اسلام دہشت گرد ہے لہٰذا غامدی صاحب نے اس ڈسکورس کے فرمان کو قبول کرلیا تحقیق کرنے کی زحمت ہی گوارا نہ کی ان کی تمام تحقیق صرف اسلام پر ہوتی ہے اس میں نقائص تلاش کرنا ____ اسلام کی تنقید کرنا ان کے تحقیقی کے منصوبے کا اصل مقصد ہے وہ اسلام کی تنقید سے فارغ ہوں تو مغرب کی تنقید کے قابل ہوں۔عہد حاضر کی عقلیت پسند انسان تمام سوالات تنقیدی فکر و نظر ____ صرف مذہب کے لیے وقف کر دیتا ہے۔مغرب، سائنس، ٹکنالوجی ترقی کے بارے میں کبھی اس کی عقل اور تنقیدی نقطۂ نظر Critical Thinking استعمال نہیں کرتا کیوں کہ اس پر وہ ایمان لا چکا ہے جس پر ایمان ہوتا ہے اس کی تنقید نہیں ہوتی۔

دنیا کی تاریخ کے کُل ۱۵۰ ملین مقتولین میں سے چھیانوے فی صد لوگ مغرب نے قتل کیے

تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ قتل عام مغربی تہذیب کے گزشتہ پانچ سو سال میں ہوئے

Global Politics کا مصنف لکھتا ہے کہ مغرب کی پانچ صدیوں کی خوں ریز تاریخ میں سے انیسویں اور بیسویں —— گزشتہ دو صدیوں میں سب سے زیادہ جنگیں لڑی گئی ہیں ہم تاریخ انسانی کے بدترین دور میں رہ رہے ہیں یہ دور۔جدیدیت (ماڈرن ازم) کا پیدا کردہ دور ہے جو نہایت سفاک، درندہ صفت اور وحشی ہے۔

گلوبل پالیٹکس کا مولف لکھتا ہے کہ تین ہزار برس قبل مسیح سے لیکر آج تک (اکیسویں صدی تک) ۱۵۰ ملین سے زیادہ افراد جنگوں میں ہلاک ہوئے ہیں۔سولہویں صدی سے پہلے تک کی تمام جنگوں میں ۱۵۰ ملین کا صرف ایک فی صد لوگ ہلاک ہوئے۔وہ لکھتا ہے کہ ۳ ہزار برس قبل مسیح سے لیکر اکیسویں صدی تک کی جنگوں میں مارے جانے والے ۱۵۰ ملین افراد میں سے ۹۶ فیصد لوگ مغرب کی گزشتہ پانچ سو سال کی جنگوں کے درمیان ہلاک کئے گئے۔

وہ لکھتا ہے کہ تین ہزار قبل مسیح سے لیکر بیسویں صدی تک کی جنگوں میں ہونے والی اموات کی ۷۳ فیصد اموات صرف بیسویں صدی میں ہوئیں۔وہ لکھتا ہے کہ غیر محارب عام شہریوں کی سب سے زیادہ اموات مغرب کی پانچ سو سالہ جنگوں میں ہوئیں ہیں جو پندرہویں سے بیسویں صدی کے درمیاں ہوئیں۔ان جنگوں میں سپاہیوں سے زیادہ غیر محارب [Non Combant] عام شہری [Civilians] مارے گئے ان میں سے مرنے والے لوگوں کی آدھی تعداد بچوں پر مشتمل تھی۔مغرب کے غلبے کے بعد اس کے ایجاد کردہ اسلحہ سے لڑی جانے والی جنگیں اب فوجوں کے درمیان نہیں ہوتیں تمام جنگوں کا ہدف صرف اور صرف بے گناہ شہری اور شہری علاقے ہوتے ہیں یہ انسانیت کی پرستش کا عہد ہے مغرب کی عسکری دہشت گردی کے باعث ____ ساٹھ لاکھ لوگ ان جنگوں میں معذور اپاہج لاچار بنا دیے گئے۔

کتاب Global Politics میں دنیا کی بدترین امریکی، یورپی مغربی دہشت گردی کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا کی تمام قوموں کی دہشت گردی ایک طرف مغرب کی عالمی دہشت گردی دوسری طرف: کتاب کے مطابق دنیا کی تاریخ اور مغرب کی تاریخ کے قتل عام —— ان دونوں کے درمیان

۴(four)اور۹۶(Ninty six) کی نسبت[Ratio] ہے——

یہ کتاب بتاتی ہے کہ تین ہزار سال قبل مسیح سے لے کر آج تک دنیا کی تمام جنگوں میں جتنے لوگ قتل ہوئے ان کا 96% مغرب کی پانچ سو سالہ جنگوں کے درمیان ہلاک ہوئے مغرب کی وہ جنگیں جو پندرہویں صدی سے لے کر دو ہزار عیسوی تک لڑی گئیں تاریخ انسانی کی خوں ریز ترین جنگیں تھیں دنیا کی تاریخ میں آج تک جتنا خون بہا ہے اس کا چھیانوے فی صد خون مغرب نے گزشتہ پانچ سو سال کے درمیان بہایا ہے۔

مغرب نے جب سے جنگوں کا آغاز کیا ہے ان جنگوں میں مرنے والے تین چوتھائی عام شہری ہوتے ہیں کیونکہ جدید ہتھیاروں کے باعث جو دور سے ہی دشمن کو اور دشمن کے علاقے کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں دونوں طرف کے فوجیوں کا نقصان بہت کم ہوتا ہے شہریوں کا نقصان سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ کتاب کراچی یونیورسٹی کے شعبہ بین الاقوامی تعلقات[International Relation] کے نصاب میں شامل ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غامدی صاحب نے کبھی کوئی نصابی کتاب بھی نہیں پڑھی جو معلومات ایم اے کے طلباء نصاب میں پڑھ رہے ہیں غامدی صاحب اس سے بھی ناواقف ہیں یہ جہالت کی آخری انتہا ہے ان اعداد و شمار اور معلومات کو پڑھ کر اگر کوئی شخص مسلمانوں اور اسلام کو دہشت گرد کہتا ہے تو وہ دنیا کا جاہل ترین شخص بہت بڑا علمی دہشت گرد اور عالمی استعمار کا سب سے بڑا بلکہ سرسید سے بھی بڑا ایجنٹ ہے۔ جو اس قدر سفاکی سے جھوٹ بول رہا ہے

It has been suggested that since 3600 B.C., there have been only 292 years without war, and each decade since 1816 has averaged twenty-two wars.It is estimated that more than 150 million people have died from war-related deaths since 3000 B.C.

"Each of the centuries prior to the sixteenth accounted for less than 1 percent of all war deaths. In fact all of them added together accounted for little more than 4 percent of these deaths, while almost 96 percent of war deaths were estimated to occur in the modern period of history, 1500-2000."Seventy-three percent of all war-related deaths since 3000 B.C. have occurred in the twentieth century A.D." Civilian deaths have been a large part of the increase in war deaths. According to UN Secretary General Kofi Annan, "UN sources estimate that at least three-quarters of the casualties of recent conflicts have been civilians, though the precise numbers are not known. " Over half of the civilians, though war victims of the past decade have been children, including two million dead and six million physically disabled since 1990.

Most of the war throughout history have occurred in the past two centuries. perhaps more disturbing.

from the point of global security, it is a shocking fact... that in some ways we are living through one of the worst decades in modern history. The 1970s were the decade with the most war onsets of all types. This was not an insolated spike, as 1960s and 1980s were also worse decades than average. And while the data for the 1990s are not complete, the 1990s will likely win the dubious distinction of being one of the two most war-prone decades [along with the 1970s] since the Congress of Vienna.

Juliet Kaarbo . -James Lee Ray Global Politics, Wadsworth publishing 10 edition (Febuary 2010)chap 5 International Confilct p.162,163]

اس تمام گفتگو کے بعد حضرت والا نے پوچھا کہ توہین رسالت کے مسئلے کا حل کیا ہے؟ یہ جو تشدد کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے اسے کیسے ختم کیا جائے؟ توہین رسالت کے قانون میں کیا کیا ترامیم ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے اور لوگ قانون ہاتھ میں لینا چھوڑ دیں؟ کیا شرعی قوانین کے نفاذ کے ذریعے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل نہیں ہو سکتا؟

توہین رسالت پر شدید ردعمل کا سبب آزادی کا عقیدہ ہے

ہم نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کیا کہ گستاخی کے واقعات ماضی میں صرف کفار سے مخصوص تھے _____ لیکن ۱۹۸۰ء

کے بعد گستاخی کے واقعات میں مسلمانوں کے نام کثرت سے آرہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ منشور انسانی حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے اور اس منشور میں آزادی ومساوات عقیدے کو بھی ایک حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ میڈیا سیکولر تعلیمی ادارے آزادی کے عقیدے کا پرچار کررہے ہیں اس کے نتیجے میں جدید ذہن جو میڈیا یا سیکولرازم ولبرل ازم سے متاثر ہورہا ہے آزادی کے عقیدے کی اتباع میں دین، مذہب، مقدس شخصیات، دینی اقدار وروایات پر آزادانہ تنقید کرنے میں کوئی تردد محسوس نہیں کرتا علماء کا اثر بھی کم ہوا ہے مذہبی دینی جماعتوں کی قوت کم ہوئی ہے اور بعض دینی جماعتوں نے سیاسی مصلحتوں کے باعث سیکولرازم کی بہت سی علامتوں کی اسلام کاری کی ہے لہٰذا اسلامی علمیت، عصبیت مسلسل کم زور ہورہی ہے ــــــ سیکولرازم لبرل ازم، کیپٹل ازم،، لبرل ازم جیسے جیسے اسلامی معاشروں میں جڑ پکڑ رہا ہے توہین کے واقعات میں اضافہ ہورہا ہے لہٰذا ــــــ توہین رسالت پر مسلمانوں کے شدید ردعمل کا سبب اسلام نہیں ــــــ آزادی کا عقیدہ اور مغرب کا پیدا کردہ آزادی کا فتنہ ہے ــــــ یہ تمام تصادمات، تنازعات، اختلافات اور جھگڑوں کا سبب ہے لیکن کوئی عالم دین آزادی کے عقیدے کا انکار نہیں کررہا اس پر تنقید نہیں کررہا ــــــ لیکن عقیدے کے ردعمل پر تنقید ہورہی ہے حتیٰ کہ مشال واقعہ جو اصلاً آزادی کے جدید مغربی عقیدے اور انسانی حقوق کے منشور کے خلاف سیکولر یونیورسٹی کے مذہبی طلباء کی پہلی اجتماعی بغاوت تھی اس ردعمل پر تو علماء نے خوب تنقید کی مگر اس ردعمل کے اصل محرک آزادی کے عقیدے کو کسی نے کفر قرار نہیں دیا جو بندگی کے عقیدے کا مخالف عقیدہ ہے۔

<u>مشال واقعہ آزادی کے عقیدے کے خلاف پہلی عوامی بغاوت</u>

مردان یونیورسٹی کا واقعہ اصلاً آزادی کے عقیدے کے خلاف پہلی عوامی بغاوت تھی اس بغاوت پر معاملہ ختم نہیں ہوا۔ اس کے بعد سیالکوٹ میں تین لڑکیوں کے ہاتھوں ایک شاتم رسول کا قتل دوسری بغاوت تھا اور چترال میں ایک شاتم رسول کو قتل کرنے کے لیے ہزاروں لوگوں کا تھانے پر حملہ اس بغاوت کے مختلف رنگ ہیں اپریل ۲۰۱۷ء میں ہونے والے یہ تینوں واقعات بتا رہے ہیں کہ عوام آزادی کے عقیدے کے نتائج دیکھ کر مشتعل ہوگئے ہیں وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے ان صاحبِ ایمان لوگوں کو برا بھلا کہنے کے بجائے ــــــ علماء، مذہبی جماعتیں آزادی کے عقیدے کا انکار کردیں۔

حیرت ہے کہ آپ نے ان مباحث پر غور نہیں کیا اور صرف مردان کے واقعے کی مذمت کردی ــــــ یہ نہایت غیر ذمہ دارانہ طریقۂ کار تھا جو آپ نے اختیار کیا۔

اسلامی تاریخ میں توہین رسالت کے مجرم کو عوام نے بھی سزا دی اور خلافت وامارت کے قاضی نے بھی سزا دی ــــــ اس جرم پر سزا کا اختیار صرف قاضی یا حاکم تک محدود نہ تھا لہٰذا عہد رسالت سے لے کر خلافت عثمانیہ کے خاتمے تک اگر کوئی شخص توہین رسالت کے مجرم کو قتل کردیتا تو اسلامی خلافت وامارت اور قاضی اسے قصاص میں قتل کرنے کا حکم نہ دیتا نہ رعایا کو تلقین کی جاتی کہ آئندہ کبھی قتل نہ کرنا۔ اسلامی خلافت اور عدالت نے توہین رسالت کے جرم کی سزا پر حکومتی اجارہ داری قائم نہیں کی یہ خاص استثناء ہے جو ذات رسالت مآبؐ سے متعلق ہے ــــــ یعنی توہین رسالت کے مسئلے میں اسلامی خلافت میں دو قانونی دائرے ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں۔ ایک نجی [Private] دوسرا سرکاری [Public]

توہین رسالت پر قتل کرنے والے سے کبھی شواہد، ٹھوس ثبوت طلب نہیں کیا گیا توہین ہوتے ہی اس کا بدیہی علم غور وفکر،

تفکر و تدبر و تعقل کے بغیر ایک صاحبِ ایمان کو اس کے ایمان ایقان وجدان کی بنیاد پر براہ راست حاصل ہوجاتا ہے اس معاملے میں تمام زمانوں میں اسلامی عدالت نے اثر کو مؤثر تسلیم کیا ہے اس کا ثبوت وہ غیر معمولی اشتعال ہے جو توہین رسالت کے نتیجے میں ایک فرد کے ذہن، قلب، روح، جان اور بدن میں پیدا ہوتا ہے _____ لہٰذا عوام کو اس معاملے میں اشتعال کے باعث کوئی اقدام کرنے یا سزا دینے کے اختیار پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی لیکن حدود و تعزیرات میں کسی کے اشتعال کو نفاذ حدود کے لیے اجازت کا قرینہ نہیں بنایا گیا _____ توہین رسالت کے مسئلے میں عدالت کے بغیر سزا _____ اس پر امت کا معاشرتی، علمی، عملی، ایمانی، روحانی، نورانی اجماع ہے اس کے باوجود اس معاملے میں عدالت کا اختیار بھی برقرار رہا _____ جب توہین رسالت کے قانون کو جدید ریاست نے اسمبلی اور سینٹ کے ذریعے جدید قانون کا حصہ بنالیا تو شریعت کا حکم اب Codify ہوا اور Rigidify بھی ہوگیا۔ جدید ریاست، خلافت امارت سے یکسر مختلف تھی لہٰذا اس کی عدالت بھی قاضی عدالت سے بالکل مختلف ہے۔

میکس ویبر کے الفاظ میں تشدد، اور جبر پر صرف جدید ریاست کا اجارہ ہے Monoply of Violence تشدد کا حق صرف جدید ریاست کے پاس ہے۔ جدید ریاست جو Fedralist Papers کے بعد وجود میں آئی _____ خلافت، بادشاہت، امارت کے مقابلے میں ہزاروں گنا جابر Tyrrant ریاست ہے جو اپنے رِٹ قائم کرنے کے لیے کسی کی رِٹ تسلیم نہیں کرتی اور اپنے اختیارات میں کسی کو حصہ نہیں دیتی۔

جدید مغربی ریاست کی دہشت کے سامنے چنگیز و ہلاکو کی دہشت بھی ماند پڑ جاتی ہے ان حکمرانوں کے پاس بھی جدید ریاست کی طرح بے انتہا اختیارات نہ تھے۔ جدید ریاست کے ان اختیارات کا ماخذ جدید سائنس اور لامحدود سرمایہ ہے قدیم ریاستیں ان دونوں ذرائع سے محروم تھیں۔ جدید ریاست انسان کی زندگی کے ہر حصے کو کالونائز کر دیتی ہے قدیم ریاست کے پاس ایسا کوئی اختیار ہی نہیں تھا سرمایہ سائنس جمہوریت آزادی مساوات اور ترقی کے عقیدوں کے ذریعے جدید ریاست نے انسانی زندگی کے ہر دائرے کو کالونائز کرلیا ہے _____

اسلامی خلافت میں (۱) تعلیم (۲) عدل (۳) تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور احسان و سلوک جسے تصوف بھی کہا جاتا ہے یعنی ایک فرد کا روحانی تزکیہ _____ صرف اور صرف علماء کی ذمہ داری تھی عالم ہی قاضی ہوتا تھا قاضی فیصلہ دینے سے پہلے عموماً مفتی اور مجتہد سے رجوع کرتا تھا لہٰذا عدل نیچے سے اوپر کی طرف جاتا تھا جدید ریاست میں عدل اوپر سے نیچے جاتا ہے اس کا معاشرے، معاشرت، معاشرتی حرکیات، معاشرے کی نبض، اقدار، روایات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے لہٰذا عدل مہنگا بھی ہو رہا ہے اور عدل کے نتیجے میں ظلم بھی عام ہو رہا ہے نظام عدل ہی ایسا ہے کہ مظلوم کے لیے دادرسی کے امکانات کم سے کم ہو رہے ہیں اور ظالم کے بچنے کے امکانات مزید بڑھ رہے ہیں۔

جدید ریاست نے تعلیم، عدل، فرد کی اخلاقی، روحانی تربیت کے ان تمام دائروں کو اپنے اختیار میں لے کر علماء کو زندگی کے تمام دائروں سے بے دخل کر دیا لہٰذا جدید ریاست توہین رسالت کے مسئلے میں عالم کے اختیار کو تسلیم نہیں کرتی تو ہین رسالت کا قانون اب مسائل پیدا کر رہا ہے اس کا حل صرف یہ ہے کہ اس قانون میں ایک شق کا اضافہ اجماع امت کی روشنی میں کر دیا جائے کہ توہین رسالت کے ارتکاب پر اگر کوئی شخص مرتکب توہین کو قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ ظاہر ہے جدید ریاست اپنا اختیار کبھی کسی شہری کو منتقل نہیں کرے گی وہ Citizen کو جو اس کا Voter اور Consumer ہے _____ اسلامی علمیت کے دائرے میں دیکھنے کے قابل

ہی نہیں ہے۔

اصل فتنہ آزادی اظہار رائے کا عقیدہ ہے

طلباء نے صرف قتل کیا مگر فتنہ قتل سے شدید تر ہے

ہم نے عرض کیا آپ دیکھئے کہ مردان کے واقعے کی آڑ میں آزادی اظہار رائے کے جدید مغربی کافرانہ عقیدے کی میڈیا کے ذریعے اسلام کاری کی جارہی ہے یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ مشال کو کچھ بھی کہنے کا حق تھا مگر طلباء کو عاشقانِ رسول ؐ کو غصہ میں آنے، مشتعل ہونے قتل کرنے کا کوئی حق نہیں تھا____ مشال کو اپنے جذبات کے اظہار کی مکمل آزادی تھی عاشقانِ رسول ؐ کو اپنے جذبات کے اظہار کی آزادی نہیں ہے۔ ہر طرف عشق رسول ؐ کی مذمت ہورہی ہے توہین رسالت کو برداشت کرنے کا سبق دیا جارہا ہے کہا جارہا ہے کہ لوگ آزاد خیال ہوجائیں روادار ہوجائیں، برداشت کرنا سیکھیں____ مگر کوئی یہ سوال نہیں اُٹھارہا کہ رواداری، برداشت، صبر و تحمل، صرف رسالت مآب ؐ کی بے عزتی (استغفر اللہ) برداشت کرنے کے لیے کیوں؟ رواداری، برداشت، صبر و تحمل کا تقاضہ کیا یہ نہیں ہے کہ اگر تم ایک اسلامی معاشرے، معاشرت میں رہ رہے ہو تو اپنی زبان کو اور اپنے جذبات کو لگام دو، سوچ سمجھ کر بولو، اکثریت کے جذبات کی توہین، تضحیک، تذلیل و تحقیر نہ کرو زبان چلانا درندگی، بہیمیت،، وحشیانہ پن نہیں ہے بس ہاتھ چلانا ہی درندگی ہے۔ حیرت ہے کہ سب لوگ آزادی اور میڈیا کے پیش کردہ رواداری کے مغربی تخیل اور اس کے تعقل کو قبول کررہے ہیں۔

میڈیا نے مشال کی موت کی خبر سنتے ہی____ بغیر کسی تحقیق اور خوف کے کہہ دیا کہ مشال بے گناہ تھا یہ ان کا اعلان تھا____ آزادی کے عقیدے پر ایمان ایسا ہوتا ہے ایمان کے اعلان کے لیے کسی تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی مذہبی حلقے اس جرأت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکے کہ تمام عاشقان رسول بھی بے گناہ ہیں اصل گناہ آزادی کا عقیدہ ہے جس نے مشال کو دریدہ دہنی کی جرأت عطا کی دینی حلقوں کا اپنے ایمان پر یقین نہیں تھا فلم نے ان کا یقین متزلزل کردیا۔ مشال نے آزادی کے عقیدے کو بلندی تک پہنچادیا پہلی مرتبہ لوگوں کو یہ ہمت ہوئی کہ توہین کے مجرم کو ایک ہیرو کے طور پر پیش کریں کسی نے نہیں پوچھا کہ میڈیا جھوٹے دعوے کیوں کررہا ہے مذہبی حلقے آزادی کے عقیدے کی تنقید نہیں کررہے اسے مکمل طور پر مسترد نہیں کررہے یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

اسلام نے واضح کردیا کہ فتنہ قتل سے زیادہ شدید جرم ہے____ مردان یونیورسٹی میں فتنہ کا اصل سبب آزادی اظہار رائے کا جدید مغربی عقیدہ ہے____ اگر نوجوانوں نے قتل کردیا تو یہ کوئی بہت بڑا جرم نہیں ہے____ توہین رسالت کی جرأت یہ سب سے بڑا جرم بلکہ فتنہ ہے اس فتنے کو ایک اسلامی معاشرے میں کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ زبان میں ہڈی نہیں ہوتی لیکن جب یہ فتنہ انگیز زبان چلتی ہے تو یہ آپ کی ہڈی تڑوا سکتی ہے کسی کو زخم لگانا کیا شرافت ہے____ ژی ژیک کے الفاظ میں میڈیا اور ریاست صرف دوسرا سوال پوچھ رہے ہیں اور علماء سے، عوام سے صرف اور صرف دوسرے سوال کا جواب مانگ رہے ہیں عربی کا محاورہ ہے تلوار کا زخم بھر جاتا ہے زبان کا زخم نہیں بھرتا۔ ہڈی ٹوٹ جائے تو آپ میڈیا کے ذریعے سوال اُٹھاتے ہیں کسی کی ہڈی توڑنا کیا انسانیت ہے، تہذیب ہے، اخلاقیات ہے؟

دورِ فتنہ میں ایمان کا اقرار نہیں اظہار بھی لازمی ہے

خالد بن ولید نے اذان کے قائل مگر تارک کو قتل کردیا تھا

ژی ژیک کے فلسفے کے تحت آج کل سب لوگ جب مشال خان کے واقعے پر گفتگو کرتے ہیں تو ہمیشہ دوسرا سوال پوچھتے ہیں پہلا سوال کوئی نہیں پوچھتا تاکہ اصل حقیقت کو چھپادیا جائے۔ میڈیا ہمیشہ دوسرے سوال کا جواب مانگتا ہے اور علماء بھی ہمیشہ دوسرے سوال کا

جواب دیتے ہیں پہلے سوال کونظر انداز کرنے کے نتیجے میں ہی آزادی کے باطل عقیدے کی اسلام کاری ممکن ہوتی ہے۔ژی ژیک کہے گا پہلاسوال یہ ہے کہ ہڈی کیوں توڑی گئی کیالوگ پاگل ہوگئے تھے۔تین ہزار سیکولرلبرل طلباءکوکیا ہوگیا تھا کہ ایک انسان کو مارنے قتل کرنے پر آمادہ ہوگئے یونیورسٹی انتظامیہ کے بھی کئی ملازمین اس عمل میں کیوں شریک ہوئے اگر مشال خان طلباء کے مسائل کی آواز تھا ان کی فیس معاف کرار ہا تھا ان کے حقوق کی جنگ لڑر ہا تھا تو طلباء اس کے ساتھ کیوں کھڑے نہیں ہوئے وہ اسے مارنے کیوں آئے۔

وہ پوچھے گا زبان کا زخم کیوں نہیں بھرتا اور تلوار کا زخم کیوں بھر جاتا ہے وہ اصل محرک Prime Mover کا سراغ لگائے گا تا کہ اس عمل ـــــــ تشدد ـــــــ یعنی دوسرے سوال کا جواب پہلے سوال کی روشنی میں تلاش کرے اور حقیقت حال کی تہہ تک پہنچے۔

میڈیا اور رائے عامہ اس وقت پہلے سوال کو دانستہ نظر انداز کر کے صرف دوسرا سوال پوچھ رہے ہیں اور لوگ صرف دوسرے سوال کا جواب دے رہے ہیں یہ دنائت اور ہٹ دھرمی ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ توہین رسالت کی آزادی کا راستہ ہموار کردیا جائے ہر عہد میں یہ امت اپنے ایمان،عقیدے، روایات، اقدار کا دفاع کسی ایک نکتے، کسی ایک عقیدے اور کسی ایک محور کے تحت کرتی ہے۔ رسالت مآبؐ کے انتقال کے بعد جب مدعیان نبوت پیدا ہوئے تو امت نے ختم نبوت کے عقیدے کو محور و مرکز تسلیم کیا اس عہد فتن میں کسی شخص کے ایمان کی علامت یہ تھی کہ وہ مدعیان نبوت کے ساتھ ہے یا ان کے خلاف ہے۔ خالد بن ولید ایک علاقے میں مورچہ زن ہوئے جہاں مسلیمہ کذاب کا اثر تھا انھوں نے ایک قبیلے کے سردار کو طلب کیا اور پوچھا تم نے اذان کیوں ترک کی اس نے جواب دیا کہ میں اذان کا منکر نہیں ہوں لیکن مسلیمہ کذاب کے کہنے پر ترک کردی تھی ـــــــ خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ تم نے اسلامی شعار کو ترک کر کے اپنے ایمان سے انحراف کیا ہے اور اس جرم میں اسے قتل کر دیا گیا فتنے کے زمانے میں صرف عقیدے پر ایمان کافی نہیں جب کفر و ایمان میں فاصلہ بتانا ضروری ہو ـــــــ تو اس ایمان کا اظہار بھی ہونا چاہیے ایمان اگر اظہار سے انکار کرتا ہے تو وہ ایمان معتبر ہی نہیں۔

<u>کیا آپ پیغمبر کی توہین برداشت کر سکتے ہیں یہ ایمان سے متعلق سوال ہے</u>

عہد حاضر میں ایمان ماضی کی طرح ایک نکتے میں مرکوز ہو گیا ہے

امام احمد حنبل کے عہد میں اسلام کی علامت یہ تھی کہ آپ فتنہ خلق قرآن کے حامی ہیں یا مخالف آپ امام احمد حنبل کے ساتھ ہیں یا امام احمد حنبل کے خلاف ہیں ایمان اس ایک مسئلے سے مشروط ہو گیا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مسئلے میں بھی یہی صورت حال تھی آپ اسے نبی تسلیم کرتے ہیں یا نہیں کرتے آپ کا ایمان صرف اس ایک سوال کے درست جواب پر منحصر تھا اس مرحلے پر ایمان مجمل اور ایمان مفصل اسی ایک نکتے میں سما جاتا ہے اہل ایمان کی ایک ہی شناخت نمایاں ہوتی ہے کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت کا رد کرتے اور ختم نبوت کا اعلان عام کرتے ہیں۔

یہ وہی صورت حال ہے جو گیارہ ستمبر پر حملے کے بعد پیدا ہوئی تھی جب جارج بُش نے دہشت گردی کے خلاف دنیا کے تمام دہشت گردوں کا اتحاد قائم کر کے پوری دنیا پر اپنی جنگ مسلط کرتے ہوئے پوری دنیا سے صرف ایک سوال کیا تھا تم دہشت گردی کے خلاف اس جنگ میں امریکا کے ساتھ ہو یا طالبان کے ساتھ ہو اس نے کسی کو یہ کہنے کی بھی اجازت نہیں دی کہ ہم دونوں کے خلاف ہیں ہم دونوں کو نہیں مانتے اس نے کسی کو اس جنگ میں غیر جانب دار رہنے کی بھی اجازت نہیں کہ یہ تم دونوں کا جھگڑا ہے تم خود ہی لڑ جھگڑ کر طے کرلو اس نے فیصلہ کر دیا کہ امن عالم کی ضرورت یہ ہے کہ تم امریکا کا ساتھ دو اگر امریکا کے ساتھ نہیں ہو تو اس کا صرف ایک مطلب ہے کہ تم طالبان کے حامی ہو تم دہشت گرد ہو پوری دنیا اس ایک نکتے پر ہی متحد ہوئی۔

عہد حاضر میں ایمان عشق رسالت کے ایک نکتے میں سمٹ گیا ہے آپ پیغمبر کی توہین برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں یا نہیں ـــــــ توہین رسالت آپ کی نظر میں جرم ہے یا نہیں ـــــــ مردان کے طلباء نے اس ایک نکتے پر اپنے ایمان کا مظاہرہ کیا ہے اور آپ ان کا ساتھ دینے کے بجائے اگر مگر سے کام چلا رہے ہیں۔

جدید ریاست اگر شریعت کے اجماع کے اصول کے تحت اس قانون میں وہ ترمیم کر دے جو ہم نے تحریر کی ہے تو اس عدالت کا اور ریاست کا اختیار ہی ختم ہو جائے گا ـــــــ جدید ریاست اور عدالت اپنے اختیارات میں کسی کی شرکت کی قائل نہیں ہے کیوں کہ وہ آزادی کے عقیدے کی محافظ ہے اور آزادی کے عقیدے کی حفاظت کے باعث وہ کسی فرد کو اپنا اختیار منتقل نہیں کر سکتی انہی معنوں میں شریعت کے احکامات جدید ریاست میں ناقابل عمل ہیں اور جب بھی شرعی احکامات جدید ریاست کی پارلیمنٹ اور سینٹ کے ذریعے اکثریت کی رائے سے یا سوفی صد تائید سے جدید قانون بن کر نافذ ہوتے ہیں تو وہ اپنی روح اور جوہر Assence کھو دیتے ہیں۔

<u>جدید ریاست جیسے جیسے اسلامائز ہوتی ہے اسلام خود بخود ڈیسیکولرائز ہو جاتا ہے</u>

جدید قانونی ڈھانچے میں احکام شریعت جیسے ہی ڈھلتے ہیں وہ اسلامی احکامات کی حقیقت، روح اور جوہر سے لاتعلق ہو جاتے ہیں مثلاً عورت کو اپنی مرضی سے نکاح کرنے کا حق حاصل ہے یہ اسلامی قانون کا ایک جدید اثر ہے ـــــــ اسلامی علمیت تہذیب، ثقافت و تاریخ میں نکاح کے لیے عورت کی رضا کے حصول ـــــــ کا اصول تاریخ میں۔

کبھی اس طرح بیان نہیں ہوا اصول یہ تھا کہ نکاح کے موقع پر ولی عورت کی رضا معلوم کرے گا اور عورت کا اس موقع پر رضا سے متعلق سوال پر خاموش رہنا اس کی رضا سمجھا جائے گا۔ ـــــــ

اس کا دوسرا مطلب یہ تھا کہ عورت اگر ولی کے مجوزہ شوہر سے نکاح پر رضامندی ظاہر نہ کرے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوگا اگر منعقد ہو جائے تو عورت اسے منسوخ کرنے کی درخواست کر سکتی ہے۔اس سادہ سے اصول میں اسلامی علمیت، تہذیب، تاریخ، روحانیت سب کچھ سموئی ہوئی ہے مگر کیا جدید قانون میں جو شریعت سے اخذ کیا گیا ہے یہ تمام عناصر موجود ہیں جدید قانون کا ڈھانچہ ہی ایسا ہے کہ اس میں مذہبی، تہذیبی، روحانی عناصر کی شمولیت ممکن ہی نہیں۔ جدید ریاست کی طرح جدید قانون مجرد [Absrtract] قانون ہے جس کا جیتی جاگتی زندگی کی تلخ حقیقتوں انسانی رویوں کے تنوع، رنگا رنگی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے وہ بس Yes، No، Right، Wrong کے پیمانوں کے تحت کام کرتا ہے۔

اسلامی علمیت و اسلامی امارت میں عورت کی رضا کے اس اصول کا مطلب کچھ اور تھا لیکن یہی حکم شرعی جب جدید قانون کے ذریعے ایک قانونی حکم بنا تو اس کا اثر اور دائرہ ہی تبدیل ہو گیا اور اس قانون نے عورت کو اسلامی شریعت کے بجائے آزادی کے عقیدے کے تحت ولی، عاقلہ، خاندان، کے بغیر اپنی زندگی کا اہم ترین فیصلہ بغیر کسی تجربے کے خود ہی کرنے کی کامل آزادی فراہم کر دی ـــــــ عہد رسالت میں احادیث کے اندر عورت کی مرضی کے بغیر نکاح کو فسخ کرنے، مسترد کرنے یا رسالت مآبؐ کی طرف سے عورت کے انکار کو قبول کرنے کے جتنے بھی واقعات موجود ہیں ان میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ عورت رسالت مآبؐ سے یا اپنے باپ سے صرف یہ کہتی تھی کہ جس شخص کے نکاح میں مجھے دیا جا رہا ہے مجھے یہ شخص پسند نہیں ہے ـــــــ ظاہر ہے اسلامی علمیت تہذیب میں عورت مردوں سے آزادانہ تعلقات قائم نہیں کر سکتی مخلوط تعلیم، مخلوط معاشرت کی عدم موجودگی میں اس کے مردوں سے تعلقات، دوستی، عشق و عاشقی کا کوئی امکان موجود نہیں ـــــــ لہٰذا احادیث سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسالت مآبؐ نے عورت کی جانب سے مجوزہ شوہر کو قبول نہ کرنے یا ناپسندیدگی کے جذبات ظاہر ہونے کے باعث اس نکاح کی تجویز کو مسترد کر دیا یا اگر نکاح ہو گیا تو اسے فسخ فرما دیا پوری اسلامی تاریخ میں آپ کو یہی روایت ملے گی لیکن کبھی یہ واقعہ سننے میں نہیں ملے گا کہ کسی عورت نے ذات رسالت مآب کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر یہ استغاثہ کیا ہو کہ اے اللہ کے

رسولؐ مجھے یہ مرد پسند ہے میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں میرا باپ مجھے یہ شادی نہیں کرنے دے رہا ـــــــ یا کسی قاضی کی عدالت میں لڑکی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ یہ میرا محبوب اور معشوق یہ میری زندگی ہے میں نے اس مرد کو پسند کرلیا ہے میں اُسے اور یہ مجھے اپنا دل دے بیٹھے ہیں یہ میرا دوست ہے میرے اس کے ساتھ چھ سال سے تعلقات ہیں ہم نے ایک دوسرے کو پرکھ لیا ہے ماں باپ، خاندان ہمارے لیے صحیح رشتہ مہیا نہیں کرسکتے مجھے صرف اس اجنبی پر اعتماد ہے ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں مگر ہمارے خاندان کے لوگ ہمارے اس تعلق، رشتے کو نکاح کے دائرے میں آنے سے روک رہے ہیں اور ہماری جانوں کو خطرہ لاحق ہے۔

اس تاریخی تناظر میں آپ جدید ریاست میں اس حکم شرعی کے اطلاق کے منفی نتائج خود دیکھ سکتے ہیں۔عورت کی مرضی سے نکاح کی اجازت کا اسلامی حکم جب جدید قانون کا حصہ بنا تو اب لڑکی کا آوارگی کو نکاح کا رنگ دینا ممکن ہوا اب لڑکی کا گھر سے بھاگ کر اپنی مرضی کے لڑکے سے نکاح کرنا بھی جدید عدالت کی نظر میں عین اسلامی اور بالکل قانونی ہوگیا ـــــــ اسلامی شریعت کا حکم اور اجازت ایک خاص تہذیب، تاریخ، مابعد الطبعیات، ثقافت، علمیت کے تناظر میں بالکل مختلف معنیٰ مہیا کرتا ہے ـــــــ اور یہی حکم جدید پارلیمنٹ کے ذریعے Codify ہونے کے بعد بالکل مختلف اور یکسر متضاد معنی پیدا کرتا ہے ـــــــ غالب اسلامی ڈسکورس میں عورت کی مرضی سے نکاح کے معنی صرف یہ ہیں کہ باپ، ولی، عاقلہ، خاندان، قبیلہ، لڑکی کا نکاح جس سے بھی طے کرے وہ نکاح اسی وقت مؤثر سمجھا جائے گا جب لڑکی کی رضامندی بھی شامل ہوگی اگر لڑکی انکار کردے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوسکتا نکاح کے انعقاد کی شرط یہ بھی ہے کہ لڑکی ـــــــ اپنے مجوزہ شوہر [Proposed Husband] کو قبول کرنے پر تیار ہے یا نہیں ـــــــ عورت کو صرف یہ اختیار دیا گیا تھا ـــــــ مگر عورت کا یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ لڑکوں، مردوں سے دوستی، ناجائز تعلقات، خفیہ آشنائی قائم کرکے اپنے ولی یا قاضی کو مطلع کہ میں اس لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہوں ـــــــ یہ رویہ اسلامی علمیت، روحانیت، عفت، عصمت و حیاء کے روحانی ایمانی دائروں کے منافی تھا اور اسلامی تاریخ میں کسی عورت کی جانب سے یہ طرز کبھی اختیار نہیں کیا گیا لیکن لڑکی کی مرضی سے نکاح کا اسلامی حکم جب اپنے تناظر، کلیت، تاریخ، تہذیب سے کٹ کر مجرد [Abstract] قانون یعنی ـــــــ جدید قانون کا حصہ بنا تو لڑکیوں نے اسلامی قانون کی بنیاد پر عدالتوں سے اپنی پسند کے لڑکوں سے شادیوں کے مقدمات دائر کرنے شروع کیے اور عدالتوں نے ان کے دعوؤں کو اسلام کی بنیاد پر قبول کرلیا حتیٰ کہ گھر سے اپنے آشنا کے ساتھ بھاگنے والی لڑکی نے بھی عدالت سے اسلامی قانون کی بنیاد پر رعایت حاصل کرلی کہ شریعت نے اسے مرد سے دوستی کرنے اس کے عشق میں مبتلا ہونے اور اجنبی نامحرم مرد کے ساتھ بھاگ کر عدالت آنے اور اپنی مرضی سے نکاح کرنے کا اختیار دیا ہے ـــــــ جب بھی شریعت جدید سیکولر قوانین کا حصہ بنتی ہے وہ خود سیکولرائز ہوجاتی ہے اسی لیے ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ جدید ریاست جیسے جیسے اسلامائز ہوتی ہے اسلام خود بخود سیکولرائز ہوجاتا ہے اس سیکولرائزیشن کا ایک ثبوت یہ ہے کہ مفتی منیب الرحمان صاحب نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کا زمرہ ختم کرکے انھیں مسلمانوں کے مساوی شہری تسلیم کیا جائے صدر وزیر اعظم کے عہدوں کے سوا تمام سرکاری عہدوں کے لیے صرف مسلمان ہونے کی شرط آئین میں بھی موجود نہیں ہے پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اسلامی ریاست کی عدالت کا چیف جسٹس کوئی غیر مسلم بھی ہوسکتا ہے ماضی میں کئی غیر مسلم کافر چیف جسٹس بنتے رہے ہیں۔[مفتی منیب الرحمان روزنامہ جسارت ۳۰/اپریل ۲۰۱۷ء]

مفتی منیب الرحمان صاحب کے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی بھی اس ملک کا چیف جسٹس بن سکتا ہے اگر کسی قادیانی کو اتنا اعزاز اکرام دینا تھا تو قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی کیا ضرورت تھی علماء نے خواہ مخواہ بھٹو صاحب پر دباؤ ڈال کر قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوایا اور اب تو مفتی منیب الرحمان صاحب نے فرمایا ہے کہ اقلیتوں کا زمرہ ختم کرکے سب کفار ـــــ کو مسلم کے برابر کردیا جائے اسلامی علمیت میں کبھی غیر مسلم، ذمی، کافر، معاہد مسلم کے برابر نہیں ہوسکتا قرآن نے واضح کردیا ہے کہ اندھا اور نابینا ـــــ عقل والے اور

احمق ـــــ جنگلی گدھے اور مسلم، شرالدواب اور مومن، جاہل اور ایمان والے کافر اور مسلم کبھی برابر نہیں ہو سکتے ـــــ مفتی منیب الرحمان صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ انھوں نے صرف صدر اور وزیر اعظم کے عہدوں کے لیے مسلمان ہونے کی شرط کیوں برقرار رکھی ہے یہ تو امتیازی سلوک ہے، چیف جسٹس اپنے حکم سے صدر اور وزیر اعظم کو برطرف کر سکتا ہے وہ تو صدر اور وزیر اعظم سے زیادہ طاقت ور ہے جب اس طاقت ور شخص چیف جسٹس کے عہدے کے لیے مسلمان ہونا لازمی نہیں کافر، غیر مسلم، عیسائی، ہندو، قادیانی بھی چیف جسٹس ہو سکتا ہے تو صدر اور وزیر اعظم کیوں غیر مسلم نہیں ہو سکتے۔ علماء کی یہی کم زوری ہے جس کے باعث اسلام ریاست میں تحلیل ہو کر سیکولرائز ہو رہا ہے اگر مسلمان اور کافر برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں تو اسلامی ریاست کی کیا ضرورت ہے کیا اسلامی تاریخ میں کسی اسلامی عدالت کا قاضی کافر نامزد ہوا۔ اسلامی جہاد کرنے والا فوج کا کمانڈر انچیف کبھی کوئی کافر منتخب کیا گیا جدید ریاست اسلامی نہیں ہو سکتی وہ سیکولر ہوتی وہاں صرف Citizen ہوتا ہے لہٰذا وہاں کفر و اسلام کا مسئلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن مفتی منیب الرحمان جو کچھ اسلام بیان کر رہے ہیں اہل السنّت والجماعت کے اجماعی اصولوں کے تحت ان کا نقطۂ نظر بالکل غلط، باطل اور اسلام سے مکمل انحراف پر مبنی ہے۔

جدید ریاست کا جدید قانون ـــــ اسلامی شریعت کو اختیار کرتے ہوئے Pick & Choose کے فلسفے پر عمل کرتا ہے وہ اسلامی احکامات شریعت میں سے صرف ان احکامات کو قبول کرے گا جو اس کے دائرہ جبر میں مزید وسعت پیدا کریں مگر وہ اسلامی احکامات جو اس کے دائرۂ اختیار کو کم کریں اس پر تحدید عائد کریں ان احکامات شریعت کو جدید قانون کبھی تسلیم نہیں کرے گا نہ اپنے قوانین کا حصہ بنائے گا۔

اس لیے ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ شرعی احکامات جب بھی جدید قانون کا حصہ بنیں گے اپنی روح کھو دیں گے اپنے جوہر سے لازماً انحراف کریں گے بظاہر وہ اسلامی ہوں گے لیکن عملاً وہ سیکولر ہوں گے اور صرف آزادی کے دائرے کو وسیع کرنے کا سبب بنیں گے گزشتہ سو سال میں عالم اسلام کے تمام ملکوں میں عائلی قوانین کے نام پر جتنے شرعی احکامات جدید قوانین کے دائرے میں سموئے گئے ہیں انھوں نے مرد عورت کو اسلامی علیت کی روح کے منافی مساوی [Equal] برابر تصور کر کے تمام شرعی احکامات کی روح تبدیل کی اور وہ تمام اختیارات جو شریعت نے مرد کو دیئے تھے عورت کو بھی عطا کیے اور اسلامی قانون کے نفاذ کے نام پر عملاً آزادی کے قانون کو نافذ کر کے عورت کو شریعت کے دائرے سے مکمل آزاد کر کے اسلام کے خاندانی، معاشرتی، روحانی نظام کو عملاً تہس نہس کر دیا ـــــ افسوس ہے کہ علماء نے جدید ریاست کی ماہیت، اصلیت، حقیقت پر ابھی تک غور نہیں کیا وہ کیلسن Kelson، ہابر ماس Jurgen Habermass، اور کارل شمٹ Carl Schmith کے فلسفے پڑھ لیتے تو اس ریاست کی حقیقت سے واقف ہو جاتے لیکن وہ اس حقیقت سے واقف ہوئے بغیر نہایت اخلاص و نیک نیتی کے ساتھ اس جدید ریاست کو خلافت اسلامیہ پر قیاس کر رہے ہیں جو درست طریقۂ کار نہیں ہے۔

توہین رسالت کے قانون کے ساتھ بھی یہی ہوا جب اسے جدید قانونی دائرے میں پارلیمنٹ اور سینٹ اور عوامی نمائندوں کی مرضی سے لایا گیا تو یہ شرعی حکم تنقید (Open to Criticism) کے دائرے میں آ گیا۔ توہین رسالت کا حکم مقدس سے خود بخود غیر مقدس [Profane] ہو گیا کیوں کہ آرڈیننس، ایکٹ، بل بننے کے ساتھ ہی شریعت کا حکم اب شریعت کا حکم ہی نہیں رہا اب یہ صرف اور صرف جدید ریاست کا قانون بن گیا اور جدید ریاست کا کوئی قانون حتمی قطعی نہیں ہوتا اراکین پارلیمنٹ اس کے ہر قانون پر تنقید کر سکتے ہیں اسے جب چاہیں منسوخ کر سکتے ہیں۔

زرداری صاحب کے دور حکومت میں قومی اسمبلی میں ایم کیو ایم نے آئین سے اللہ کی حاکمیت کی شق کو ختم کرنے کے لیے ایک

ترمیم پیش کی ترمیم کی قرارداد ایک کمیٹی میں ابتدائی جائزے کے لیے پیش ہوئی جس کے اراکین کی اکثریت پیپلز پارٹی کے لوگوں پر مشتمل تھی بحث ومباحثے کے بعد ترمیم پر رائے شماری کرائی گئی تو پیپلز پارٹی کے اراکین نے اس کے خلاف ووٹ دیا۔ روزنامہ جسارت نے خبر لگائی قومی اسمبلی میں خدا کی حاکمیت اعلیٰ دو ووٹوں سے برقرار رہی ایک اور اخبار نے سرخی لگائی خدا کی حاکمیت دو ووٹوں سے بچ گئی جناب مفتی منیب الرحمان صاحب نے اس خبر پر توجہ نہیں فرمائی۔

ممتاز قادری شہید کا مقدمہ جناب سپریم کورٹ میں چل رہا تھا تو عدالت کے جج بار بار ممتاز شہید کے وکلاء سے صرف ایک سوال پوچھ رہے تھے کہ توہین رسالت کے قانون پر تنقید کیسے توہین ہوسکتی ہے یہ تو ہر پاکستانی شہری کا حق ہے اس حق کو اسلام کیسے چھین سکتا ہے مگر قادری صاحب کے وکلاء جو خود اسی جدید قانون کے ماہر تھے مگر اس قانون اور اس جدید ریاست کی مابعد الطبیعیاتی اساسات تاریخ، پس منظر سے بالکل ناواقف تھے وہ اس سوال کا جواب ہی نہ دے سکے ____ اگر وہ یہ جواب دے دیتے تو علماء کو معلوم ہو جاتا کہ جدید ریاست کے قانونی ڈھانچے میں اسلام کبھی نافذ ہی نہیں ہوسکتا اور اگر نافذ ہوگا تو وہ لنگڑا لولا اسلام ہوگا جس میں اسلام کے سوا سب کچھ ہوگا اور یہ اسلام صرف اسلام کو مضبوط نہیں کرے گا بلکہ آزادی کے عقیدے ہی کو مضبوط کرنے کا سبب بنے گا۔

ہم نے عرض کیا مشال کے واقعے کی خبر/اطلاع DAWN اخبار نے ۱۴/اپریل ۲۰۱۷ء کو تین کالمی خبر کی صورت میں دی اور مشال والے دن افغانستان پر پھینکے گئے دنیا کے سب سے بھاری بم کی خبر صرف ایک کالمی دی گئی [DAWN 14 April 2017] یہ امتیازی سلوک کیوں؟ ایک آدمی مشال خان کے مارے جانے کی خبر سب سے اہم ____ سب سے بڑی ____ اور افغانستان کے ایک صوبے کے تین گاؤں میں مارے جانے والے ہزاروں انسانوں، جانوروں، چرندوں، پرندوں کے قتل عام کی بھیانک خبر انتہائی غیر اہم لبرل ازم لبرل میڈیا جسے الحق، الخیر سمجھتا ہے اسے اہمیت دیتا ہے اس کی تین چار کالمی سطریں لگاتا ہے اس کے لیے ایک فرد مشال کی موت اہم نظر آئی مگر افغانستان میں بم پھینکنے کے نتیجے میں مرنے والے ہزاروں لوگوں کی خبر غیر اہم نظر آئی ____ یہ لبرل ازم کا ایمان، عقیدہ اور یقین ہے اس کے مقابلے میں ہمارا عقیدہ یقین کتنا کمزور ہے کہ ایک فلم دیکھ کر ہی عشق رسول ختم ہوگیا اور عاشقان رسول کی حمایت کا اعلان کرنے کے بجائے ہم معذرت خواہی میں لگ گئے اس چھوٹے سے واقعے کو ہم نے خود ہی درندگی بہیمیت، وحشت، ظلم، دہشت گردی قرار دے کر لبرل لوگوں کا مقدمہ مضبوط کر دیا ____ DAWN نے افغانستان کے واقعے کی صرف ایک کالمی سرخی لگائی۔

Us drops mother of all bombs in Afghanistan

اس سرخی میں ہزاروں لوگوں کے مرنے کی اطلاع کو چھپا کر کس خوب صورتی سے اس حقیقت کو کفنایا اور دفنایا گیا ہے مگر مشال کی خبر کی سرخی کیسے نمایاں کی گئی ہے وہ

Student Lynched on Campus over allegations of blasphemy

لیکن خبر کی سرخی سے یہ بات واضح ہے کہ تین ہزار طلباء کا اشتعال بلاوجہ بلاسبب نہیں تھا اور اس قدر شدید اشتعال کی وجہ توہین رسالت کا جرم تھا اس طالب علم کے بارے میں بہت کچھ شائع ہو چکا ہے مولانا گوہر رحمان صاحب کے بیٹے ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب نے آزادانہ طور پر تمام طبقات کے لوگوں کی مجلس بنا کر اس واقعے کی تحقیقات کیں علماء کی ایک مجلس اور مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں کی تحقیقات بھی سامنے آئی ہیں ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب کی تحقیقات سے تو ثابت ہوگیا کہ مشال توہین رسالت کا عادی مجرم تھا ____ مگر عطاء الرحمان صاحب کی رپورٹ میڈیا کے کسی نمائندے نے نشر نہیں کی کیوں کہ یہ آزادی کے عقیدے کو زبردست نقصان پہنچا سکتی تھی ____

بی بی سی کے نمائندے وسعت اللہ خان نے ایک چینل پر جب یہ کہا کہ ''مجھے نہایت افسوس ہے کہ بہیمیت، درندگی کا ایسا واقعہ کسی دینی مدرسے میں نہیں ہوا اور ایک ایسے ادارے یونیورسٹی میں ہوا جہاں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا'' اس بیان پر مذہبی حلقوں نے مسرت کا اظہار کیا حالانکہ یہ بیان مسرت کا نہیں دکھ اور صدمے کا سبب بننا چاہیے تھا۔ اس بیان سے دینی لوگوں نے سوچا کہ چلو میڈیا نے دینی مدارس کا دفاع کیا ان پر حملہ نہیں کیا ان کی جان تو بچ گئی مگر ____ وسعت اللہ کا یہ بیان ان کی حماقت کا آئینہ دار ہے اتنے بڑے صحافی کو دینی مدرسے اور سیکولر یونیورسٹی کا فرق تک نہیں معلوم ____ اس جاہل صحافی کو یہ تک معلوم نہیں کہ دینی مدرسے کی پندرہ سو سالہ تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی طالب علم نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہو دینی مدرسے میں توہین رسالت کے ارتکاب کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیوں کہ اس مدرسے کی مابعد الطبیعیات علمیت ____ دینی ہے وہ نقل کو العلم سمجھتی ہے ____ اس دینی تعلیم کا پورا سانچہ اور ڈھانچہ قرآن وسنت کی کامل تقلید پر منحصر ہے وہاں خدا اور رسول پر تنقید، اعتراض، استہزاء، تضحیک، تحقیر، تذلیل کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا جو شخص اللہ کے رسول کی تکریم کا قائل نہیں وہ کبھی دینی مدرسے میں داخلہ نہ لے گا لہٰذا اگر مثال جیسا واقعہ دینی مدرسے میں نہیں ہوا تو ____ یہ کمال نہیں ہے ____ یہ دینی مدرسے میں صرف ایک علمیت، [Epistomology] ایک الحق [Truth] ایک الخیر [Good] کی تعلیم و تدریس تلقین و تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ جس معاشرے، تہذیب، تمدن اور تعلیمی نظام میں صرف اور صرف ایک عقیدہ [Only one Faith] کی تعلیم دی جائے گی وہاں کبھی اس عقیدے کے خلاف بغاوت، احتجاج، تنقید، تضحیک کا تصور پیدا ہی نہیں ہو سکتا لبرل ازم اس طریقۂ کار اور طریقۂ تعلیم کو تنوع [Diversity] آزادی [Freedom] رنگا رنگی [Mutiplicity] کے خلاف سمجھتا ہے اور تنقید کے نام پر علمی ارتقاء کی تعلیم دے کر علمی ترقی کا دعویٰ کرتا ہے مگر حیرت انگیز طور پر ان تمام جدید سیکولر لبرل تعلیمی اداروں میں تمام تنقید صرف اور صرف مذہب پر ہوتی ہے اسے [Critical Thinking] سمجھا جاتا ہے حالانکہ مغرب میں کوئی [Critical Thinker] مذہب پر تنقید نہیں کرتا وہ جدیدیت کے پیدا کردہ نظام اور اس کے اداروں، اس کی ٹیکنو سائنس، سائنٹزم ازم، آزادی اور عقلیت کے عقیدے، سائنس اور سوشل سائنس وغیرہ پر تنقید کرتا ہے کیوں کہ وہ مذہب کو علم ہی تسلیم نہیں کرتے لہٰذا کسی غیر علمی چیز پر تنقید بھی نہیں کرتے لیکن پاکستان کے لبرل صرف مذہب پر تنقید کرتے ہیں۔ سائنس، جمہوریت، کیپٹل ازم، سوشل سائنس، عقلیت پرستی، آزادی کے عقیدوں پر تنقید نہیں کرتے ان سب کو یہ بدیہی صداقتوں کے طور پر لیتے ہیں ان کو وہ Taken for granted اور Self evedent evedence سمجھتے ہیں یہ رویہ صرف پاکستان میں نہیں ہے بلکہ یوروپ امریکا اور پورے مغرب میں ہے۔ مذہب پر تنقید ہوتی ہے مگر کبھی سائنس، سوشل سائنس کی مابعد الطبیعیات پر تنقید نہیں ہوتی کبھی ترقی اور جمہوریت کے عقیدوں پر تنقید نہیں ہوتی کوئی تنقید کر دے تو سب اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

گلبرٹ رسٹ جو فرانس میں خود پروفیسر ایمریطس ہے فرانس جیسے آزاد خیال لبرل معاشرے اور جدیدیت کے بہت بڑے بڑے فلاسفہ کے ملک میں رجعت پسندی کی حالت کے بارے میں اپنی کتاب [The Delusion of Economics] میں فرانس کی ایک یونیورسٹی کا واقعہ لکھا ہے جہاں طلباء، اساتذہ کے سامنے اس نے جدید اکنامکس کے عقیدوں، ایمانیات، مفروضات مابعد الطبیعیات اصولوں، قوانین قواعد پر تنقید کی اور دلائل سے ہی تنقید کو ثابت کر دیا لیکن طلباء اور اساتذہ نے اس کی تنقید سے اتفاق کرنے کے باوجود جواب یہ دیا کہ اگر ہمارے طلباء امتحانات میں یہ تنقیدی جوابات لکھیں گے تو انھیں ممتحن [Examiner] ناکام [Fail] قرار دے گا۔

A Little Story may not be out of place here. When I was invited to speak about the assumptions of economics to hundred pupils preparing for their baccalaureate exam at a French lycee, I decided to present some of the theses in this book and was rewarded with an attentive audience and a number of interesting questions. Still, I was ratheafraid of how the teachers accompanying the pupils would react. What did they think of my critical arguments?Their reply was disconcerting:

'Of course we largely agree with your point of view,they said, 'but we can't teach it. Our job is to get our pupils through the bac. And,as their papers will be corrected by external examiner, they would certainly fail if they deviated from the mainstream views in the syllabus. 'This is how a lack of critical spirit and ultimately, ignoranceare transmitted. [Gilbert Rist The Delusion of Econimics London Zed Book UK 2011 P 7]

جب فرانس کی یونیورسٹی میں سوشل سائنس کے مضمون اکنامکس کے عقیدے پر تنقید کی اجازت نہیں تو اسلام اور رسول پر تنقید کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔

Steve Keen اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ معاشیات کے کسی عالمی تحقیقی جریدے میں کوئی ایسا مضمون شائع نہیں ہوسکتا جو اکنامکس کے بنیادی اعتقادات، مفروضات مابعد الطبیعیات اور ایمانیات کے مطابق نہ ہو_____ اگر آپ کا مضمون ان مفروضات کے خلاف ہو تو آپ کی تحقیق تسلیم نہیں کی جائے گی۔ مضمون شائع نہیں ہوگا۔

it is almost impossible to have an article accepted into one of the mainstream academic economics journals unless it has the full panoply of economic assumptions: rational behaviour (according to the economic definition of rational!).[Steve Keen, Debunking Economics: The Naked Emperor of the Social Sciences,London: Zed Book, 2007 (2004), p.154.]

مغرب کی تعلیم گاہوں میں اگر کوئی تصادم جھگڑا نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں اسکول سے لے کر یونیورسٹی تک ایک ہی عقیدے کی تعلیم دی جاتی ہے آزادی کا عقیدہ اور اس کا نفاذ غلبے اور تسلط کے لیے اکنامکس کا علم اور ان پر کسی تنقید کی آزادی نہیں لہٰذا مغرب کی جامعات میں مدارس دینیہ کی طرح کوئی جھگڑا نہیں ہوتا سب ایک عقیدے کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

پاکستان کی یونیورسٹی میں مستقبل میں مشال خان جیسے واقعے کے خاتمے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ ان میں صرف اسلام کے عقیدے کی تعلیم دی جائے اور اس سے متصادم تمام عقیدوں، ماڈرن ازم، منشور انسانی حقوق وغیرہ کی تعلیم پر پابندی عائد کردی جائے۔

مشال جیسا واقعہ صرف اور صرف جدید سیکولر یونیورسٹی میں ہی پیش آ سکتا ہے جہاں دو عقیدے، دو الخیر، دو الحق بیک وقت پڑھائے جاتے ہیں ایک جانب اسلامیات کے لازمی نصاب کے ذریعے اسکول سے یونیورسٹی تک طالب علم کو بندگی، اطاعت رب، ایمان بالرسل، آخرت، تقلید قرآن وسنت کا درس دیا جاتا ہے۔ مسجد، مدرسہ، معاشرت میں دینی علمیت غالب ہے پاکستان کی ریاست صرف آئین میں زبانی طور پر اسلام کی حاکمیت اور اسلامی شریعت کی بالادستی کا دعویٰ کرتی ہے مگر عملاً جو صورت حال ہے سب جانتے ہیں۔ دوسری جانب سائنس کے ذریعے اسے خدا کی بندگی سے بے گانہ کرنے کے لیے Cause & Effect علت معلول کا قانون پڑھایا، سکھایا، بتایا اور رٹایا جاتا ہے۔ سوشل سائنس کے ذریعے انسانی حقوق_____ عقیدہ آزادی اور مساوات کا سبق پڑھایا جاتا ہے لہٰذا ایک طالب علم جدید سیکولر یونیورسٹی میں علم اور عقیدے اور تاریخ وتہذیب کی دو کشتیوں میں سفر کرتا ہے دو ماخذات [Two Sources] سے علمیت حاصل کرتا ہے ایک علمیت اسے بندگی، سپردگی، اطاعت، تقلید، توحید رسالت، آخرت، حشر نشر کی دعوت دیتی ہے دوسری علمیت اسے کامل مطلق آزادی اور خدا بننے کی آزادی عطا کرتی ہے جب طالب علم دو کشتیوں میں سفر کرتا ہے تو اس کا انجام مشال خان کی صورت میں نکلتا ہے چونکہ پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے یہاں کی تہذیب، ثقافت، معاشرت، معاشرہ ابھی تک اسلامی ہے علماء، مدارس، خانقاہ، مساجد کا اثر عام آدمی کی زندگی پر بہت گہرا ہے لہٰذا طلباء خالص سیکولر کافرانہ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود عملاً علماً مسلمان ہی رہتے ہیں اور لبرل ازم اور آزادی کے کفر کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے لیکن وہ طلباء جن کا مذہبی شعور بہت کم زور ہے جو پہلے سے الحاد، دہریت، اباحیت کا شکار ہیں جن کے گھرانے جدیدیت، سیکولرزم سے متاثر ہیں وہ جدید سیکولر تعلیمی اداروں میں آزادی کے عقیدوں کی فلسفیانہ مغربی تعبیروں

کو جب الحق سمجھ کر پڑھتے اور الخیر سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں پھر آئین میں دیئے گئے حق اظہار رائے کی آزادی کے تحت ____ مذہب دشمنی پر مبنی اپنے افکار کا ابلاغ کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ کشیدگی، کشمکش اور جنگ کی صورت میں نکلتا ہے تمام سیکولر یونیورسٹیاں اپنے احاطے میں مدارس کی طرح صرف ایک عقیدے ایک الخیر ایک الحق کا ابلاغ کریں اور آزادی کے عقیدے کو نصاب اور نظام تعلیم سے فارغ کر دیں تو یونیورسٹی میں کوئی مشال خان نہیں پیدا ہوگا جب مشال خان نہیں پیدا ہوگا تو مذہبی اکثریت کے طلباء کے جذبات کو بھی مشتعل نہیں کرے گا جب جذبات ہی مشتعل نہیں ہوں گے تو مردان یونیورسٹی کا واقعہ بھی پیش نہیں آئے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ریاست ترکی کی طرح آئین سے ریاست سے زندگی سے اسلام، اسلامی شریعت، اللہ کی حاکمیت کے تمام زبانی دعووں کو بھی خارج کر دے اور خالص سیکولر ریاست بن جائے۔ تمام مدارس بند کر دیے جائیں ریاست کا کوئی ادارہ اور خود ریاست اپنے تحفظ، بقا، دفاع کے لئے اسلام کا نام استعمال نہ کرے اسلامی قوم پرستی اور اسلامی قومی، ہندی علاقائی جہاد سے بھی ریاست دست بردار ہو جائے اور سب لوگوں کو تعلیمی نظام کے ذریعے جبراً ترکی کی طرح سیکولر بنا دیا جائے تو امید ہے اس صورت میں مشال خان جیسا کوئی واقعہ کبھی نہ ہوگا لیکن اس کی بھی ضمانت نہیں کیونکہ ترکی میں روس کے سفیر کو ایک پولیس آفیسر نے تقریب کے دوران قتل کر دیا روس شام کے مسلمانوں پر جو ظلم کر رہا تھا اس کا ردعمل تھا ترکی میں نہ مدرسے ہیں نہ روایتی اسلام صرف ماڈرن اسلام ہے۔

پاکستانی ریاست دو کشتیوں کی مسافر ہے اسے اپنی بقاء اور دفاع کے لئے __ ہندوستان کے خطرے سے بچنے کے لئے اسلام اور جہاد علماء اور مدارس اور مجاہدین کی بھی ضرورت ہے دہشت گردی کے خلاف ریاست کی پوری جنگ اسلام کے منہاج، اسلامی اصطلاحات اور اسلامی جہاد کے ذریعے لڑی جا رہی ہے ریاست اسلام کے بغیر اپنا دفاع کرنے سے قاصر ہے اس نقطہ نظر کو علمی طور پر بھارتی مفکر ایم جے اکبر نے اپنی کتاب Tinder Box میں تفصیل سے بیان کر دیا وہ کتاب آپ پڑھ لیں پاکستانی ریاست کی مجبوری ہے کہ وہ اسلام اور مدارس سے اپنے لئے قوت حاصل کرے کیونکہ تمام لبرل، قوم پرست، سوشلسٹ سیکولر، کمیونسٹ، آزاد خیال، دہریے، ملحد سب پاکستان کے دشمن ہیں پاکستانی فوج کے شدید مخالف ہیں اور امریکہ روس کے زبردست حامی ہیں غفار خان، فیض احمد فیض، فہمیدہ ریاض کو روس، بھارت، افغانستان میں پناہ بھی ملتی ہے اور قبر بھی لہٰذا ریاست جو لبرل، سیکولر ہونا چاہتی ہے وہ اپنے تحفظ کے لئے مسلمان رہنے پر مجبور ہے اس کے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اتنی سی بات نہ ریاست کی سمجھ میں آ رہی ہے نہ حکومت کے، نہ عوام کے، نہ علماء کے، نہ مفکرین و مدبرین کے ____ تمام لبرل سیکولر __ اسلام کو الزام دے رہے ہیں، اسلام کو گالیاں دے رہے ہیں اور خود مذہبی حلقے بھی یہی سوچ رہے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی مسئلہ ہے کوئی کمزوری ہے کوئی خلل ہے کوئی دریچہ کھلا رہ گیا ہے جو یہ مسئلے پیدا کر رہا ہے ہماری تاریخ میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے حالانکہ حقیقت صرف یہ ہے کہ مسئلہ صرف اور صرف آزادی کا جدید کافرانہ عقیدہ پیدا کر رہا ہے [If & But کے سابقے لاحقوں کے ساتھ] جو منشور حقوق انسانی کے ذریعے ہمارے آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے جس کی تعلیم اب اسکول کالج یونیورسٹی میں عام ہے میڈیا اس کافرانہ عقیدے کا کھلم کھلا دفاع کر رہا ہے پاکستانی عدالت عظمیٰ بھی اسلام کے بجائے آزادی کے عقیدوں کے تحت فیصلے کر رہی ہے پاکستان کے سابق لبرل چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی نے اپنے تاریخی آخری فیصلے میں سب لوگوں کو ارتداد کی آزادی عطا کر دی ہے وہ پہلے

پاکستانی جج ہیں جنھوں نے جسٹس منیر اور جسٹس کیانی کے بعد__ پہلی مرتبہ آئین کی اصل روح کے جوہر Assence کے عین مطابق آئین کی اسلامی تشریح کے بجائے لبرل تشریح کرکے پاکستانی آئین اور ریاست کی اصل حقیقت واضح کردی ہے کہ منشور انسانی حقوق اور آئین ہر فرد کو جو مذہب چاہے رکھنے، بدلنے اور اس میں تحریف کرنے کی آزادی دیتا ہے عدلیہ آئین کی تشریح کا واحد اور آخری ادارہ ہے یہ تشریح UNO اور UCHR یورپین کورٹ آف ہیومن رائٹس کی تشریحات کے عین مطابق ہے مگر دینی حلقے ابھی تک سو رہے ہیں وہ آزادی کے عقیدے کو رد کرنے کے بجائے اس کی اسلام کاری میں مصروف ہیں یہی اسلام کاری تمام مسئلے پیدا کررہی ہے کفر کی اسلام کاری ممکن نہیں۔ بندگی، اطاعت، شریعت کی تقلید اور آزادی کے عقیدے کبھی اِکٹھے نہیں ہوسکتے ان کو جب مجتمع کرنے کی کوشش کی جائے گی مشال خان کی طرح کسی کی سربریدہ لاش ہی برآمد ہوگی یہ آزادی کے فتنہ کا نتیجہ ہے اور فتنہ قتل کے جرم سے زیادہ شدید جرم ہے یہ اسلام کی علمیت کا نتیجہ نہیں ہے جدید ریاست کا جوہر کسی مذہبی علمیت کو قبول نہیں کرسکتا یہ موقف وائل حلاق نے اپنی کتاب Impossible state میں__ پروفیسر عزیز احمد نے اپنی کتاب Islamic Modernism In India & Pakistan میں جسٹس منیر احمد اور ایم آر کیانی نے منیر کمیشن رپورٹ میں یہی بات لکھی ہے کہ جدید ریاست مذہبی نہیں ہوسکتی پاکستان ریاست مذہب اور آزادی کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہی ہے جس کا نتیجہ مردان یونیورسٹی کا واقعہ ہے ریاست ایک سمت اختیار کرلے علماء صرف بیانات دے کر عوام کو توہین رسالت کے مسئلے پر فطری ردعمل سے نہیں روک سکتے انھیں یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ ردعمل کا کوئی نظریہ نہیں ہوتا Reaction has no Ideology____ ردعمل کو تلقین، تذکیر، تعلیم، نصیحت، فتویٰ بھی نہیں روک سکتا_____ لوگوں کے جذبات کو صرف تلقین سے نہیں روکا جاسکتا آپ کی غلطی یہ ہے کہ آپ آزادی کے عقیدے کا انکار نہیں کررہے اس کی تردید نہیں کررہے آپ اس عقیدے کا انکار کردیں اور اس عقیدے کے حاملین کو آزادی اظہار نہ دیں تمام مسئلہ خود حل ہوجائے گا آزادی کے باطل عقیدے کی تشریح اوباما نے UNO میں اپنی تقریر میں بیان کردی تھی ۔۲۰۱۲ء میں UNO میں لیبیا کے امریکی سفارت خانے پر مشتعل مسلمانوں کے حملے کے بعد۔ توہین رسالت کی آزادی، اور جدید مغربی عقیدے کی آزادی کا دفاع کرتے ہوئے اس نے مصر کے صدر محمد مرسی، ایرانی صدر احمدی نژاد، پاکستانی صدر آصف زرداری اور ترکی کے وزیراعظم طیب اردگان کی موجودگی میں صاف صاف کہا کہ امریکی سفارت خانے پر حملہ کرنے والے وحشی جانور ہیں یہ آزادی کے دشمن ہیں میں امریکہ کے کسی شہری کی آزادی اظہار رائے سلب نہیں کرسکتا ہمارا ملک عیسائی ہے یہاں حضرت عیسیٰ کا مذاق اڑایا جاتا ہے ہم کچھ نہیں کہتے اس نے کہا کہ توہین رسالت کے مسئلے کا حل ہنگامہ نہیں ہے اس کا حل صرف یہ ہے کہ توہین کی اور آزادی دو اور آزادی دو

We have taken these positions because we believe that freedom and self-determination are not unique to one culture. These are not simply American values or Western values - they are universal values.

Here in the United States, countless publications provoke offense. Like me, the majority of Americans are Christian, and yet we do not ban blasphemy against our most sacred beliefs. As President of our country and Commander-in-Chief of our military, I accept that people are going

to call me awful things every day - (laughter) - and I will always defend their right to do so. (Applause.)
Americans have fought and died around the globe to protect the right of all people to express their views, even views that we profoundly disagree with. We do not do so because we support hateful speech, but because our founders understood that without such protections, the capacity of each individual to express their own views and practice their own faith may be threatened.
We do so because given the power of faith in our lives, and the passion that religious differences can inflame, the strongest weapon against hateful speech is not repression; it is more speech - the voices of tolerance that rally against bigotry and blasphemy, and lift up the values of understanding and mutual respect.

But in 2012, at a time when anyone with a cell phone can spread offensive views around the world with the click of a button, the notion that we can control the flow of information is obsolete.
[Remarks from President Barack Obama to the UN General Assembly, New York, 2012.09.26]

غیرت کے نام پر قتل کی اجازت شریعت نے نہیں دی لیکن جب پاکستان کی ریاست،حکومت، عدالت_____ حیاء،عفت و عصمت کو غیر اہم بے کار اقدار سمجھے اور بے شرمی کرنے والی عورتوں کی آزادی کا دفاع کرے_____ تو ایک عام فرد ردعمل کے تحت اپنی بیٹی، بیوی کو قتل کر کے رہے گا علماء کوئی بھی فتویٰ دیں لوگ عزت کے نام پر قتل کریں گے کیوں کہ ریاست اور اس کی عدالت بھگوڑی عورت کو آزادی کے نام پر بے غیرتی کی اجازت دے کر اس کی بے غیرتی، بے حیائی، ڈھٹائی اور بے شرمی کو قانون کا تحفظ فراہم کرتی ہے اور مشتعل خاندان، قبیلے کے جذبات، احساسات، دکھ درد، غم کے ازالے اور امالے کا کوئی میکا نزم اس کے پاس موجود نہیں ہے۔ ریاست کی تعلیم اور حکمت عملی کے نتیجے میں مذہبیت ختم ہو رہی ہے اور آزادی کے عقیدے پر ایمان لانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جب بھی گھر سے کسی بھاگی ہوئی لڑکی کو اس کے ماں باپ خاندان مارنے کی کوشش کرتا ہے تو میڈیا، عدالت، ریاست مارنے والوں کو مجرم قرار دے کر بند کر دیتے ہیں وہ ہمیشہ دوسرے سوال کا جواب دیتے ہیں پہلے سوال کا جواب نہیں دیتے کہ یہ لڑکی گھر سے کیوں بھاگی اس کا ذہن کس نے تعمیر کیا وہ ایک اجنبی لڑکے کی خاطر اپنی اجتماعیت کو کیوں قربان کرنے پر آمادہ ہوئی؟

<u>میڈیا ہمیشہ دوسرا سوال کیوں پوچھتا ہے؟</u>

سوال یہ ہے کہ پہلا سوال کیا ہے اور دوسرا سوال کیا ہے؟ اس کا جواب اس صدی کے بہت بڑے فلسفی سلاوٴ ژی ژیک نے دیا ہے جو غامدی صاحب کے پسندیدہ ترین فلسفی ہیں اور غامدی صاحب اس کے فلسفے سے بہت متاثر ہیں ۱۹۹۸ء میں جب وہ کراچی کثرت سے آتے تھے تو سلاوٴ ژی ژیک کی کتابیں ان کے ساتھ ہوتی تھیں۔ سلاوٴ ژی ژیک ایک بدتمیز بدقماش فلسفی ہے جسے مغرب میں ایک خطر ناک فلسفی سمجھا جاتا ہے جو اپنے فلسفیانہ نکات گالیوں کے ذریعے پیش کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ دنیا میں سب سے موثر ترین ذریعہ ابلاغ گالی ہے جس کے ذریعے فی الفور [Immediate] ابلاغ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا غامدی صاحب کے پسندیدہ فلسفی کا اصول ان کے اور میڈیا والوں کے فوری ابلاغ کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔

ژی ژیک لکھتا ہے کہ ایک شخص روزانہ پانچ بجے اپنے دفتر سے گھر پہنچتا تھا ایک دن وہ حسن اتفاق سے چار بجے گھر پہنچ گیا اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی ایک اجنبی مرد کے ساتھ خواب گاہ میں ہم کلام ہے اس نے اپنی بیوی سے پوچھا یہ کون ہے اور یہاں کیوں ہے ؟ یہاں کیا کر رہا ہے؟ (یہ پہلا سوال ہے)۔

بیوی نے جواب دیا یہ سوال غیر اہم ہے کہ یہ کون ہے اور یہاں کیا کر رہا ہے اصل سوال یہ ہے کہ تم یہاں چار بجے کیا کر رہے ہو تمہارے آنے کا وقت پانچ بجے ہے (یہ دوسرا سوال ہے)۔

ژی ژیک کہتا ہے کہ جدید دنیا میں ہمیشہ دوسرے سوال کا جواب دیا جاتا ہے پہلے سوال کو اسی طرح نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ میڈیا اسی طرح ہمیشہ علماء سے دوسرے سوال کا جواب مانگتا ہے۔ قندیل بلوچ کو بھائی نے قتل کر دیا، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ پہلے سوال کا جواب نہیں مانگتا کہ قندیل بلوچ اپنا جسم، عزت، عفت، عصمت میڈیا پر بیچ رہی ہے اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ میڈیا والوں کو پتہ ہے کہ اگر شریعت سے قندیل بلوچ کی زندگی کا حکم پوچھا گیا تو شریعت کہہ دے گی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر دو۔ قتلو ا تقتیلا (اور ہماری عدالت اور شریعت کورٹ کبھی اس حکم پر عمل نہیں کرے گی)۔

جب کوئی لڑکی گھر سے ماں باپ کے پیسے، ان کی عزت وآبرو، زیورات لے کر اپنے آشنا کے ساتھ بھاگتی ہے تو پاکستانی ریاست اور عدالت اور میڈیا اس بھگوڑی عورت کے خلاف نہ کوئی خبر نشر کرتے نہ عدالت عظمیٰ سوموٹو ایکشن لیتی ہے نہ ریاست کو اس سے کوئی دلچسپی ہے کہ لڑکی گھر سے کیوں بھاگی___ یہ ریاست کا مسئلہ ہی نہیں یہ فرد کا مسئلہ ہے اور منشور انسانی حقوق کے تحت ہر فرد آزاد ہے جو چاہے کہہ دے جو چاہے کر گزرے____ ریاست اس کی عدالت اور اس مارکیٹ سوسائٹی کا میڈیا وہ علماء کے پاس اس سوال کا جواب مانگنے نہیں آتے کہ یہ عورت جو اپنے خاندان کی اسلام کی، ہماری تہذیبی اقدار و روایات کی پامالی کر کے بھاگی ہے تو اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ عورت کے بھاگنے کا نوٹس نہ حکومت لیتی ہے نہ عدالت لیتی ہے نہ میڈیا____ لیکن جیسے ہی کسی عورت کا خاندان، قبیلہ، رشتہ دار، باپ ماں، بھائی، چچا رد عمل کی نفسیات کے تحت کلہاڑی سے اس عورت کا خاتمہ کرتا ہے تو فوراً ریاست حکومت، عدالت، میڈیا متحرک ہو جاتا ہے اور علماء سے پوچھنے لگتا ہے ہے کہ کیا اسلام میں گھر سے بھاگنے والی عورت کو اس بے دردی سے قتل کر دینا جائز ہے؟ اسلام کیا کہتا ہے ماڈرن ازم ہمیشہ علماء سے دوسرے سوال کا جواب پوچھتا ہے کہ لڑکی کو قتل کرنا کیا جائز ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا لڑکی کا اجنبی لڑکے کے ساتھ گھر سے بھاگنا جائز تھا سپریم کورٹ، ریاست، میڈیا کبھی اس سوال کو نہیں اٹھائے گا کیوں کہ پھر بات سیکولر تعلیم، آزادی کے عقیدے، مخلوط تعلیم اور آزاد میڈیا کی آوارگی تک پہنچ جائے گی اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ظلم کا اصل سبب ماں باپ نہیں لڑکی کا رویہ نہیں صرف اور صرف جدیدیت (ماڈرن ازم) کا آزادی کا عقیدہ ہے اس عقیدے نے تمام مسائل پیدا کئے ہیں اور ریاست اس عقیدے کو اسلام کے ساتھ ساتھ چلا رہی ہے۔

مولوی کی ضرورت ریاست، میڈیا اور عدالت کو کسی کی موت پر ہی محسوس ہوتی ہے کسی کی زندگی میں ان کی کوئی ضرورت نہیں

ہوتی ایسا لگتا ہے کہ یہ کلہاڑی لڑکی کے ماں باپ کو مولوی نے فراہم کی تھی مولوی نے ہی لڑکی کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ سب کچھ آزادی کے عقیدے کی تلوار ہوا میں چلانے کے نتائج ہیں یہ آزادی کے عقیدے کا شدید ردعمل ہے مردان میں مثال کا واقعہ بھی شدید ردعمل ہے لیکن آزادی کے عقیدے پر یعنی پہلے سوال پر کوئی گفتگو نہیں ہوتی۔

پاکستانی عدالت بھی بھگوڑی لڑکی کے بھاگنے پر کوئی نوٹس نہیں لیتی پولیس کو کبھی نہیں کہتی کہ یہ لڑکی ماں باپ کا زیور، سونا، روپیہ پیسہ چوری کر کے ان کی عزت، وقار، احترام، نام بدنام کر کے ایک اجنبی لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی ہے لہٰذا اس لڑکی اور لڑکے کو گرفتار کر کے ہمارے سامنے پیش کرو ماں باپ کا سونا روپیہ ان کی عزت وقار انہیں واپس کرو ___ پاکستانی عدالت اگر ایسا کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتی نہ آج تک کسی چیف جسٹس نے اسلامی اقدار، حیاء عفت، عصمت کی لڑکی کے ہاتھوں پامالی پر کبھی کوئی سوموٹو نوٹس نہیں لیا کیوں کہ یہ عدالت آزادی کے عقیدے کے تحفظ اور دفاع کے لئے قائم کی گئی ہے اسلامی اقدار اور روایت اور شرعی احکامات کے نفاذ کے لئے قائم نہیں کی گئی۔

اس کا ثبوت یہ ہے کہ آج تک کسی چیف جسٹس نے لڑکی بھگانے والے لڑکے، اس بے غیرتی پر اکسانے والے میڈیا، اس آوارگی کو عام کرنے والے مخلوط تعلیمی ماحول اور آزادی کے عقیدے کے خلاف کوئی سوموٹو نوٹس نہیں لیا چیف جسٹس نے سوموٹو نوٹس صرف اس وقت لئے جب ان بھگوڑوں اور بھگوڑنوں پر ردعمل کے جذبات کے تحت ان کی برادری، قبیلے، خاندان کسی رشتہ دار نے قاتلانہ حملہ کیا اور عدالت کو فوراً زندگی کا حق اور جان کا حق اور حق آزادی یاد آگیا۔ عدالت نے یہ بھی نہیں سوچا کہ Reaction has no Ideology ظاہر ہے جدید عدالت جو جدیدیت کے تصور عقلیت پرستی سے نکلی ہے وہ انسان کو جدیداکناملس کی طرح صرف ایک عقلی وجود [Rational Being] تصور کرتی ہے اس کے جذبات، احساسات اس کا موضوع ہی نہیں ہیں۔

عدالت نے لڑکی کی جانب سے شریعت کے احکامات، پردہ اور محرم کے احکامات، شرم و حیاء کے احکامات پامال کرنے پر سوموٹو نوٹس نہیں لیا عدالت نے کبھی اس لڑکے اور اس نظام کے خلاف بھی سوموٹو نوٹس نہیں لیا جو اس لڑکی کو اکسا کر مشتعل کر کے بھگا کر لے گیا ___ آخر کیوں؟ اس لئے کے شریعت اقدار، روایات، خاندان قبیلے کی عزت ___ منشور حقوق انسانی کے تحت حقوق Rights نہیں ہیں کیونکہ اس منشور میں حق Right صرف اور صرف فرد Person کو دیا گیا ہے اس کی انفرادی حیثیت میں Individual Capacity میں دیا گیا ہے۔ اس منشور میں فرد سے مراد صرف ایک فرد ہے اس میں اس کی بیوی بچے بھی شامل نہیں ہیں اس منشور میں کسی اجتماعیت Collectivity کا کوئی حق Right نہیں ہے فرد اگر اپنی مذہبی، تاریخی، دینی، الہامی، روحانی، تہذیبی، معاشرتی، خاندانی، نسلی لسانی عصبی اجتماعیت کے خلاف بغاوت کرتا ہے تو جدید ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنے Citizen کی اس بغاوت کا ساتھ دے اور اس اجتماعیت کے خلاف کھڑی ہو جائے لہٰذا عدالتیں ہر بھاگنے والی لڑکی اور بھاگ کر شادی کرنے کی آزادی دیتی ہیں ان کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے مگر اسلامی اقدار، خاندانی روایت کا تحفظ نہیں کرتیں کیونکہ منشور انسانی حقوق میں ان کے حقوق موجود ہی نہیں ہیں اجتماعیت انسان نہیں ہوتی لہٰذا اجتماعیت کا کوئی حق بھی نہیں ہوتا۔

اسی اصول کے تحت بھارت کی عدالت نے ۹؍مارچ ۲۰۱۷ء میں دریائے گنگا کے حقوق کی پامالی کے خلاف ایک درخواست کی سماعت کرتے ہوئے کہا کہ گنگا کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ آئین میں حقوق صرف انسان کو دیے گئے ہیں کسی غیر انسان کے لئے نہیں ہیں لہٰذا ___ عدالت نے گنگا کو گندگی، غلاظت، تعفن سے بچانے کے لئے گنگا کو Person کے طور پر تسلیم کرلیا اور اس کے حقوق کے تحفظ کے لیے بھارتی حکومت کو ہدایات جاری کردیں _____ لبرل ازم اور اس کے مذہبی دستور منشور انسانی حقوق کے تحت صرف اور صرف ایک فرد کی ملکیت، آزادی اور اظہار رائے کو تحفظ دیا گیا ہے اور یہ تمام حقوق ہمیشہ فرد کی مذہبی، تاریخی اجتماعیّتوں [Religious & Historical Collectivites] کو تحلیل کرنے، ان کا خاتمہ کرنے اور اس فرد کو اس کی تاریخ، مذہب، اقدار، روایات اور دین کے غلبے، تسلط سے نجات دِلانے کے لیے ہر جدید ریاست ہر فرد کو عطا کرتی ہے کیوں کہ جدیدیت کا اصل عقیدہ، اصل دین مذہب صرف اور صرف مطلق آزادی [Absolute Freedom] ہے مگر اس آزادی کے عقیدے کے تحت آزادی کے عقیدے کے خلاف کسی کو بغاوت کی آزادی نہیں ہے جو اس عقیدے کے خلاف بغاوت کرے گا جان رالس کے حکم کے مطابق اسے جنگوں اور جراثیم کی طرح ختم کردیا جائے گا۔

جدید ریاست و عدالت صرف اور صرف فرد کی آزادی کے تحفظ کو ممکن بناتے ہیں اور اس آزادی کی راہ میں حائل ہر خاندانی، مذہبی، تاریخی، اجتماعی رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے فرد کی ہر ممکنہ مدد کرتے ہیں۔ عدالت دستور آئین کے تحت کام کرنے کی پابند ہے اور اس دستور آئین کا ماخذ Fedralist Papers اور ان پیپرز سے نکلنے والے منشور انسانی حقوق ہیں جسے امریکی صدر روز ویلٹ کی اہلیہ ایلینا روز ویلٹ کی کوششوں سے مرتب و منظور کیا گیا۔ یہ منشور ہی عہد حاضر کا مذہب ہے بہت سے سوشل سائنسداں اس منشور انسانی حقوق کو مذہب انسانی Civil Religion قرار دیتے ہیں تمام سول سائینٹز کا مذہب یہی سول ریلیجن ہے جہاں بھی سول سوسائٹی قائم ہوگی اس کا ایک ہی مطلب ہوگا کہ وہاں کے معاشرے نے آسمانی مذہب کو مسترد کرکے اب صرف انسانی مذہب یعنی منشور حقوق انسانی کو قبول کرلیا ہے ایسے ہی معاشرے مہذب، متمدن معاشرے اور جدید معاشرے Civil Society کہلاتے ہیں ان کے مقابلے میں تمام مذہبی اور دینی معاشرے جاہلیت کا شکار جاہلیت زدہ قرار پاتے ہیں۔

افسوس یہ ہے کہ ہم ان مباحث سے واقف نہیں زاہد الراشدی اور امام خمینی جیسے لوگ انسانی حقوق کے منشور کو خطبہ حجۃ الوداع سے ماخوذ سمجھتے ہیں فیڈرلسٹ پیپرز لکھنے والے چوبیس گورے مرد امریکی مفکرین نے ان پیپرز کی بنیاد خطبے سے نہیں لی ____ اس منشور کے خالقین اور مفکرین خطبہ حجۃ الوداع سے بالکل ناواقف تھے ان بے چاروں نے کبھی اسلام کو بھی نہیں پڑھا تھا وہ اسلامی فقہ، اسلامی علمیت کے مباحث ہی سے ناواقف تھے مگر راشدی صاحب اور خمینی صاحب جیسے لوگ جو مغربی فلسفے سے واقف نہیں وہ بلا وجہ انسانی حقوق کے منشور کو چند ترامیم If اور But کے لاحقوں کے ساتھ آخری خطبے کا عکس قرار دیتے ہیں۔

ان بیچاروں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ خطبہ حجۃ الوداع کے اصل مخاطب مسلمان ہیں اور ان کے توسط سے تمام نوع انسانی _____

جب کہ منشور کا اصل خطاب اس انسان سے ہے جو اٹھارہویں صدی کے جدید مغربی فلسفے سے خلق [Create] ہوا جسے روشن خیال[Enlightend] انسان کہتے ہیں__ جو وحی الٰہی اور عالم دین کو سند تسلیم نہیں کرتا ان کا انکار کرتا ہے خارجی ذرائع علم کا انکار کرتا ہے اس کے بجائے وہ اپنے اندرون میں جھانک کر صرف عقلیت کو ماخذ علم تسلیم کرتا ہے اور زندگی کے تمام فیصلے عقلیت کی بنیاد پر کرتا ہے۔ ایسے انسان کو روشنی اور ہدایت کے لیے اپنے سے باہر، وحی کی طرف، آسمان کی طرف، پیغمبر یا عالم دین کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں وہ ہدایت کے لیے اپنے آپ سے اپنی عقل سے اپنے اندرون سے رجوع کرنے کا پابند ہے اسی رویے کو جدید فلسفے میں روشن خیالی کا عہد کہتے ہیں جب صدیوں سے یہ خدا مرکز کائنات ڈیکارٹ اور کانٹ کے فلسفے کے بعد خدا مرکز سے انسان مرکز کائنات میں تبدیل ہوگئی خدا کی جگہ انسان کی خدائی نے لے لی روشن خیالی کا یہ فلسفہ کانٹ اور فوکالٹ کے مضامین What is enlighteinent میں پڑھا جاسکتا ہے۔ کانٹ نے اپنے مضمون میں صاف صاف لکھا ہے کہ روشن خیال وہ ہے جو وحی الٰہی سے عالم سے اور ڈاکٹر سے ہدایت نہیں لیتا اپنی زندگی کے فیصلے خود کرتا ہے کانٹ کے فلسفے کے بعد__ وحی الٰہی اور عالم دین تو انسانی زندگی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئے لیکن ڈاکٹر زندگی کے ہر دائرے میں آ گیا میڈیکلائزیشن کے بعد تو ہر شخص ڈاکٹر کو خدا سمجھتا ہے اور ہسپتال کے بارے میں عمومی رائے یہ ہے کہ یہ لوگوں کو زندگی دیتے اور موت سے بچاتے ہیں خدا کا اب زندگی اور موت سے تعلق بھی جدید میڈیکل سائنس نے منقطع کر دیا ہے لہٰذا MBBS کے طلباء پوسٹ مارٹم رپورٹ میں موت کا سبب Cause لکھتے ہیں وہ معلوم نہ ہوسکے تو لکھ دیتے ہیں Cause Not Known اس کا مطلب یہ ہوا کہ میڈیکل سائنس اس مرنے والے کی موت کا سبب ابھی تک معلوم نہیں کرسکی جب مزید ترقی ہوگی تو یقیناً اس موت کا سبب بھی معلوم ہوجائے گا اگر کوئی ڈاکٹر لکھ دے کہ یہ قضاء اور قدر کا فیصلہ ہے موت اللہ کے حکم سے آئی ہے اسے اللہ نے اپنے پاس بلا لیا ہے تو اس دلیل کو میڈیکل سائنس جہالت قرار دے کر مسترد کردے گی جب تعلیم ہی علت ومعلول کے سائنسی قانون پر رکھی گئی ہے تو اس کے بعد مشال خان جیسے لوگ پیدا ہورہے ہیں تو یہ سیکولر تعلیم کا مسئلہ ہے اسلام کا مسئلہ ہی نہیں۔

بنیادی اور اُصولی بات جو تمام علماء اور اسلامی تحریکوں کو سمجھنی چاہیے کہ مغرب اسلام سے، علماء سے، اسلامی علمیت سے مکالمے کے لیے تیار ہی نہیں ہے وہ بس یہ چاہتا ہے کہ مسلمان مغرب کی غلامی قبول کرلیں امریکا کا سب سے بڑا فلسفی رچرڈ رارٹی صاف صاف لکھتا ہے کہ ہم نے پوپ سے مکالمہ نہیں کیا تو اسلامی جدیدیت پسندوں سے بھی مکالمہ نہیں کریں گے وہ غامدی، قرضادی، طارق رمضان سے مکالمہ پسند نہیں کرتا تو علماء سے کیسے مکالمہ کرے گا مگر غامدی صاحب، وحید الدین خان صاحب، قرضاوی صاحب اور طارق رمضان صاحب خواہ مخواہ مکالمے کی باتیں کررہے ہیں۔

رارٹی کے اصل الفاظ پڑھیے:

There was no dialogue between the philosophers and the Vatican in the eighteenth century, and there is not going to be one between the mullahs of the Islamic world and the democratic West. The Vatican in the eighteenth century had its own best interests in mind, and the mullahs have theirs. They no more want to be displaced from their positions of power than the Catholic hierarchy did (or does). With luck, the educated middle class of the Islamic countries will bring about an Islamic Enlightenment, but this enlightenment will not have anything much to do with a "dialogue

with Islam."[A dialogue between American State philosopher Richard Rorty and Gianni Vatimo from page 72 to 75 Columbia University Press, New York

مشال کے قتل پر چند علماء چند لبرل اہل علم سے مکالمہ

اپریل مئی میں آزادی کے عقیدے کے خلاف چار عوامی بغاوتیں

سید خالد جامعی (پہلی قسط)

لبرل ازم کی دہشت گردی اور لبرل احباب کا ردعمل

مشال کے قتل پر ایک عالم دین سے مکالمہ بہت سے احباب کی نظر سے گزرا_____اب یہ مکالمہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔اس مکالمے میں ہمارے بہت سے فاضل ،مخلص ،نہایت پرہیز گار علماء ،مفتیان کرام اور ایک مفکر صاحب بھی شریک ہو گئے بعض سنجیدہ لبرل علمی احباب نے بھی اس مکالمے میں دلچسپی ظاہر کی اور تسلیم کیا کہ ہم تو لبرل ازم کو ایک پُر امن نظریہ سمجھتے ہیں جو دنیا میں امن کے قیام کا واحد طریقۂ کار معلوم دیتا تھا۔لیکن لبرل ازم کا جو چہرہ آپ نے انتہائی تحقیق کے ذریعے ظاہر کیا ہے وہ خود ہمارے لیے چونکانے والی خبر ہے ہم نے کبھی لبرل ازم کا تنقیدی مطالعہ [Critical Study] اس طرح نہیں کیا صرف یہ یقین کر کے کہ یہی واحد پُر امن طریقہ ہے اس کی حمایت کی مگر واقعتاً لبرل ازم یہی ہے جیسا کہ آپ کے دلائل اور حوالوں سے ظاہر ہے تو بہر حال پاکستان میں اس کی گنجائش اگلے دو سو سال تک پیدا نہیں کی جا سکتی اور اس آئیڈیالوجی کو قبول کرنے کے لیے کوئی بھی مذہبی گروہ تیار نہیں ہو گا جس کے نتیجے میں تصادمات بڑھیں گے۔اپریل اور مئی کے اندر مردان یونیورسٹی ، سیالکوٹ ، چترال اور حب میں شاتم رسول کے خلاف چار عوامی بغاوتیں واقعتاً خطرے کی علامت ہیں جن پر سنجیدہ بحث و مباحثے کی ضرورت ہے۔

جان رالس جیسا فلسفی اتنا متشدد اور جارح ہے!

انہی لبرل احباب کا خیال تھا کہ چترال میں جس عالم دین نے توہین رسالت کرنے والے شخص کو پولیس کے حوالے کر دیا لوگ اس کو بھی مارنے کے لیے گئے تھے کہ تم نے اسے کیوں پولیس کے حوالے کیا____تھانے کو گھیرا گیا فوج کو بلانا پڑا حب میں بھی یہی صورت حال تھی وہاں بریلوی عالم مولانا وزیر کو بلایا گیا سنی فورس کے لوگ بھی مشتعل تھے ہجوم کا بس ایک ہی مطالبہ تھا کہ اس شاتم کو ہمارے حوالے کر دیا جائے ہم ہی اس کا حساب کریں گے عوام علماء کے قابو میں نہیں تھے ظاہر ہے یہ حیران کن صورت حال ہے اسے جب ہم آپ کے

تجزیے اور آزادی کے لبرل عقیدے کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو بظاہر ایسا ہی لگتا ہے کہ مشال خان واقعے سے حب میں شاتم رسول پر کاش کمار تک کے معاملات آزادی کے لبرل عقیدے کے خلاف عوامی بغاوتیں ہی نظر آتی ہیں ان لبرل احباب نے جان رالس [John Rawls] کے حوالے پڑھ کر نہایت حیرت کا اظہار کیا کہ رالس بھی آزادی کے عقیدے کے مخالفین کو جراثیم اور جنگلوں کی طرح قتل کرنا چاہتا ہے ایک لبرل فلسفی اتنا جارح، متشدد، ہوسکتا ہے ہم تو صرف مولویوں کو متشدد اور قاتل سمجھتے تھے مگر ایک فلسفی مولوی کی طرح ہوجائے یہ ہمارے لیے حیران کُن بات ہے۔ لبرل ازم کی دہشت گردی، قتل و غارت گری کے جو اعداد و شمار آپ نے دیئے ہیں وہ بھی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ مشال خان واقعے والے دن افغانستان میں امریکا کے وزنی ترین بم سے ہزاروں لوگوں کی ہلاکت پر تمام لبرل عناصر کی خاموشی یہ بھی حیران کن بات ہے آخر یہ کونسی انسانیت ہے ہزاروں لوگوں کے مرنے پر ہم کیوں چپ رہے۔ میڈیا ہمارے ذہن کو اس حد تک کالونائز کر چکا ہے ہمیں خود اندازہ نہیں تھا آپ کا مضمون پڑھ کر ہم سوچ رہے تھے کہ مشال خان ایک انسان کے قتل پر ہم لبرلز کے جو جذبات تھے ہزاروں انسانوں کے قتل پر وہ جذبات کیوں نہیں تھے وجہ صرف ایک ہی تھی کہ مشال کی ویڈیو فلم ہم نے دیکھی افغانستان پر حملے کی فلم نہیں دیکھی یعنی ہم اپنی آنکھ سے دیکھنے اور اپنے ذہن سے سوچنے کے بھی قابل نہیں رہے ہیں۔

ان لبرل احباب کا یہ نقطۂ نظر ایک سچے انسان کا نقطۂ نظر ہے ہائیڈیگر نے ۱۹۲۶ء میں Question Concerning Technology لکھ کر اس خطرے کی نشان دہی کر دی تھی۔ فرانسیسی فلسفی جے الول نے اپنے کتاب Technological Society میں یہ تمام خطرات بیان کر دیئے تھے۔ ٹکنالوجی انسان کی غلام نہیں رہی انسان ٹکنالوجی کا غلام ہو چکا ہے اس نے ہماری فکر و نظر، عقل و شعور، روح و بدن، ظاہر و باطن ہر گوشے کو کالونائز کر لیا۔

ان تمام علماء اور مفتیان کرام نے اس مکالمے سے متعلق بہت اہم نکات پیش کیے، سوالات اٹھائے، اشکالات ظاہر کیں اور نہایت مفید مشورے دیئے۔ ہم ان سب مخلص اور فاضل لوگوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ زمین کا نمک اور پہاڑی کا چراغ ہیں، انہی کے وجود سے بزم ہستی قائم ہے۔ یہ قدسی نفوس ہی ہماری علمیت، تہذیب، تاریخ، ثقافت اور قوت کے اصل محافظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے وجود کی برکت سے ہم سب کو فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک محترم عالم نے بعض تنقیدی اشارات بھی پیش کئے ______ راقم کا ایمان ہے کہ جو شخص آپ کی تنقید کرتا ہے وہ آپ کا سب سے مخلص اور سب سے زیادہ آپ کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ تنقید پر جز بز ہونے اور تنقید کا جواب دینے سے گریز ______ یہ دونوں رویے دینی اور علمی مزاج کے منافی ہیں ______ ناقد ہمیں ان امور کی

طرف متوجہ کرتا ہے جو قصداً یا سہواً بیان نہیں ہوئے ـــــــ ناقد علم و عمل میں توسیع کا سبب بنتا ہے اس کی تنقید تصحیح کا دروازہ کھولتی اصلاح کا دائرہ وسیع کرتی اور خود احتسابی کی ترغیب دیتی ہے۔ ناقد کے نقد سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمین پر ہم ناقص انسانوں میں کوئی عقل کل نہیں ہے، یہ مرتبہ تو صرف ذات پیغمبر ﷺ کو حاصل تھا جن کی قبر مبارک کی طرف اشارہ کر کے امام مالکؒ نے فرمایا تھا کہ یہ مقام و مرتبہ تو صرف خاتم المعصومین ہی کو حاصل ہے۔ آپ کا ہر قول حجت ہے آپ ہی اللہ کی میزان، برہان، اور فرقان ہیں آپ کے لبِ مبارک سے نکلنے والا ہر حرف ہمارے لیے اس زمین پر پہلی اور آخری سند ہے۔ لہٰذا ہم اپنے ہر ناقد کا نہایت فراخ دلی سے استقبال کرتے ہیں ان کی تنقید سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ ایسے مخلص ناقدین ہمارا اصل سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سرمایے کی حفاظت اور اس سے محبت کی توفیق عطا فرمائے۔

پاکستانی ریاست اور علماء کا مکالمہ ناکام کیوں ہے؟

غامدی صاحب مساجد مدارس سے علماء کو بے دخل کرنا چاہتے ہیں

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد پاکستان کو جس صورتِ حال کا سامنا ہے وہ نہایت گھمبیر ہے۔ پاکستانی ریاست، حکومت، فوج، رائے عامہ کے نمائندے، مذہبی جماعتیں ابھی تک بامعنیٰ حل تک نہیں پہنچ سکی ہیں کیوں کہ یہ مکالمہ کبھی یک طرفہ ہوتا ہے کبھی عالمی اداروں کے دباؤ کے تحت ان کے مقررہ اہداف مقاصد کے لیے کیا جاتا ہے ـــــ اس مکالمے کی ناکامی کا اصل سبب یہ ہے کہ ریاست اسلامی علمیت کے مباحث میں ان لبرل لوگوں کو شریک کر لیتی ہے جو اس علمیت کے بنیادی مقدمات سے واقف ہی نہیں اور یہ مذہب دشمن عناصر ہیں جن میں یہ جرأت تو نہیں ہے کہ مذہب کا صاف صاف انکار کر دیں لہٰذا یہ مذہب کی تشریحات نو کی آڑ میں اس مکالمے کو پیچیدہ، دشوار اور ناممکن بنا دیتے ہیں ان لبرل عناصر کا سب سے بڑا حملہ یہ ہوتا ہے کہ پاکستان ملٹری ملّا اتحاد کے سائے میں ہے اور پاکستانی فوج اسلامی قوتوں کی پُشت پناہی کر رہی ہے لہٰذا تمام لبرل سیکولر عناصر سب سے زیادہ پاکستانی فوج کو ہی بُرا بھلا کہتے ہیں۔

لبرل متجددین کا ریاست کے بارے میں نقطۂ نظر

اسلامی لبرل مفکرین اور متجددین کو بھی یہی شکوہ ہے کہ ریاست ان کے سیکولر بیانیے کے بجائے علماء کے مذہبی بیانیے کو اہمیت دیتی ہے اور شدت پسند تنظیموں کی خاموش سرپرستی کرتی ہے۔ جناب عمار خان ناصر صاحب، جناب جاوید غامدی صاحب، اور جناب سلیم صافی صاحب تو بار بار یہی کہتے ہیں کہ پاکستانی ریاست اور فوج نے TTP اور تمام عسکری مذہبی تنظیموں کی سرپرستی کی اور کر رہے ہیں۔ عمار ناصر

صاحب کا نقطۂ نظر الشریعہ کے جہاد نمبر "جہاد کلاسیکی و عصری تناظر میں" مارچ ۲۰۱۲ء میں اور غامدی صاحب کا نقطۂ نظر ان کی کتاب "مقامات" ان کے مضمون "مذہبی انتہا پسندی" میں پڑھا جا سکتا ہے ریاست سے ان کا مطالبہ یہی ہے کہ وہ جن کی سرپرستی کر رہی ہے ان کو شدت سے کچل دے ختم کر دے بات چیت نہ کرے۔ سلیم صافی بھی بار بار تمام قومی اداروں پر اپنے کالموں میں یہی الزام لگاتے ہیں۔

غامدی صاحب کے یہ الزامات کتنے سچ ہیں اور ان میں کتنا جھوٹ ہے اس کے لیے نادر عقیل انصاری کا مضمون رسالے "جی" میں پڑھ لیا جائے۔ نادر عقیل انصاری صاحب جاوید غامدی صاحب کے شاگرد رشید پاکستانی سول سروس کے بہت اعلیٰ افسر اور غامدی صاحب کے ادارے "المورد" کے صدر رہ چکے ہیں لہٰذا پاکستانی ریاست فوج وغیرہ کے بارے میں غامدی صاحب کی آراء کی حقیقت اور واقعیت وہی بیان کرنے کے اہل ہیں اور ان امور میں ان کا بیان حجت ہے غامدی صاحب کے حلقے سے ابھی تک "جی" اقبال اکادمی کے کا جواب نہیں دیا گیا۔ "جی" احمد جاوید صاحب کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے۔

غامدی صاحب بار بار حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ علماء سے مکالمہ نہ کرے مدارس کو ایک خاص طریقے سے بند کر دے ان کے اسلام کو رد کر دے مساجد پر قبضہ کر کے مساجد میں غامدی صاحب کے خطیب مقرر کر دے اور ملاؤں کے اسلام کو ہمیشہ کے لیے ریاست سے بے دخل کر دے۔ مقامات میں ان کا مضمون "مذہبی انتہا پسندی" پڑھ لیجئے۔

۲۰۰۷ء میں جب لال مسجد کا سانحہ پیش آیا اور اسی دور میں TTP والے خودکش دھماکوں میں مصروف تھے تب ہم نے لال مسجد اور TTP کے حامیوں سے پچاس سوالات پوچھے تھے ان کا کوئی جواب نہیں ملا ہمارے زاہد صدیق مغل بھی اس زمانے میں پاکستان کی ہر مسجد کو لال مسجد بنانے کا سوچ رہے تھے پاکستانی ریاست کے خلاف طالبان کی سرگرمیوں کے دینی، شرعی، عقلی دلائل مہیا کر رہے تھے الشریعہ مارچ ۲۰۱۲ء میں ان کا مضمون اور مباحثے میں ان کی گفتگو پڑھی جا سکتی ہے۔ زاہد صدیق مغل صاحب نے ۲۰۰۷ء کے سوالنامے کا جواب حال ہی میں غلط طریقے سے دینے کی کوشش کی ہے۔

لبرل مفکرین کا نقطۂ نظر: پاکستانی ریاست

حال ہی میں لبرل سیکولر مفکرین کے ایک حلقے میں حالاتِ حاضرہ کے لبرل تجزیات سننے کا موقع ملا تو ان سب کا مشترکہ اعتراض یہی تھا کہ جیش محمد کے مولانا مسعود اظہر کے خلاف چین نے دو مرتبہ ویٹو کیوں استعمال کیا اس کا مطلب یہی ہے کہ پاکستانی ریاست اسلام

سے پیچھا چھڑانا نہیں چاہتی۔ ہمیں یہ اِشارے دیئے جاتے ہیں کہ اسلام ریاست کی اولین ترجیح کسی صورت میں نہیں ہے اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور غامدی اسلام ہی ریاست کے لیے کسی درجے میں قابل قبول ہوسکتا ہے ریاست لبرل ازم کے فوائد ترقی کے لیے حاصل کرنا چاہتی ہے۔ مگر اسلام کے ذریعے اپنا دِفاع بھی لازمی سمجھتی ہے ایک مقرر کے الفاظ یہ تھے کہ پاکستانی ریاست کے لیے اسلام ایک کمبل بن چکا ہے یہ کمبل پیچھا ہی نہیں چھوڑتا۔ ریاست نے پہلے روس کے خلاف جہاد اسلامی کو کامیابی سے استعمال کیا آخر کار یہ جہاد ریاست اور علماء دونوں کے ہاتھ سے نکل گیا ریاست نے بڑی کوشش کی کہ جہاد صرف افغانستان کی سرحدوں تک محدود رہے یا زیادہ سے زیادہ یہ جہاد مقامی، علاقائی، قومی اور ہندی ہی رہے مگر ایک عالمی تصور کو مقامی علاقائی تک کیسے محدود کیا جاسکتا تھا۔ ریاست نے بلا وجہ توہین رسالت کے قانون کو اختیار کیا اور اپنے مخالفین بلاگرز کو قابو کرنے کے لیے نہایت خوبصورتی سے اس قانون کو استعمال کیا اسلام آباد ہائی کورٹ اچانک متحرک ہوگئی۔ جسٹس شاہد عزیز کو اچانک سول وار کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ عامر لیاقت اچانک ایک ایک لبرل مفکر کا نام لے کر اسے توہین رسالت کا مجرم ثابت کرتے رہے جس کے نتیجے میں تمام آزاد خیال لبرل حلقوں پر موت کی تلوار لٹکا دی گئی ریاست نے اپنے خلاف لبرل عناصر کی تنقید کا منہ تو کامیابی سے بند کر دیا لیکن اس کے نتیجے میں عشق رسول کا جذبہ ـــــــ پاکستانی ریاست، عدالت، اور علماء کے ہاتھ سے بھی نکل گیا ـــــــ مشال خان واقعہ، سیالکوٹ میں تین عورتوں کے ہاتھوں شاتم کا قتل چترال میں عوامی بغاوت اور حب میں عوامی بغاوت ریاست کی غلطیوں کا نتیجہ ہے ریاست اسلام کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کر رہی ہے غلطی کر رہی ہے۔ لبرل حضرات کے اس نقطۂ نظر میں کتنی صداقت ہے وہ فی الحال ہمارا موضوع نہیں سر دست ہم صرف ان کا نقطۂ نظر پیش کر رہے ہیں۔

پاکستانی ریاست اسلام سے متعلق مسائل میں PIPS,NGO's کے عامر رانا، عمار ناصر خان، جاوید غامدی، ریاست کے حامی بعض ریاست پسند علماء، بعض سرکاری درباری مولوی اور سلیم صافی، زاہد حسین، افضال ریحان، یاسر پیرزادہ، وجاہت مسعود اور فاروق ندیم پراچہ جیسے لوگوں کے ذریعے اسلام کی جدیدیت کاری کی کوشش کر رہی ہے جس کے نتیجے میں دینی حلقوں میں بے چینی اور عوام میں ردعمل کی نفسیات پیدا ہو رہی ہے آزادی کے عقیدوں کے خلاف اپریل اور مئی کی چار عوامی بغاوتیں ریاست سے تقاضہ کرتی ہیں کہ وہ ایک بامعنی مکالمے کو ممکن بنائے اور اس میں غیر متعلق لوگوں کو شریک کر کے صورتِ حال کو پیچیدہ نہ کرے۔ ملک کے تمام اہم اداروں کو اس سلسلے میں ان لوگوں سے مکالمہ کرنا چاہیے جو جدید ریاست کی مابعد الطبیعیات سے واقف ہوں جنھوں نے جدید مغربی فلسفے کا مطالعہ کیا ہو جو سرمایہ داری [Capitalism] اور سائنس [Science] و ریاست کے تعلق سے واقف ہوں جو اسلام کی حرکیات اور اسلامی شریعت کے

مباحث سے بھی شدبدر کھتے ہوں اس کے بغیر جعلی مفکرین کو مکالمے میں شریک کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا مکالمے میں شرکت کے لیے تمام اہل علم کو دعوت عام دی جائے ان کے نقطۂ نظر کو سنا جائے سوالات کیے جائیں اور سوالات اُٹھائے جائیں مکالمے میں جسٹس منیر، جسٹس کیانی، پروفیسر عزیز احمد اور تصدق جیلانی جیسے حقیقی لبرلز کو مدعو کیا جائے تا کہ وہ لبرل نقطۂ نظر دو اور دو چار کی طرح بیان کریں۔

ان تمہیدی نکات کے بعد علماء کے سوالات اور ان کے جوابات اگلی قسط میں ملاحظہ کیجئے اس سے پہلے مشال خان کے واقعے پر عمار ناصر صاحب اور زاہد مغل صاحب کے اعتراضات، شبہات سوالات کا تفصیلی جواب دیا جائے گا اس جواب میں علماء کے اکثر سوالات کا جواب بھی خود ہی آ جائے گا جو سوالات باقی رہ جائیں گے اُن پر ہم دوسری قسط میں روشنی ڈالیں گے۔

مشال JIT رپورٹ کے بارے میں چند علماء سے مکالمہ

مشال واقعہ کی JIT تو ایک صوبائی حکومت کی ٹیم تھی، پانامہ کیس کی JIT تو سپریم کورٹ نے بنائی، اسکے بارے میں مسلم لیگ کے تمام راہنماؤں نے واضح طور پر کہا ہے کہ یہ JIT ہے یا قصائی کی دکان؟____ JIT کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا، مشاہداللہ نے کہا JIT جانب دار ہے یہ JIT ہے یا قصائی کی دکان ہے، رانا ثناءاللہ نے کہا اگر JIT رپورٹ متنازع ہوئی تو سنسنی خیز صورتحال پیدا ہوگی، ملک کے کیلئے بہتر نہ ہوگی، JIT کے خلاف تحریک چلی تو وہ سب سے آگے ہونگے۔ JIT سپریم کورٹ نے بنائی مگر وہ سپریم کورٹ نہیں شریف فیملی کی تضحیک کی جارہی ہے (جنگ کراچی ۸ جون ۲۰۱۷)۔ سپریم کورٹ کی JIT رپورٹ آنے سے پہلے ہی نواز لیگ نے اسکا حشر کردیا ہے یہ JIT کی نہیں اصلاً سپریم کورٹ کی کھلم کھلا توہین ہورہی ہے اس کو متنازع بنایا جارہا ہے، کہا جارہا ہے کہ رپورٹ نواز شریف کے حق میں آنی چاہیے۔ حیرت ہے کہ علماء نے مشال کی JIT پر اس طرح کی جراءت کا مظاہرہ نہیں کیا، کیا تمام جراءت صرف سیکولر، لبرل، سیاسی لوگوں کے پاس ہی ہے۔ کیا کسی عاشق رسول میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ نواز لیگ جیسی تنقید تخلیق کرسکے۔

سید خالد جامعی

مشال خان کے واقعے پر JIT رپورٹ شائع ہوئی تو اس پر ایک مختصر تبصرہ راقم کے قلم سے لکھا گیا جس پر بعض علماء نے فون کے ذریعے کچھ اعتراضات، شبہات، استفسارات کیے اشکالات پیش کیں اور اس رپوٹ کی افادیت صداقت، حقیقت، مقاصد، کے بارے میں اہم سوالات اٹھا کر راقم کا تفصیلی نقطۂ نظر جاننے کی کوشش کی محترم علماء کرام سے وقتاً فوقتاً ہونے والی یہ گفتگو مرتب کر کے پیش کی جارہی ہے بعض جگہ حوالہ جات کا اضافہ بھی کردیا گیا ہے حالانکہ گفتگو میں ان حوالوں کا صرف اشارہ تھا یا ذکر کیا گیا تھا۔ تمام عبارتیں اور تفصیلات گفتگو کا حصہ نہیں تھیں امید ہے کہ اس تحریر سے تمام خدشات، ابہامات، اشکالات اعتراضات دور ہو جائیں گے۔

<u>JIT رپورٹ ۱۴ اپریل ۲۰۱۷ کو تیار ہوگئی تھی!</u>

سوال: کیا JIT رپورٹ کا جو خلاصہ اخبارات میں جاری ہوا آپ اس سے اتفاق رکھتے ہیں؟ کیا یہ درست رپورٹ ہے؟

جواب: JIT رپورٹ سولہ سوصفحات پر مشتمل ہے اور ابھی تک عام نہیں کی گئی اس کا جو خلاصہ بیان ہوا ہے ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے اور نہ اس خلاصے کی بنیاد پر پیش کردہ نتیجے کو درست تسلیم کرتے ہیں رپورٹ کا محور صرف ایک نکاتی ایجنڈہ ہے ''مشال خان نے توہین رسالت نہیں کی توہین رسالت کا الزام بالکل غلط تھا، مشال بے گناہ تھا اسے توہین کے جھوٹے الزام پر قتل کیا گیا''۔

انگریزی اخبارات نے رپورٹ کا یہی خلاصہ پیش کیا ہے

Mashal's Murderd was pre meditated.

Mashal cleared of Blasphamy Allegation.

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میڈیا کی تیار کردہ رپورٹ ہے بلکہ عاصمہ جہانگیر کا نقطۂ نظر ہے ___ میڈیا نے مشال کے قتل کے دس منٹ بعد بغیر کسی ثبوت، تحقیق کے یہی کہا تھا کہ مشال توہین رسالت کا مجرم نہیں تھا وہ بے گناہ تھا وہ تو صرف ایک سوال اٹھانے والا مفکر تھا اس کی موت سوال اٹھانے والے کی موت ہے پاکستانی معاشرے میں یہ سوال کی موت ہے۔

میڈیا اسے کرٹیکل تھنکر [Critical Thinker] کے طور پر پیش کررہا تھا ___ JIT رپورٹ میڈیا کے بے بنیاد جھوٹے، طے شدہ ایجنڈے، اور دعوے کی تائید، تصدیق، توثیق کرتی ہے اور اس یک رخی رپورٹ One dimensional Report کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا یہ حقائق سے مکمل انحراف پر مبنی ہے یہ سچائی اور صداقت کے انکار پر مشتمل ہے اس رپورٹ کا مقصد پاکستانی لبرلز کا مقدمہ مضبوط کرنا ہے جو ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ پاکستان میں کوئی توہین رسالت نہیں کرتا کوئی مسلمان توہین رسالت کا سوچ بھی نہیں سکتا اصلاً ملا توہین رسالت کی آڑ میں اپنے مقاصد حاصل کررہے ہیں ملا اور مولوی کے غلط، فرسودہ، رجعت پسند اسلام پر لبرل جب تنقید کرتے ہیں تو ملا اس تنقید کو روکنے کے لیے توہین رسالت کا شور مچا کر اپنے مخالفین کو خاموش کرادیتے ہیں۔

عاصمہ جہانگیر نے کہا توہین رسالت کوئی نہیں کر رہا

JIT رپورٹ اسی اصول پر تیار ہوئی

عاصمہ جہانگیر نے تو نہایت ڈھٹائی سے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں کہیں توہین رسالت نہیں ہو رہی نہ کوئی توہین کر رہا ہے صحافیوں سے انہوں نے کہا کہ انھوں نے کبھی سوشل میڈیا پر توہین رسالت پر مبنی کوئی لوازمہ کبھی نہیں دیکھا۔ پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلمان کیسے توہین کر سکتے ہیں۔JIT رپورٹ بھی عاصمہ جہانگیر کے اسی مفروضے،قضیے اور فلسفے کے عین مطابق تخلیق (Create) کی گئی ہے۔یہ سرے سے تحقیق (Research) نہیں ہے۔عاصمہ جہانگیر کا نقطہ نظر ان کے اپنے الفاظ میں پڑھیے:

When asked a campaign recently launched by the Pakistan Telecommunication Authority that involves SMS messages against blasphemy on social media, Ms Jahangir said she has never seen blasphemous material on social media but some elements that have their own interests not only see it but also react to it.

“There are 95pc Muslims in the country and the other 5pc non-Muslims have no interest in blasphemy. The PTA’s message is not understandable and I do not know why it feels every person is committing blasphemy,” she said.(Dawn, May 11th, 2017)

پاکستانی لبرل ابھی نہیں کہہ سکتے کہ توہین رسالت ہمارا حق ہے

پاکستانی معاشرہ ترقی یافتہ،تعلیم یافتہ نہیں ہدایت یافتہ ہے

تمام لبرل اور سیکولر جانتے ہیں کہ پاکستانی معاشرہ ابھی اتنا آزاد نہیں ہوا کہ وہ یہاں کھلم کھلا یہ کہہ سکیں کہ توہین رسالت انسانی حقوق کے منشور اور پاکستانی آئین کے تحت ہر شخص کا بنیادی حق ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ لوگ ان کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پاکستانی ابھی تک اتنے مہذب اور اتنے تعلیم یافتہ،ترقی یافتہ نہیں ہوئے_____وہ ابھی تک ہدایت یافتہ ہیں اور ہدایت یافتہ کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے خیر کے خلاف کوئی شر برداشت نہیں کرتا،خون کی لکیر سے اپنے حق کی،ایمان کی شہادت دیتا ہے لہذا

لبرل نے یہ طے کرلیا ہے کہ جب بھی توہین رسالت کا کوئی مسئلہ آئے میڈیا، سیکولر، لبرل سب ایک ساتھ یہی کہیں گے کہ توہین رسالت نہیں ہوئی یہ جھوٹ ہے افتراء ہے، الزام ہے، اتہام ہے، دشنام ہے۔ عاصمہ جہانگیر نے نہایت بے شرمی سے یہی دعویٰ کیا ہے حالانکہ انٹرنیٹ، فیس بک، سوشل میڈیا پر توہین مذہب اور توہین رسالت پر مبنی لوازمہ بہت بڑی تعداد میں موجود ہے JIT رپورٹ بھی عاصمہ جہانگیر کے موقف کی سو فیصد ترجمانی ہے۔

JIT رپورٹ لبرل ایجنڈہ کے مطابق تیار ہوئی ہے

اس دعوے کے سات ثبوت ہیں

JIT رپورٹ جو ۴ر جون ۲۰۱۷ء کو جاری ہوئی یہ اصلاً ۱۴ر اپریل ۲۰۱۷ء کو تیار ہوگئی تھی البتہ JIT رپورٹ صرف جون کے مہینے میں جاری کی گئی ہے۔ مشال کے قتل کی رپورٹ کو کیسے تیار کیا جائے اس کا فیصلہ ۱۴ر اپریل ۲۰۱۷ء کو ہی کر لیا گیا تھا یہ ایک طے شدہ، رپورٹ ہے یہ تاریخی حقیقت ہے۔

سوال: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ JIT رپورٹ ۱۴ر اپریل کو تیار ہوگئی تھی؟ آپ کے پاس اتنے بڑے دعوے کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: پندرہ اپریل کے اخبارات پڑھ لیجیے ان میں کیا لکھا ہے!

(۱) PTI کے عمران خان نے ۱۴ر اپریل کو بیان دیا کہ مشال خان نے توہین رسالت کا ارتکاب نہیں کیا۔ (تمام قومی اخبارات ۱۵ اپریل ۲۰۱۷)

(۲) عمران خان کی تقلید میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ پرویز خٹک نے بغیر کسی تحقیقات کے ۱۴ اپریل ۲۰۱۷ کو اسمبلی میں بیان دیا:

> We have yet not found any blasphemious material in the case.[Express Tribune 15-4-2017]

وزیر اعلیٰ کا بیان وہی ہے جو JIT رپورٹ کا خلاصہ ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں بغیر تحقیق، ثبوت کے جو بیان وزیر اعلیٰ نے دیا

وہی بیان JIT نے دے دیا یہ محض اتفاق نہیں ہے یہ طے شدہ ایجنڈہ ہے۔

(۳) عمران خان اور وزیر اعلیٰ صوبہ پختونخواہ کی تقلید میں صوبہ پختونخواہ کے ایک اعلیٰ پولیس افسر نے بھی یہی بیان ۱۴ اپریل کو اخبارات کو دیا۔

> A senior police official overseeing the inquiry told the express Tribune that these were no traces of any blasphamous content on either in the victims cell phone or his social media account [Express Tribune 15-4-17]
>
> صرف ایک دن میں ہی پولیس نے سب کچھ تحقیق کر لی۔ اگر ہماری پولیس اتنی مستعد، موثر، متحرک، فرض شناس ہوتی تو پاکستان جرائم سے پاک ہو جاتا۔ اگر پولیس ٹھیک ہوتی تو مردان یونیورسٹی کی طرف سے مشال کے کیمپس میں داخلے پر پابندی کے حکم پر عمل کراتی، مشال کو داخل نہ ہونے دیتی، طلباء مشتعل نہ ہوتے۔ پولیس نے ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا، اب جھوٹ بھی بول رہی ہے۔

(۴) PTI اور وزیر اعلیٰ کی تقلید میں سرحد کے I.G نے سپریم کورٹ میں پیشی پر اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ مشال کے خلاف توہین مذہب کے شواہد نہیں ملے یونیورسٹی انتظامیہ نے DSP کو واقعہ کا نہیں بتایا (جنگ کراچی ۱۹/ اپریل ۲۰۱۷ء)

(۵) PTI کے صدر عمران خان نے ۱۸ اپریل کو مشال کے گھر والوں سے تعزیت کی تو کہا تفتیش سے واضح ہو گیا کہ مشال کا قتل توہین رسالت نہیں سازش تھی۔ (جنگ کراچی ۱۹ اپریل ۲۰۱۷ء)

(۶) الشریعہ کے مدیر عمار خان ناصر اور وسعت اللہ خان نے ۲۲ اپریل کو ملاقات میں یہی فیصلہ سنا دیا تھا کہ مشال نے توہین رسالت نہیں کی اسے یونیورسٹی انتظامیہ اور پولیس نے مل کر نے تنقید پر قتل کرایا عمار ناصر نے مئی کے الشریعہ میں اسی موقف کو اداریے کی صورت میں پیش کیا اور پاکستان کو ایک سیکولر ملک بنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ JIT رپورٹ بھی یہی کہہ رہی ہے۔

(۷) جاوید غامدی کے شاگرد رشید سلیم صافی نے بغیر کسی تحقیق اور ثبوت کے ''جرگہ'' میں مشال کو صوفی ثابت کر دیا حالانکہ مشال کے

بارے میں BBC اور AFP کی رپورٹ انگریزی اخبارات میں شائع ہوئی کہ وہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتا تھا۔ وہ خود کو Humanist کہتا تھا۔ سارے انگریزی اخبار، تمام غیر ملکی میڈیا جھوٹا ہے بس JIT رپورٹ سچی ہے۔ غامدی صاحب کے مذہب میں شاید صوفی وہی ہوتا ہے جو نماز نہیں پڑھتا اور رسالت مآب ﷺ کو گالی دیتا ہے۔ (استغفر اللہ)

<u>مشال کے مسئلے پر عمران خان، نواز شریف ایک ہو گئے</u>

حیرت ہے علماء ابھی تک سوچ رہے ہیں

یہ سات (۷) ثبوت بتا رہے ہیں کہ JIT رپورٹ پہلے سے طے شدہ اصول کے مطابق لکھی گئی کہ مشال نے توہین رسالت نہیں کی تاکہ پاکستانی لبرلز کے ایجنڈے کو ثابت کیا جاسکے کہ ملا اپنی حاکمیت قائم رکھنے اپنی بالادستی برقرار رکھنے کے لیے توہین رسالت کا شور مچاتے ہیں اصلاً پاکستان میں کوئی توہین رسالت کیسے کر سکتا ہے یہ مسلمانوں کا ملک ہے ___ مشال نے توہین نہیں کی ___ میڈیا نے یہ دعویٰ بغیر کسی ثبوت کے مشال کے قتل کے دس منٹ بعد پیش کر دیا۔ عمران خان نے بھی یہی بات کہی۔ وزیر اعلیٰ پختونخواہ، آئی جی پختونخواہ نے بھی یہی دعویٰ کیا۔ حتیٰ کہ وزیر اعظم بھی یہی کہہ رہے ہیں یعنی مشال کے مسئلے پر سب اپنے سیاسی اختلافات بھلا کر اکٹھے ہو گئے ہیں۔

حیرت ہے کہ علماء ابھی تک سوچ رہے ہیں کھل کر نہیں کہہ رہے حالانکہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب اپنے کالم میں واضح طور پر مشال کو توہین رسالت کا مجرم قرار دے چکے ہیں مگر پاکستانی ریاست، میڈیا، لبرل مافیا علماء کے موقف کو تسلیم نہیں کر رہی۔

<u>توہین کا سبب یہ ہے کہ آزادی کے عقیدے کی تنقید نہیں پڑھائی جاتی</u>

آزادی سائنس، سوشل سائنس کا عقیدہ ہے

عاصمہ جہانگیر کا یہ دعویٰ کہ پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور کوئی مسلمان توہین رسالت کیسے کر سکتا ہے ایک باطل

استدلال ہے۔۱۹۸۴سے۲۰۰۴ تک توہین کے پانچ ہزار مقدمات مسلمانوں کے خلاف درج ہوئے ہیں اسکی وجہ ہمارا سیکولر تعلیمی نظام ہے جس کی اسلامی تنقید ہمارے اسلامی حلقوں نے کبھی پیش نہیں کی۔اسلامی حلقے تو مغرب کے فریڈم کے عقیدے پر تنقید کرنے کے بجائے اسلام سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام نے سب سے زیادہ آزادی دی___ عورت کو میراث نہیں ملتی تھی اسلام نے میراث دی،عورت کوآزادی دی،اسلام مغرب سے زیادہ آزادی دیتا ہے۔ظاہر ہے اس قسم کے احمقانہ استدلال سے آزادی کا مقدمہ ہی مضبوط ہو رہا ہے۔اورآزادی کا نتیجہ توہین رسالت ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ پاکستان میں آزادی کا عقیدہ سائنس اور سوشل سائنس کے ڈسکورس کے ذریعے یونیورسٹیوں کی اعلیٰ تعلیم سے نوجوان نسل میں بغیر کسی تنقید کے منتقل ہو رہا ہے تو وہ مذہب دشمن جذبات پیدا کر کے ___ توہین رسالت کے ارتکاب پر لوگوں کو اکسا رہا ہے۔کئی نصابات میں انسانی حقوق کے منشور کو شامل کیا گیا ہے۔NGO's انسانی حقوق کی اسلامی شرح پیش کر رہی ہیں۔

جب تک پاکستان کی ریاست منشور حقوق انسانی میں موجود مغرب کے باطل عقیدے Freedom کا انکار نہیں کرتی یونیورسٹیوں میں آزادی کے عقیدے کی تنقید نہیں پڑھائی جاتی تب تک توہین کے واقعات میں مسلسل اضافہ ہوگا۔یہ عقیدے کی جنگ ہے آپ مسلمانوں کو غلط عقیدے کی تعلیم دے کر گمراہ کر رہے ہیں جب وہ توہین کا ارتکاب کرتا ہے تو ایک مذہبی معاشرہ اسے برداشت نہیں کرتا___ لہٰذا توہین والا ہیرو بن جاتا ہے اور توہین کرنے والے پر غصہ کرنے والے اشتعال میں آنے والے مجرم،ملزم،ظالم ٹھہرادیے جاتے ہیں___ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس یک طرفہ،غلط سلط،پہلے سے تیار شدہ رپورٹ کو مسترد کردیں یہ رپورٹ توہین رسالت کے مجرم کو___ معصوم ثابت کرنے کے لیے جاری کی گئی ہے___ صوبہ سرحد کی حکومت IG،عمران خان،وزیراعلیٰ،وزیراعظم،لبرل مافیا،عاصمہ جہانگیر سب نے اس رپورٹ کا مقصد۱۴/اپریل ۲۰۱۷ءکو طے کردیا

تھا۔

<u>مشال خان توہین رسالت کے جرم کا مرتکب ہوا تھا</u>

اس دعوے کے پندرہ ثبوت موجود ہیں

سوال: چلیے ہم نے یہ تسلیم کرلیا کہ لبرل میڈیا نے سیکولر لبرل لوگوں نے مشال کو توہین رسالت کا مجرم قرار نہیں دیا لیکن آپ کے پاس کیا ثبوت ہے آپ اسے توہین کا مجرم کیسے کہہ سکتے ہیں؟

جواب: (۱) مشال کی تین سالہ سرگرمیاں اس کا ثبوت ہیں تین سال سے وہ فیس بک پر، یونیورسٹی میں کس طرح کی گفتگو کر رہا تھا کیا لکھ رہا تھا ___ مردان یونیورسٹی کا ہر طالب علم اس سے واقف تھا AFP اور دیگر بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیوں کی رپورٹیں ۱۵/اپریل سے ۲۸ اپریل تک ___ ایکسپریس ٹریبون، ڈان، نیوز، نیشن، امت، جنگ اور دیگر اخبارات میں شائع ہوئی ہیں جس میں تمام غیر ملکی صحافیوں نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ مشال ایک آزاد خیال، لبرل، سیکولر، بے باک، نڈر، جری شخص تھا ہر مسئلے پر بے لاگ رائے دینا اس کا وطیرہ تھا مذہب پر مولوی پر تنقید کرتا تھا وہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتا تھا اس کے کمرے میں کارل مارکس، چی گویرا کی تصویریں لٹک رہی تھیں وہ خود کو Humanist کہتا تھا جنگ اخبار نے تو یہ رپورٹ بھی دی کہ وہ بہت غصہ ور شخص تھا فیس بک پر بحث و مباحثہ کرتے ہوئے وہ آپے سے باہر ہوجاتا تھا غصہ سے بے قابو ہوجاتا تھا ___ اور مخالفین پر سخت حملے کرتا تھا۔ یہ رپورٹیں مشال کے قتل کے اگلے روز سے شائع ہو رہی ہیں۔ لبرل جو ہمیشہ عالمی اداروں کو مستند سمجھتے ہیں مشال کے معاملے میں ان رپورٹوں کو مستند کیوں نہیں سمجھ رہے۔ یہ تو گھر کی گواہی ہے جو گھر سے آئی ہے اور سب سے مستند، موثر، موقر اور معتبر گواہی ہے اس میں بھی کیا آپ کو شک ہے؟

(۲) BBC کو انٹرویو دیتے ہوئے مردان یونیورسٹی ہاسٹل کے وارڈن عزیز الرحمان نے کہا کہ مشال اکثر مذہب کے حوالے سے متنازع موضوعات چھیڑتا تھا حضرت آدم و حواء کی ابتدائی اولاد کی شادی کے حوالے سے پھر وہ اسے موجودہ دور پر چسپاں کرنے

کی کوشش کرتا تھا۔مشال کو جو کہنا ہوتا تھا کھل کر کہہ دیتا تھا اسے ماحول کا اندازہ نہ تھا[امت ۱۵اپریل ۲۰۱۷ء ص۲] وہ کہتا تھا کہ ''بھائی بہن کی شادی آپس میں جب پہلے ہوئی تو اب کیوں نہیں ہوسکتی؟'' اسی قسم کے عقلی سوالات کے ذریعے وہ لوگوں کو مشتعل کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔اس قسم کے جاہلانہ عقلی سوالات پاکستانی لبرل کثرت سے کرتے ہیں اور بہت خوش ہوتے ہیں مگر اسی خوشی کا جب انجام سامنے آتا ہے تو دکھی ہوجاتے ہیں۔

ایک مذہبی معاشرے میں لوگوں کے نازک جذبات سے کھیلنے کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔تمام لبرل اسلام،عقائد،احکامات،شخصیات کے بارے میں سوچ سمجھ کر زبان ہلائیں،زبان میں ہڈی نہیں ہوتی مگر یہ ہڈی تڑوادیتی ہے،تلوار کا زخم بھر جاتا ہے،زبان کا زخم نہیں بھرتا۔مذہبی معاشرہ اپنے خیر پر سودا نہیں کرتا۔مغرب اور لبرل ازم جو باطل عقیدے ہیں وہ بھی اپنے مذہب،عقیدے،آزادی،ترقی،جمہوریت پر کوئی حملہ برداشت نہیں کرتے۔جان رالس (John Rawls) اور ڈربن(Derben) لکھتے ہیں جو لبرل ازم کی آزادی کی قدر پر حملہ کرے اسے جراثیم کی طرح ختم کر دو،اسے قتل کر دو،گولی ماردو کوئی دلیل نہ دو۔آزادی پر اعتراض کرنے والا اس قابل ہی نہیں کہ اس سے بات کی جائے۔

مردان کے بچوں نے لبرل ازم کے فلسفی جان رالس کی تقلید کرتے ہوئے بندگی کے مخالف کے ساتھ یہی رویہ اختیار کیا تو اس پر لبرل میڈیا اور لبرل،سیکولر لوگوں کو کیا اعتراض ہے وہ جب اپنے دشمن کو برداشت نہیں کرتے جبکہ وہ آزادی کی بات کرتے ہیں تو مسلمان اسے کیسے برداشت کرلے۔مسلمان تو آزادی کے مغربی،کافرانہ عقیدے کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔علماء نے کبھی توہین رسالت کے مجرم کو مارنے کا حکم نہیں دیا۔ایک فتویٰ ایسا نہیں جس میں یہ کہا گیا ہو کہ جیسے ہی کوئی توہین کرے اسے فوراً قتل کر دو___ مگر کوئی ماردے تو اسے مطعون بھی نہیں کیا___ اسے سزا بھی نہیں دی___ اسے معاف کردیا،یہی اسلامی علمیت ہے جو

سنت رسول ﷺ سے صحابہ سے اجماع سے ثابت ہے۔ اس اصول کا دہشت گردی سے کیا تعلق

(۳) BBC کو عزیز الرحمان نے بتایا کہ اس نے ایک پولیس افسر کو یہ کہتے سنا ''اچھا وہ اس کافر کو جہنم رسید کر رہے ہیں'' (امت ۱۵ اپریل ۲۰۱۷ء ص ۲)۔ پولیس والا بھی جانتا تھا کہ مشال ____ مذہب دشمن ہے، اسکی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی تھی مگر صرف JIT کو اس شہرت کا علم نہیں ہوا۔

(۴) طلباء اتنے مشتعل تھے کہ وہ اس کی لاش جلانے کی کوشش کر رہے تھے وہ اس کی لاش ڈھونڈ رہے تھے تمام گاڑیوں کی تلاشی لے رہے تھے کسی شخص کو مارنے کے بعد بھی لوگوں کا غصہ کم نہ ہو یہ کوئی سازش نہیں ہو سکتی ____ یونیورسٹی انتظامیہ کی سازش پر اتنا اشتعال پیدا ہونا محال ہے جب تک اس اشتعال کی تاریخی، فطری، مذہبی، حقیقی بنیادیں موجود نہ ہوں پورے صوبہ خیبر پختونخواہ میں ہر شخص مشال کی زندگی سے واقف ہے وہ دین مذہب کے ساتھ جو کچھ کر رہا تھا ____ ہر شخص اس سے آگاہ تھا۔ یہ وہ غصہ، وہ جذبہ تھا جو مشال کے مذہب دشمن خیالات، افکار، حرکات کی وجہ سے طلباء میں تین سالوں سے آتش فشاں بن کر جمع تھا جو ۱۳/اپریل کو پھٹ کر بہہ گیا۔

<u>مشال توہین کا مجرم ثابت ہوتا تو کوئی اس کی حمایت نہ کرتا</u>

JIT رپورٹ نے اس کا یہ داغ اچھی طرح دھو دیا

JIT نے ان تمام حقائق کو جان بوجھ کر فراموش کیا ہے ____ اس نے لبرل ایجنڈے کی تکمیل کی اگر رپورٹ میں ثابت کر دیا جاتا کہ مشال نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو پاکستان کا ہر شہری کہتا کہ اس کا قتل ٹھیک تھا۔ عاصمہ جہانگیر بھی مشال کی حمایت نہ کر سکتی تھی وہ حمایت کرنا چاہتی ہیں کیونکہ منشور انسانی حقوق کے تحت یہ اسکا حق تھا۔ صدر اوباما نے اپنی تقریر میں یہی کہا تھا کہ توہین کرنا حق ہے، اسکا حل ہے کہ توہین کی اور آزادی دو مگر عاصمہ جہانگیر پاکستان میں یہ نہیں کہہ سکتی یہ مذہب کا جبر ہے۔ عاصمہ جہانگیر کو آزادی کا جبر قبول ہے مگر مذہب کا جبر قبول نہیں۔ ہر عقیدہ کی ایک قیمت ہوتی ہے عاصمہ جہانگیر اور لبرل آزادی کے

عقیدے کی قیمت (Tyrarany of Freedom)ادا کرنا چاہتے ہیں مذہب کے عقیدے کی قیمت ادا کرنا نہیں چاہتے۔اگر مشال کوتوہین کا مجرم JIT میں ثابت کر دیا جاتا تو پاکستانی لبرل بھی مشال کا دفاع نہ کر سکتے تھے،عاصمہ جہانگیر کو بھی خاموش ہونا پڑتا___ لیکن ریاست عالمی سطح پر اس کا کیا جواب دیتی___ ریاست کی جرات نہیں ہے کہ وہ کہہ سکے کہ مشال کو آزادیٔ اظہار رائے کے تحت توہین کرنے کا حق تھا لہذا ریاست اس بنیاد پر مشال کا دفاع نہیں کر سکتی تھی اور اس کے قتل کے مذہبی جواز کا دفاع بھی اس کے لئے ممکن نہیں تھا لہذا اس عالمی مصیبت سے بچنے کے لیے سب سے آسان طریقہ کار ریاست کے پاس صرف اور صرف یہی تھا کہ اصل حقیقت کا انکار کر دیا جائے___ مشال کے قتل کو مذہب اور توہین رسالت سے الگ کر کے صرف کرپشن کے مسئلے سے جوڑ دیا جائے اور مذہب کے ذریعے___ کرپشن کے اس مجاہد کے قتل کی ذمہ داری یونیورسٹی انتظامیہ پر ڈال دی جائے تا کہ عالمی اداروں کو بتایا جا سکے مشال کا قتل صرف بدعنوانی کے تحت ہوا اور بدعنوان عناصر نے بدعنوانی کو چھپانے کے لئے مذہب کو استعمال کیا___ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ بدعنوانی کے کسی ایک کردار،ایک پروفیسر،کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا اور نہ ہی میڈیا پر مردان یونیورسٹی کی بدعنوانی کی کوئی کہانی دو مہینے میں پیش کی گئی ہے وہ میڈیا جو خود خبریں گھڑ لیتا[invent] ہے وہ میڈیا جو جھوٹی خبریں تخلیق(Create) کرتا ہے وہ میڈیا جو خبریں سونگھتا پھرتا ہے BBC کے وسعت اللہ خان جو ہر ادارے میں گھس جاتے ہیں___ ان تمام لبرل صحافیوں کو دو مہینے میں مردان یونیورسٹی کے کرپشن کی ایک کہانی بھی نہیں مل سکی آج تک میڈیا نے کسی یونیورسٹی پروفیسر، ہاسٹل وارڈن،رجسٹرار،سیکوریٹی آفیسر کا انٹرویو تک نشر نہیں کیا مشال پر حملہ کرنے والے تین یا پانچ ہزار طلباء کی رائے پیش نہیں کی قتل کے الزام میں پکڑے گئے ۵۲ طلباء کی رپورٹیں بیانات تک پیش نہیں کیے اس لیے کہ سب کی مشترکہ شہادت یہی تھی کہ مشال توہین رسالت کا مجرم تھا___ اس کو صرف انتظامیہ کے کرپشن کا مجرم ثابت کرنا JIT کا کمال ہے۔

(۵) ۱۳/اپریل کے بعد پولیس نے جتنے طلباء کو گرفتار کیا سب نے اپنے بیانات میں یہی اعتراف کیا کہ مشال اکثر مذہب پر تنقید کرتا بحث کرتا جھگڑے کرتا وہ رسالت مآب کی توہین کرتا پولیس نے میڈیا نے ___ ان بیانات کو آج تک جاری نہیں کیا کیوں کہ اس سے میڈیا کا آزادی کا مقدمہ خراب ہو جاتا ہے۔

<u>میڈیا نے مشال کی توہین رسالت کی شہادتوں کا بائیکاٹ کیوں کیا؟</u>

مشال کے خلاف مظاہروں کی کوئی تصویر کیوں نہیں دی گئی

(۶) میڈیا کی حالت کا اندازہ اس بات سے لگایا جائے کہ مشال کے قتل پر ہونے والی گرفتاریوں کے خلاف مردان یونیورسٹی میں احتجاجی مظاہرے ہوئے اس کی کوئی خبر، تصویر میڈیا نے جاری نہیں کی۔ مولانا گوہر رحمان کے بیٹے نے مشال واقعے پر کمیشن بنا کر رپورٹ تیار کی وہ نشر نہیں ہونے دی گئی۔ مردان میں حب رسول ریلی نکال کر علماء نے مردان یونیورسٹی کو مشال کے قاتلوں سے منسوب کرنے کا مطالبہ کیا اس کی خبر میڈیا نے نہیں دی۔

صوبہ پختونخواہ کے تمام علماء، دینی جماعتوں نے مشال کے خلاف بیان دیا، پریس کانفرنس کی اسکی خبر نہیں دی گئی، تحریک لبیک یا رسول اللہ کا موقف علامہ خادم رضوی کا کوئی بیان میڈیا نے کبھی نشر نہیں کیا آخر کیوں؟ میڈیا نے ان سب خبروں کا بائیکاٹ اس لئے کیا کہ مشال کو توہین کے جرم سے بری الذمہ کر کے بچا لیا جائے۔ میڈیا نے مشال کے حق میں ہونے والے دس لوگوں کے مظاہرے کی بھی خبر دی مگر مشال کے خلاف نکلنے والے بڑے بڑے جلوسوں، جلسوں کی خبر کیوں نہیں دی؟ میڈیا کا لبرل ایجنڈہ ہے، جلسے، جلوس لبرل ایجنڈے کے خلاف تھے اس لئے ان کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لبرل ازم خود مذہب ہے جو کسی مذہبی رویے، عنصر کو برداشت نہیں کرتا اور احمد جاوید صاحب فرماتے ہیں کہ لبرل ازم کا یہ مسئلہ ہی نہیں اسکا کسی خیر و شر سے کوئی تعلق ہی نہیں، تعلق تو بالکل واضح ہے، لبرل میڈیا کیا کر رہا ہے، کیا احمد جاوید صاحب کو نظر نہیں آرہا؟۔

لبرل میڈیا نے تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ نہیں دکھایا

یہ وہی میڈیا ہے جس نے پاکستان کی تاریخ کے سب سے بڑے جنازے کی خبر نہیں دی، عاشق رسول شہید ممتاز قادری کا جنازہ پاکستان کی تاریخ میں قائداعظم اور ضیاء الحق کے جنازوں سے بڑا جنازہ تھا مگر میڈیا کو یہ جنازہ نظر نہیں آیا کیونکہ یہ اصلاً لبرل ازم، سیکولرازم کا جنازہ تھا لہذا ___ وہ کیسے جنازہ دکھاتے کہ پاکستان میں عشق رسول آج بھی زندہ ہے اور سیکولر اور لبرل ازم کی علمیت کو کوئی تسلیم نہیں کرتا ___ پاکستان کے سب مسلمان آزادی کے دشمن ہیں یعنی میڈیا، لبرل ازم، سیکولرازم کے دشمن ہیں محمد عربی کے غلام ہیں۔ جاوید غامدی صاحب نے عاصمہ چوہدری کو مشال کے مسئلے پر انٹرویو دیتے ہوئے اسی دکھ، غم کا اظہار کیا تھا کہ پاکستان کے شاعر، ادیب، سیاستدان، حکمران سب توہین رسالت کرنے والے کو ہی مجرم سمجھتے ہیں اسکے قاتل کو نہیں، شاتم کے قاتل کی عزت کرتے ہیں، جنازے میں لاکھوں لوگ شریک ہوتے ہیں۔

الحمدللہ یہ ایک اسلامی معاشرہ اور اسلامی تہذیب ہے۔ غامدی صاحب کو اس کا شدید صدمہ ہے کہ ان کے لبرل اسلام کے باوجود ابھی تک پاکستان لبرل نہیں ہوسکا۔

انسان صرف عقلی نہیں، طبعی، حسی، اخلاقی، روحانی، نفسیاتی، جذباتی وجود بھی ہے

شریعت، انسان کے تمام خواص کا خیال رکھتی ہے

(۷) مشال پر تین ہزار طلباء نے ایک ساتھ حملہ کیا دنیا کی تمام یونیورسٹیوں کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یونیورسٹی میں طلباء کی اتنی بڑی تعداد صرف ایک ہی طالب علم کو قتل کرنے مارنے کے لیے اس طرح دوڑی ہو ___ مشال کی ایک تاریخ تھی تناظر تھا رویہ تھا سیکولر، لبرل یعنی مذہب دشمن عقیدہ تھا جو طلباء کو طویل عرصے سے مشتعل کر رہا تھا ۱۳/ اپریل کو مشال کی گفتگو نے طلباء کے پیمانۂ صبر کو چھلکا کر رکھ دیا اونٹ کی کمر پر یہ آخری تنکا تھا جس کے بعد طلباء نے عشق رسالت کا اظہار کرتے ہوئے حساب کتاب برابر کر دیا ___ مسئلہ یہ ہے کہ میڈیا ژی ژیک کے فلسفے کے مطابق ہمیشہ دوسرے سوال کا جواب دیتا ہے۔ کیا مشال کو اس طرح قتل کرنا درست ہے؟ وہ کبھی پہلے سوال کو پیش نہیں کرتا نہ اس کا جواب مانگتا ہے کہ کیا مشال کا ایک مذہبی معاشرے میں تین سال تک آزادی اظہار کے فلسفے کے تحت اسلام کو اسلامی علمیت تاریخ شخصیات کو اور ذات رسالت مآب کو برا بھلا کہنا، گالیاں

دینا، مذاق اڑانا (استغفراللہ) درست تھا؟___ رواداری مشال کو اختیار کرنا چاہیے تھی یا مسلمان طلباء کی اکثریت کو؟___ ایک آدمی اپنی زبان بند کرلے یہ آسان ہے یا نہیں___ تین ہزار طلباء اپنے جذبات، احساسات کو کیسے قابو میں رکھ سکتے ہیں؟___ میڈیا یہی بتارہا ہے کہ ایک شخص کو توہین کی بکواس کرنے کی، شرانگیزی پھیلانے کی، مشتعل کرنے کی آزادی ہے مگر___ تین ہزار طلباء کو مشتعل ہونے کی، مارنے کی، غصہ میں آنے کی آزادی نہیں ہے وہ اسے برداشت کریں___ ظاہر ہے ایک مذہبی معاشرے میں ایسا ممکن نہیں ہے انسان عقلی وجود نہیں ہے وہ ایک حسی، طبعی، جذباتی، روحانی رجود بھی ہے وہ صرف عقلیت پسند نہیں ہے اس کے نفیس احساسات اور جذبات بھی ہیں___ جدید قانون میں انسانی جذبات کا کوئی لحاظ نہیں کیوں کہ ماڈرن لاء، جدیدیت، ماڈرن ازم کی تقلید میں انسان کو صرف عقلی وجود [Rational Being] تسلیم کرتا ہے۔

اسلامی شریعت میں فرد صرف عقلی نہیں حسی، طبعی، جذباتی، اخلاقی، روحانی، انسانی وجود ہے لہٰذا شریعت کے احکام فرد کے جذبات کا بھی پورا خیال رکھتے ہیں اسی لیے___ توہین رسالت کے مجرم کو کوئی شخص غصے میں قتل کردے تو شریعت ایسے عاشق رسول کے جذبات کی تعظیم تکریم کرتی ہے اس کی قدر کرتی ہے اور اسے غازی سمجھ کر اسے مقتول کے قصاص میں قتل نہیں کرتی___ محبت رسول کے صدقے میں اسے معاف کردیتی ہے___ اتنا سا مسئلہ کسی لبرل سیکولر کی سمجھ میں نہیں آرہا___ بہت سے متجددین بھی اسے سمجھنے سے قاصر ہیں لیکن جاوید غامدی جیسے متجددنے بھی تسلیم کیا ہے کہ توہین رسالت پر لوگوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص توہین کا ارتکاب کرے تو اسے اس جرم میں انتہائی سزا کے طور پر قتل کیا جاسکتا ہے [غامدی مقامات ۲۰۱۴ء ص ۲۸۲]

جب غامدی صاحب جیسے متجدد بھی انسانی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے توہین رسالت کے جرم کو محاربہ اور فساد فی الارض کے تحت

لارہے ہیں کیوں کہ امت کے لوگوں کے جذبات کو مشتعل کرنا بھی فساد فی الارض ہی ہے___ تو لبرل سیکولر عشق رسالت کے اس

جذباتی مسئلے کو سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں؟

(۸) صوبہ پختونخواہ کے تمام علماء نے مشال کے حوالے سے جو تحقیقات کیں ان میں اسے عادی شاتم رسول بتایا گیا۔اس کے

تمام ثبوت مہیا کئے گئے

(۹) مولانا گوہر رحمان کے بیٹے ڈاکٹر عطاء الرحمان نے ایک آزادانہ کمیشن بنا کر طلباء، اساتذہ، عملے، والدین سے انٹرویو کیے

جس سے ثابت ہوا کہ مشال کئی سال سے توہین رسالت کررہا تھا___

(۱۰) والدین نے شہادت دی کہ وہ کئی مرتبہ یونیورسٹی انتظامیہ کو مطلع کرنے گئے مگر شنوائی نہیں ہوئی۔

(۱۱) مشال کو گولی سے قتل کرنے والے طالب علم نے اعتراف جرم میں کہا کہ یہ کئی سال سے گستاخی کر رہا تھا، میرا دوست تھا لیکن میں نے تعلقات منقطع کر لیے تھے اس دن موقع ملا تو میں نے اسے قتل کر دیا اگر میرا باپ بھی رسول کی توہین کرتا تو میں اسے بھی قتل کر دیتا مجھے قتل کرنے پر کوئی افسوس، دکھ نہیں ہے۔

(۱۲) PTI کا طالب علم جو کونسلر بھی جو ہجوم کے حملے کی قیادت کر رہے تھے ان کی اور انکے حملے کے بعد ان کی جو تصویریں ،خبریں شائع ہوئی ہیں جس میں وہ خطاب کر رہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشال توہین کا مجرم تھا اسے مارنے کے بعد وہ سب بہت مطمئین تھے ___ یہ اطمینان عشق رسالت کا صلہ اور ثمر ہے ___ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا کہ شرمندہ ہوں ___ مشال کے مذہب دشمن ہونے کی خبر اس کے گاؤں والوں کو بھی تھی مسجد سے اعلان کیا گیا کہ اس کے جنازے میں کوئی شریک نہ ہو ___ مسجد کے مولوی کو کیسے پتہ چل گیا؟ ___ علاقے کے لوگ جنازے میں شریک نہیں ہوئے صرف سولوگ جنازہ میں آئے نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی مولوی نہیں ملا ایک ٹیکنیشن نے جنازہ پڑھایا (امت / جنگ / ایکسپریس ٹریبون، ۱۴/ اپریل ۲۰۱۷ء)

مشال کی اور اس کے باپ کی شاعری پڑھ لیں اس کے باپ کے اشعار میں بھی آزاد خیالی جھلکتی ہے مشال روس سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آیا تھا روس میں اسکالرشپ نظریاتی لوگوں کو دیا جاتا ہے مذہبی آدمی کو اسکالرشپ نہیں ملتا۔

(۱۳) صوبہ خیبر پختونخواہ کے آئی جی نے ۱۸ اپریل کو سپریم کورٹ کے باہر صحافیوں کو کہا مشال کے خلاف توہین مذہب کے شواہد نہیں ملے، یونیورسٹی انتظامیہ نے ڈی ایس پی کو واقعے کا نہیں بتایا۔ (جنگ کراچی ۱۹ اپریل ۲۰۱۷)

آئی جی کا بیان بھی مشکوک ہے۔ ایک جانب وہ کہہ رہے ہیں کہ ڈی ایس پی کو انتظامیہ نے نہیں بتایا دوسری جانب ایکسپریس ٹریبیون کی خبر ہے کہ ڈی ایس پی اور پولیس کیمپس میں موجود تھی، اسکی ویڈیو فلم بھی موجود ہے جس میں طلباء پولیس پر حملہ کر رہے ہیں۔

Video film also shows student attacking the policemen who tried to intervene (Express Tribune 15-4-2017)

۱۳ اپریل کو کیمپس میں پولیس کی موجودگی کا مطلب یہی ہے کہ مشال کے حوالے سے طلباء میں اشتعال موجود تھا۔ مسئلہ صرف کرپشن نہیں تھا بلکہ توہین رسالت کا مسئلہ تھا اسی لئے تو پولیس کو انتظامیہ نے بلایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ پولیس جب موجود تھی، مشال کے کیمپس میں داخلے پر پابندی تھی تو پولیس نے مشال کو کیمپس میں کیسے داخل ہونے دیا۔ اگر معاملہ صرف کرپشن کا ہوتا تو طلباء مشال پر اتنے غصہ کا اظہار نہ کرتے، انکے غصے کی عکاسی ایکسپریس ٹریبیون نے کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسئلہ توہین رسالت کا تھا ورنہ طلباء اتنے مشتعل نہ ہو سکتے۔

The video of the gruesome violence shot by mobile phone cameras shows Mashal's disrobed body-covered inblood-being dragged, first in a hallway and then on a road of the campus. It also shows students attacking the policemen who tried to intervene.(Express Tribune 14-4-2017)

(۱۴) ۱۳ اپریل کو یونیورسٹی انتظامیہ نے مشال کی معطّلی کا حکم نامہ جاری کیا اور کیمپس میں اسکے داخلے پر پابندی عائد کی، اسکی معطّلی توہین رسالت کی شکایات پر ہوئی اگر یہ شکایات غلط تھیں تو معطّلی کا حکم نامہ کیوں جاری ہوا۔ اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ جب اس نازک مسئلے کی تحقیقات ہو رہی تھیں تو اسے کیمپس میں کیوں آنے دیا گیا؟ انتظامیہ نے اس کو داخل ہونے کی اجازت کیوں دی؟ توہین رسالت کا معاملہ ہو اور ایک شخص آزادانہ گھوم رہا ہو اور پابندی کا حکم عملاً معطل ہو تو یہ صورت حال طلباء کو مزید مشتعل کرنے کے لئے کافی تھی۔

(۱۵) ایکسپریس ٹریبون کی رپورٹ کے مطابق مشال کے قتل کے بعد اگلے دن جمعہ کو یونیورسٹی کی ویب سائیٹ پر مشال کی معطّلی کا نوٹیفیکیشن جاری کیا گیا۔ اسکی کیا وجہ تھی؟

However, the AWKU administration on Friday took a bizarre step by posting a notification on its website rusticating the deceased student along with his two feiends and banning their entry into the campus for alleged blasphemy.

The university provost, Fayaz Ali Shah, however, told The Express Tribune that the students were rusticated to intiate an inquiry on some verbal complaints received by the university against the three "We dont's have any written or documented proof of their involvement in any blasphemous activities" Shan said. To a question regarding the use of a judgemental tone in the notificaion, he said; "It must be a clerical mistake and I will check it with the officials concerned."(Express Tribune 15-4-2017)

یونیورسٹی کا ریکارڈ بتا رہا ہے کہ مشال پر توہین رسالت کا الزام تھا، اسکے اساتذہ نے ٹی وی پر انٹرویو میں بتایا کہ وہ بیباک تھا، بہت سی عجیب سی باتیں کرتا تھا، اسکے ہاسٹل وارڈن نے بی بی سی کو انٹرویو دیا کہ وہ مذہب کے خلاف گفتگو کرتا تھا۔

سوال: یہ تمام دلائل درست ہیں بہت اچھے ہیں لیکن کسی کو قتل کرنے کے لئے ثبوت تو ضروری ہے ثبوت کے بغیر تو دنیا میں کوئی کام نہیں ہوسکتا؟

جواب: آپ کا استدلال درست نہیں ہے اور سوال بھی غلط ہے۔ جب قرآن، سنت، اجماع سے ثابت ہے کہ فساد فی الارض، محاربہ اور توہین رسالت کے مجرم کو اگر کوئی قتل کردے تو وہ جائز عمل ہے تو ان نقلی دلائل کے بعد کسی عقلی، منطقی دلیل کی ضرورت نہیں۔ جاوید غامدی صاحب نے مقامات میں توہین رسالت کو محاربہ، فساد فی الارض قرار دیا ہے اور اسکی سزا قتل تسلیم کی ہے (غامدی، مقامات ۲۰۱۴ص ۲۸۲) غامدی صاحب نے میزان میں لکھا ہے کہ محاربہ اور فساد فی الارض کے مجرم کو فرد یا حکومت یا ریاست ____ قتل کر سکتی ہے (غامدی، میزان ۲۰۱۵ص ۶۰۸) جب غامدی صاحب جیسے متجدد نے فرد کو قتل کرنے کی اجازت دے دی تو آپ اس پر کیوں اعتراض کر رہے ہیں۔ آپ منہج اہل سنت اور اجماع امت کو مانتے ہیں، غامدی صاحب تو اجماع کا انکار کرتے ہیں۔ اجماع کا انکار کرنے والا فرد کو قتل کی اجازت دے رہا ہے۔ آپ اجماع کو مانتے ہیں اور اجماع سے ثابت اصول پر اتنے سوالات کر رہے ہیں۔

سوال: لیکن غامدی صاحب نے تو میزان میں واضح طور پر لکھا ہے کہ حدود و تعزیرات کا نفاذ صرف حکومت کرسکتی ہے۔ اپنی تقریروں میں تو

بار بار وہ کہتے ہیں کہ فرد کو قانون ہاتھ میں لینے کا اختیار نہیں ہے،فرد کسی کو نہ سزا دے سکتا ہے نہ اس پر حد جاری سکتا ہے۔

جواب: لیکن میزان میں انہوں نے قرآن سے ثابت کیا ہے کہ حدود کا نفاذ فرد کر سکتا ہے،حکومت نہ ہو تو ولی قاتل سے،حکومت کے بغیر قصاص لے سکتا ہے۔اسلام نے حکومت کی عدم موجودگی میں انتقام لینے کی اجازت دی ہے۔وَ لَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَ مَنۡ قُتِلَ مَظۡلُوۡمًا فَقَدۡ جَعَلۡنَا لِوَلِیِّہٖ سُلۡطٰنًا فَلَا یُسۡرِفۡ فِّی الۡقَتۡلِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ مَنۡصُوۡرًا [33:17] (غامدی میزان ۲۰۱۵ص ۶۰۹) حکومت موجود ہو تب بھی غامدی صاحب فرد کو قتل اور محاربہ کے جرم میں قتل کی اجازت دیتے ہیں (غامدی میزان ۲۰۱۵ص ۶۰۸) اصل مسئلہ یہ ہے کہ ان کے تمام اصول ہی متناقض (Oxymoron) ہیں۔

اسلامی علمیت میں شہرت کی اصل اہمیت ہے

ثبوت اہم نہیں،اصل چیز شہرت ہے

آپ کا سوال ثبوت سے متعلق تھا کہ ثبوت کے بغیر تو قتل نہیں کیا جا سکتا اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسئلہ صرف ثبوت سے حل نہیں ہوگا اسکے لئے عدالت بھی ضروری ہوگی کیونکہ ثبوت کی جانچ ،پڑتال اگر فریق خود ہی کرے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں _____ لہذا عدالت اگر ہوگی تو اس کے لئے ریاست بھی ضروری ہوگی ____ اور اگر ریاست موجود نہیں ہے تو عدالت بھی موجود نہیں ہے اور اگر عدالت موجود نہیں ہے تو ثبوت اگر موجود بھی ہیں تو اس ثبوت کی تصدیق ،تائید،توثیق کا کوئی آزادانہ ذریعہ یعنی عدالت تو موجود ہی نہیں ہے اسکے باوجود قرآن نے سورۃ بنی اسرائیل میں _____ ثبوت کے بغیر،عدالت کے بغیر،ریاست کے بغیر،حکومت کے بغیر مقتول کے ولی کو قاتل سے قصاص لینے،اسے قتل کرنے کا اختیار دیا ہے۔جب ایک عام انسان کی زندگی اتنی اہم ہے کہ اس کا انتقام ریاست،عدالت کے بغیر لیا جا سکتا ہے اور غامدی صاحب جیسے متجدد بھی اسکی اجازت دے رہا ہے تو رسول ﷺ کی توہین ____ اس ایک انسانی جان سے بھی زیادہ اہم تر ہے اسکا بدلہ لینے _____ پر کیسے پابندی لگائی جا سکتی ہے اور اسکو ثبوت سے ،عدالت سے،ریاست سے کیسے مشروط کیا جا سکتا ہے۔عہد رسالت مآب ﷺ ،دور صحابہ میں عدالت بھی تھی،ریاست بھی تھی لیکن کبھی رسول اللہ ﷺ نے،خلفائے راشدین نے توہین رسالت کے الزام میں قتل کرنے والے کسی صحابی

سے نہیں پوچھا کہ ثبوت کیا ہے ـــــ تم عدالت میں کیوں نہیں آئے ـــــ تم نے انار کی پھیلائی ہے۔ سورۃ نور میں بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے یہی تو فرمایا ہے کہ تم یہ خبر سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ الزام، تہمت ہی غلط ہے ہم نے نیک گمان کیوں نہیں کیا ، کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡا بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ لِکُلِّ امۡرِیًٔ مِّنۡہُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ وَالَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ، لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِہِمۡ خَیۡرًا وَّقَالُوۡا ہٰذَاۤ اِفۡکٌ مُّبِیۡنٌ [النور: ۱۱،۱۲] یہاں بھی حکم شہرت کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ یہ قرآن کی نص صریح ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ثبوت کے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں ہوسکتا نہ کیا جا سکتا ہے لیکن یہ استدلال بھی بالکل غلط ہے، درست نہیں۔ اسکی مثال شادی بیاہ کا معاملہ ہے، سات ہزار سال سے معلومہ تاریخ کے زمانے سے آج تک ـــــ اکیسویں صدی میں بھی شادی بیاہ کے تمام معاملات صرف اور صرف شہرت پر ہوتے ہیں۔ جب ہم اپنی بیٹی کے لئے لڑکے کا رشتہ قبول کر لیتے ہیں تو کیا کبھی اس سے اس کی قوت رجولیت، مردانگی کا کوئی ثبوت طلب کرتے ہیں۔ ثبوت دو کہ تم مرد ہو، نامرد نہیں ہو اور یہ بھی ثبوت دو کہ تم بانجھ نہیں ہو، بچے پیدا کر سکتے ہو لہٰذا تم شادی سے پہلے اس کا ثبوت دو۔ کیا کوئی کنوارا مرد شادی سے پہلے ہمارے ان مطالبات کا ثبوت دے سکتا ہے؟ کیا دنیا کی تاریخ میں آج تک شادی جیسے نازک معاملے میں ثبوت طلب کیا گیا؟ کیا ثبوت کے انتظار میں نکاح ملتوی کر دیا جائے ـــــ رشتہ دیتے ہوئے صرف شہرت دیکھتے ہیں، لڑکا دیکھنے میں مرد ہے، خاندان میں لوگ بانجھ نہیں، اچھے لوگ ہیں ـــــ بس شہرت کی بنیاد پر رشتہ طے ہوتا ہے۔

جب کسی سے بیٹی لی جاتی ہے ـــــ تو لڑکی کی عصمت، آبرو، عفت، پاک دامنی ـــــ باکرہ ہونے کا ثبوت طلب کیا جاتا ہے؟ نہیں بس شہرت ہوتی ہے۔ کبھی اگر لڑکے والے تجربہ گاہ کی رپورٹ کا ثبوت مانگ لیں تو رشتہ ہی نہیں ہوگا ـــــ بس شہرت ، اعتبار، اعتماد ـــــ جب بیٹی اور بیٹے کے رشتے کے لئے شہرت ہی اصل الاصول ہے تو صرف توہین رسالت کے مسئلے میں

ثبوت کا مطالبہ منطقی طور پر غلط ہے۔

سوال: لیکن ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ لڑکا نامرد ہے، بانجھ ہے، لڑکی باکرہ نہیں نکلتی تو پھر طلاق، خلع کے قوانین اسی لئے تو ہیں؟

جواب: جی ہاں آپ نے بالکل درست فرمایا لیکن اس امکان، خطرے، شبہ کی وجہ سے اربوں شادیاں ملتوی نہیں کی جاسکتیں۔ شادیاں ہوتی ہیں کبھی کبھار نامرد لڑکا، نامراد لڑکی نکل آئی ہے تو طلاق، خلع ہو جاتی ہے مگر یہ قبل تجربی نہیں بعد تجربی عمل ہے ____ یعنی پہلے شادی تو ہوگی اس کے بعد طلاق، خلع ہوگا۔ ثبوت کی بنیاد پر شادی ملتوی نہیں ہوسکتی اسی اصول کی بنیاد پر اگر شاتم کو کسی نے قتل کر دیا تو وہ قتل ٹھیک ہے اگر غلط کیا تو قاضی اس کا فیصلہ کر دے گا اور قصاص میں اسے قتل کر دیا جائے گا لیکن اس خطرے، شبہے کی بنیاد پر اسلامی تاریخ نے شتم رسول کے مجرم کو قتل کرنے کی کامل ممانعت کبھی نہیں کی بالکل اسی طرح قرآن نے عصمت فروشی کا اڈہ چلانے والی عورتوں کے لئے ثبوت نہیں مانگا، ان کی شہرت ہی انکا ثبوت ہے کہ صرف چار لوگ گواہی دے دیں تو انہیں سنگسار کیا جاسکتا ہے یہاں ثبوت نہیں شہرت اصل ہے۔ مشال واقعے میں تو تین ہزار طلباء شامل تھے اسکی شہرت کیا تھی کیا اب بھی شبہ ہے۔

شہرت کا معاملہ بہت اہم ہے پاکستان میں چار گورنر تھے چاروں سیکولر، لبرل تھے مگر ہر سیکولر، لبرل مذہب دشمن کے طور پر مشہور نہیں تھا ____ شہرت صرف سلمان تاثیر کی تھی ____ کیونکہ دوسرے گورنر، مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کر رہے تھے نہ وہ مذہب کے بارے میں بے باکانہ اظہار رائے کر رہے تھے۔ یہ شرف صرف سلمان تاثیر کو حاصل تھا ____ وہ جیل میں جا کر توہین رسالت کی مجرمہ کو ساتھ بٹھا کر پریس کانفرنس کر رہے تھے یہ رویہ درست نہیں تھا بحیثیت گورنر، سیکولر ڈھانچے میں وہ تمام ریاستی قوانین کو تسلیم کرنے کے پابند تھے۔ اسکا انہوں نے حلف اٹھایا تھا وہ سیکولر حلف کی بھی پاسداری نہیں کر رہے تھے۔ یہ بات نہایت خطرناک تھی وہ گورنر تھے وہ قومی اسمبلی کے رکن نہیں تھے۔ رکن اسمبلی، قانون کے بارے میں جو چاہے کہہ دے ____ کیونکہ بل، صدر، گورنر کے دستخط کے بعد قانون، ایکٹ بنتا ہے لہذا گورنر کو کسی قانون پر اعتراض ہوتو وہ تحریری طور پر صدر، وزیراعظم، وزارت قانون کو خط لکھ کر اپنے مشورے، تجاویز، تحفظات پیش کر سکتا ہے لیکن گورنر ایک رکن اسمبلی کے طور پر

کردار ادا کر رہے تھے ان کے خلاف کوئی ایف آئی آر اس لئے درج نہیں ہو رہی تھی کہ وہ گورنر تھے، اگر درج ہوتی تو اشتعال کم ہو جاتا____ اصل مسئلہ شہرت کا تھا، چار گورنروں میں سے صرف ایک گورنر کی شہرت مذہب کے حوالے سے بہت خراب تھی۔

سوال: سلمان تاثیر اور مشال ایک جیسے مقدمات ہیں ان دونوں میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں کیا مشال کا مسئلہ سلمان تاثیر سے زیادہ نازک نہیں ہے؟

جواب: سلمان تاثیر اور مشال کے قتل میں ایک بہت بنیادی فرق ہے جس سے پاکستانی معاشرے کی مذہب کا زبردست طریقے سے اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہماری معاشرت معاشرہ رواج سماج سب ابھی تک اپنی گہرائیوں تک مذہب کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

سلمان تاثیر کو قتل کرنے والے حضرت ممتاز قادریؒ شہید ایک مذہبی آدمی تھے وہ پانچوں وقت کے نمازی تھے، وہ مولانا الیاس قادری کے مرید تھے، انہوں نے سلمان تاثیر کے خلاف مولانا حنیف قریشی کی تقریر سن کر اشتعال میں آ کر سلمان تاثیر کو قتل کیا تھا____ دوسرے معنوں میں سلمان تاثیر کے قتل کرنے والے شہید قادری صاحب کا ایک بھرپور مذہبی پس منظر تھا____ وہ عاشق رسول تھے، نعت رسول ﷺ سنتے تھے لیکن مردان میں مشال کو قتل کرنے والے طلباء کوئی گہرا مذہبی پس منظر نہیں رکھتے تھے وہ عام مسلمان تھے۔ آپ انہیں لبرل، سیکولر مسلمان بھی کہہ سکتے ہیں مگر وہ عشق رسول کی مٹی سے خلق ہوئے تھے ان کا ایمان ہمارے ایمان سے بہتر تھا۔

(۱)۔ مشال کو مارنے والے طلباء میں PTI کے کونسلر اور عمران خان کی پارٹی کے کئی طلباء شامل تھے۔ PTI ایک خالص لبرل سیکولر پارٹی ہے لیکن اس کے باوجود سیکولر طلباء میں بھی عشق رسالت ﷺ اس حد تک اثر کر چکا ہے

(۲)۔ مشال کو مارنے والوں میں پی پی پی کے حامی طلباء بھی شامل تھے

(۳)۔ مشال کو مارنے والوں میں اے این پی کے حامی طلباء بھی شامل تھے____ مشال کے خلاف وڈیو جاری ہونے کے بعد جو جلوس نکلے ان کی وڈیو فلم میڈیا نے نہیں دکھائی۔

(۴)۔ مشال کو مارنے والوں میں مذہبی جماعتوں، اسلامی تنظیموں، تحریکوں کے نمایاں لوگ نظر نہیں آتے لیکن تمام مذہبی جماعتوں، تحریکوں

کے کارکن بھی اس حملے میں شریک تھے۔ دوسرے معنوں میں مشال کا قتل سلمان تاثیر کے قتل سے زیادہ اہم ہے۔ اس قتل میں پاکستانی معاشرے کا ہر طبقہ، ہر گروہ، ہر حلقہ، ہر سیاسی جماعت، لبرل، سیکولر جماعتوں کے لوگ بھی پیش پیش تھے ____ اس طرح مشال کا قتل پاکستانی معاشرے کی اجتماعیت، وحدت کا اعلامیہ ہے کہ پاکستان کے سیکولر، لبرل طلباء بھی اصلاً مسلمان ہیں، عشق رسول ﷺ میں گرفتار ہیں اور ذات رسالت مآب ﷺ کے خلاف کسی قسم کی توہین برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ____ مشال کا قتل صرف حادثہ، سانحہ نہیں ____ توہین رسالت کے مسئلے پر پہلی عوامی بغاوت ہے۔ اس عوامی بغاوت نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ یہ بغاوت اصلاً آزادی کے جدید مغربی عقیدے کے خلاف ہے۔ کوئی پاکستانی مسلمان آزادی کے عقیدے کو تسلیم نہیں کر سکتا، وہ آزادی اظہار رائے کے نام پر کسی کو توہین رسالت کی آزادی نہیں دے سکتا، وہ کسی توہین کے مجرم کو برداشت نہیں کر سکتا۔

سوال: یہ سب باتیں درست مگر ہمیں اس واقعے میں علماء کا، مذہبی جماعتوں کا بہت زیادہ موثر کردار نظر نہیں آتا۔ اکثر خاموش ہیں جبکہ سلمان تاثیر کے قتل کے وقت تو علماء آگے آگے تھے اور سینکڑوں وکیل ممتاز قادری کی طرف سے مقدمے میں وکیل بننے کے لئے عدالت آ گئے تھے؟

جواب: اس کی وجہ ویڈیو فلم ہے، ویڈیو فلم کا اثر نہایت مہلک تھا اس نے علماء کو متوحش اور محتاط کر دیا۔ اسی لئے اسلام نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے، اس موضوع پر ہم تفصیل سے اپنے مضمون " مشال کا قتل ،ایک عالم دین سے مکالمہ" میں تصویر کی حرمت پر اسلام کا موقف تفصیل سے پیش کر دیا ہے اس کو دیکھ لیا جائے۔ ویڈیو فلم کی وجہ سے علماء فیصلہ نہیں کر پائے کہ اس موقع پر کیا موقف اختیار کیا جائے۔ پاکستان کے وزیراعظم نواز شریف تک خاموش تھے انہوں نے تین دن کے بعد اخباری بیان جاری کیا۔ ویڈیو کا یہ اثر ہوتا ہے۔ مشال کے حق میں سب سے پہلا بیان صرف عمران خان کا تھا جو واحد پکے سیکولر، لبرل سیاستدان ہیں۔ انکی پارٹی پی ٹی آئی پاکستان کی پہلی لبرل پارٹی ہے جو کھلم کھلا لبرل اقدار کو فروغ دے رہی ہے۔ عمران کے بیان کی وجہ سے ہی مجبوراً نواز شریف کو بیان دینا پڑا۔ جب حکومت کو اتنا سوچنا پڑا تو علماء کا سوچنا، خاموش رہنا ظاہر ہے بہت غیر معمولی واقعہ نہیں۔ ویڈیو فلم نے اس مسئلے کو بہت نازک بنا دیا تھا۔

ویڈیو فلم کا جو اثر سب پر ہوا وہ علماء پر بھی ہوا ____ لیکن بہت سے علماء مشال کے واقعے پر عاشقان رسول کے ساتھ کھڑے ہیں یہ وہ علماء ہیں جو ٹی وی وغیرہ پر نہیں آتے

(۱)۔آپ لوگ سابق ایم این اے مولانا شجاع الملک کو کیسے بھول گئے ،جمیعت العلمائے اسلام کے مولانا شجاع الملک نے مولانا فضل الرحمان سے اختلاف کرتے ہوئے مشال کے مسئلے میں بالکل واضح موقف اختیار کیا۔واقعے کے دس دن بعد انہوں نے مردان میں " حب رسول ریلی " کا انعقاد کیا۔اس میں زبردست تقریر کی ،مشال خان کی زندگی کے بارے میں بتایا کہ یہ شاتم رسول تھااور واضح طور پر اعلان کیا کہ مردان یونیورسٹی کو اگر مشال خان کے نام سے معنون کیا گیا تو ہم مزاحمت کریں گے اور یہ بھی مطالبہ کیا کہ مشال کو قتل کرنے والے عاشقان رسول کے نام سے اس یونیورسٹی کو منسوب کیا جائے _____ انہوں نے میڈیا سے مطالبہ کیا کہ مشال خان کو کوریج دینا بند کی جائے ،وہ شاتم رسول ہے اسے ہیرو کے طور پر پیش نہ کیا جائے۔ظاہر ہے اس جراءت کا اظہار علماء کے حلقے سے ہی ہوااور یہ قابل تحسین معاملہ ہے۔میڈیا نے اس ریلی ،اس موقف کو پیش نہیں کیا کیونکہ یہ آزادی کے عقیدے کا مخالف بیان تھا اس لئے اس کا بائیکاٹ کیا گیا اسے کہتے ہیں آزادی سب کی آزادی۔یہ لبرل رویہ ہے جو مذہب دشمن ہے۔احمد جاوید صاحب دیکھ لیں۔

(۲)۔پیپلز پارٹی کے ایک اہم رہنما اکرام اللہ شاہد حب رسول ریلی میں سب سے آگے تھے اور عاشقان رسول کی رہائی کے نعرے لگا رہے تھے ان کو پیپلز پارٹی نے اظہار وجوہ کا خط جاری کیا اور ان کی سخت سرزنش کی۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پی پی پی جیسی سیکولر جماعت کے لوگ بھی توہین رسالت کے مسئلے پر کیسے جذبات رکھتے ہیں۔یہ بات تو سب کو یاد ہوگی کہ امریکہ میں توہین رسالت کے مجرم ایک پادری کو قتل کرنے کے لئے اے این پی کے غلام احمد بلور نے ایک کروڑ روپے انعام دینے کا اعلان کیا تھا۔یہ پاکستانی معاشرے کی اسلامیت ،مذہبیت اور عشق رسول ہے۔حیرت ہے کہ ہماری مذہبی جماعتیں اتنے زبردست مذہبی معاشرے میں اسلام کو لوگوں کی First order desire بنا کر ابھی تک انقلاب برپا کرنے میں ناکام رہیں۔

(۳)۔مولانا گوہر رحمان کے بیٹے ڈاکٹر عطاالرحمان صاحب نے علماء اور دیگر آزاد شہریوں کا کمیشن بنا کر اس واقعے کی تحقیقات کیں اور ثبوت و دلائل سے ثابت کیا کہ مشال مذہب دشمن اور عادی شاتم رسول تھا ان کی رپورٹ میڈیا نے نشر نہیں کی کیوں کہ میڈیا صرف آزادی کے عقیدے کا دفاع کرتا ہے۔وہ آزادی کے خلاف نقطہ نظر قبول نہیں کرتا تو میڈیا میں اور مولوی میں کیا فرق ہے۔میڈیا بھی تو پکا مولوی ہے جو اپنے عقیدے کے خلاف کسی الحق کو برداشت نہیں کرتا پھر گالی صرف مولوی کو کیوں دیتے ہیں۔دنیا میں کوئی تہذیب الحق کے بغیر قائم ہی نہیں ہوسکتی اگر سب تصورات خیر صحیح ہیں جیسے کہ لبرل ازم کا دعویٰ ہے تو پھر مغربی ممالک میں عدالت کیسے قائم ہے۔خیر وشر کے تصور کے بغیر

نظام عدالت نہیں چل سکتا۔لبرل ازم کا یہ دعویٰ ہی جھوٹا ہے کہ خیر اسکا مسئلہ نہیں فرد کا معاملہ ہے۔پبلک آرڈر میں وہ صرف آزادی (Freedom) کو خیر مانتا ہے اسکے مقابلے میں ہر خیر کو کچل دیتا ہے۔احمد جاوید صاحب اس مسئلے سے واقف ہی نہیں اور لبرل ازم کو غیر جانبدار Deontological ثابت کررہے ہیں۔یہ تو Rawls کی دلیل تھی جو مغرب کے بہت سے فلسفی رد کر چکے ہیں وہ رالس کی دلیل اپنے نام سے پیش کررہے ہیں یہ تو علمی رویہ نہیں۔

(۴)۔تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ کے علامہ خادم حسین رضوی صاحب نے اس واقعے کی جو تحقیقات کیں ان سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مشال توہین رسالت کا مجرم تھا اور مردان یونیورسٹی کے طلباء طویل عرصے سے اس کی مذہب دشمن سرگرمیوں سے واقف تھے اور اسکے رویے کے شاکی تھے۔انہیں موقع ملا تو اسکا کام تمام کر دیا گیا۔تحریک معصوم گرفتار طلباء سے رابطے میں ہے اور ان کے اعزاوا قارب کے ساتھ ہر سطح پر تعاون کررہی ہے۔مختلف علماء اس مسئلے کی تحقیق کرنے کے لئے مردان پہنچے،میڈیا نے ان کا ذکر نہیں کیا۔اس واقعے پر خادم حسین رضوی صاحب کے بیانات بھی نشر نہیں کئے گئے۔فضل چشتی صاحب نے پریس کانفرنس کی اس کا میڈیا نے ذکر تک نہیں کیا کیونکہ لبرل عقیدے کے خلاف تھی۔

(۵)۔صوبہ پختون خواہ کی تمام مذہبی جماعتوں کی جانب سے تصدیق کی گئی ہے کہ مشال خان شاتم رسول تھا،اس کے خلاف مظاہرے بھی ہوئے اور عاشقان رسول کی حمایت کا اعلان بھی کیا گیا ہے

(۶)۔صدر العلماء جناب حضرت مفتی منیب الرحمان نے مشال کے واقعے کے ۲۵ دن بعد روزنامہ دنیا میں اپنے کالم میں نہایت جرات مندی کے ساتھ اپنی تمام تحقیقات کے بعد ثابت کرتے ہوئے لکھا کہ مشال نے توہین رسالت کی اور آج تک حکومت نے توہین رسالت کے کسی معاملے میں اس وقت تک ایف آئی آر نہیں کاٹی جب تک عوام نے تھانے پر چڑھائی نہیں کی لہذا اس لاقانونیت کی صورت حال میں اس طرح کے واقعات کا ہونا ناممکن نہیں ____ مفتی منیب الرحمان صاحب تمام دینی مکاتب فکر کی مشترکہ،متفقہ نمائندگی کرتے ہیں،وہ تمام دینی مکاتب فکر کے وفاق کے اتحاد کے صدر ہیں ان کو تمام مکاتب فکر کا اعتماد حاصل ہے۔مفتی صاحب ۲۵ دن تک خاموش رہے یہ ان کے احساس ذمہ داری کا نتیجہ تھا۔انہوں نے ۲۵ دن تک کھوجنے،کریدنے،تحقیق،تجسس کرنے کے بعد نہایت نپے تلے انداز میں مشال کو شاتم قرار دیا۔JIT نے پاکستان کے تمام علماء،تمام مکاتب فکر کی متفقہ رائے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اسکا مطلب یہ ہے کہ JIT یک طرفہ

رپورٹ ہے یہ لبرل ایجنڈہ ہے، لبرل میڈیا کی خواہشات کے مطابق لکھی گئی ہے۔ لیکن یہ بات درست ہے کہ علماء نے عموماً اس انتہائی حساس، نازک معاملے پر اس جرائت، قوت، بے باکی، شرح صدر کے ساتھ ____ اپنے موقف کا اظہار نہیں کیا جس طرح شہید ممتاز قادری کے مسئلے پر ان کا موقف تھا ____ علماء، صوفیاء ویڈیو فلم کے اثرات سے سات گروہوں میں تقسیم ہو گئے:

(۱)۔ پہلا مختصر گروہ ان کا جنہوں نے اس مسئلے میں پہلے ہی دن گرفتار طلباء کے ساتھ کھڑے ہونے کا اعلان کیا اور شاتم رسول کی کھلی مذمت کی۔

(۲)۔ دوسرا گروہ یہ کہتا رہا کہ عاشقان رسول کا جذبہ عشق تو قابل تحسین، تکریم، تعظیم ہے، ان کا عمل بھی صحیح ہے مگر ان کا طریقہ کار غلط ہے، ان کو قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے تھا، وہ مجرم کو عدالت کے سپرد کر دیتے۔

(۳)۔ تیسرے وہ جو خاموش، مبہوت، مہر بہ لب، حیرت زدہ ہیں ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کہیں ____ ان کا موقف یہ ہے کہ تمام باتیں درست مگر ویڈیو کا جواب کیسے دیں؟ الحمد اللہ انکا ایمان سلامت ہے مگر ویڈیو نے ان پر منفی اثرات ڈالے ____ اب وہ اس اثر سے باہر نکل آئے ہیں۔

(۴)۔ علما میں پہلی مرتبہ ایک چوتھا گروہ پیدا ہوا جس نے مشال کو شہید قرار دیا اور عاشقان رسول کی مذمت کی۔ ایسا گروہ پہلے کبھی پیدا نہیں ہوا۔ یہ بہت افسوسناک اور شرمناک تبدیلی ہے

(۵)۔ ایک گروہ ان علماء کا تھا جو مشال کے قتل کو درست سمجھ رہے تھے مگر چپ تھے، وہ اسکی عقلی، منطقی دلیل تلاش کرنے سے قاصر تھے اور مشال کے حق میں کوئی بیان نہیں دینا چاہتے تھے، وہ کسی دلیل کی جستجو میں تھے۔ امیر جماعت اسلامی سراج الحق کو غامدی صاحب کے مرید سلیم صافی نے فون کر کے مشال واقعے پر انکی رائے معلوم کرنا چاہی تو سراج الحق صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا یہ ایمانی رویہ تھا جس سوال کا جواب معلوم نہیں اس کے بارے میں خاموش رہنا یا لاادری کہہ دینا ____ یہی صحیح طریقہ کار ہے۔ سلیم صافی نے ان کی خاموشی پر جل کر ____ ان کو مشتعل کرنے کے لئے لبرل ایجنڈے کے تحت طے شدہ سوال پوچھا کہ چلئے سراج الحق صاحب اگر آپ مشال کے قتل کی مخالفت نہیں کر سکتے تو کم از کم اس قتل کی اور قاتلوں کی حمایت ہی کر دیں ____ سراج الحق صاحب نے اس پر بھی خاموشی اختیار کی ____ لیکن ہر صاحب ایمان سمجھتا ہے کہ اگر کوئی شاتم رسول، غیرت مند مسلمانوں کے ہجوم کے سامنے توہین کرے گا تو کوئی غیرت

مند مسلمان شاتم کو زندہ نہیں چھوڑے گا مگر اس شعور پر ایمان رکھنے کے باوجود اس شعور کو زبان دینا، اس کا بیبا کانہ اظہار کرنا ____ ویڈیو فلم نے محال بنا دیا تھا ____ لبرل، سیکولر، اسلامی جماعتوں کی خامشی پر بھی خوفزدہ تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ سب مذہبی جماعتیں قتل کی مذمت کردیں لیکن علماء کی اکثریت نے اس معاملے میں خامشی اختیار کی یہ بھی بہت بڑا خیر ہے۔

شاتم رسول کے قاتل، غازی کو سزا نہ دینے کی حکمت کیا ہے؟

حضرت ابو محجن ثقفی کو شراب کی سزا کیوں نہیں دی گئی

توہین رسالت کے مسئلے پر کسی فرد کی جانب سے قتل کر دینے کا معاملہ بہت سیدھا اور سادہ ہے۔ اسلامی علمیت کی تاریخ میں کسی عالم، فقیہ، مجتہد نے کبھی کہیں کسی مسلمان کو یہ اجازت نامہ نہیں دیا کہ وہ شاتم رسول کو اسی وقت توہین کرتے ہی قتل کر دے۔ اسلام نے شاتم رسول کو موقع واردات پر فوراً قتل کرنے کے لئے نہ اکسایا نہ ورغلایا نہ اس عمل کی تاکید کی ____ لیکن اگر کوئی مسلمان اپنے جذبات کے زیر اثر اپنی ایمانی غیرت کے تحت ایسے بے غیرت شاتم رسول کو قتل کر دے تو ایسے غازی کے جذبات، احساسات، غیرت ایمانی، حمیت دینی کی تعظیم، تکریم ، احترام کرتے ہوئے اسے مقتول کے قصاص میں کبھی قتل نہیں کیا گیا ____ حضرت ابو محجن ثقفیؓ کے لئے شراب کی سزا اسی لئے معاف کر دی گئی تھی کہ انہوں نے قیدی ہونے کے باوجود اپنی جان خطرے میں ڈال کر امت کی خاطر میدان جنگ میں داد شجاعت دی وہ جان بچانے کے لئے قید میں رہ سکتے تھے لیکن جب انہوں نے اللہ کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے جذبہ کا عملی اظہار کیا تو چھوٹی سی سزا خود بخود معاف ہوگئی ____ شاتم رسول کو قتل کرنے والے کو اسی اصول کی بنیاد پر معاف کر دیا جاتا ہے کہ اس نے اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت اپنی جان خطرے میں ڈال کر اور دوسرے کی جان لے کر دیا۔ اس عمل میں اس کی جان بھی شاتم کے ہاتھوں جا سکتی تھی یا اسے عدالت قصاص کی سزا سنا سکتی تھی مگر اس نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر ذات رسالت مآب ﷺ کے لئے اپنی جان قربان کرنے کی کوشش کی۔ یہی جراءت، عزیمت، استقامت اسلامی شریعت میں قابل تکریم ہے لہذا عہد رسالت مآب ﷺ سے لیکر خلافت عثمانیہ تک ____ امت کا اجماع ہے کہ شاتم کا خون هدر کر دیا جائے گا اور غازی کو قتل کی سزا نہیں دی جائے گی۔

۶۔ صوفیوں میں بھی ایک صوفی احمد جاوید پیدا ہوئے جو ویڈیو فلم دیکھ کر اس قدر حیران، پریشان، پشیمان ہوئے کہ مغضوب الغضب حضرت صاحب نے فرمادیا کہ درندوں نے عشق رسول کی حفاظت کا کام سنبھال لیا ہے۔ عاشقان رسول کو

درندہ کہنا ____ وہ بھی ایک صوفی کی زبان سے ہمارے لیے حیران کن بات ہے بلکہ بدترین قسم کی درندگی، سفاکی، وحشت اور بہیمیت ہے۔ حضرت نے کراچی میں کھارادر میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے عرس میں ایک تقریر کی تھی جس میں فرمایا تھا کہ اعلیٰ حضرت کی شان کیا ہے کوئی مجھ سے آ کر پوچھے۔ آپ لوگوں نے اعلیٰ حضرت کی ویسی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیے تھی۔ شاعری میں اعلیٰ حضرت مولانا روم کے پائے کے شاعر ہیں اور علم دین میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جیسا مقام و مرتبہ آپ کو حاصل ہے اور اس تقریر سے حضرت کا پہلی مرتبہ مذہبی، علمی تعارف ہوا ____ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی مدح کرنے والا غازیان و عاشقان رسول کی ایسی مذمت کر سکتا ہے ____ ان کی زبان سے عاشقان رسول کی شان میں گستاخی ہمارے لئے نہایت حیران کن تھی۔

ایک صوفی تو اپنے کشف سے معلوم کر سکتا تھا کہ مشال خان کون تھا، شاتم یا عاشق رسول ____ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت والا کا تصوف میں کیا مقام و مرتبہ ہے۔ حضرت نے اسلام کی توہین، تذلیل، تضحیک، تحقیر کرنے والے پروفیسر ہود بھائی کو ایک مثالی، عالی، معیاری شخص کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کاش میرے اندر پرویز ھود بھائی جیسی جرات اور درویشی ھوتی ____ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ وہ اگر ہود بھائی جیسے درویش اور جرات مند ہوتے تو مردان میں مشال کے قتل کے مسئلے پر کھلم کھلا ____ ان تمام علماء کی مخالفت کرتے جو اس قتل کو جائز قرار دے رہے ہیں۔ مشال کے خون کو ھدر کہہ رہے ہیں اور عاشقان رسول کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں ____ احمد جاوید صاحب جیسے صوفی سے اسی قسم کے رویے کی توقع کی جا سکتی ہے کیونکہ موصوف ایمان اور عقیدے کے بارے میں بھی ایک ایسا ہی باطل بیان جاری کر چکے ہیں۔ فلسفے کے ایک درس میں انہوں نے جو کچھ فرمایا برہان کے مدیر ڈاکٹر محمد امین صاحب نے اس درس کو من و عن شائع کر دیا حضرت والا کی علمیت ملاحظہ کیجئے۔

یونان نے ایک فلسفیانہ ما بعد الطبیعیات کو جنم دیا یونانی روایت نے Metaphysical themes کو فلسفے کا موضوع بنایا اور انھوں نے میٹا فیزیکل مباحث کو تاریخ میں پھلی مرتبہ ایک کلینکل رنگ دینے کی کوشش کی یونانی روایت ھندی چینی روایتوں کے بالمقابل یہ امتیاز رکھتی ھے کہ اس نے میٹا فزکس کو تقریباً Empericise اور logicist کرنے کی کوشش کی میٹا فزکس کو محسوساتی اور ریاضیاتی استدلال دینے کی سعی کی میٹا فزکس کو ایک logic فراھم کی اور اسے ایک scientific argumentation کے tool عطا کیے

یہ ھے یونانی روایت کا اصل امتیاز [برھان جون ۲۰۱۱ ص ۱۳۵] احمدجاوید صاحب نے برھان فورم میں ان خیالات کا اظھار کیا تو اس پر ایك سامع نے سوال کیا کہ "آپ نے اھل یونان اور ان کی فکر کی جس طرح توصیف و تعریف کی ھے ، خدانخواستہ کھیں امام رازیؒ والا معاملہ نہ ھوجائے ۔ کیونکہ ھمارا تو مرض ھی مغربی فکروتھذیب سے مرعوبیت ھے اور اسی کا علاج تو مطلوب ھے جس کے لیے ھم یھاں بیٹھے ھیں؟

جواب: بھائی ! یہ نھایت ھی نرم تنقیدی ردِّ عمل آیا ھے ۔ اسی کی پیش بینی کرکے کھہ رھا تھا کہ مغرب پر لعنت بھیجنے کے لیے بھی لعنت بھیجنے والے کو کسی رائے کا حامل ھونا چاھیئے۔ رستم کو کم زور سمجھ کر گرانے کی کوشش نھیں کرنی چاھیئے۔ھم یونانی روایت کی بات کررھے ھیں وہ ھماری بھی محسن روایت ھے۔ یہ یونانی روایت کی مداحی ھورھی تھی ، میں مغرب جدید کی تعریفیں نھیں کررھا تھا۔ اور جو شخص افلاطون کی تعظیم کا تصور نھیں رکھتا وہ قرآن بھی نھیں سمجھ سکتا، اس کو علم سے کوئی مناسبت ھی نھیں ھے، اس کے اندر انسان ھونے کی qualification ھی نھیں ھے جو سقراط، افلاطون اور فیثا غورث سے متاثر نھیں ھو سکتا اور ان کے لیے تعظیمی جذبات نھیں رکھتا۔ ھمارے ذھنوں کا عامیانہ پن ھمارے دشمنوں کی گھری پلاننگ کا جواب نھیں ھوسکتا۔ ھم تمام مسائل کو چند جارحانہ جذبات اور چند عامیانہ خیالات سے face کرنا چاھتے ھیں، یھی ھمارے زوال کا سب سے بڑا سبب ھے کہ جس قوت سے لڑنے کے لیے غزالیؒ جیسا آدمی چاھیے ھم اس قوت سے لڑنے کے لیے امامِ جمعہ پر تکیہ اور انحصار کررھے ھیں۔آپ لوگ اس کو سمجھیں اور ابھی بھت سے خطرات ھمارے لیے پیدا کرنے کا مغرب مصمم ارادہ کرچکا ھے جن کا فی الحال ھمارے یھاں شعور بھی نھیں‌پایا جاتا۔ [ص ۳۹ محولہ بالا]۔

ا فلاطون کی تعظیم کے بغیر قرآن کا فھم ھی ممکن نھیں ھے یہ نقطہ نظر ا ایمانیات کے باب میں ایك نئے عقیدے کا اضافہ ضروری ھے جس کے تحت سقراط افلاطون فیثا غورث پر ایمان لانا ان کی تعظیم کرناان کے افکار کا فھم حاصل کرنا اور فھم حاصل نہ ھو تو ان کے اکرام و تعظیم کا ادب سیکھنا اس لیے ضروری ھے کہ اس کے بغیر قرآن کا فھم بھی ممکن نھیں ظاھر ھے قرآن کے فھم کے بغیر سنت کا فھم دین کا فھم آخرت اور سالت کا فھم

بھی ممکن نہیں دین کے فھم کو ذات رسالت مآب، حیات صحابه کرام، اجماع امت، تاریخ امت کے بجائے دین کی آمد سے پھلے کے یونانی فلاسفه پر منحصر کرنے والا مغربی فلسفے سے کتنا متاثر ھوگا ۔احمد جاوید صاحب کی یه تحقیق که اس شخص کو علم سے کوئی مناسبت ھی نھیں ھوسکتی بلکه وہ شخص انسان ھی نھیں ھے جو سقراط افلاطون فیثاغورث سے متاثر ھونے کی صلاحیت نھیں رکھتا انسان کے انسان ھونے کو کافر فلسفیوں کی تصدیق و تعظیم سے مشروط کرنا جھالت و ضلالت کے سوا کچھ نھیں احمد جاوید صاحب کی اس منطق ، فلسفے، تشریح، تفسیر اور۔اس تعریف کا اسلامی تاریخ پر اطلاق اور انطباق کیا جائے تو معتزله، بعض مسلم فلاسفه اورجناب احمد جاوید کے سوا اسلامی تاریخ کے تمام ادوار اور تمام بڑے لوگ نه علم سے بھرہ ور تھے نه عقل سے نه وہ انسان کھلانے کے مستحق تھے جناب احمد جاوید کے اس اصول کی زد "خیر القرون" پر بھی پڑتی ھے۔

مسلمانوں اوراسلامی تاریخ کی تذلیل،تحقیر،تضحیک کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے مادی،سائنسی علوم میں کوئی کردارادانہیں کیا،تمام علوم یونان اور مغرب نے دئے،جو مذہبی ذہن یونان،مغرب جیسے علوم تخلیق نہ کرسکے وہ بے کار رہے۔سب مسلمان پہلے یونانی علوم کے محتاج تھے آج مغربی علوم کے محتاج ہیں ۔علوم عقلیہ کی دنیامیں وہ کوئی کارنامہ انجام نہ دے سکے یہی ان کے زوال کی اصل وجہ ہے۔اصل ایمان وہ ہے جوعلوم عقلیہ کی بنیاد بنے۔اس دلیل اوراصول کی تقریرانہوں نے اس طرح کی ہے:

ایمان اگر شعور کا واحد مرکز بن جائے تو ایمانی ذھن سے طرح طرح کے عقلی عملی تجربی حسی طبیعیاتی علوم پیدا ھوتے ھیں' چاھے وہ علوم بظاھر دُنیوی ھی کیوں نه ھوں۔اگر ایمانی ذھن مؤثر ھوتا تو اس سے پیدا ھونے والی سائنس وہ سائنس نه ھوتی جو آج مسلّط ھے۔ اس اسلامی دینی ذھن نے اپنی ذمه داری اچھی طرح ادا کی ھوتی تو معاشی علوم یعنی انسانی معیشت کو چلانے والا ایك عالم گیر نظام' اپنے اصول اور مظاھر کے ساتھ یه نه ھوتا۔ علم کا مطلب ھے محسوسات کو معنی دینا۔ که ایك شعور اپنے مرکز کے ساتھ زندہ تعلق رکھتا ھو اور اپنے بنیادی مسلّمه کے ساتھ سنجیدہ اور صادق ھو تو وہ محسوسات کو معنی نه دے ۔"معلومات و علوم" یه سب کچھ جو ھیں وہ اپنے معنی میں ایمانی شعورسے متصادم نه ھوں' تو ھمارے اجتماعی مسلم ذھن نے ایمان کی اس انتھائی نازك،

انتھائی بڑی اور فطری ذمه داری ادا کرنے میں کسل کا مظاھرہ کر کے غیر ذمه داری کا ارتکاب کیا۔(حکمت قرآن اپریل ۲۰۱۵ ص ۵۸)

ہمارا ایمان دنیا اور انسان کے بارے میں علوم کی بنیاد نہیں بن رہا (ص ۳۸ حکمت قرآن جنوری ۲۰۱۵)

ایمان کھتے ھیں شعور کو ایك ایسا حتمی تخیل (building idea) فراھم کر دینا۔شعور کو ایك ایسا ھمه گیر عقیدہ فراھم کر دینا۔ که شعور اس عقیدہ کو اپنی رگ رگ میں رچا بسا کر علوم سازی کا کام کرنے کے لئے تیار ھو جائے۔یعنی ایمان ایك اعلیٰ ترین سطح پر متا ع شعور بنے اور اپنی فعال حالت میں دنیا اور آدمی یا انسانوں کے لئے درکار تمام علوم کی تشکیل کا واحد سبب اور اکیلی سند بن کر دکھائے۔(حکمت قرآن جنوری ۲۰۱۵ ص۳۹)

آج ھماری دین داری کے تمام ادارے اور تمام روایتیں ایمان کو ام العلوم اور ام الاخلاق بنانے میں ناکام ھیں۔آج ھمیں اگر علم کا (یعنی شعور کی بلندی کا) کوئی نمونه ڈھونڈنا ھوگا تو وہ دینی حلقوں میں نظر نھیں آتا۔چنانچه آج اگر اخلاقی برتری کا کوئی نمونه ڈھونڈ نا ھوگا تو وہ دینی حلقوں میں نظر نھیں آتا۔چنانچه آج اگر اخلاقی برتری کا کوئی نمونه ڈھونڈنا ھوگا تو وہ دین دار لوگوں کے حلقے کی نسبت دین داری کی روایت سے باھر والے لوگوں میں زیادہ شدت اور تاثیر کے ساتھ نظر آتا ھے۔جن اصولوں کی بنیاد پر ھمارا دین اخلاقی وجود کی سیرابی کرتا ھے ان اصولوں سے سب سے زیادہ انحراف اس دین کے خود ساخته ترجمانوں نے کیا ھے۔(حکمت قرآن جنوری ۲۰۱۵ ،جون ۲۰۱۵)

یونانیوں کا سب سے بڑا کارنامه یه ھے که انھوں نے شعور کی مستقل ماھیت اور شعور کی مستقل ضرورت کو کمال شدت اور جامعیت کے ساتھ متعین کردیا انسان نے

اپنے آپ کو، دنیا کو اور دنیا کی حقیقت کو جاننے کے لیے جو کچھ علوم ایجاد کیے ان تینوں دائروں میں جتنے بھی علم پیدا ھوئے ان کی بنیادی علمیت اور بنیادی منطق یونانی ھے یونانی روایت نے مغرب کو پیدا کیا اور اسلام میں مذھبی شعور کی چند بڑی روایتوں کو جنم دیا یونانی روایت کی اثر اندازی کا یه عالم ھے که یه مذھب اور

تھـذیبـوں کـے امتیازات کو پھلانگ کر ایك شان عالمگیری کے ساتھ انسانی ذھن پر اثر انداز ھوا ھے[ص ۳۰ تا ۳٦ البـرھـان جـون ۲۰۱۱ء مـدیر ڈاکٹر محمد امین] **یونان کی عظمت ثابت کرتے ہوئے وہ بتاتے ہیں کہ** تـمـام طبـعی سماجی نـفسیاتی وجودیاتی علوم، تمام بنیادی تصورات کو تخلیق کرنے والے علمی اصول ان میں سے ایك بھی ایسا نھیں ھے جس کـی جـڑیں یونانی روایت میں واضح طور پر نه ملتی ھو ں مسلمان متکلمین کو اپنے دفاع کے لیے یا فلسفیو ں کو اپنے اظھار کے لیے کسی روایت کی حاجت ھوئی تو وھاں یونانی آگئے [ص ۳۷ محوله بالا]

یـونـانیـوں کـے کـارنـامے کا نتیجه یه نکلا که انسانی ذھن کی استعداد سے پیدا ھونے والے تقریباً تمام علوم یـونـانـی مـاخـذ سے پیـدا ھـوئے یعنی تاریخ انسانی میں انسانی شعور نے جتنے علوم ایجاد کیے وہ تقریباً تمام کے تمام یونانی علمیت پر ایجاد ھوئے ھیں [ص ۳٦ محوله بالا] ۔

احمد جاوید صاحب کے ان اصولوں پر "خیر القرون" بھی پورا نہیں اترتا، سب سے زیادہ ایمان خیر القرون اور انبیاء کرام کے پاس ہوتا ہے، علوم عقلیہ کی تاریخ میں انبیاء کرام، صحابہ کرام، علماء کرام کا کوئی کردار نظر نہیں آتا۔

<u>دینی احکام میں ہمیشہ عقلی، منطقی استدلال کو پیش کرنا جدید رجحان ہے، خطرناک ہے</u>

اسلامی علمیت معقول، منقول سے حاصل کرتی ہے

سوال: آپ کے تمام دلائل وزنی ہیں لیکن پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ ہے کہ علماء کی جانب سے مشال کے مسئلے پر مفتی منیب الرحمان کی رائے ۲۵ دن کے بعد آئی ــــ اس رائے پر صرف منیب الرحمان صاحب نے مضمون لکھا اسکے سوا کسی دوسرے عالم کا مضمون نہیں ملا ــــ اس رائے پر علماء کے بیانات بھی نہیں آئے ــــ اس کی کیا وجہ ہے؟ جسارت، امت جیسے اخبارات نے اداریے تک نہیں لکھے ــــ تمام لبرل کالم نگار بھی اس مسئلے پر خاموش ہی رہے کسی نے بڑھ چڑھ کر اس مسئلے پر لکھنے کی کوشش نہیں کی؟

جواب: مشال کا واقعہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد، بے مثال اور غیر معمولی واقعہ تھا ــــ اور اسکے ساتھ ساتھ ویڈیو فلم ــــ لہذا علماء اس واقعے کی کوئی عقلی، منطقی توجیہ کرنے سے قاصر تھے۔ چند علماء کی رائے تھی کہ تمام باتیں درست، توہین رسالت کے مقدمے سے متعلق تمام شرعی دلائل بھی درست لیکن اس ویڈیو فلم کا رد کیسے کیا جائے ــــ ظاہر ہے جب آپ دین کے نقلی منہاج میں ہر نقلی حکم کی عقلی تشریح کرنے لگیں اور اسکے عادی ہو جائیں تو کئی معاملات ایسے آتے ہیں جہاں ہر سوال کا جواب عقل اور منطق سے نہیں دیا جا سکتا ــــ ایک زمانے

تک منطق کو اور منطقی استدلال کو حتمی استدلال سمجھا جاتا تھا لیکن حال ہی میں Fuzzy Logic کی ایجاد کے بعد منطقی بنیادوں پر بھی ہر قضیے کو ثابت کرنا ناممکن ہوگیا ہے۔امام غزالیؒ وغیرہ نے عقل کی محدودیت بتائی تھی کہ عقل ہر نقلی معاملے میں رہنما نہیں ہوسکتی۔ Fuzzy Logic نے اکیسویں صدی میں بتادیا کہ منطق بھی کسی مسئلے،قضیے کو سو فیصد ثابت نہیں کرسکتی اس میں بھی احتمالات،اشتبہات،اشکالات ہوسکتے ہیں لہذا ہمیں نقلی احکامات کی عقلی تعبیریں اور اکیسویں صدی میں سائنسی تعبیریں پیش کرنے کی جو عادت پڑ گئی تھی وہی عادت اس وقت ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ بنی۔اگر ہم کسی دینی حکم کو صرف نقل کی بنیاد پر ایمان کی بنیاد پر اختیار کریں تو ہمارے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔مگر ہم عہد حاضر میں امام احمد بن حنبلؒ کا طریقہ اختیار کرنا پسند نہیں کرتے کیوں کہ اس طریقے کی قیمت یہ ہے کہ ہمیں اس کے لئے اپنی پیٹھ حکمرانوں کے سامنے کوڑے کھانے کے لئے پیش کرنا پڑتی ہے ہم اس قربانی کے لئے تیار نہیں۔۔۔امام احمد بن حنبلؒ نے مسئلہ خلق القرآن کے سلسلے میں کوئی عقلی کوئی منطقی دلیل ہی نہیں دی۔انہوں نے بتادیا کہ جب رسول کی حدیث سامنے آجائے تو عقلیت،منطق،فلسفے کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی۔حدیث ہی حجت ہے،حکم قطعی ہے اسکے بعد کسی استدلال کی گنجائش نہیں۔

بادشاہ وقت جو معتزلہ کا مداح،عاشق،حامی مددگار تھا امام صاحب کو دربار میں مناظرے کے لیے بلاتا تھا کہ وہ معتزلہ کے عقلی،منطقی،فلسفیانہ دلائل کا جواب دیں لیکن امام صاحب کسی گفتگو بحث مناظرے میں کوئی جوابی،عقلی،منطقی،فلسفیانہ دلیل نہیں دیتے تھے وہ بس نقل پر قائم تھے وہ ہر دلیل کے جواب میں صرف حدیث رسول کریمؐ پیش کرتے تھے وہ فرماتے تھے میرے آقا نے یہ فرمایا ہے ____ بیس سال تک ان کی پیٹھ پر کوڑے برستے رہے وہ گلیوں میں کوڑے کھاتے لہولہان پیٹھ لے کر صرف ایک آواز بلند کرتے رسول اللہؐ نے یہ فرمایا ہے ____ ظلم کی رات آخر کار ڈھل گئی ____ امام احمد بن حنبلؒ کی نقلی دلیل کو فتح حاصل ہوئی ان کے ایثار،قربانی،عزیمت،کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا انتقال ہوا تو تیس ہزار عیسائیوں نے اسلام قبول کرلیا جو ان کے کردار کی قوت سے بے حد متاثر تھے اسلاف کے یہاں معقول بھی منقول سے ہی حاصل ہوتا تھا امام سیوطی کا قول ہے:

ان الفقه معقول من المنقول

<u>اصل علم معقول نہیں منقول ہے</u>

لیکن عہد حاضر میں ہم صرف معقول کی تلاش میں ہیں جب ہم معقول کی بنیاد پر اپنی بات کہنے سے قاصر رہتے ہیں تو ہم منقول کو پیش کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے منقول پر شرم آتی ہے ____ کہ لوگ کیا کہیں گے ____ لوگ کچھ بھی کہتے رہیں نقل کا حکم ہی حجت ہے ہر نقلی حکم کی حکمت،مصلحت،غایت،عقلیت،افادیت ہم پر آشکار نہیں ہوسکتی ____ جس نقلی حکم کی حکمت،عقلیت ہم پر آشکار بھی ہوتی ہے وہ نہ قطعی ہے نہ حتمی ہے نہ کُلی ہے نہ حجت ہے وہ بس ایک دلیل ہے کسی فرد کی جو کسی دوسرے بڑے عالم کی عقلی منطقی دلیل سے کبھی بھی رد

ہوسکتی ہے ـــــ دینی احکامات پر عمل کے لیے احکامات کی علت، حکمت، عقلیت کا فہم امر لازم نہیں ہے اس بنیاد پر تو لوگ دین پر عمل ہی نہیں کریں گے ـــــ دین کی پوری روایت ہم کو پیغمبر کے ذریعے ملی ہے پیغمبر کو یہ روایت وحی الٰہی کے ذریعے اور کلام الٰہی کے ذریعے عطا ہوئی ہے ـــــ جن تک رسائی ہمارے لیے ممکن ہی نہیں ـــــ رسالت مآبؐ پر وحی کب کیسے کہاں کس نے نازل کی ـــــ یہ سب نقلی روایات ہیں جن پر ایمان لانا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ ہے تو ہم نے ان کے کہنے پر اللہ کو مانا انھوں نے فرمایا کہ یہ کتاب اللہ ہے تو ہم نے ان کے کہنے پر کتاب اللہ کو تسلیم کیا ـــــ انھوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہؐ ہوں تو ان کے کہنے پر ہم نے آپ کو رسول اللہ تسلیم کیا ـــــ یعنی اصل ماخذ دین ذات رسالت مآبؐ ہے جس کے ذریعے ہمیں توحید کا اللہ کا کتاب اللہ کا علم حاصل ہوا ـــــ علم کا یہ پورا دائرہ نقلی ہے عقلی نہیں سائنسی، تجربی نہیں ـــــ اس دائرۂ علم میں عقل کا کہیں گزر نہیں یہ ایمان کا دائرہ ہے یہ نفس مطمئنہ کا مرحلہ ہے یہاں دلیل، عقل، منطق ـــــ نہیں چلتی ـــــ یہاں صرف ایمان لانا پڑتا ہے ـــــ رسالت مآبؐ نے جو کہہ دیا وہ حرف آخر ہے آپؐ معراج پر تشریف لے گئے تو ایک مشرک نے حضرت ابوبکرؓ کو طنزاً اطلاع دی کہ آپ کے پیغمبر اب آسمانوں تک سفر کر کے آرہے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ سنا تو فرمایا اگر رسول اللہ نے کہا ہے کہ وہ آسمانوں پر تشریف لے گئے تو یقیناً درست کہا ہوگا۔ آپؐ سچے ہیں اس تصدیق پر حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا خطاب ملا۔ آج کا مسلمان ہوتا تو دس مرتبہ سوچتا کہ میڈیا والے پوچھ رہے ہیں رسول اللہ بغیر سواری، ہوائی جہاز کے مدینہ سے بیت المقدس چلے گئے اور پھر آسمانوں تک سفر کر کے واپس اس طرح اور اس قدر جلد آئے کہ دروازے کی کنڈی بھی ہل رہی تھی زمان مکان کی اصطلاحات میں ـــــ اور زمان و مکان کے قیدی ذہن کے لیے تو تجربی، حسی، طبعی، سائنسی، عقلی، منطقی طور پر یہ سفر ممکن ہی نہیں تھا ظاہر ہے ایمان کے لیے عقل نہیں عشق کی ضرورت ہے عشق ایمان پر یقین سے پیدا ہوتا ہے اسلام کی علمی روایت نقل کی اور عشق کی روایت ہے

عقل تمام بولہب عشق تمام مصطفےٰ

اسی لیے غامدی صاحب کہتے ہیں کہ عشق کی یہ روایت بہت بڑا خطرہ ہے کیوں کہ عشق کب جنوں بن جائے اس کا پتہ نہیں حالانکہ عشق اور جنوں ہی انقلاب کی بنیاد ہے اگر عشق اور جنوں نہ ہوتا تو حضرت بلال حبشیؓ کبھی انگاروں پر جل کر احد احد نہ پکارتے۔ روایت میں ہے کہ آپ کی چربی پگھل کر بہہ جاتی مگر آپ ایمان سے انکار نہ کرتے یہ عشق اور جنوں کے بغیر ممکن نہیں۔ غامدی صاحب کو اسلام کی اس عظیم روایت پر ہی اعتراض ہے۔

<u>عقلی دلائل کی اسلامی علمیت میں بہت زیادہ اہمیت نہیں</u>

رالس، ڈربن، دلیوز لبرل ازم، کیپٹل ازم کی دلیل نہیں دیتے، ان کا مطالبہ ہے بس ایمان لاؤ، شور نہ کرو

عصر حاضر کا مذہبی ذہن معقولات پر زیادہ انحصار حاصل کرنے لگا ہے اس لیے منقولات سے اس کا تعلق کم زور ہو رہا ہے اور اسے منقول پر اس قدر اعتماد نہیں ہے جس قدر معقول پر ہے لیکن دین اصلاً منقول ہی ہے ـــــ منقول کے مطابق معقول کو ہونا چاہیے ـــــ

ہم معقول کے مطابق منقول کو کرنا چاہتے ہیں۔احمد جاوید صاحب نے شیخ زید سینٹر میں ملاصدرہ کے فلسفے پر اپنے خطبے میں یہی نقطہ نظر پیش کیا ہے ____ اسلامی علمیت میں عقل ماخذ [Source] علم نہیں ہے وہ محض ایک ذریعہ [Mean] وسیلہ، آلہ، ہتھیار، اوزار ہے [Tool] ہے عقل فی نفسہ مقصود نہیں ہے کیوں کہ عقل End in itself نہیں ہے اس کے برعکس دین کے تمام نقلی احکامات کسی عقلی دلیل کے محتاج نہیں تمام منصوص احکامات End in themselves ہیں یہ تمام احکامات Taken for granted ان پر صرف ایمان لانا ہوگا ان کی کوئی عقلی دلیل میسر آجائے تو ٹھیک ہے مگر ایمان لانے کے لیے کسی عقلی دلیل کی ضرورت نہیں ایمان تو صرف ایمان ہوتا ہے ایمان لانے کے بعد اس نقلی علم کے دائرہ کے تابع ____ عقل کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عقل ایمان کے تابع ہوتی ہے ایمان عقل کے تابع نہیں عقل کفر کو بھی دلیل فراہم کرتی ہے اور یہی عقل دین کے لیے بھی دلیل مہیا کرتی ہے یہ اصلاً کچھ نہیں ایمان کے تابع ایک ذریعہ ہے بس ___

لبرل ازم، سیکولرازم، کیپٹل ازم سب ایمانیات پر کھڑے ہوئے ہیں وہاں کوئی عقلی دلیل نہیں دی جاتی وہ تو کہتے ہیں کہ بس آزادی، مساوات، ترقی پر ایمان لاؤ ____ اس ایمان کی عقلی دلیل کی ضرورت نہیں۔ مغرب میں سب سے کم گفتگو آزادی کے عقیدے پر ہوتی ہے کیوں کہ اس پر تو ایمان لایا جاتا ہے اور ایمان لانے کے بعد ہی اس کی عقلی دلیلیں دی جا سکتی ہیں لہٰذا آزادی کے بارے میں مغرب یہی کہتا ہے کہ Belive in ____

جان رالس اس صدی میں لبرل ازم کا سب سے بڑا فلسفی ہے وہ لکھتا ہے جو آزادی کے عقیدے جمہوریت وغیرہ کا دشمن ہے اسے جراثیموں اور جنگوں کی طرح ختم کر دیا جائے یہ وہ لبرل ازم ہے جو عقلیت پرستی Rationalism کا قائل ہے جو انسان کو ایک وجود عقلی Pure Rational being تصور کرتا ہے س کے باوجود وہ آزادی جمہوریت کے خلاف کوئی دلیل سننے کی ____ آزادی کے خلاف کوئی کوشش برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے دونوں مفکرین کے دہشت گردانہ اصل الفاظ پڑھئے:

That there are doctrines that rejects one or more democratic freedom is itself a permanent fact of life, or seems so. This gives us the practical task of containing them__like war and disease __ so that they do not overturn political justice [John Rawls, Political Liberalism, New York : Columbia University Press, 2005, p.64]

if one does not see the virtue of that .ideal, then I do not know how to convince him. To be perfectly blunt,sometimes I am asked,when I goaround speaking for Rawls, What do you say to an Adolf Hitler? the answer is [nothing]. You shoot him. You do not try to reason with him. Reason hasno bearing on this question. So I do not want to discuss it (Burton Derben on Rawls & Political Liberalism *in the cambridge companion to Rawls* [ed.S.R.,Freeman] UK: Cambridge University Press USA 2003 Page 328-329)

جدید دنیا کے جدید عقیدوں نے انسان کو جس تباہی تک پہنچا دیا ہے اس کے تصور سے گھبرا کر اس صدی کے سب سے بڑے فلسفی گلز دیلوز نے جسے *[Philosopher of Desire]* کہا جاتا ہے ہسپتال کی کھڑکی سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی تھی۔ جس تہذیب کے پیغمبر کو اپنی تہذیب کے عقیدوں ایمانیات پر یقین اور نفس مطمئنہ حاصل نہ ہو اس کے پاس خودکشی کے سوا کوئی متبادل نہیں ایک خودکشی کرتی ہوئی تہذیب

سے مقابلے کے بجائے احمد جاوید صاحب ان کے اجتہادات پرامت کوعمل کی دعوت دے کر اس تہذیب کے عقیدوں کی اسلام کاری میں مصروف ہیں۔ دلیوز اپنی کتابوں میں سرمایہ دارانہ نظام کو شیزوفرینک سسٹم لکھتا ہے اپنی کتابوں میں وہ جدید نظام زندگی کو ننگی گالیاں دیتا ہے اس کے باوجود اسی نظام کی اصلاح کا آرزومند ہے اسے مسترد کرنا پسند نہیں کرتا وہ سرمایہ داری کا ناقد بھی ہے اور نقیب بھی وہ کسی نظام کی ابدیت کا قائل نہیں مگر سرمایہ داری سے ماوراء ہونے کے لیے تیار نہیں اسے ایمان و یقین کہتے ہیں جو فلسفے میں بھی موجود ہے لیکن۔ مغرب کو صرف اور صرف مذہب پر ایمان و یقین پسند نہیں اسے وہ آزادی اظہار رائے کے منافی سمجھتا ہے سرمایہ دارانہ نظام کے بارے میں دلیوز کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ سرمایہ داری میں ہر شے عقلی ہے سوائے سرمایہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے، دوسرے لفظوں میں اگر آپ اس نظام پر ایمان لے آئیں تو یہ نظام آپ کو عقلی لگے گا اگر ایمان نہ لائیں تو اس نظام کی کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ یہ [Faith] عقیدے کی تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟

دلیوز سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ نظام پر مغرب اور اپنے ایمان وعقیدے کے بارے میں صاف صاف لکھتا ہے:

Everything is rational in capitalism, except capital or capitalism itself. The stock market is certainly rational; one can understand it, study it, the capitalists know how to use it, and yet it is completely delirious, it's mad.Deleuze, G. (2009). Capitalism: A very special delirium. In F. Guattari, & S. Lotringer (Eds.), Chaosophy: Texts and interviews, 1972-1977 Cambridge: MIT Press.(pp.35-52).

<u>روز ازل شیطان کے تمام دلائل صرف عقلی، منطقی تھے</u>

شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عقلی دلیل ہی پیش کی تھی میں آگ سے بنا ہوں ____ انسان مٹی سے بنا ہے ____ لہٰذا میں افضل ہوں ____ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ افضل وہ ہے جسے اللہ افضل کہہ دے ____ بہتر وہ ہے جسے اللہ بہتر کہہ دے ____ کسی چیز کی برتری، بہتری، افضلیت کا معیار کوئی شے بذات خود نہیں ____ اس کے خالق کی منشاء اور اس کے خالق کا حکم ہے ____ اس لیے دینی احکامات میں منطقی موشگافیوں کی اجازت نہیں محض عقلی سرگرمی انسان کو یہودیوں کی طرح تباہ کرتی ہے جن کو اس بات پر حیرت ہوتی تھی کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ مار دے ____ یعنی وہ جانور جو قضائے الٰہی سے مر جائے وہ تو حرام ہے مگر وہ جانور جسے انسان خود مار دے وہ حلال ہے وہ عقلی طور پر حیران تھے کہ مردار جو اللہ کا مارا ہوا ہے وہ کیوں حرام ہے اور انسانوں کا مارا ہوا حلال کیوں ہے مردار کیوں نہیں ہے ____ اس کی وجہ ان کا شح نفس تھا مردار ____ ان کا مادی، مالی، معاشی، اقتصادی نقصان تھا نہ بیچ سکتے نہ کھا سکتے نہ خیرات میں کھلا سکتے ____ اس کا انھیں دکھ تھا اسی عقلی دلیل کی بنیاد پر انھوں نے سوال پوچھا تھا کہ اللہ جو خود مسبب الاسباب ہے غریبوں کی مدد خود کیوں نہیں کر دیتا وہ ہم سے کیوں کہتا ہے کہ تم غریبوں کی مدد کرو ____ اللہ خود محتاج ہے اس لیے اسے ہماری حاجت ہے ____ ورنہ اللہ ہمیں غریبوں کی مدد کا حکم کبھی نہیں دیتا۔

<u>احکام شریعت میں عقل نہیں نقل اصل ہے</u>

حضرت عائشہؓ سے کسی نے ایسا ہی سوال کیا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ ایام حیض کی نمازوں کی قضاء نہیں ہے مگر ایام حیض کے تمام روزوں

کی قضاء ہے تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ کیا تم حروریہ تو نہیں ہو حروریہ خوارج کا مرکز تھا خوارج دین میں شدت پسند تھے۔

قلت لست بحروریه ولکنی اسال قالت کان یصیبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوة

یہاں عقل کی ضرورت نہیں اللہ کا حکم ہے کہ حیض کے روزوں کی قضاء ہوگی لیکن حیض کی نمازوں کی قضاء نہیں ہوگی یہ حکم اللہ کے رسولؐ نے بتایا ہے یہاں عقل نہیں چلے گی صرف نقل چلے گی۔ غامدی صاحب کہہ سکتے ہیں یہ قرآن میں کہاں ہے، قرآن نے کب کہا حیض کی نماز نہ پڑھو، کب کہا حیض کے روزے رکھو۔ ظاہر ہے اہل قرآن حیض میں کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے حیض میں مباشرت سے منع کب کیا بس یہ کہا کہ حیض گندگی ہے۔ عقلی استدلال کا انجام یہی ہے، پیغمبر ﷺ کی سنت چھوڑنے کا نتیجہ بھی یہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک شخص کو ہدایت کی کہ جب میں تم سے رسالت مآبؐ کی کوئی حدیث بیان کروں تو اس کے آگے منطق مثالیں وغیرہ بیان نہ کروں۔

<u>خوارج کی شدت پسندی کا سبب عقل محض تھا</u>

یا ابن اخی اذا حد ثنك عن رسول الله بالمسح من اعلاه حدیثا فلا تضرب له الامثال

حضرت عائشہؓ نے حروریہ ____ خوارج کی جس شدت پسندی کا ذکر کیا ہے اس شدت پسندی کا سبب تعقل محض Pure Reason تھا وہ منقول کو معقول بنانا چاہتے تھے حالانکہ وہ قرآن و سنت کے ماننے والے تھے مگر ان ماخذات کو اپنی ناقص عقل کے پیمانوں پر جانچتے تھے لہٰذا گمراہی ان کا مقدر بنی ____ خوارج نے حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی تکفیر کی حالانکہ پوری امت انہی دو ائمہ کے سائے تلے متحد تھی ____ خوارج نے صرف عقل کا استعمال کیا لہٰذا وہ گمراہ ہوئے ____ انھوں نے یہ تک نہیں سوچا کہ حضرت علیؓ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں وہ چوتھے خلیفہ ہیں اور عشرۂ مبشرہ وہ لوگ ہیں جن کو رسالت مآبؐ نے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت دے دی ____ جس کو جنت کی بشارت رسولؐ نے دی اس کی تکفیر کرنا اصلاً ذات رسالت مآبؐ کی تکفیر ہے ____ خوارج اگر عقل کے بجائے نقل پر انحصار کرتے اور یہ سوچتے کہ حضرت علیؓ تو جنتی ہیں ہم ان کو کافر کیسے کہہ سکتے ہیں ہم خود کافر ہو جائیں گے تو وہ غلطی نہ کرتے لیکن انھوں نے رسالت مآبؐ کے حکم، حدیث پر، نقل پر عمل کرنے کے بجائے اس کے مقابلے پر عقل کو پیش کیا

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ دین اگر محض عقل سے ہوتا تو موزے کی نچلی طرف مسح کرنا اوپر کی طرف مسح کرنے سے بہتر ہوتا

لو کان الدین بالرأی لکان اسفل الخف اولیٰ بالمسح من اعلاه

<u>عقل، فلسفے، منطق کی نور نبوت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں</u>

امام غزالیؒ جو خود فلسفی تھے علم کلام میں کمال رکھتے تھے علم مناظرہ کے ماہر تھے المنقد من الضلال میں فلسفے عقلیت پرستی، عقلاء کی عقل، حکماء کی حکمت کو غیر اہم قرار دیتے ہیں اور ان سب علمی سرچشموں کی کم مائیگی کا اعتراف کرنے کے بعد صاف صاف لکھتے ہیں اس زمین پر نور نبوت سے بڑھ کر کوئی سرچشمۂ نور ____ سرچشمۂ علم اور سرچشمۂ عقل نہیں ہے جس سے روشنی حاصل کی جا سکے۔

وليس وراء نور النبوة علیٰ وجه الارض نور يستضاء به

اسی لیے وہ صوفیاء کواللہ کے راستے کے سالک قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں

أنی علمت يقيناً أن الصوفية هم السالكون لطريق اللّٰه تعالیٰ خاصة۔ وأن سيرتهم أحسن السير، وطريقهم اصوب الطرق، واخلاقهم أزكى الأخلاق۔ بل لو جمع عقل العقلاء وحكمة الحكماء، وعلم الواقفين علی اسرار الشرع من العلماء، ليغيرواشيئاً من سيرهم، واخاقهم، ويبدلوه بما هو خير منه، لم يجدو ا إليه سبيلا، فإن جميع حركاتهم و سكناتهم، فی ظاهر هم وباطنهم مقتبسة من نور مشكاة النبوة، وليس وراء نور النبوة علیٰ وجه الارض نور يستضاء به۔[**ابوحامد محمد الغزالیؒ**، المنقذ من الضلال

امام ابن تیمیہؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سلسلے کے صوفی ہیں

امام غزالیؒ کے بعد فلسفے اور علم الکلام پر سخت ترین تنقید امام ابن تیمیہؒ نے کی ہے شتم رسول پر ان کی کتاب آج بھی حرف آخر ہے۔

امام صاحب خود صوفی تھے ایک صوفی ہی شتم رسول پر اتنی عمدہ کتاب لکھ سکتا ہے جو ہر مکتب فکر کے لیے حوالے کی پہلی اور آخری کتاب ہے۔

امام ابن تیمیہؒ قادریہ سلسلے کے ایک بہت بڑے صوفی تھے آپ کی تدفین اسی لیے گورستان صوفیاء میں ہوئی تھی۔فتاویٰ ابن تیمیہ کی دو جلدیں احسان وسلوک سے متعلق ہیں۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ابوعمر بن قدامہ اوران کے بھائی موفق الدین ابن قدامہ کو اپنا خرقۂ خلافت عطا کیا تھا عمر بن قدامہ کواپنے والد اور چچا سے براہ راست یہ خرقہ ملا یہ ابن قدامہ ہی ہیں جنھوں نے امام ابن تیمیہؒ کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا عطا کردہ خرقۂ خلافت عطا کیا____

امام ابن تیمیہؒ کے بارے میں یہ نئی تحقیق جارج مقدیسی نے اپنے ایک اہم مقالے میں پیش کی ہے

Ibn Taymiyya A sifi of the Qadiriyya order اس مقالے کا ترجمہ اقبال اکادمی نے شائع کر دیا ہے۔

اسلام پر یونان کے فلسفے،منطق اور کلامی مباحث کے حملوں کا اصل جواب امام غزالیؒ اور امام ابن تیمیہؒ نے دیا دونوں صوفیاء تھے ____فلسفے کا مقابلہ کرنے کے لیے تصوف کی روایت سے تمسک لازم ہے عقلیت اور منطق کا مقابلہ بھی اس تمسک کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔

جدید مغربی فلسفے سے مقابلے کے لیے بھی احسان وسلوک کی روایت سے گہرا تعلق لازمی ہے ورنہ احمد جاوید صاحب کی طرح آپ نطشے،رسل اور ڈارون اور یونانی فلاسفہ کے ایسے قصیدے پڑھیں گے کہ اہل ایمان کا ایمان ہی مشکوک ہو جائے گا۔احمد جاوید صاحب جس فلسفی،جس شاعر،جس عالم،جس خطیب کے بارے میں کلام کرتے ہیں اس کو دنیا کا سب سے عظیم فلسفی،شاعر،عالم ثابت کر دیتے ہیں

نطشے ،رسل اور فلاسفہ یونان کا انھوں نے جو قصیدہ پڑھا ہے اسے پڑھ کر ہر شخص حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ وہ طنزاً کہتے ہیں امام جمعہ ان کا مقابلہ کہاں کرسکتا ہے یعنی فلسفہ ایمان اور امام سے برتر ہے۔ جب کوئی ان سے پوچھتا ہے کہ حضرت فلسفے کی تعریف و توصیف ہی ہو رہی ہے اس پر تنقید کب ہوگی تو جواب ملتا ہے پہلے تعریف سے فارغ ہولوں تب تنقید کی نوبت آئے گی۔ جن فلاسفہ کی غزالی اور ابن تیمیہ نے مذمت کردی یہ آج ان کی مدح وثناء میں مصروف ہیں۔ جدید صوفی ایسے ہوتے ہیں۔

<u>علم عقلی کے مقابلے میں علم نقلی ہی امت کا سہارا ہے</u>

عصر حاضر میں جن لوگوں نے مغربی فلسفے کا جواب دینے کی کوشش کی وہ فلسفے کی روایت میں ہی بہہ گئے کیوں کہ وہ اسلام کی روایت احسان وسلوک سے کامل طور پر وابستہ نہ تھے ____ اس روایت کے بغیر متکلم اور فلسفی گمراہی کے سوا کچھ نہیں حاصل کرسکتا۔

مشال کے مسئلے میں علماء نے امت کے اجماع نقلی روایت منقول کو کافی نہیں سمجھا وہ معقول کی تلاش میں رہے اس لیے ان کو تاخیر ہوئی تذبذب ہوا اور تشکیک اب تک ختم نہیں ہوئی امت کے اجماع کے سامنے کسی عقلی دلیل کی ضرورت ہی نہیں

موفق بن احمد المکی نے المناقب الموفق میں علم الکلام پر امام ابوحنیفہؒ کی عبارت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؒ خود ایک عظیم متکلم تھے اور ایک زمانے تک عقلی دلائل کو ہی دین کی بہترین ترجمانی سمجھتے تھے۔

قال و کنت اعد الکلام افضل العلوم و کنت اقول هذا الکلام فی اصل الدین

امام صاحب لکھتے ہیں مگر جب میں نے (ابوحنیفہؒ) نے خود غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ صحابہ تابعین نہ صرف یہ کہ ان امور (عقلی کلامی) سے بے بہرہ نہ تھے بلکہ ہم سے زیادہ ان کے علم میں گہرائی تھی وہ حقائق سے واقف تھے مگر ان کی زندگیاں علم الکلام کی مجادلانہ شورشوں سے یکسر خالی تھیں نہ صرف یہ کہ یہ ان کا مشغلہ نہ تھا بلکہ وہ لوگوں کو اس سے روکتے تھے ان کے غور وفکر کا میدان علم الشرائع اور ابواب فقہ تھے صدر اول ایسے ہی گزرا تابعین بھی ان کے نقش قدم پر تھے اس مؤقف پر پہنچنے کے بعد میں نے (امام ابوحنیفہؒ) نے علم کلام کو خیر آباد کہہ دیا صرف فنی معرفت باقی تھی اور زندگی میں بطور فن سلف کے علوم کو اپنایا اپنی جگہ یہ یقین ہوگیا کہ متکلمین کا گروہ اسلاف کے قدم سے ہٹا ہوا اور صالحین کے مقام سے دور ہے ان کے دلوں میں قساوت ہی قساوت ہے کتاب وسنت کی مخالفت سے بے پرواہ بے روح اور تقویٰ سے دور (مراد متکلمین ہیں) طبقہ ہے۔

رایتهم قاسیة قلو بهم غلیظة افئد تهم لا یبالون مخالفة الکتاب والسنة والسلف الصالح و کم یکن لهم ورع ولا تقی

مذہبی عقلیت پرستی کا انجام بھی نہایت برا ہوتا ہے جیو نے کئی سال پہلے ڈاکٹر حافظ شکیل اوج کو اسلام اور سائنس کے حوالے سے پروگرام کی تیاری کا کام سپرد کیا ایک پروگرام ہوا ____ مگر نشر نہیں ہوسکا بعد میں یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔

پروگرام میں ایک بڑے مذہبی عالم کو بلایا گیا انھوں نے جوش خطابت میں فرمایا کہ دینی احکامات پر عمل کرنے سے تمام

جدید بیماریاں ختم ہوجاتی ہیں، شوگر، بلڈ پریشر، ہائی پرٹینشن، اینگزائٹی، ڈپریشن_____ نماز، روزے، عبادات، نوافل سے ختم ہوجاتی ہیں یہ مفت علاج Free Medication جس کا ضمنی ذیلی اثر Sid effect یا نقصان نہیں ہے انھوں نے کہا کہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جو فرد پورے روزے رکھتا ہے اسے کبھی دل کا مرض Heart attack نہیں ہوسکتا۔

پروگرام کی بہت تعریف ہوئی لیکن ایک تنقید نے اس عقلی، سائنسی دلیل کا خاتمہ کردیا_____ ایک ناقد نے پوچھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف مردوں کو ہارٹ اٹیک نہیں ہوگا عورتوں کو ہوگا کیوں کہ عورت تو حیض کی وجہ سے تمام روزے نہیں رکھ سکتی عقلی استدلال کا انجام یہی ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں بعض علماء عقلی استدلال کو بہت اہم سمجھنے لگے ہیں اور غامدی صاحب کی تقلید میں یہ استدلال منبر ومحراب سے عام ہورہا ہے سننے والے تعریف کرتے ہیں تو اس استدلال کی افادیت دوچند ہوجاتی ہے علماء کی دلیل وہی ہوتی ہے جو علامہ اقبال نے خطبات میں دی تھی بعد میں اس سے رجوع کرلیا تھا_____ کہ عصر حاضر کا ذھن تجربی، عقلی، اور افادیت پرست ھے میں نے اس ذھنیت کو سامنے رکھ کر اسلام کی تشریح کرنے کی کوشش کی _____ ھر زمانے کا ایك طریقه استدلال ھوتا ھے یه عھد حاضر کا طریقه استدلال ھے _____

''امالی غلام محمدؒ'' کی شہادت کے مطابق اقبال جیسے عظیم فلسفی نے بھی خطبات کے اس فلسفے سے رجوع کرلیا تھا مگر زاہد الراشدی صاحب جیسے لوگ جو خطبات کے عقلی استدلال سے بہت متاثر ہیں ابھی تک اس طریقے پر کاربند ہیں یہ طریقہ نہایت خطرناک ہے۔ یہ کہنا کہ عصری ذہن تجربیت پسند ہے کوئی نئی بات نہیں۔ قرآن نے قصص الانبیاء میں جتنے انبیاء کا ذکر کیا ہے ان کی امتیں تجربیت پسند ہی تھیں ہر امت نے اپنے پیغمبر سے معجزے کا مطالبہ کیا_____ وہ پیغمبر کی ہر بات کے جواب میں کہتے تھے؟ ثبوت دو تجربہ کرکے بتاؤ_____ حضورؐ سے بھی کفار مکہ نے یہی کہا تھا کہ آپ ثبوت دیں فرشتے بلائیں آسمان سے کتاب اُتار کر دکھائیں بلکہ ہمیں آسمان میں لے جائیں_____ تجربیت پسندی جدید مسئلہ نہیں جدید ذہن کا طریقہ نہیں قدیم سے یہی طریقہ ہے لیکن قصص الانبیاء سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تجربیت کا مطالبہ کرنے والی کوئی قوم کبھی نبی پر ایمان نہیں لائی نبوت کے تمام ثبوت اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود وہ ایمان سے محروم رہے۔ لہٰذا دینی مسائل کو عقلیت وتجربیت کے پیمانوں پر سمجھانے کا طریقہ ہمیشہ مثبت نہیں ہوتا اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے حضرت موسیٰؑ کو کئی معجزے دیئے گئے مگر نتیجہ کیا نکلا۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم اسلامی علمیت کا جائزہ اسلامی علمیت کے منہاج میں لینے کے بجائے عہد حاضر کی غالب علمیت کے منہاج میں لینے کی کوشش کرتے ہیں____ جس کی وجہ سے التباس Illusion شکوک وشبہات سوالات کی دھند

پیدا ہوئی عہد حاضر میں مغربی تہذیب مغربی فلسفہ کا غلبہ ہے اس کا الحق الخیر آزادی کا عقیدہ [Faith of Freedom] ہے پوری دنیا مغرب کے تین عقیدوں آزادی مساوات ترقی پر ایمان لاچکی ہے۔

بہت سے متجددین اور چند راسخ العقیدہ علماء نے بھی مغرب کے باطل تصورات اور عقیدوں کی اسلامی تعبیر وتشریح پیش کردی ہے خذ ما صفا و دع ما کدر کے اصول کے تحت بھی مغرب کی اسلام کاری ہورہی ہے لہٰذا آزادی کے عقیدے کو دعوت مبارزت دینا [Challenge] ہمارے لیے عملاً ممکن نہیں رہا ــــ لہذا ہر وہ چیز عمل، طریقہ، اسلامی حکم ــــ جو آزادی کے مغربی عقیدے سے ہمیں متصادم نظر آتا ہے ــــ ہم اس کی کوئی نہ کوئی توجیہہ تشریح توضیح اور تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ وہ آزادی کے عقیدے سے ہم آہنگ ہوجائے یا اس سے تصادم کی کوئی صورت پیدا نہ ہو۔ غلام قوموں میں مغرب کے غلبے، تسلط کے نتیجے میں بھونڈی نقل کرنے والا جو نفس (Self) پیدا ہوا ہے جسے (Mimic Self) کہا جاتا ہے وہ آقا کے عقیدوں، ایمانیات کو اپنی تاریخ میں جزئیات کی بنیاد پر تلاش کرتا ہے اور مغرب اور اسلام کے درمیان ہمیشہ مشابہت، مطابقت، مماثلت کی تلاش میں مصروف رہتا ہے اور کبھی مغرب کے کسی عقیدے، نظریے کی مخالفت نہیں کرتا وہ مغرب سے صرف نظر کرتا ہے۔ اس جدید نفس نے ہمارا رشتہ اپنی تاریخ سے کمزور کردیا ہے اور ہماری تاریخ کے مظاہر، آثار کو دھندلا کررکھ دیا ہے۔ ہم کسی حکم کو صرف اور صرف نقل کی بنیاد پر قبول نہیں کرتے اس کی کوئی نہ کوئی عقلی منطقی تاویل ضرور کرتے ہیں اس کے بغیر ہم عہد حاضر میں اس نقلی حکم کو موثر نہیں سمجھتے نقل کو عقل کے پیمانے پر ثابت کرنے کا کام جو جمال الدین افغانی، سرسید، مفتی عبدہ کے ذریعے عالم اسلام میں شروع ہوا تھا اب راسخ العقیدہ مذہبی حلقوں میں بھی سرایت کرچکا ہے۔ یہ غیر شعوری نفوذ ہے۔ الحمدللہ تمام راسخ العقیدہ مذہبی حلقے مغرب کے فلسفہ آزادی کو عقیدے کی سطح پر بالکل تسلیم نہیں

کرتے ،مغرب کو باطل سمجھتے ہیں ــــــ مگراس باطل سے مرعوب بھی ہو جاتے ہیں۔ مشال خان کا واقعہ جب سامنے آیا تو دینی حلقے نے منشورانسانی حقوق کے تناظر میں آزادی اظہارِرائے ،زندگی کا حق ،نقل وحرکت کا حق ،انسانیت پرستی وغیرہ وغیرہ کی روشنی میں اس واقعے کا جائزہ لینے کی کوشش کی تو ان کو یہ واقعہ ــــــ ان پیمانوں کے مطابق نظرنہیں آیا ــــــ دوسری جانب اسلامی علمیت تاریخ تہذیب کے نقلی پیمانے تھے ــــــ جن کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگرکوئی شتم رسول کرے اوراگرکوئی مسلمان شتم رسول پرجذبات سے مغلوب ہوکرقتل کردے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا ــــــ اس اصول اجماع سنت کا اطلاق آزادی کے عالمی مسلط شدہ عقیدے کے تناظرے میں ــــــ اورمنشورانسانی حقوق کے مسلمات کی روشنی میں کرنا علماء کوممکن نظرنہیں آیا نقل وعقل کی اس کشمکش نے ان کوعموماً خاموش رہنے پرمجبورکیا حالانکہ فیصلہ اگرصرف نقل کی بنیاد پر ہوتا اجماع کی بنیاد پر ہوتا تو یہ کہنے میں تکلف نہ ہوتا کہ بھائی اگرتوہین رسالت کی تھی تو لوگوں نے ماردیا ــــــ اسے مسلمان ہوکرتوہین کرنے کی کیا ضرورت تھی تم اس کے قتل کومسئلہ بنارہے ہو۔حالانکہ قتل تو چھوٹا جرم ہے فتنہ توقتل سے بدتر جرم ہےقرآن نے کہاہے کہ الفتنه اشد من القتل ــــــ رسول کی توہین سب سے بڑا فتنہ ہے کیوں کہ اس زمین پرآپ دین کا واحد ماخذ،اس کی سند اور حجت ہیں جو رسول کی توہین کرے وہ کسی نرمی کا مستحق نہیں۔علماء نے قتل پررائے دینے کی کوشش کی اس لئے ان کو بہت مشکلات کا سامنا ہوا حالانکہ ان کورائے قتل پرنہیں قتل کی علت فتنہ پردینی چاہیے تھی یعنی علماء کو دوسرے سوال قتل کیوں ہوا؟ کا جواب دینے کے بجائے پہلے سوال کا جوب دینا چاہیے تھا کہ توہین کیوں ہوئی؟ آزادی کا عقیدہ کہاں سے آیا؟ آزادی اظہاررائے کے نام پرسب کچھ کہنے کا فلسفہ کس نے سکھایا؟ ــــــ آپ پوچھیں گے پہلا سوال کیاہےاوردوسرا سوال کیا ہےتو ــــــ اس کا جواب ژی ژیک نے جواس صدی کا بہت بڑا فلسفی ہےاپنے انداز سے دیا ہے

میڈیا ہمیشہ دوسرا سوال کیوں پوچھتا ہے؟

اس صدی کا بہت بڑا فلسفی سلاوَژی ژیک ہے جو غامدی صاحب کے پسندیدہ ترین فلسفی ہیں اور غامدی صاحب اس کے فلسفے سے بہت متاثر ہیں ۱۹۹۸ء میں جب وہ کراچی کثرت سے آتے تھے تو سلاوَژی ژیک کی کتابیں ان کے ساتھ ہوتی تھیں۔ ژی ژیک ایک بدتمیز بدقماش فلسفی ہے جسے مغرب میں ایک خطرناک فلسفی سمجھا جاتا ہے جو اپنے فلسفیانہ نکات گالیوں کے ذریعے پیش کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ دنیا میں سب سے موثر ترین ذریعہ ابلاغ گالی ہے جس کے ذریعے فی الفور [Immediate] ابلاغ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا غامدی صاحب کے پسندیدہ فلسفی کا اصول ان کے اور میڈیا والوں کے فوری ابلاغ کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔

ژی ژیک لکھتا ہے کہ ایک شخص روزانہ پانچ بجے اپنے دفتر سے گھر پہنچتا تھا ایک دن وہ حسن اتفاق سے چار بجے گھر پہنچ گیا اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی ایک اجنبی مرد کے ساتھ خواب گاہ میں ہم کلام ہے اس نے اپنی بیوی سے پوچھا یہ کون ہے اور یہاں کیوں ہے؟ یہاں کیا کر رہا ہے؟ (یہ پہلا سوال ہے)۔

بیوی نے جواب دیا یہ سوال غیر اہم ہے کہ یہ کون ہے اور یہاں کیا کر رہا ہے اصل سوال یہ ہے کہ تم یہاں چار بجے کیا کر رہے ہو تمہارے آنے کا وقت پانچ بجے ہے (یہ دوسرا سوال ہے)۔

ژی ژیک کہتا ہے کہ جدید دنیا میں ہمیشہ دوسرے سوال کا جواب دیا جاتا ہے پہلے سوال کو اسی طرح نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ میڈیا اسی طرح ہمیشہ علماء سے دوسرے سوال کا جواب مانگتا ہے۔ قندیل بلوچ کو بھائی نے قتل کر دیا، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ پہلے سوال کا جواب نہیں مانگتا کہ قندیل بلوچ اپنا جسم، عزت، عفت، عصمت میڈیا پر بیچ رہی ہے اسکا شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ میڈیا والوں کو پتہ ہے کہ اگر شریعت سے قندیل بلوچ کی زندگی کا حکم پوچھا گیا تو شریعت کہہ دے گی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر دو۔ قتلو ا تقتیلا (اور ہماری عدالت اور شریعت کورٹ کبھی اس حکم پر عمل نہیں کرے گی)۔

اگر قندیل بلوچ کی زندگی پر شریعت کا حکم نافذ ہو گیا تو پاکستان میں اسلام آجائے گا۔ یہ میڈیا کو منظور نہیں کیونکہ میڈیا کا کیا ہوگا؟ اگر قندیل بلوچ کی زندگی پر شریعت نافذ ہو جاتی تو قندیل بلوچ کے بھائی کو قتل کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ خلاء (Vacume) کبھی باقی نہیں رہتا اسے کوئی نہ کوئی پر کر دیتا ہے۔ پاکستانی عدالت اور شریعت کورٹ اور نواز شریف خلیفۃ المسلمین نے اپنا فرض پورا نہیں کیا تو اس خلاء کو قندیل کے بھائی نے پر کر دیا ___ مسئلہ ماڈرن ازم پیدا کر رہا ہے تم جواب علماء سے مانگ رہے ہو، علماء کیوں جواب دیں۔ آزادی کے مغربی عقیدے کو ___ ریاست نے اختیار کیا ہے جو چاہے کہہ دو، جو چاہے کرلو، لڑکی گھر سے بھاگ جائے یہ اس کی آزادی ہے جب آزادی دی ہے تو اس کا ردعمل ہو رہا ہے۔ علماء اس کا کیا جواب دیں؟

علماء کو تمام اہم مذہبی معاملات میں میڈیا کے شر انگیز سوالات کے جواب میں یہی کہنا چاہیے کہ آزادی اظہار رائے کا کفر تم عام کرو، ہر ایک کو آزادانہ کافرانہ زندگی بسر کرنے کی آزادی دو سب کو جو چاہے کہنے کی آزادی ہو جب ماڈرن ازم کی آزادی کے عقیدے کے خلاف

بغاوت ہو، ردعمل ہو، تو علماء سے پوچھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اسلام جواب دے، اسلام مسئلہ حل کرے۔ یہ مسئلہ اسلام نے پیدا نہیں کیا ہے یہ مسئلہ انسانی حقوق کے منشور کے عقیدہ ء آزادی نے پیدا کیا ہے وہی اس کا جواب دے۔ مثال کے مسئلے میں بھی علماء کو یہی نقطہ نظر اختیار کرنا چاہیے۔

علماء نے اس بات پر بھی غور نہیں کیا کہ آخر مسلمان نام رکھنے والے توہین رسالت کیوں کر رہے ہیں ___ نجم سیٹھی نے جیوٹی وی پر ایک پروگرام میں منیب فاروق کو بتایا کہ ۱۸۲۵ء سے لے کر ۱۹۸۶ء تک سوا سو سال میں توہین رسالت کے صرف سات مقدمات درج ہوئے توہین کرنے والے کافر تھے لیکن ۱۹۸۶ء سے ۲۰۰۴ء تک ۱۴ سال میں توہین رسالت کے پانچ ہزار مقدمات درج ہوئے ___ لیکن کیوں اس کا جواب نہ سیٹھی نے دیا نہ علماء نے غور کیا ___ توہین کرنے والے ا کثر لوگوں کے نام مسلم تھے ___ اچانک کیا ہو گیا ___ کیا یہ تمام جھوٹے (False) مقدمات تھے ___ اصل بات یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے بعد پاکستان میں مذہب انسانی حقوق کا ڈسکورس طاقت ور ہو گیا یونیورسٹیوں میں سائنس وسوشل سائنس کے تمام مضامین آزادی کے جدید مغربی عقیدے کی علمی تائید کرتے ہیں آزادی کے عقیدے کی تنقید کہیں نہیں پڑھائی جاتی لہٰذا دونوں ڈسکورس جیسے جیسے طاقت ور ہو رہے ہیں طلباء آزاد خیال ہوتے جا رہے ہیں اور لبرل فکر توہین رسالت کا جواز بن رہی ہے ___ توہین کا اصل سرچشمہ مغربی عقائد نظریات اور منشور انسانی حقوق کا عقیدہ آزادی ہے علماء کی جانب سے نہ تو اس عقیدے کا واضح طور پر انکار کیا گیا ہے نہ اس عقیدے کی بنیاد پر پڑھائے جانے والے علوم کی کوئی تنقید تخلیق کی گئی ہے تمام سیکولر تعلیمی اداروں میں منشور انسانی حقوق نصاب میں پڑھایا جا رہا ہے جو جدید مغربی کافرانہ عقیدوں کی بنیادی دستاویز ہے اس کی کوئی تنقید علماء کی جانب سے نہیں لکھی گئی ہے بلکہ امام خمینی اور زاہد الراشدی جیسے مفکرین نے منشور انسانی حقوق کو خطبہ حجۃ الوداع سے خود ثابت کر دیا ہے جو علمی طور پر بالکل غلط اور باطل، لغو، لایعنی

استدلال ہے۔انسانی حقوق کے منشور میں خدا رسول آخرت کا کوئی ذکر نہیں___ اس میں انسان کا جو تصور ہے وہ انسان آزاد فاعل خود مختار وجود ہے___ وہ کسی کو جواب دہ نہیں ہے___ یہ انسان صرف عقلیت پرستی پر انحصار کرتا ہے___ یہ خدا وحی کا انکار کرتا ہے اس نقطہ نظر کی دلیل کے لئے کانٹ کا مضمون What is Enlightenment اور اس پر فوکالٹ کا مضمون What is Enlightenment پڑھ لیجئے___ منشور انسانی حقوق میں تمام حقوق صرف اس کافر انسان کو دیے گئے ہیں اور زاہد الراشدی صاحب جیسے متجد داسے خطبہ حجۃ الوداع کا عکس قرار دے رہے ہیں___ یہ سادگی کی انتہاء ہے___ عالم اسلام ابھی تک منشور انسانی حقوق کو اس کے فلسفیانہ تناظر میں سمجھنے سے قاصر ہے۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے

مغرب میں مغرب کی جمہوریت سائنس سرمایہ داری پر سو سال سے تنقید لکھی جا رہی ہے___ ہزرل، ہائیڈ یگر، جے الول، ممفرڈ، فوکالٹ، گلز دلیوژ، نوم چومسکی وغیرہ نے مغرب پر اندرونی تنقید کی ہے لیکن مغرب اس تنقید سے بالکل خوف زدہ نہیں کیوں کہ یہ تنقید داخلی تنقید ہے اور اس سے مغرب کو اپنی غلطیوں ،کوتاہیوں، کم زوریوں، خامیوں کا پتہ چلتا ہے اسی لیے مغرب کے لیے اصل خطرہ گلز دلیوژ اور نوم چومسکی نہیں ہیں___ بلکہ مغرب کے لیے اصل خطرہ ایک چھوٹے سے مدرسے میں ٹوٹے پھوٹے فرش، کچی چھت کے نیچے سادہ لباس میں، دنیا سے بے پرواہ بیٹھا ہوا مولوی ہے جو بچوں کو قرآن پڑھا رہا ہے یہ اسکی کل دنیا ہے اس میں یہ راضی ہے مغرب اس مولوی کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اس کے وجود سے اسے خوف محسوس ہوتا ہے لہٰذا تمام سیکولر، لبرل، ترقی پسند، سوشلسٹ ملحد صرف اور صرف مولوی کو گالیاں دیتے ہیں اسے انتہائی حقیر، ذلیل ہستی ثابت کرتے ہیں___ سوال یہ ہے کہ اگر مولوی کی کوئی عزت نہیں، کوئی حیثیت نہیں، وہ جاہل ہے، اسے کچھ پتہ نہیں تو ایسے جاہل مولوی سے آپ اتنے خوف زدہ کیوں ہیں؟ آپ کی تمام توپوں کا رُخ اس مولوی کے خلاف کیوں

ہے؟ ایسے جاہل مولوی کو لوگ خود ہی مسترد کر دیں گے، نبی، اللہ اور رسول کا نام ___ نکال دیں گے ___ مگر لبرل کو معلوم ہے کہ آزادی کے عقیدے کو تین سو سال گزر جانے کے باوجود ___ دنیا میں آج بھی مذہب، مولوی، مدرسہ، مسجد، وحی ایک بہت بڑی آفاقی قوت ہے ___ لوگ آج بھی مولوی کے چنگل سے نکلنے کے لیے تیار نہیں ___ لہٰذا وہ غصے میں آکر مولوی کو گالیاں دیتے ہیں کہ سائنس ٹکنالوجی کے زمانے میں بھی مولوی کی باتیں لوگ کیوں سن رہے ہیں؟ مگر بے چارے مولوی کو خود اپنی عظمت کا، اپنی قوت کا، اپنی طاقت کا احساس ہی نہیں ہے! وہ خود کو بہت کمتر سمجھ رہا ہے حالانکہ اس کے پاس جو علم ہے وہ سب سے برتر علم ہے، اسکے سامنے سائنس، سوشل سائنس کے علم کی کوئی حیثیت نہیں۔ اصل علم تو آخرت کا علم ہے، یہ دنیا تو کل ختم ہو جائے گی، آنکھ او جھل پہاڑ او جھل، آپ کی آنکھ بند ہوئی اور دنیا ختم ہو گئی۔

اس صدی کا بہت بڑا فلسفی رچرڈ رارٹی لکھتا ہے کہ ___ مذہب اور سائنس کی جنگ میں سائنس نے مذہب کو شکست دے دی اب مذہب کی کوئی حیثیت نہیں ہے ___ مگر اسی صدی کا سب سے بڑا زندہ فلسفی ہابر ماس اپنی کتاب The Faltering Project کے مضمون What is meant by post secular society: A Discussion on Islam in Europ میں اعتراف کرتا ہے کہ اس انسان مرکز دنیا نے مذاہب عالم کو کم زور کیا۔

سائنسی ترقی، خوشحالی، فارغ البالی نے خدا اور غیر مرئی قوتوں سے انسانی رابطوں اور ان پر انحصار کی مذہبی روایت کو بہت حد تک ختم کر دیا مفکرین کا خیال تھا کہ سائنسی ترقی، جدید فلسفے کے تحت دنیا کی Anthropocentric Understanding قانون سیاست، عوامی فلاح و بہبود، ثقافت، تعلیم کے دائروں سے مذہب کی مکمل بے دخلی کے باعث مذہب کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن وہ لکھتا ہے کہ مذہب تو ختم نہیں ہوا وہ موجود ہے مگر سیکولرائزیشن تھیوری کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

In the wake of not unfounded criticism of a Narrow Eurocentric perspective there is now even talk of the "end of secularization theory" [p. 60]

وہ لکھتا ہے کہ مذہب ایک قوت کے طور پر ابھر رہا ہے۔

Three overlapping phenomena more than anything else, converge to creat the impression of a world wide resugence of religion. [p. 61]

وہ لکھتا ہے کہ انفرادیت پسندی کے فلسفے کے فروغ کے باوجود اس فلسفے سے مذہب کا خاتمہ ممکن نہیں ہوسکا مذاہب عالم

مذہبی اجتماعتیں آج بھی تمام سیکولر معاشرے میں اپنے لیے ایک مقام حاصل کر سکتے ہیں

Religious Communities can still claim a seat even in the life of societies where secularization is far advanced.

وہ لکھتا ہے کہ تمام سیکولر مما لک معاشروں میں مذہب آج بھی ایک قوت کے طور پر موجود ہے سیکولرازم کا یہ یقین کہ جدیدیت

کے تسلط فروغ اور بہاؤ کے نتیجے میں مذہب کا خاتمہ ہو جائے گا ناکام ہو چکا ہے۔

وہ لکھتا ہے:

In these societies religion retains a certain public influence & relevance, while the secularistic certainity that religion will disappear every where in the world as modernization accelerates is losing ground[p. 65]

جب سیکولر معاشروں میں مذہب ختم ہونے، کم زور پڑنے اور مرنے کے بجائے ایک قوت بن رہا ہے تو روایتی مذہبی

معاشرں میں لازماً مذہب ایک قوت بن کر رہے گا مشال کے واقعے نے پاکستان کی ریاست اور پوری دنیا کے تمام سیکولر

مفکرین کو ہلا کر رکھ دیا ہے وہ حیران ہیں کہ سو سال تک ہندوستان میں مغربی سیکولر تعلیم اور تعلیمی اداروں کے باوجود ابھی تک مولوی کا اثر ختم نہیں کیا جا سکا۔

سیکولر تعلیم ایک آزاد نفس [self] تعمیر کرتی ہے جو انسان کے سوا ہر شے پر اعتراض تنقید اور شک کرتا ہے ____ لیکن سیکولر تعلیم حاصل کرنے والے سیکولر نوجوان اکیسویں صدی میں مذہب سے اپنے رسول سے اتنی محبت رکھتے ہیں کہ وہ شاتم رسول کو اس طرح قتل کر دیں ____ یہ ان کے لیے نہایت بھیانک صورت حال ہے علماء، مشائخ، صوفیاء کی پاکستانی معاشرے پر گرفت اتنی زبردست ہے کہ ان کی تمام کمزوریوں خامیوں کے باوجود عشق رسول کی شمع نوجوان نسل میں ابھی تک زندہ ہے۔ یہ واقعہ ہی جدیدیت پس جدیدیت اور بڑے بڑے فلسفیوں کے لیے حیران کن ہے صرف وہ حیران نہیں ہوئے بلکہ ہمارے علماء مذہبی حلقے بھی حیران رہ گئے عوام ہمیشہ علماء سے آگے رہتے ہیں وہ مقلد ہوتے ہیں مقلدین نے ایسے زبردست ایمان کا ثبت دیا کہ علماء بھی اس ایمانی قوت سے خوف زدہ ہو گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس موقع پر کیا کریں۔

سوال: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ توہین رسالت اب پاکستان کا مسئلہ ____ باب قضاء کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ اب ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے اس پر علماء کو رائے دینی چاہیے؟

جواب: پاکستان میں توہین رسالت کا مسئلہ اصلاً آزادی کے جدید مغربی عقیدے سے متعلق ہے اس عقیدے کو UNO کی مکمل حمایت حاصل ہے لہٰذا توہین رسالت کا مسئلہ اب محض "کتاب الحدود" و کتاب القضاء " تک محدود نہیں رہا بلکہ " کتاب السیر " سے بھی متعلق ہو گیا ہے کیوں کہ پوری اقوام عالم کے سامنے صدر اوباما نے UNO میں اپنی تقریر کے دوران واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ توہین رسالت کے مسئلے کا حل احتجاج، ہنگامہ، توڑ پھوڑ نہیں بلکہ اس کا حل یہ ہے کہ توہین کی اور آزادی اور آزادی دو اس کی تقریر کے الفاظ پڑھیے۔

We have taken these positions because we believe that freedom and self-determination are not unique to one culture. These are not simply American values or Western values - they are universal values.

Here in the United States, countless publications provoke offense. Like me, the majority of Americans are Christian, and yet we do not ban blasphemy against our most sacred beliefs. As President of our country and Commander-in-Chief of our military, I accept that people are going to call me awful things every day - (laughter) - and I will always defend their right to do so. (Applause.)

Americans have fought and died around the globe to protect the right of all people to express their views, even views that we profoundly disagree with. We do not do so because we support hateful speech, but because our founders understood that without such protections, the capacity of each individual to express their own views and practice their own faith may be threatened.

We do so because given the power of faith in our lives, and the passion that religious differences can inflame, the strongest weapon against hateful speech is not repression; it is more speech - the voices of tolerance that rally against bigotry and blasphemy, and lift up the values of understanding and mutual respect.

But in 2012, at a time when anyone with a cell phone can spread offensive views around the world with the click of a button, the notion that we can control the flow of information is obsolete.

[Remarks from President Barack Obama to the UN General Assembly, New York, 2012.09.26]

صدر اوباما نے UNO کے سامنے بتادیا کہ

منشور انسانی حقوق میں اور امریکی دستور میں آزادی Freedom کی اصطلاح کا مطلب یہی ہے کہ ایک فرد جو کچھ کہنا چاہتا ہے بغیر کسی خوف اور تردد کے کہہ سکے۔ امریکا میں لوگ ہمارے عیسائی مقدس مذہب اور حضرت عیسیٰؑ کی توہین کرتے ہیں لیکن ہم اس توہین پر کوئی پابندی نہیں لگاتے مسلمان بھی یہی طریقہ اختیار کریں کیوں کہ آزادی کا عقیدہ ایک عالمی آفاقی مشترکہ مسلمہ قدر ہے یہ صرف ہماری مغربی امریکی قدر Value نہیں تمام دنیا کی مشترکہ قدر ہے۔

UNO میں صدر اوباما کی تقریر ایران کے صدر احمدی نژاد، ترکی کے طیب اردگان، مصر کے صدر مُرسی اور پاکستان کے صدر آصف زرداری بھی سُن رہے تھے ان چاروں نے اوباما کی تقریر کے بعد جوابی تقاریر کیں اور آزادی کے عقیدے کی If اور But کے ساتھ حمایت کی لیکن کسی ایک مسلم حکمران کی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ صدر امریکا اور UNO سے کہہ سکتا کہ ہمیں آج پہلی مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ آزادی کے عقیدے کا مطلب ہے کسی بھی مذہب اور کسی بھی پیغمبر کی توہین آزادی کی ____ ہم اس عقیدے کو نہیں مانتے ہم اسے مسترد کرتے ہیں مسلمان نہ اپنے پیغمبر کی توہین برداشت کریں گے نہ عیسائی اور یہودی کے پیغمبر کی توہین برداشت کریں گے جو بھی توہین کرے گا ہم اس کے خلاف جو کچھ کر سکتے ہیں کر گزریں گے ہم عوام کے جذبات کو بھی نہیں روک سکتے توہین کرنے کا شوق والے نتائج بھی بھگتنے کے لیے تیار رہیں ہم ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات کو قابو نہیں کر سکتے۔ مغرب اپنے دس بارہ مصنفوں، مصوروں، مقرروں کو قابو میں رکھے دس بارہ لوگوں کے لیے ڈیڑھ ارب لوگوں کو یرغمال نہیں بنایا جا سکتا مگر کسی اسلامی سربراہ میں جرأت ہی نہیں تھی کہ وہ سچ کا اعلان کر سکے۔ عقیدے کے باب میں کوئی مداہنت قبول نہیں کی جا سکتی عقیدہ اجتہاد و تحقیق کا محل نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ آج امت مسلمہ کے لیے عقیدہ ____ عقیدہ کے مسائل غیر اہم ہو گئے ہیں امت کو عقیدہ طحاویہ از سر نو پڑھانے کی ضرورت ہے اور تمام مسلم سربراہان مملکت کو خاص

طور پر اسی لیے ہم بار بار کہتے ہیں کہ یہ امت عقیدے کی جنگ ہار چکی ہے یہ امت اپنے عقیدے کا برملا اعلان نہیں کر سکتی تو اس کے وجود اور عدم میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا اللہ اس امت کا محتاج نہیں وہ ہم جیسے دیوث لوگوں کو مٹا کر کسی اور کو لے آئے گا جو ہم سے بہتر ہوں وہ تا تاری کفار کے دل میں اسلام کی محبت ڈال کر صنم خانوں سے کعبہ کے لیے پاسبانوں کا اہتمام کر سکتا ہے تو ہماری کیا حیثیت ہے۔

*

<u>مشال کی JIT رپورٹ پر چند علماء سے مکالمہ (دوسری قسط)</u>

☆ شاتم رسول کو قتل کرنے والے غازی کو امت کے روحانی ایمانی نورانی اجماع کے تحت قصاص میں قتل نہیں کیا جاتا اسے معاف کر کے مقتول کا خون هدر کر دیا جاتا ہے امت کی اس نورانی روایت پر بعض علماء کو اکیسویں صدی میں شک وشبہ لاحق ہے اور وہ اس کا ناقدانہ جائزہ لے رہے ہیں امت کا اجماع محل تحقیق نہیں اجماع صرف تقلید کے لیے ہے___ اصول عقیدے میں کوئی تحقیق اور تشکیک نہیں ہوتی اس پر صرف ایمان لانا ہوتا ہے۔ جس طرح جان لاک، کانٹ، جان رالس، ڈربن اور گلز دیلوز روشن خیالی، لبرل ازم، سرمایہ داری جمہوریت، آزادی، ترقی کے عقیدوں پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی کوئی دلیل عقلی نہیں دیتے اور اگر کوئی دلیل مانگے ان عقیدوں پر بحث و مباحثہ کرے تو اسے گولی مارنے کا حکم دیتے ہیں۔

☆ امریکہ کے عظیم فلسفی رچرڈ رارٹی نے گزشتہ چار سو سال میں امریکہ، امریکی فوج، امریکی قوم کے ہاتھوں دنیا کو تباہ و برباد کرنے اور کروڑوں انسانوں کو قتل کرنے کے بعد اپنے تمام جرائم پر کسی شرمندگی معذرت اور ندامت کے بجائے صاف صاف کہہ دیا کہ ''امریکہ دنیا کا واحد ملک ہے جو خدا کی خوشنودی کے حصول کا مدعی نہیں ہم صرف اپنے آپ کو خوش کرنا چاہتے ہیں ہم اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ ہم نے جو بھی جرائم کیے ہیں ان جرائم کے ارتکاب کے باوجود ہم نے اپنے آپ کو خود کو معاف کر دیا ہے۔ یہ لبرل ازم کے جدید انسان (Modern Man)، جدید نفس (Modern Self) کی عالمگیر خدائی کا اعلان ہے۔ رارٹی کے اصل الفاظ پڑھیے:

"America is the only country which seeks not to please God but to please ourselves". "we have the right to forgive ourselves the crimes we committed"(R. Rorty Achieving our Country 1998 p73)

امریکہ اپنے شرمناک جرائم اور دہشت گردی پر شرمندہ نہیں ہے اور جدیدیت پسند علماء کو شاتم کے قاتل سے متعلق__ سنت رسول، اجماع امت پر اتنی شرمندگی ہے کہ ان کو سمجھ نہیں آ رہا کہ آزادی کے عقیدے کے تناظر میں مشال کے واقعے کی اسلامی توجیہ کیسے بیان کی جائے۔ عقیدے اور اجماع کی کوئی توضیح، تفسیر نہیں ہوتی وہ تو بدیہی حقیقت ہے وہ Taken for granted ہے، وہ Self Evident Evidence ہے یہ بات جدیدیت پسند علماء کو اکیسویں صدی میں بھی معلوم نہیں۔ امریکیوں کا ایمان ہم سے بہتر ہے امت مسلمہ کو علم کی نہیں___ اپنے علم پر ایمان و یقین کی ضرورت ہے، ہم ایمان اور یقین سے محروم گروہ ہیں۔ ہم مغرب سے عقیدے کی جنگ ہار چکے ہیں مغرب اپنے کفریہ عقیدے پر فخر کرتا ہے ہم کو اپنے عقیدے، سنت اور اجماع پر فخر کے بجائے شرم محسوس ہوتی ہے۔ ہم سے اچھا تو فلپائن کا صدر RodrigoDuterte ہے جو منشیات کی خرید وفروخت اور استعمال کرنے والے آٹھ ہزار لوگوں کو قتل کرا چکا ہے۔ اپنی قوم کو ترقی دلانے کے لئے وہ منشیات کے خلاف زبردست مہم چلا رہا ہے۔ صدر اوباما نے اسے قتل کرانے سے باز رہنے کا حکم دیا تو اس نے اوباما کو گالی دی۔ او Sonofbitch تم چپ رہو اوباما نے یہ گالی مجبوراً برداشت کی کیوں کہ وہ مسلمانوں کو مشورہ دے چکے تھے کہ توہین رسالت برداشت کرو ہر ایک کو گالی دینے کی آزادی دو مشتعل نہ ہو___ اقوام متحدہ کو آٹھ ہزار انسانوں کے قتل پر غصہ نہیں آیا، مذمت کے لئے اجلاس تک نہیں بلایا گیا، فلپائنی قوم مادیت کی خاطر صدر کے اس قتال کے لئے اس کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے کسی کو شرم تک نہیں آ رہی۔ اپنی قوم اور نسل کی دنیا بنانے کے لئے وہ عالمی مذہب انسانی حقوق____ کے حق زندگی (Rightoflife) حق آزادی (RightofLiberty) کا انکار کر کے قتل عام کر رہے ہیں۔ پوری دنیا اس پر چپ ہے کوئی فلپائن پر ڈرون حملے نہیں کر رہا۔ کوئی اسے دہشت گرد نہیں کہہ رہا۔ پاکستانی لبرل، سیکولر جو ابھی تک ایک مشال کی لاش لے کر گھوم رہے ہیں، آٹھ ہزار انسانوں کے قتل پر چپ ہیں کیوں کہ ان کی ویڈیو فلم نہیں بنی ان کو میڈیا نے مشہور نہیں کیا یہ میڈیا اصل میں مذہب کا سب سے بڑا دشمن ہے اور مذہب بھی میڈیا کا سب سے بڑا دشمن ہے کیوں کہ میڈیا آزادی کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔

☆ شمالی کوریا اور جنوبی کوریا روزانہ ایک دوسرے کو تہس نہس نہیں کرنے، ایک دوسرے کو جوہری بم پھینک کر ختم کرنے کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں مگر UNO___ امریکہ ان کو دہشت گرد کیوں قرار نہیں دیتا۔ کوئی ان ملکوں پر ڈرون حملے نہیں کرتا__ UNO میں فلپائن، جنوبی کوریا، شمالی کوریا کے خلاف کوئی

قرارداد نہیں آتی، صدر اوباما نے جس طرح لیبیا میں امریکی سفارت خانے پر ۲۰۱۲ء میں حملے کے بعد UNO کا اجلاس بلا کر پوری دنیا کو توہین رسالت کی آزادی دینے کا اعلان کیا تھا اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا تھا اوباما نے کبھی ان تینوں ملکوں کے حالات پر UNO کا کوئی اجلاس نہیں بلایا____ اس لئے کہ یہ تینوں ممالک آزادی کے عقیدے پر یقین رکھتے ہیں، ان کا عمل درست نہیں تو کیا ہوا عقیدہ تو درست ہے، یہ مغرب کے عقیدے کی تاریخ ہے۔

☆ پشاور ہائیکورٹ میں ایک مقدمے میں مشال کے والد نے کہا کہ مردان شہر کے تمام وکلاء نے مقدمہ لڑنے سے انکار کر دیا، میڈیا نے کوئی خبر نہیں دی

☆ قائداعظم نے ہندوستان کے خلاف جہاد کا عندیہ دیتے ہوئے تقریر میں کہا: ''قرآن حکیم کو شمع ہدایت بنائیں مجاہدین کا جذبہ پیدا کریں پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنائیں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق جام شہادت نوش کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں''۔ (حسن جعفر زیدی نفاذ اسلام کے نام پر ملائیت اور فرقہ واریت کا آغاز، لاہور ادارہ تاریخ شناسی طبع دوم ۲۰۱۴ء ص ۵۱)

☆ قائداعظم نے پاکستان مسلم لیگ کا نام بدل کر پاکستان نیشنل لیگ رکھنے اور اس کی رکنیت غیر مسلموں کے لیے کھولنے کا اعلان کیا تو علماء کی شدید مخالفت کے بعد اپنے موقف سے رجوع کر لیا اور مسلم لیگ کا نام ہی برقرار رکھا قائداعظم کی گیارہ ستمبر ۱۹۴۷ء کی تقریر کے خلاف علامہ شبیر احمد عثمانی نے سخت ترین بیان دیا تو قائداعظم نے اپنے سیکولر، لبرل، غیر اسلامی موقف سے فوراً رجوع کر لیا اور اس کے بعد انتقال تک اپنی جدوجہد کا مرکز پاکستان کو اسلامی ریاست اور اسلام کا قلعہ بنانے کے لیے مرکوز کر دیں۔

☆ شہید ممتاز قادری کی پھانسی کے ردعمل میں بریلوی مکتب فکر میں بھی پرتشدد رویے پیدا ہو سکتے ہیں: ڈاکٹر مفتی عمیر صدیقی

سید خالد جامعی

حرفِ آغاز

مشال JIT رپورٹ پر ہم نے مکالمہ (حصہ اول) مرتب کر کے شائع کیا تو بعض علماء کرام، مفتی صاحبان، اور بعض مخلص لبرل اہل علم دوستوں نے فون پر اور بالمشافہ گفتگو میں بعض نہایت اہم سوالات اٹھائے جن سے عصر حاضر کے مسلط کردہ جدیدیت کے نظام جبر کی مزید تفہیم ہو سکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ آزادی کے عقیدے کی حقیقت بھی مزید واضح ہو جاتی ہے لہٰذا یہ مکالمہ (دوسرا حصہ) ہم مرتب کر کے اہل علم کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

حسب معمول ہم نے مکالمے میں آنے والے اشارات اور اجمال کی تفصیل حوالوں کے ساتھ اس تحریر میں پیش کر دی ہے تا کہ یہ مکالمہ نہ رہے اہم موضوعات پر ایک تحریری، تاریخی دستاویز بھی بن جائے____ یہ بات واضح رہے کہ ہمارے اصل مخاطب صرف اور صرف اہل علم ہیں عوام نہیں نہ کارکنان کی سطح کے لوگ____ کیونکہ یہ خالص علمی مباحث ہیں جو صرف علماء کرام یا گہرے اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں جن کے پاس ان مباحث کو سمجھنے، ان سے ملحق مباحث کا مطالعہ کرنے، غور و فکر کرنے، سوالات کرنے، تنقید و اعتراض و تنقیحات پیش کرنے کا وقت ہو اور ان تنقیدات اور ان کے جوابات کی روشنی میں وہ خود کوئی رائے قائم کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔

یہ مکالمہ ہے اس میں غلطی، کمی، کوتاہی، نقص، التباس ہو سکتا ہے جسے مکالمے کے ذریعے ہی دور کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا کوئی لفظ اور کوئی نقطہ نظر حرف آخر نہیں____ صرف دینی امور، دینی احکامات میں ہمارا نقطہ نظر حتمی، قطعی، یقینی ہے کیونکہ دین قرآن و سنت، اجماع، قیاس سے ثابت ہے یہ علمیت ہی منہج اہل سنت ہے، امت کی تاریخ تعامل تواتر تسلسل اور اجماع سے ثابت ہے اس میں کسی شک و

شبہے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہمارا کوئی بھی نقطۂ نظر اگر امت کی اجماعی علمیت کے خلاف ہے تو اسے رد کر دیا جائے اگر ہم سے کبھی کوئی ایسی غلطی ہو تو ہمیں اس غلطی پر متوجہ کیا جائے انشاءاللہ اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں ایک لمحے کا تامل نہیں ہوگا۔

بالکل اسی طرح علماء کی تمام آراء کو ہم منہج اہلسنت کے طے شدہ معیارات پیمانوں اور علمیت پر جانچیں گے کیوں کہ اسلامی علمیت میں علماء کی آراء کو پرکھنے کا پیمانہ وہ مسلمہ اصول ہیں جو اہل سنت کے منہاج کی پہچان ہیں۔ مثال کے مسئلے میں بھی ہر عالم کی رائے کو امت کے اجماع کے اصول پر پرکھا جائے گا اسلامی علمیت میں عالم وہی ہے جو ان اصولوں کی پاسداری کرتا ہے اور اگر کبھی اس سے غلطی ہو تو اسے رجوع میں کبھی تامل نہیں ہوتا اہل سنت کے منہاج میں اب فرد نہیں اصول حجت ہیں فرد کی رائے کو اصولوں پر پرکھا جائے گا کسی کا تفرد، یا سیاسی بیان، یا مصلحت آمیز گفتگو اسلامی علمیت کا نہ متبادل ہے نہ مترادف۔

یہاں عیسائیت کی طرح پاپائیت نہیں ہے کہ اگر کسی ایک فرد نے کوئی غلطی کر دی تو پوری امت اس غلطی کا خمیازہ بھگتے۔ راسخ العقیدہ اسلام میں عیسائیت کی طرح ___ مذہبی بیوروکریسی [Religious Bureaucratic Structure] نہیں ہے بڑے سے بڑا عالم بھی کوئی غلطی کرے تو ایک چھوٹا سا عالم مسلمہ اصول کی بنیاد پر کسی بھی بڑے عالم کی غلطی کو واضح کر سکتا ہے دین اور دینی علمیت کا ادارتی صف بندی سے الگ ہونا اس امت کے لیے اللہ کا بہت بڑا انعام اور احسان ہے ___ الحمدللہ۔

عیسائیت کی طرح مرکزی مذہبی ادارتی صف بندی [بیوروکریٹک اسٹرکچر] کے بغیر یہ امت انتشار و افتراق سے محروم رہی پہلی صدی ہجری میں بے شمار گمراہ فرقے اٹھے جن کی تاریخ الملل و النحل جیسی کتابوں میں محفوظ ہے لیکن راسخ العقیدہ اسلام میں پاپائیت کا ادارہ نہ ہونے کے باوجود یہ گمراہ فرقے منہج اہل سنت کی میزان برہان فرقان کے ذریعے اپنی موت آپ مر گئے۔

عیسائیت کی ادارتی صف بندی نے کسی فقہی مکتب فکر کو ابھرنے نہ دیا تمام فقہی مکاتب فکر کچل دیے گئے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کبھی پوپ نے کوئی بڑی غلطی کی تو اس غلطی کی تصحیح کا کوئی نظام عیسائیت کے نظام میں موجود نہ تھا مثلاً ایک پوپ کے یہاں اولاد پیدا ہوئی سوال ہوا کہ بغیر شادی کے بچہ کیسے اور شادی تو عیسائیت میں حرام ہے، علماء تو تجرد کی زندگی گزارتے ہیں۔ جواب ملا حضرت پر Holy Ghost کا سایہ ہے پاپائیت کے گناہ کی کوئی سزا نہیں تھی۔ صرف توجیہہ تھی۔ کیونکہ پاپائے روم کو خیر کلی کے ذریعے عصمت کا مرتبہ دیا گیا تھا یعنی وہ مقام نبوت پر فائز تھے اور معصوم ظاہر ہے خطا سے مبریٰ ہوتا ہے اس قسم کی دلیل ایک انسان کے لیے تسلیم نہیں کی جا سکتی تھی لہٰذا کیتھولک ازم کے خلاف زبردست بغاوت ہوئی، تحریک اصلاح مذہب کا عروج کیتھولک ازم کی بیوروکریسی کا شدید ردعمل تھا۔ پریسٹ، بشپ، آرچ بشپ، کارڈینیل وغیرہ کے عہدے عیسائیت نے رومی بیوروکریسی کی تقلید میں تخلیق کیے تھے۔ کفر کی تقلید، فقہی مکاتب فکر کا خاتمہ اور پاپائیت کا انجام پروٹسٹنٹ ازم اور کیتھولک ازم کی خوفناک جنگوں کی صورت میں سامنے آیا۔ جس کا تتمہ معاہدہ وسٹ فیلیا ہے جس کے بعد پوپ کا اقتدار "ویٹی کن" کے خاص علاقے تک محدود کر دیا گیا۔

اسلامی علمیت میں اسی لیے پاپائیت کی گنجائش نہیں ورنہ کسی غلط عالم کے غلط عمل یا فیصلے سے تمام اسلامی علمیت منہدم ہو جاتی۔

عیسائیت میں پوپ تو اس زمین پر خدا کی علامت تھا وہ زمین پر جس کو جہنم سے نجات دینے کا اعلان کردیتا اللہ تعالیٰ اسے آسمان پر ہدایت یافتہ تسلیم کرنے پر مجبور تھا___ ظاہر ہے اتنے مقدس ادارے کی اتنی مقدس ہستی کے غلط فیصلے کی تنقید کرنا ممکن ہی نہ تھا عیسائیت نے یہ نظام رومن بیوروکریسی سے اخذ کیا تھا۔اسی ادارتی جبر، طاقت واختیار نے عیسائیت کی تباہی میں کلیدی کردار ادا کیا___ منہج اہل سنت کے اصولوں کے مطابق ہمارے لیے کسی عالم اور کسی شخصیت کے کسی بیان تحریر یا فتوے کو پرکھنے کا پیمانہ وہ شخصیت نہیں وہ اصول ہیں جو اہل سنت کے اجماع سے ثابت ہیں۔اسی لیے مجدد الف ثانی نے کہا تھا کہ ہم نص کے مقابلے میں فص کو اور فتوحات مدنیہ کے مقابلے پر فتوحات مکیہ کو فوقیت نہیں دیتے۔

اسلامی بیوروکریسی: آرچ بشپ کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوسکتی

یہی امت مسلمہ کی شان ہے اسی لیے اسلامی علمیت کا جوہر اور روح آج بھی محفوظ ہے اسی لیے امت کو کبھی پاپائیت کی طرح بیوروکریسی کے نظام اور ادارتی صف بندی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی آرچ بشپ آف برطانیہ کو یہی شکوہ ہے کہ مسلمانوں میں پاپائے روم جیسا ادارہ کیوں موجود نہیں جو اسلامی علمیت کا واحد شارح ہو۔

مثال کے واقعے کے تناظر میں___ جدیدیت ،عہد حاضر،مغربیت،ماڈرن ازم،پوسٹ ماڈرن ازم،سیکولرازم،کیپٹل ازم،لبرل ازم، جدید ریاست اور جدید مسائل کو ہم صرف اور صرف منہج اہل سنت کی روشنی میں دیکھیں گے،صرف اسکے معیار پر پرکھیں گے___ اسکے سوا ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں___ یہ مغرب کی خارجی تنقید External Critique ہے۔اسکے ساتھ ساتھ ہم جدید عہد کو اور جدیدیت کو اس کے اندرونی تضادات،تنازعات،تصادمات،اور تناقضات کی روشنی میں دیکھیں گے۔یہ جدیدیت ،جدید ریاست،لبرل ازم،کیپٹل ازم،سیکولرازم کی داخلی تنقید Internal Critique ہے۔یہ امام غزالیؒ کا طریقہ کار ہے جو فلسفہ یونان کی تنقید کے لئے حضرت والا نے "تہافۃ الفلاسفہ" میں اختیار کیا تھا۔

مغرب کی خارجی وداخلی تنقید کرنے کا مقصد کیا ہے

اس طرح ہم مغرب ،جدیدیت اور جدید ریاست کی خارجی ،داخلی تنقید یا دوسرے معنوں میں اس کی نقلی اور عقلی تنقید کریں گے___ مغرب اور جدیدیت کے حوالے سے علماء میں اب بھی یہ خیال عام ہے کہ ہم اسے سمجھ نہیں سکتے کیونکہ ہمیں انگریزی نہیں آتی ۔جن کو انگریزی آتی ہے ان کا خیال ہے کہ جدیدیت ایک فلسفیانہ مبحث ہے اور ہم جدید فلسفے سے واقف نہیں لہذا ہمیں اس بارے میں خاموش ہی رہنا چاہیے___ اس نقطۂ نظر کا مطلب صرف یہ ہے کہ اسلام اپنی تفہیم تشریح توجیہ تفسیر کے لیے کسی خارجی ذریعے کا محتاج ہے فکر مغرب اور فلسفہ مغرب سے آگہی کے بغیر اسلام کا فہم اور شعور کامل طور پر آشکار نہیں ہوسکتا ظاہر ہے یہ نقطۂ نظر باطل ہے اسلام اپنی شرح و وضاحت تشریح و تفسیر و تعبیر کے لیے کسی فلسفے اور کسی دوسری علمیت کے علم کا نہ محتاج ہے نہ حاجت مند۔

اسلام کا فہم ہر عہد میں امت کے متفقہ مصادر علمی سے کامل طور پر حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن وہ لوگ جو مغرب کی اسلام کاری کرنے میں مصروف ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس مغرب کی کافرانہ باطل اصطلاحات عقیدوں ایمانیات کی اسلام کاری کر رہے ہیں وہ مغرب کے کفر اور فلسفے کا علم حاصل کریں ہمارے مخاطب ایسے لوگ ہیں۔

اس علم کے حصول کے لیے وہ اس امت کی علمی روایت سے ثابت دو مستند طریقوں کو اختیار کر سکتے ہیں ــــــ اسلامی علمیت کی تاریخ میں اسلام پر سب سے بڑا فکری، عقلی، منطقی حملہ فلسفہ یونان کا حملہ تھا ــــــ معتزلہ، یونانی فلسفے سے متاثر تھے ــــــ شیعہ علمی روایت، اخوان الصفاء اسمعیلی شیعہ روایت علم، وغیرہ سب یونانی فلسفے، منطق کے زیر اثر تھے لیکن علماء نے یونانی فلسفے کا مقابلہ کیا ــــــ اس علمی جدوجہد میں دو بڑے نام ہیں امام غزالیؒ اور امام ابن تیمیہؒ۔ دونوں بہت بڑے صوفی تھے اور احسان وسلوک کی علمی، روحانی، ایمانی، نورانی روایت سے وابستہ تھے۔ امام غزالیؒ کی احیاء العلوم سے دنیا واقف ہے اور امام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کی ۲۲ جلدوں میں سے دو جلدیں احسان و سلوك کی روایت سے متعلق ہیں ــــــ امام غزالیؒ یونانی زبان سے ناواقف تھے لیکن انہوں نے یونانی زبان سیکھے بغیر، یونانی فلسفے کا ایسا رد کیا کہ یونانی فلسفہ اہل سنت کے علاقوں میں ختم ہو کر رہ گیا ہے عالم اسلام پر امام غزالی کا اثر ابن تیمیہ کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے ــــــ

روایت کے مکتب فکر کے فلسفی ڈاکٹر حسین نصر اسی لئے امام غزالی کو فلسفے کا دشمن فلسفی قرار دیتے ہیں، مذہب کا مقابلہ ہمیشہ فلسفے نے کیا ہے لہذا فلسفے کا رعب، اسکی ہیبت، جلال کا خاتمہ ایک ایمانی روحانی اور نورانی کام ہے جو اہل سنت مکتب فکر نے انجام دے کر اسلام کی علمی روایت کو قیامت تک محفوظ کر دیا اور عقل پرستی (Rationalism) کے فتنے سے امت کو نجات دے کر اسے نقل کے پیمانے پر محفوظ کر دیا۔

امام ابن تیمیہؒ نے باقاعدہ یونانی زبان سیکھی اور یونانی فلسفے کی تنقید کی ــــــ ہم ان دونوں روایتوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو انگریزی نہیں جانتے وہ انگریزی جانے بغیر بھی جدیدیت، مارکیٹ سوسائٹی اور آزادی، مساوات، ترقی کے عقیدوں کا فہم ــــــ حاصل کر سکتے ہیں اور امام غزالیؒ کی طرح تنقید بھی کر سکتے ہیں۔ اسکے لئے انگریزی زبان پر عبور حاصل کرنے ــــــ اور فلسفے پر کامل عبور کی کوشش تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ جدیدیت کا جدید طرز زندگی اپنے تمام فلسفیانہ مفاہیم ــــــ مارکیٹ سوسائٹی کے ذریعے عملاً تمام مذہبی معاشروں پر مسلط کر رہا ہے اسکے لئے صرف کتابیں پڑھنا ضروری نہیں ــــــ کفر عملی طور پر ہر جگہ اپنے فلسفے کا اظہار کر رہا ہے ہم اس عمل سے بھی کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب میں کوئی حوالہ نہیں دیا مگر ان کی تنقید الحق ہے۔ علماء جدید مغرب کے رد میں بغیر کسی حوالے کے جدید "تهافة الفلاسفه"، تحریر کر سکتے ہیں اس کے لیے صرف اپنے علم اپنی علمی روایت اپنے عقائد تاریخ تہذیب ثقافت پر کامل اعتماد کی ضرورت ہے اس کے لیے عشق رسالت کی ضرورت ہے جو احسان وسلوک کی ایمانی، اسلامی، احسانی، نورانی، روحانی روایت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ توہین رسالت کے مسئلے میں شاتم کو قتل کر دینے پر غازی کو قصاص میں قتل نہ کرنے پر امت کا اجماع در

اصل ایک روحانی نورانی ایمانی احسانی اجماع ہے جسے عشق کی روایت کے بغیر سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔ وہ لوگ جو عقل اور مطق کی میزان کے مقلد ہیں وہ عشق کی اس مسلمہ روایت کا فہم کبھی نہیں حاصل کر سکتے اقبال نے درست کہا تھاعقل تمام بو لهب عشق تمام مصطفیٰ

راج پال شاتم رسول کو قتل کرنے والے غازی علم الدین کی شہادت کا سب سے زیادہ دکھ علامہ اقبال کو تھا وہ آنسوؤں سے روئے تھے یہ عشق کا معاملہ تھا وہ کہتے تھے غازی ہم پر بازی لے گیا، ہم پیچھے رہ گئے۔ غامدی صاحب کی نظر میں اقبال بھی دہشت گرد تھے جنہیں صدمہ تھا کہ جو کام اقبال کو کرنا تھا وہ غازی علم الدین نے کر ڈالا___ اس لئے غامدی صاحب کو امت کی اس عشقیہ روایت پر شدید اعتراض ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ عشق کب جنون بن جائے پتہ نہیں۔ علامہ اقبال جیسا فلسفی بھی عاشق رسول تھا مگر غامدی صاحب کہتے ہیں کہ عشق کی روایت درست روایت نہیں مگر ان کا یہ بیان اجماع امت کے منافی ہے اور اہل سنت کے لیے صرف اجماع حجت ہے اجماع کے مسئلے پر غامدی صاحب سے مکالمے مباحثے کی نہیں ان کو رد کرنے کی ضرورت ہے ایمان اعتقاد کے معاملے میں کوئی مذاکرہ، مباحثہ، تبادلہ خیال نہیں ہوتا ان پر صرف ایمان لانا ہوتا ہے۔

<u>فلسفہ، عقلیت پرستی، منطق کا انجام صرف تشکیک کے سوا کچھ نہیں</u>

عقل و دانش اللہ کی پہلی وحی ہے قرآن دوسری وحی: غامدی

فلسفے، منطق، عقلیت پرستی___ کا انجام صرف اور صرف تشکیک ہے۔ خوارج، معتزلہ عقل محض (Pure Reason) کے باعث ہی گمراہی کا شکار ہوئے۔ معتزلہ تو یونانی فلسفے سے اس طرح مرعوب ہوئے جس طرح صوفی احمد جاوید مرعوب ہیں, فلسفے سے ان کی مرعوبیت ان کے دروس کی ہر سطر سے چھلکتی ہے۔ فلسفے سے اس قدر رغبت اور مرعوبیت کا نتیجہ یہ ہے کہ انھوں نے عاشقان رسول کو درندہ قرار دے دیا اور عاشقان رسول کے کٹر دشمن ہود بھائی کو درویش قرار دے کر ان کی تقلید کی___ حسرت بھی ظاہر کی___ ایک صوفی___ ایک ملحد کی تقلید پر فخر کرے اور اس کی تقلید کو___ اپنے لئے ناممکن بھی سمجھے۔ اسلامی علمیت میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ایک اسلام دشمن پروفیسر کو درویش کہنا معلوم نہیں کون سی درویشی ہے!

معتزلہ کی فلسفے سے مرعوبیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے عقل کو ماخذ دین کے طور پر قبول کر لیا___ پیغمبر ظاہر کے غیاب میں انہوں نے عقل کو پیغمبر باطن قرار دیا جو قیامت تک ہر فرد کی کامل رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ معتزلہ کا یہی نقطۂ نظر کانٹ کا ہے جو اس کے مضمون *What is enlightenment* میں پڑھا جاسکتا ہے۔ کانٹ بھی معتزلہ کی طرح مذہبی آدمی تھا اور پروٹسٹنٹ عیسائی تھا۔

معتزلہ کا خیال تھا کہ عقل ماخذ دین ہے لہذا صرف قرآن وسنت سے ہی نہیں انسان عقل کے ذریعے بھی کامل معرفت رب حاصل کر سکتا ہے یہی نقطہ نظر جاوید احمد غامدی کا بھی ہے جو واضح طور پر کہتے ہیں کہ عقل و دانش اللہ تعالیٰ کی پہلی وحی ہے اور قرآن الکتاب دوسری وحی (افضل ریحان کو انٹرویو، اسلامی تہذیب بمقابلہ مغربی تہذیب لاہور دارالتذکیر ۲۰۰۴ ص ۵۸)

غیب کوہم بن دیکھے عقل کے ذریعے جان کر مان لیتے ہیں: غامدی

غیب کا لفظ راز کے لیے مشہور ہے عورت مرد کی راز دار ہے: غامدی

عصر حاضر میں ___ اس گمراہی کا نقطۂ عروج غامدی صاحب کا یہ بیان ہے کہ ایمان بالغیب کے معنی یہ ھیں کہ وہ حقائق جو آنکھوں سے نہیں دیکھے جا سکتے انھیں انسان محض عقلی دلائل کی بنیاد پر مان لے ۔غیب ھم سوچ سمجھ کر بن دیکھے عقل سے مانتے ھیں ۔غیب وہ چیز ھے جو عقل کے ذریعے سے سمجھی جا سکتی ھے (غامدی مقامات ۲۰۱۴ ص ۱۱۳) اس غلط سلط عقلی دلیل کا غامدی صاحب نے میزان میں خود عقل سے رد کر دیا ہے غیب کی تعریف میں لکھتے ہیں سورۃ نساء میں حفظت للغیب کے معنیٰ ھیں یہ عورتیں رازوں کی حفاظت کرتی ھیں (غامدی ،میزان ۲۰۱۵ ص ۴۱۸) یہ معنی لینے کی وجہ یہ ھے کہ غیب کا لفظ راز کے مفھوم کے لئے مشھور ھے ۔عورت اور مرد کے درمیان رازوں کی امانت داری سب سے اھم مسئلہ ھے ۔عورت ،مرد کے عیوب و محاسن کی رازداں ھے اگر وہ اس کا پردہ چاك كرنے پر آئے تو مرد بالکل ھی ننگا ھو کر رہ جائے ،عورت کی اس صفت رازوں کو چھپانے والی ،اللہ کی صفت کا ایك پرتو ھے ،خدا بھی اپنے بندوں کے رازوں کی حفاظت فرماتا ھے ورنہ وہ لوگوں کا پردہ چاك كرنے پر آجاتا تو کون ھے جو منہ دکھانے کے قابل رہ جاتا (غامدی، میزان ۲۰۱۵ ص ۴۲۰، ۴۲۱) غامدی صاحب کے دونوں اصول متناقض (Oxymoron) ہیں۔

غامدی صاحب نے خود قرآن کے نصوص سے ثابت کر دیا ہے کہ غیب وہ علم ہے جو عقل سے حاصل ہی نہیں ہوسکتا اس کا حصول کسی عام انسان کے لیے ممکن ہی نہیں مگر دوسری جانب فرماتے ہیں کہ غیب کو ہم بن دیکھے عقل سے جان کر مان لیتے ہیں۔

کیا عورت کے دل میں چھپے ہوئے مرد کے راز غامدی صاحب عقل سے معلوم کر سکتے ہیں لہذا غیب کو عقل سے جانا ہی نہیں جا سکتا صرف غیب کو مانا جاتا ہے اور اس پر صرف ایمان لانا پڑتا ہے۔ اللہ، آخرت، جنت، جہنم یہ سب غیب سے متعلق امور ہیں ان پر صرف ایمان لایا جائے۔

غامدی صاحب خود لکھتے ھیں کہ اللہ تعالیٰ بعض ایسے امور غیب پر نبی کو مطلع کردیتے ھیں جن کا جان لینا کسی انسان کے لیے ممکن نہیں ھوتا اس کی مثال وحی الٰھی کی پیش گوئیاں ھیں [غامدی میزان ۲۰۱۵ء ص ۱۳۴] غیب غامدی صاحب کے فلسفے میں وہ ہے جو امر الٰہی ہے جس سے صرف اللہ واقف ہے اور وہ نبی کو اگر چاہے تو غیب سے باخبر کر دیتا ہے۔ جب غیب اللہ اور نبی کا معاملہ ہے تو انسان غیب عقل سے کیسے جان سکتا ہے۔ جو چیز عقل سے جانی جا سکتی ہے وہ غیب نہیں اور اگر ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا انسانی عقل اللہ کے غیب کو عقل سے پا سکتی ہے اگر پا سکتی ہے تو مخلوق خالق کے مساوی ہوگئی۔ یہ تو شرک اکبر

ہے۔

جاوید غامدی نے خود کو صوفی امام ابن تیمیہ کے مکتب کا وارث بنا دیا

امام ابن تیمیہ ایک ایسی شخصیت ہیں جن سے غامدی صاحب بھی اچھی طرح واقف نہیں لہٰذا انہوں نے امام صاحب کے صرف بعض تفردات کی بنیاد پر ان کو غلطی سے اپنا امام تسلیم کرلیا ہے۔انہوں نے امام صاحب کا کلیت میں مطالعہ نہیں کیا وہ سمجھے کہ یہ اہل سنت کے اسلام کا مخالف اور تصوف کا دشمن کوئی عالم ہے غامدی صاحب تصوف کے سخت دشمن ہیں۔احمد جاوید اور غامدی صاحب کا ٹی وی پر مکالمہ لوگوں کو یاد ہوگا جب غامدی صاحب تصوف کو بدعت، ضلالت، جہالت قرار دے رہے تھے اور صوفی احمد جاوید ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے یہ عجیب صوفی ہیں جو احسان وسلوک کی برداشت کا دفاع بھی نہیں کرسکتے۔غامدی صاحب کی تصوف دشمنی کے باوجود اب ایک خانقاہ بنانے اور چلانے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں اس کے باوجود انٹرنیٹ پر اپنے خطاب ''ھماری دعوت ''میں وہ ایک اصول بیان کرتے ہیں یہ امت ہمیشہ سے دو گروہوں میں منقسم رہی ہے ایک گروہ سنت پر قائم ہے اور دوسرا گروہ بدعت پر تبع تابعین کے بعد بدعت والے گروہ کی قیادت امام غزالی اور اہل سنت کے دوسرے گروہ کی قیادت امام ابن تیمیہ کررہے تھے عہد حاضر میں فراہی وغیرہ اسی دوسرے مکتب کے لوگ ہیں اس اصول کی تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں امام ابن تیمیہ کی شخصیت اس دوسرے مکتب فکر (جو گمراہ نہیں ہے غزالی وغیرہ گمراہ ہیں) میں غیر معمولی ہے انھوں نے دین کو اصل قرآن وسنت کی بنیاد پر خالص کر کے پیش کیا ہمارے زمانے میں بھی یہی جدو جہد اسی طرح جاری رہی [غامدی انٹرنیٹ خطاب مئی ۲۰۱۳ء ص ۱۱] فراہی کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ دوسرا مکتب فکر ہے (ابن تیمیہ والا مکتب فکر) [غامدی اشراق ص ۱۲] غامدی صاحب نے اس تقریر میں امام ابن تیمیہ کو اپنے مکتب فکر کا پیش رو یا امام تسلیم کیا ہے حالانکہ ان کی کتاب میزان میں امام ابن تیمیہ کی کسی ایک کتاب کا حوالہ نہیں جبکہ اس کتاب میں جدیدیت پسندوں کے امام زمانہ وحیدالدین خان کے دو حوالے موجود ہیں۔

امام غزالی اوران کے مقلدین کا اسلام بدعت ہے: غامدی

بدعتی غزالیؒ کی کتاب احیاء العلوم پڑھنا نہایت مفید ہے: غامدی

غامدی صاحب کو امام غزالیؒ وغیرہ یعنی امت کی اکثریت کے مکتب فکر کے عقیدے پر اعتراض ہے اپنے خطاب ''ہماری دعوت'' میں کہتے ہیں کہ ''فلسفہ تصوف دین میں آمیزش کا نام ہے صوفیانہ مذاہب بدھ ہندومت سے متاثر ہوئے تصوف درحقیقت اسی کا نام ہے اس آمیزش سے بڑے لوگ متاثر ہوئے احیاء العلوم دین آمیزشوں کی کتاب ہے اس میں اشاعرہ کا علم کلام، فلسفیانہ مذاہب کا پرتو اور صوفیانہ مذاہب کو حقیقت کے طور پر اختیار کرلیا گیا۔ رسالت مآب نے کہا تھا کہ دین میں نئی چیز کو داخل نہ کرنا ورنہ وہ بدعت ہوگی ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے اور ہر گمراہی کا آخری انجام جہنم ہوگا رسول اللہ نے کہا تھا کہ ایسا نہ ہونے دینا [غامدی انٹرنیٹ خطاب اشراق مئی ۲۰۱۲ء ص ۹، ۱۰، ۱۱] امام غزالی اور پوری امت کو جہنم کی نوید سنانا صرف غامدی صاحب کا کارنامہ ہے

امام غزالیؒ کو گمراہ، بدعتی کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ پوری امت ہی گمراہ بدعتی اور جہنمی ہے حالانکہ غامدی صاحب یہ کہتے ہوئے بھول گئے کہ ان کے جدیدیت پسند دین کی انجیل ''میزان'' میں امام غزالی کی اسی گمراہ کتاب ''احیاء العلوم'' کے مطالعے کی بھرپور سفارش کی گئی ہے۔ غامدی صاحب لکھتے ہیں:

نماز کو ریا سے محفوظ رکھنے اور ریا کی مختلف شکلوں سے اچھی طرح واقف ہونے کے لیے امام غزالی کی احیاء العلوم اور اسی طرح کی بعض دوسری کتابوں کا مطالعہ اقسام ریا سے واقفیت کے لیے نہایت مفید ہے [غامدی میزان ۲۰۱۵ء ص ۳۲۸، ۳۲۹]

امت پر اتمام حجت ہوگیا لہٰذا پوری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی: غامدی

مجتہد اپنے اجتہاد پر عمل کا پابند ہے اس سے انحراف خدا سے خیانت ہے: غامدی

غامدی صاحب کے خیال میں امام غزالیؒ گمراہ ہیں کہ انہوں نے تصوف اختیار کیا مگر ابن تیمیہ بھی اسی اصول کی بنیاد پر گمراہ ہیں کیوں کہ وہ بھی صوفی تھے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے ان کے پاس حضرت شیخ کا خرقہ بھی تھا۔ جارج مقدلسی نے اپنے مقالے Ibn Taymiyya, A sufi of the Qddiriyya Order میں اس موضوع سے متعلق تمام حوالہ جات اور مخطوطات ماخذات سے اخذ کر کے جمع کر دیے گئے ہیں۔ غامدی صاحب نے امت میں صرف دو گروہوں کا ذکر کیا۔ ایک

گمراہ جس کی قیادت امام غزالی کے ہاتھ میں تھی دوسرا ہدایت یافتہ جس کی قیادت امام ابن تیمیہ کر رہے تھے اتفاق یہ کہ دونوں صوفی تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری امت دو گمراہ صوفیوں کے مقلدین پر ہی مشتمل ہے یعنی امت بحیثیت مجموعی گمراہ ہے جب کہ غامدی صاحب کا اصول ہے کہ پوری امت ضلالت پر کبھی جمع نہیں ہوسکتی کیونکہ امت ہدایت یافتہ ہے اس پر حق اتمام حجت کے درجے میں واضح کر دیا گیا یعنی امت پر اتمام ہدایت ہو چکا [غامدی مقامات ۲۰۱۴ء ص ۱۶۱]___ اس سے یہ ثابت ہوا کہ امت کی اجماعی روایت سلوک و احسان کی روایت ہے معرفت رب اسی روایت کا ثمر ہے یہ امت الحمدللہ ہدایت یافتہ ہے غامدی صاحب ہی ضلالت پر ہیں یہ ان کا اپنا اصول ہے اور ان کا اصول یہ بھی ہے کہ مجتہد کے لیے اپنے اجتہاد سے انحراف جائز نہیں یہ اللہ کے نزدیک ضمیر سے خیانت ہے۔[غامدی میزان ۲۰۱۵ء ص ۳۶۶۔] غامدی صاحب کے اس اصول کے تحت یہ امت ہدایت پر ہے امت کے دونوں گروہوں کے سربراہ صوفی ہیں لہٰذا ضلالت پر غامدی صاحب ہی ہیں غامدی صاحب اپنے اصول کے تحت خود اس اصول سے انحراف کر کے گمراہی کا ارتکاب کر رہے ہیں یہ گمراہی ان کے اصول کے تحت اللہ کی نظر میں خیانت ہے۔ جو شخص ضمیر کا خائن ہے وہ اس وقت امت کی رہنمائی میں مصروف ہے۔

<u>مشال کے قتل سے متعلق تین اہم خبریں میڈیا نے دانستہ نظر انداز کیں</u>

مردان کے تمام وکلاء نے مشال کا مقدمہ لڑنے سے انکار کر دیا

سوال: آپ نے اپنی گفتگو میں مشال کے قتل کے بعد طلباء کے کسی پروگرام کا حوالہ دیا تھا؟ وہ کیا تھا اور کہاں ہوا؟

جواب: مشال کے قتل کے بعد___ اسے مارنے والوں نے مردان یونیورسٹی میں باقاعدہ اجلاس کیا جس کی تصاویر تمام انگریزی اخبارات میں ۱۹ اپریل کو شائع ہوئیں جس سے تحریک انصاف کے ضلعی کونسلر اور انصاف اسٹوڈنٹس فیڈریشن ISF کے رہنما عارف مردانوی خطاب کر رہے ہیں۔ ان طلباء کے آپ چہرے دیکھیں اور ان کی گفتگو سنیں، ان کا اطمینان بتا رہا ہے کہ یہ طلباء یونیورسٹی انتظامیہ کے اکسانے پر اتنا بڑا کام نہیں کر سکتے اور مشال کی تاریخ بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ ہم نے زمانہ طالب علمی میں اور طالب علمی کے بعد اخبار کی نوکری کے زمانے میں ملک کی چار بڑی اور اہم ترین جامعات میں مختلف طلباء گروہوں کے درمیان قتل و خون کے کئی واقعات براہِ راست دیکھے ہیں مگر ہر واقعے میں قتل کرنے والے شخص کو کامیابی کے باوجود نہایت سراسیمہ، خوف زدہ، دہشت زدہ، بے بس، بے یار و مددگار، پریشان، حیران، پشیمان اور ذہنی طور پر نفسیاتی مریض ہی دیکھا ہے وہ اس جرم کے بعد اپنا اعتماد کھو دیتا ہے اس کی شخصیت وہ شخصیت نہیں رہتی جو اس کا جوہر ہے۔ مگر مشال کو مارنے والے غازیوں کا معاملہ ان سے بالکل مختلف تھا۔

ڈان اور ایکسپریس ٹریبون نے اس اجلاس کی وڈیو سے جو رپورٹ دی وہ پڑھ لیجئے:

The video shows the lynch mob shouting religious slogans in Pashto and

congratulating each other over the brutal episode.
In the video, a man who appears to be the ringleader, is heard proclamining that anyone who names the shooter would be considered to have betrayed the Holy Prophet (peace be upon him). The following is a transcript of the video's content:
"Congratulations, congratulations, Silence, Silence! Whoever shot (Mishal), don't take (the shooter's) name. Whoever takes (the shooter's) name will be guilty of (blasphemy). If you want to file an FIR, my name is Arif and my father's name is Thor Khan."Arif Mardanvi is PTI Councillor & an office bearer of ISF.

But despite the declaration in the video that he should be nominated in the FIR,

police are still looking for Arif, who remains at large. (Dawn April 19, 2017)

ہم نے صحافت کے زمانے میں ___ عدالتوں اور نجی جھگڑوں میں ایسے سیدھے،سادے،سادہ لوح،معصوم،نیک لوگ بھی دیکھے ہیں جنہوں نے غلطی سے،سہواً،اتفاقاً کوئی قتل کر دیا نہ وہ مجرم تھے نہ وحشی،نہ عادی مجرم،نہایت متقی،پرہیزگار،نیک لوگ،وہ اپنی اس غلطی پر اس قدر پشیمان،پریشان ہوتے تھے جسے بیان کرنا ممکن نہیں ___ قتل خطاء کوئی جرم نہیں مگر اس کے باوجود ان کی پریشانی،پشیمانی ہم سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ہم نے ایسے گھریلو واقعات بھی دیکھے ہیں جن میں باپ،یا چچا،یا بیٹے سے رائفل صاف کرتے ہوئے غلطی سے گولی چل گئی اور کوئی قریبی عزیز مر گیا تو ساری زندگی انہیں ہم نے روتے ہی دیکھا ___ ہم نے مختلف قبائلی شادیوں میں بارات کی آمد پر خوشی کے اظہار کے لئے ہوائی فائرنگ کے نتیجے میں غلطی سے بارات کے مہمانوں کی موت،محلے میں چھتوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی موت کے ذمہ داروں کو جس طرح پشیمان دیکھا اسے بیان نہیں کیا جا سکتا مگر مشال کو مارنے والے غازی نفس مطمئنہ کی دولت سے سرشار تھے۔

آدمی غلطی سے بھی قتل کر دے تو اسے احساس گناہ ہوتا ہے ___ یہ بات قرآن کی نص سے ثابت ہے

وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَلَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی قَالَ یٰمُوْسٰی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ۔فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

[۲۸،۱۵،۱٦،۲۰،۲۱] لیکن مجاہد،اور اسلامی علمیت میں شاتم رسول کو قتل کرنے والا غازی کبھی ___ اس عمل پر شرمندگی محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہ صرف غازی نہیں مجاہد بھی ہیں۔اس نے ناپاک شخص کو قتل کیا ہے جو اللہ پاک کے پیغمبر پاک ﷺ کی ذات مبارکہ پر حملہ آور تھا۔جس پر اللہ تعالیٰ خود درود بھیجتے ہیں اور مجاہد کا مرتبہ یہ ہے کہ اسے جب جنت میں داخل کر دیا جائے گا تب بھی وہ جنت کی نعمتوں پر راضی نہ ہوگا اور اس کی خواہش ہوگی کہ وہ دوبارہ دنیا میں جائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اسی طرح اللہ کی راہ میں شہید ہو پھر جہاد کرے پھر شہید ہو ___ شاتم رسول کا غازی بھی اسی درجے کا مجاہد ہے۔

مسلم کی حدیث ہے وما انتقم رسول الله لنفسه (مسلم) رسول خدا نے کبھی اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیا۔اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی نے شتم رسول پر کفار،مشرکین،مسلمان کے قتل کا اور شاتم رسول کے خون کو هدر کرنے کا جو حکم ہے اس کا تعلق آپ کے منصب رسالت سے ہے لہٰذ آپ کی ذات اور آپ کی رسالت لازم وملزوم قرار دئے گئے،صرف رسالت نہیں بلکہ ختم رسالت کا مرتبہ بھی صرف اور صرف آپ ﷺ کی ذات کو عطا کیا گیا،عطا نہیں کیا گیا بلکہ آپ ﷺ کی ذات پر یہ منصب بھی ختم کر دیا گیا،نبوت کے ساتھ نبوت کی حقیقت بھی ختم کر دی گئی اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ذات محمد ﷺ ہیں،آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول بھی ہیں اور آپ ﷺ کا مرتبہ یہ ہے کہ آپ اللہ کے آخری رسول بھی ہیں اور آپ ﷺ کی سب سے بڑی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں یہ مقام و مرتبہ کسی کو حاصل نہیں،آپ ﷺ کی مدحت یہ امت ہی نہیں کر رہی اللہ رب العزت بھی فرما رہے ہیں لہٰذا ذات رسالت مآب ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اب قیامت تک تمام انسانی گروہوں کے لئے واحد،مستند اور معتبر ماخذ دین ہے۔آپ ﷺ ایسی ہستی اور ایسے ماخذ دین کی توہین کسی صورت میں برداشت نہیں کی جاسکتی۔آپ ﷺ اس زمین پر خدا کی حجت اور اللہ کی آیت ہیں،منصب رسالت کی توہین ذات رسالت کی بھی توہین ہے اس توہین کا بدلہ لینے کا حکم اللہ نے دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ،جناب رسالت مآب ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔جس ذات پر اللہ خود درود وسلام بھیجتے ہیں اس ذات ﷺ کی توہین اللہ کی ہی توہین ہے۔

<u>مشال کے قاتلوں نے قانون ہاتھ میں لیا؟ غلط دلیل</u>

عہد رسالت میں صحابہ نے عدالت کے بغیر قتل کیا یا نہیں؟

اسلامی شریعت میں شاتم رسول اسی لئے قتل کیا جاتا ہے کہ اس نے خدا کے محبوب کی توہین کر کے خدا کو ناراض کیا ہے یہ قتل خدا کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے،یہ نفس کے مطالبے اور تقاضے کا قتل نہیں ہے،یہ حب رسول کے پاکیزہ جذبے اور عشق کے تقاضے پر ہوا ہے اور عشق کو سب پر برتری حاصل ہے۔یہ قتل عدالت بھی کرتی ہے لیکن اگر کوئی شخص عشق رسول سے مغلوب ہو کر شاتم کو عدالت کے بغیر قتل کر دے تو اسلامی شریعت،رسالت مآب ﷺ کی سنت،اور خیر القرون سے خلافت عثمانیہ تک امت کی اجماعی روایت،ایسے کسی قتل کو انارکی،قانون ہاتھ میں لینا،دہشت گردی نہیں کہتی،غازی کو معاف کر دیتی ہے۔اسلامی شریعت،علمیت نے شاتم کو موقع واردات پر قتل کرنے کا نہ حکم دیا نہ اکسایا،نہ ورغلایا لیکن اگر کسی نے عشق رسول کے تحت ایسا کر دیا تو اس کی کوئی سزا نہیں دی گئی۔مسئلہ صرف یہ ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے بہت سے علماء بھی ڈر رہے ہیں۔

لہٰذا یہ اعتراض یا____ سوال کہ قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے،ایک بچگانہ سوال ہے اس سوال کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ سیکولر قانون شریعت پر بالادست ہے۔سوال یہ ہے کہ مشال جیسے واقعے میں ذات رسالت مآب ﷺ کا کیا حکم ہے اور کیا عمل ہے؟ کیونکہ ہمارے آقا ﷺ کا کہنا اور کرنا بھی دلیل قطعی ہے۔قانون،عدالت،ریاست،حکومت کی بالادستی کی بات کرنے والے تمام جدیدیت پسند

علماء اور متجد دین صرف یہ بتائیں کہ مدینۃ النبی میں کیا اسلامی حکومت، امارت، عدالت، نظام عدل موجود تھا یا نہیں؟___ اس عہد میں عدل اپنے نقطۂ عروج پر تھا لیکن اتنی عادلانہ حکومت ہونے کے باوجود کئی صحابہ کرام نے توہین کے مجرم کو عدالت، قانون، ریاست کے سپرد کرنے کے بجائے خود ہی قتل کر دیا اور صرف اس کی اطلاع ذات رسالت مآب ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے مقتول کے خون کو هدر قرار دیا۔ اس سنت اور اجماع امت کا کیا مطلب ہے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لیکر ۱۹۲۴ میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے تک امت کا اجماع یہی ہے کہ شاتم کے قاتل غازی کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ حالانکہ یہ قتل عدالت، حکومت، امارت، قاضی کی موجودگی میں کیا گیا ہے لیکن کسی امارت اور قاضی اور مقنّنہ نے اسے Extra Judicial Killing قرار نہیں دیا، اسے لاقانونیت نہیں کہا، آج کے مفتی اس بارے میں یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ کہ مشال کا قتل غیر قانونی ہے، قتل کی نیت، مقصد درست تھا مگر طریقہ کار غلط تھا، رسالت مآب ﷺ نے تو اپنی سنت سے خود ثابت کر دیا کہ غازی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیا اب مغرب کو خوش کرنے کے لئے سنت کا انکار بھی ہوگا؟ یا خوف کے مارے کہہ دیا جائے گا کہ عصر حاضر میں شریعت پر عمل ممکن نہیں___ زمانہ بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں؟

مشال کے قتل میں گرفتار کیے گئے ایک غازی وجاہت اللہ نے جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے ۱۸ اپریل کو بیان دیا اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مشال کے خلاف توہین رسالت کے الزامات تھے، ماس کمیونیکیشن ڈپارٹمنٹ کے صدر شعبہ نے ۱۳ اپریل کو ان الزامات کے سلسلے میں اجلاس طلب کیا تھا اس میں وجاہت اللہ کو گواہی اور بیان کے لئے بلایا گیا تھا اور اس نے گواہی دی کہ مشال اور اسکے ساتھی توہین رسالت کا کام مسلسل کر رہے ہیں[Dawn 19-4-2017 / جنگ کراچی ۱۹/اپریل ۲۰۱۷ء اور تمام قومی اخبارات]

'In a statement made on monday in the presence of a Judicial Magistrate Wajahatullah a student suspected to be involved in the lynching — said that on the fateful day he was called to the office of his department's chairman where a meeting had been convened to decide about the allegations of blasphemy levelled at Mashal.

He told the meeting that he had personally heard Mashal, Abdullah and Zubair talking against Islam and the Holy Prophet (peace be upon him). Another student, Faheem Alam, verified the statement.

Wajahat alleged that while most people attending the meeting were calm, the security in-charge of the university, Bilal Bakhsh, reached there and warned that anyone taking the side of Mashal and his friends would be dealt with "an iron hand".
According to him, Bilal said he would kill Mashal. "After this, the people att-ending the meeting turned into a violent mob that rushed towards the hostel where Mashal was," he added.[Dawn, 19th April-2017]

حیرت ہے کہ JIT کو یہ بیان بھی نظر نہیں آیا۔ بلال بخش کا کوئی انٹرویو آج تک نشر نہیں کیا گیا۔ عارف مردانی کے بارے میں میڈیا اور اخبارات بالکل خاموش ہیں۔ آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ یہ سب مشال پر توہین رسالت کے الزامات کے مدعی ہیں ان کے بیانات نشر

کرنے سے مشال کی ہمدردی میں کمی ہوگی۔علماء بحیثیت مجموعی ان غازیوں کا فوراً نفسیاتی سہارا نہیں بنے _____ اگر علماء فوراً ان کے ساتھ کھڑے ہو جاتے تو صورت حال کچھ اور ہوتی مگر تمام لبرل، سیکولر میڈیا ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر مشال جیسے شاتم رسول کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔عالم اسلام، عالم کفر، میڈیا کے ایمان کا اپنے ایمان سے موازنہ کر لے۔

<u>مردان کا کوئی وکیل مشال کا مقدمہ لڑنے کے لئے تیار نہیں</u>

مردان کے تمام لوگ مشال کے دشمن اور غازیوں کے حامی ہیں

مشال خان اور توہین رسالت لازم وملزوم نظر آتے ہیں۔اس کا تازہ ثبوت پشاور ہائیکورٹ میں مشال کے والد کی جانب سے عبد الطیف آفریدی کی دائر کردہ درخواست ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مردان شہر کے تمام وکلاء نے مشال کا مقدمہ لڑنے سے انکار کر دیا ہے۔قاتلوں کے حامیوں پرستاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

مشال کے چہلم کے دن مردان میں موسیقی کا پروگرام منعقد کرنے کی کوشش کی گئی،متحدہ دینی محاذ مشال کے قاتلوں کو غازی کا خطاب دے کر قاتلوں کی سرپرستی کر رہا ہے۔مشال کو قتل کرنے والے غازیوں کے حامیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔مقدمے کے گواہ ہاسٹل وارڈن علی نواز کی موٹر سائیکل کو ٹکر مار کر گواہ کو شدید زخمی کر دیا گیا ہے۔سوال یہ ہے کہ مشال تو صوفی تھا، عاشق رسول تھا، بدعنوانی کے خلاف عظیم جہاد کر رہا تھا تو اس صوفی اور مجاہد کے ساتھ بستی کے لوگ کیوں نہیں ہیں؟ لوگ اس کے حامی کیوں نہیں ہیں؟ سارے لوگ قاتلوں کے حمایتی کیوں ہیں؟ ڈان کی رپورٹ پڑھیے:

The petitioner said most of the accused belonged to Mardan and the prevaling atmosphere in the district was not congenial to outsiders.

The lawyers of Mardan have refused to repressent Mashal, he claimed. Mashal's father insisted that on his son's Chehlum in Swabi, the accused wanted to hold a musical programme in Mardan and therefore, under such circumstances, the trial in Mardan couldn't proceed fairly and freely.

Mishal's father said those behind Mashal's killing had many sympathisers, including the Muttahida Deeni Mahaz, a group of clerics, who declared his son's killers ghazis.

He said hostel warden of the university Ali Nawaz was targeted by such people as he was a key witness in the lynching case. "Ali Nawaz was called to the university over the telephone and while he was on the way to the campus, his motorcycle was hit by a car causing seriously injuries to him. Ironically, nobody took notice of the serious incident."

(Dawn June 11, 2017)

مشال قتل کیس کے مرکزی ملزم عمران نے جن کے پستول کی دو گولیوں سے مشال کی موت واقع ہوئی جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا کہ مشال سے میری دوستی تھی وہ خدا اور رسول کو برا بھلا کہتا تھا، میں نے اس سے دوستی ختم کر دی تھی۔واقعہ والے دن مجھے پتہ

چلا تو میں نے اسے گولی ماردی مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں۔ اگر میرا باپ بھی رسالت مآب ﷺ کو گالی دیتا (نعوذ باللہ) تو میں اسے بھی قتل کر دیتا (قومی اخبار جمعہ ۲۸ اپریل ۲۰۱۷)

سوال یہ ہے کہ اگر مشال بے گناہ ہے اس نے توہین رسالت نہیں کی تو مردان کے تمام لوگ غازیوں کے ساتھ کیوں ہیں؟ مردان کے تمام وکلاء نے مشال کا مقدمہ لڑنے سے کیوں انکار کیا تمام دینی جماعتیں مشال کی شدید مخالف کیوں ہیں؟

اس سے بھی بڑا سوال یہ ہے کہ میڈیا نے یہ خبریں کیوں نشر نہیں کیں صرف اس لیے کہ ان تمام خبروں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مشال توہین رسالت کا مجرم تھا لہٰذا پورا مردان اس سے واقف ہے کوئی اس کی عزت کرنے پر تیار نہیں میڈیا جھوٹ بول رہا ہے کہ مشال نے توہین رسالت نہیں کی۔

سوال: JIT رپورٹ نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یونیورسٹی کی سر سے پیر تک بدعنوانیوں میں ملوث انتظامیہ، انتظامی افسران اور پروفیسروں نے ___ مشال کی جانب سے بدعنوانیوں کو بے نقاب کرنے والی مہم کو سبوتاژ کرنے کے لئے توہین رسالت کے حساس مذہبی مسئلے کو ایک آڑ بنایا اس مسئلے کی آڑ میں تین ہزار طلباء کے جذبات کو مشتعل کیا، اس اشتعال کے ذریعے بدعنوانی کے مجرم کو مذہب کے نام پر قتل کرادیا اور اس قتل کا رخ بدعنوانی کے بجائے صرف اور صرف ایک مذہبی مسئلہ رہ گیا۔ کیا یہ تاثر ٹھیک ہے؟

جواب: ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اگر واقعتاً ایسا ہے کہ بدعنوانیوں کی بے شمار داستانیں ہیں تو عمار ناصر صاحب، وسعت اللہ خان صاحب اور اوریا مقبول جان صاحب ابھی تک ان میں سے کوئی داستان ٹی وی پر پیش کیوں نہیں کر سکے؟ بدعنوانی کا مرض تو پاکستان میں عام ہے، ہم نے لکھا تھا کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے دو ججوں نے عدالت میں بدعنوانیاں کیں اس پر اسلام آباد ہائی کورٹ بار نے احتجاج کیا، ایک جج نے اپنے بھائی کو غیر قانونی ترقی، ملازمت دلا دی، دوسرے جج جو چیف جسٹس تھے ترقی پا کر سپریم کورٹ چلے گئے ___ جب بدعنوانیوں، غیر قانونی تقرریوں کا معاملہ بہت اچھالا گیا تو سپریم کورٹ کے جج صاحب نے استعفیٰ دے دیا ___ اس پر معاملہ ختم ہو گیا ___ جب بدعنوانی اعلیٰ عدالتوں تک میں کھلے عام ہو رہی ہے تو صرف مردان یونیورسٹی کوئی بہت بڑا مسئلہ نہیں ہے ___ مگر آج تک میڈیا، اخبارات، کوئی NGO کسی اسکینڈل کو سامنے نہیں لا رہی وہ صرف توہین رسالت کے قانون پر بار بار حملے کر رہے ہیں۔ آخر کیوں؟ اصل مقصد کرپشن کا خاتمہ نہیں، توہین رسالت کے قانون کا خاتمہ ہے اس کے لئے آڑ لی جا رہی ہے مردان کے واقعے کے ذریعے ___ تاثر دیا جا رہا ہے کہ توہین رسالت کا مسئلہ اتنا حساس ہے کہ کوئی بھی لوگوں کو بہکا کر، پھسلا کر یہ فعل کرا سکتا ہے، مردان یونیورسٹی کے پروفیسروں نے یہی کھیل کیا؟ پہلا سوال یہ ہے کہ کھیل کرنے والا کوئی پروفیسر آج تک گرفتار یا معطل کیوں نہیں ہوا؟ کرپشن کا کوئی کیس آج تک نیب نے کیوں نہیں پکڑا؟ ___ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ قانون ختم کر دیا جائے تو کیا اسکے خاتمے سے توہین رسالت کے مسئلے کی حساسیت بھی ختم ہو جائے گی ___ قانون نے تو آج تک کسی ایک توہین کے مجرم کو سزا ہی نہیں دی ___ یہ قانون اتنا بے حس ہے کہ اس کے تحت ایس ایس پی کی اجازت کے بغیر، کسی توہین کے مجرم کے خلاف FIR تک درج نہیں ہو سکتی۔ مفتی منیب الرحمٰن صاحب جو تمام مکاتب فکر کے علماء کے

نمائندہ ہیں،صدرالعلماء ہیں انہوں نے اپنے ایک کالم میں لکھا کہ ـــــ آج تک توھین رسالت کے کسی مجرم کی FIRاس وقت تک نھیں کاٹی گئی جب تک ایک ھجوم نے تھانے پر حملہ نھیں کیا یعنی ریاست خود لوگوں کو تشدد کی دعوت دے رہی ہے،ان کو تشدد پر مجبور کر رہی ہے اور اسکے بعد نہایت سادگی سے یہ کہہ رہی ہے کہ لوگ اتنے متشدد کیوں ہیں؟ یہ توہین رسالت کے جرم کی اطلاع پر اتنے پاگل کیوں ہو جاتے ہیں؟ تو اگر توہین کا قانون ہی ختم کر دیا جائے تو عشق رسالت تو قانون کے ختم ہونے سے ختم نہیں ہو جائے گا۔مفتی عمیر کی تحقیق کے مطابق عشق رسالت کا جذبہ بے قابو ھو کر متشدد تحریک بن سکتا ھے،انکے تجزیے سے ہمیں اتفاق ہے،اگر کوئی عشق رسالت کے حساس مسئلے کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرے جس کا امکان بہت کم ہے تب بھی یہ امکان تو ہمیشہ باقی رہے گا ـــــ لیکن کیا محض امکان کی بنیاد پر لوگ عشق کی روایت ترک کر دیں۔پاکستان میں ہر سال ہزاروں قتل اور اقدام قتل کے جھوٹے مقدمے تھانوں میں اور عدالتوں میں درج ہوتے ہیں بس آپ دو جھوٹے گواہ پیش کر کے کسی بھی شخص کو گرفتار کرا سکتے ہیں۔اس سلسلے میں ایف آئی آر کے اندارج کے لئے ایس ایس پی کی اجازت درکار نہیں ہوتی بس سادہ سی درخواست اور دو جھوٹے گواہ کھڑے کیجئے اور اپنے کسی بھی مخالف کو گرفتار کرا دیجئے۔پاکستان میں گواہ صرف دو سو روپے میں مل جاتا ہے۔رینجرز نے کراچی میں ایک قاتل کو پکڑا تو اس نے بیان دیا کہ میں دو ہزار روپے لے کر ایک بندہ قتل کرتا ہوں جس ملک میں قانون کی یہ صورت حال ہو وہاں سارا غصہ صرف توہین رسالت کے قانون پر ہے ـــــ قتل اور اقدام قتل کے قانون پر کسی کو کوئی غصہ نہیں آخر کیوں؟

عشق رسالت کا اس وقت سب سے بڑا ماخذ نعتیہ شاعری ہے،لوگ علماء کے فتوے،تقریریں نہ پڑھتے ہیں نہ سنتے ہیں وہ نعتیں سنتے ہیں،ان نعتوں نے عشق رسالت کی آبیاری،بیداری میں مرکزی کردار ادا کیا ہے،نعتیہ اشعار نے لوگوں کے لہو میں عشق رسالت کا شعلہ دائمی طور پر روشن کیا ہے ـــــ آپ اسے قانون سے،JIT رپورٹ سے اور پروپیگنڈے سے ختم نہیں کر سکتے۔حکومت ان نعتوں پر پابندی بھی عائد نہیں کر سکتی۔ہم نے گزشتہ دو ماہ میں چھ سو سے زیادہ نعتیں سن کر ان کا تجزیہ کیا تو معلوم ہوا کہ ہر لفظ اور ہر شعر عشق کی جس خوشبو سے روشن ہے اس روشنی کو قانون کی طاقت سے بجھانا محال ہے۔اس نعتیہ روایت کو عام کرنے والے علماء اور نعتیہ محافل کا جال بچھانے والے لوگ بھی اب اس روایت کا انکار کر کے اس سے انحراف نہیں کر سکتے۔عشق رسالت کا مسئلہ ہمارے ایک لبرل دوست کے خیال میں اب ریاست،حکومت،عدالت کے ہاتھوں جہاد کی طرح نکل گیا ہے۔

مفتی منیب الرحمان صاحب،مفتی نعیم صاحب جیسے لوگ بار بار جدید سیکولر قانون اور عدالت کا حوالہ دے رہے ہیں اور مثال واقعے کو لاقانونیت کہہ رہے ہیں۔ہمارا سوال اجماع امت اور سنت رسول کے تناظر میں صرف یہ ہے کہ جب رسالت مآب ﷺ موجود تھے ،عدالت،ریاست،حکومت قائم تھی اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق سے لیکر خلافت عثمانیہ تک امارت اور عدالت قائم رہی تب بھی شاتم کو قتل کرنے والے کو قصاص میں کبھی قتل نہیں کیا گیا تو کیوں؟ کیا یہ قانون ہاتھ میں لینے کا عمل تھا یا نہیں؟ ان علماء کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ صاف صاف ہمیں بتا دیں کہ سنت رسول اور اجماع امت سے یہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں کہ کوئی عاشق رسول،غازی قانون ہاتھ میں لے لے

تب بھی اس پر قانون، قصاص، سزا کا اطلاق نہیں ہوگا؟ سیدھی بات کریں، گھمانے، پھرانے کی ضرورت نہیں۔ اجماع کا انکار، سنت کا انکار، دین کا انکار ہے وہ بتادیں کہ ہماری رائے اجماع اور سنت رسول کے خلاف ہے تو ہم رجوع کر لیں گے۔ دین کا یہ تصور ہم نے علماء اور مدارس سے سیکھا ہے اگر وہ اس تصور سے رجوع کر رہے ہیں تو ہمیں اطلاع دے دیں اور اگر اجماع پر قائم ہیں تو پھر اجماع کا اعلان عام کریں۔

توہین رسالت میں کمی کا طریقہ اس قانون کا خاتمہ ہے: لبرلز

شراب پر پابندی ختم کر دیں شراب نوشی ختم ہو جائے گی

توہین کی مجرم آسیہ محفوظ ہے، عاشق رسول ممتاز قادری غیر محفوظ ــــ انہیں پھانسی کی سزا ہوگئی ــــ توہین رسالت کے نام پر کئی بلاگرز گرفتار ہوئے مگر سب عزت کے ساتھ رہا ہو گئے یعنی مسئلہ توہین رسالت نہیں ہے کچھ اور ہے۔ ریاست اس بات پر بھی کوئی توجہ نہیں کر رہی کہ توہین رسالت کے واقعات میں مسلسل اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟ ۱۸۲۵ سے لیکر ۱۹۸۷ تک توہین رسالت کے صرف سات مقدمات درج ہوئے، وہ بھی کفار، غیر مسلموں کے خلاف اور ۱۹۸۵ میں ضیاء الحق کی فوجی حکومت کے تحت توہین رسالت کا قانون بننے کے بعد ۱۹۸۵ سے لیکر ۲۰۰۴ تک توہین رسالت کے پانچ ہزار مقدمات درج ہوئے اور وہ بھی مسلمانوں کے خلاف ــــ منطقی نقطہ نظر سے اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ توہین رسالت کا جب باقاعدہ قانون بنا دیا گیا تو توہین کے واقعات میں اضافہ ہوا ــــ جب تک باقاعدہ قانون نہیں تھا، ضیاء الحق کی حکومت سے پہلے ایسا کوئی ضابطہ نہیں تھا تب تک توہین رسالت کے واقعات بہت کم ہوئے تھے ــــ قانون جب بھی آتا ہے تو لوگوں میں قانون شکنی کا جذبہ پیدا کرتا ہے لہذا قانون ختم کر دیں تو توہین ختم ہو جائے گی۔ یہ نقطہ نظر عاصمہ جہانگیر کا ہے جس نے اپنے انٹرویو میں کہا کہ مجھے تو آج تک فیس بک پر توہین رسالت کا کوئی لوازمہ (Material) نظر ہی نہیں آیا۔ پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مسلمان رسول کی توہین کرے ــــ اس سادہ لوحی کے ذریعے عاصمہ جہانگیر اصلاً یہ بتارہی ہیں کہ جس چیز کو تم توہین رسالت کہہ رہے ہو ــــ وہ توہین نہیں ــــ وہ جدیدیت، دستوریت اور آئین اور انسانی حقوق کے منشور کی روشنی میں صرف اور صرف تنقید (Critique) ہے ــــ تم تنقید کو توہین (Blasphemy) کہہ رہے ہو ــــ یہ غلط ہے ــــ تنقید تو کسی زندہ معاشرے کی زندگی کی علامت ہے، تنقید سے تو شعور میں اضافہ ہوتا ہے، تنقید شعور کی بہتری کے عمل کو فروغ دیتی ہے اور تم لوگ بلاوجہ تنقید کے دائرے کو توہین کے دائرے میں ملا رہے ہو۔ جہاں تک رہ گیا اس احمقانہ اعتراض کا تعلق کہ توہین کے واقعات میں اضافہ کا سبب قانون کا ہونا ہے جس کے باعث قانون شکنی کا رویہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قتل اور اقدام قتل کا قانون بھی ختم کر دیا جائے اور کسی کے خلاف ایف آئی آر درج ہی نہیں کی جائے، پاکستان میں قتل کی تمام وارداتیں ختم ہو جائیں گی کیونکہ اس کا سبب قانون شکنی کے رویے کا پیدا ہونا ہے جو قانون کی وجہ سے ہی پیدا ہو رہا ہے۔ یہ احمقانہ دلیل ڈان کے کالم نگار فاروق ندیم پراچہ کی دلیل کی طرح ہے جو انہوں نے شراب کی حمایت میں لکھے گئے کالم میں پیش کی کہ جب سے شراب پر پابندی لگائی گئی ہے شراب پینے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے، جب

پابندی نہیں تھی تو شراب پینے والوں کی تعدا بہت کم تھی لہذا شراب پر پابندی کا قانون ہی ختم کر دیا جائے تا کہ کم لوگ شراب پئیں ___ ان جاہلوں سے کوئی یہ پوچھے کہ پاکستان میں نماز کی پابندی نہ کرنے والوں کے لئے کوئی سزا نہیں ہے حالانکہ غامدی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ریاست نماز اور زکوۃ کیلئے لوگوں پر تشدد، ظلم، جبر کر سکتی ہے لیکن پاکستان میں نماز پڑھنے والوں کے لئے کوئی قانون، کوئی سزا نہ ہونے کے باوجود لوگ نماز نہیں پڑھتے، صرف تین فیصد پاکستانی پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں لہذا لبرل کی منطق کے تحت اگر نماز نہ پڑھنے کا قانون بنا دیا جائے نماز پر پابندی لگا دی جائے تو کیا لوگ کثرت سے نماز پڑھیں گے؟ کیونکہ لوگ قانون شکنی کرتے ہیں۔ شراب اس لیے پیتے ہیں کہ شراب پر پابندی کا قانون ہے لبرل مفکرین کی بھی عقلی منطقی دلیلیں غامدی صاحب کی دلیلوں کی طرح بچکانہ ہی ہوتی ہیں۔

توہین رسالت کے واقعات میں اضافے کا سبب آزادی کے عقیدے کی تعلیم ہے

توہین رسالت کے مجرموں کی تعداد میں مسلسل اضافے کا سبب یہ ہے کہ پاکستان کے سیکولر تعلیمی اداروں میں سائنس اور سوشل سائنس، آزادی کا عقیدہ اور انسانی حقوق کا منشور پڑھایا جا رہا ہے اس کی کوئی اسلامی تنقید نہیں پڑھائی جا رہی۔ متجدد علماء نے ان سب مباحث کی اسلامی کاری بھی کر دی۔

میڈیا آزادی کے عقیدے کو عام کر رہا ہے رمضان ٹرانسمیشن کے تمام پروگراموں میں مذہب کو استعمال کر کے آزادی کا عقیدہ عام کیا جا رہا ہے مخلوط محفل، عبادت کے وقت نفس کی عبادت، آوارگی، چھچھور پن، غلاظت، اختلاط، مرد عورتوں کی پکڑ دھکڑ، بدتمیزی، عریانی، فحاشی سب کچھ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے اور سب کچھ گوارا ہے اگر اسلام اتنا آزاد خیال ہے تو آزادی کا کفر اسلام ہی پھیلا رہا ہے وہ لڑکے اور لڑکیاں جو رمضان نشریات میں جید علماء کی سرپرستی میں آزادی کے عقیدے کی مذہبی تعبیریں دیکھ رہی ہیں وہ جلد مذہب سے بھی آزاد ہو جائیں گی مغرب میں یہی کام وہاں کے مذہبی پروگراموں، ٹاک شو نے کیا تھا صدر بُش کے مشیر فرید زکریا کی کتاب The Future of Freedom میں امریکا سے متعلق باب میں جمی سواگرٹ وغیرہ کا حال پڑھ لیجئے تمام مذہبی پروگرام لوگوں کو آزادی کے باطل مغربی عقیدے کی اسلامی تعبیر سکھا رہے ہیں اور مذہب کو ہر طرح کی پابندیوں سے آزاد کرنے کا پیغام دے رہے ہیں۔ بڑے بڑے علماء نہایت بے شرمی کے ساتھ عبادت کے اوقات میں فحاشی، عریانی کے ہوتے ہوئے مخلوط محفل میں دینی مسائل بیان کر رہے ہیں۔

ایک لڑکی سینکڑوں لوگوں اور کروڑوں ناظرین کے سامنے T.V کے مفتی سے بے شرمی سے سوال پوچھتی ہے کہ میرے اندرونی کپڑے پر ایک ماہواری کا باریک خون کا دھبہ لگا ہے نماز ہو گی یا نہیں اور مفتی صاحب بے شرمی سے اس کا جواب دیتے ہیں انھوں نے یہ نہیں کہا کہ بی بی اپنے باطنی کپڑوں کی حالت عوام کو نہ بتائیے اپنی امی، خالہ، ساس، پھوپھی سے مسئلہ پوچھئے یا کسی مرد کو بھیجئے اس کو بتا دوں گا اسلامی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک لڑکی اتنی بے شرمی، بے عزتی، ڈھٹائی سے کروڑوں لوگوں کے سامنے مسئلہ پوچھے اور مفتی اتنی بے شرمی سے اس کا جواب بھی دے یہ آزادی کا عذاب ہے جو اسلامی پروگراموں کے ذریعے رمضان جیسے مقدس مہینے میں اسلام پر نازل ہو رہا ہے اور تمام علماء چپ ہیں کوئی میڈیا کے خلاف کچھ بولنے پر تیار نہیں۔

۱۹۷۳ کے بعد ریاست نے منشور انسانی حقوق کو ایک مذہب کے طور پر قبول کر کے اسکی ترویج واشاعت کی لہذا اس منشور میں مضمر کفر، باطل کا نتیجہ اب نکل رہا ہے لہذا جب تک سائنس، سوشل سائنس کے مضامین میں مغرب کے کفریہ عقائد کی اسلامی تنقید شامل نہیں کی جائے گی توہین رسالت کے مجرموں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوگا۔ اسکی ذمہ داری جدید سیکولر تعلیمی روایت پر عائد ہوتی ہے جس کی تنقید نہ ریاست نے کی نہ اسلامی تحریکوں نے کی نہ دینی مکاتب فکر نے کی۔ کچھ علماء نے منشور انسانی حقوق کو الٹے سیدھے طریقے سے خطبہ حجۃ الوداع سے ثابت کر کے اس کی اسلام کاری کر دی۔ ایسے نادان، علماء میں زاہد الراشدی صاحب سر فہرست ہیں جو مغربی فلسفے سے واقف نہیں، انگریزی پر بھی عبور نہیں رکھتے حالانکہ امام غزالی نے یونانی زبان سیکھے بغیر یونانی فلسفہ پڑھ لیا تھا، حضرت نے ہمارے عمر حمید ہاشمی کے نام خط میں خود تحریری اعتراف کیا تھا کہ وہ فلسفے کے میدان کے کھلاڑی نہیں۔ دعوت کے آدمی ہیں انہوں نے مغربی فلسفے پر محاضرات سے خطاب کی دعوت اس لئے مسترد کر دی تھی مگر اس اعتراف کے باوجود حضرت والا فلسفے پر غلط سلط لکھتے رہتے ہیں۔ آزادی کا عقیدہ اصل فتنہ ہے اس کا علمی، عملی رد ضروری ہے علماء اس طرف متوجہ ہوں۔

مشال واقعے سے متعلق ___ تازہ تازہ ایک نقطہ نظر یہ بھی ہے کہ اگر کرپشن ہوئی تھی تو ہوئی ہوگی لیکن مارنے والوں نے تو توہین رسالت کے الزام کی وجہ سے ہی مارا ہے لہذا ان بچوں کو تو رہا کر دینا چاہیے یہ نقطہ نظر بھی خطرناک ہے۔ اس نقطہ نظر میں نہایت سادہ لوحی سے یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مشال کے قتل کا اصل سبب توہین رسالت نہیں اصل سبب یونیورسٹی انتظامیہ کا کرپشن، ان کی سیاست اور سازش ہے اور طلباء اس سیاست، سازش کا حصہ بن کر مشال کے قتل کے مرتکب ہوئے۔ JIT رپورٹ کا خلاصہ بھی یہی ہے، اس سے توہین رسالت کے مخالفین کا مقدمہ ہی مضبوط ہوگا اور وہ کہیں گے کہ دیکھئے یہ قانون خطرناک ہے اس کی آڑ میں کوئی بھی کسی پر الزام لگا کر پروپیگنڈہ کر کے اسے قتل کروا سکتا ہے لہذا مردان یونیورسٹی کے واقعے میں اس طرح کی کوئی توجیہ اسلام کے مقدمے کو کمزور کرے گی اور لبرل، سیکولر ایجنڈے کو مضبوط کرے گی۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس باطل نقطہ نظر کی تردید کریں اور ثابت کریں کہ اس قتل کا اصل سبب صرف توہین رسالت ہے۔

<u>کیا مردان کے سب لوگ صوفی احمد جاوید کے مطابق درندے ہیں؟</u>

مردان یونیورسٹی کا واقعہ کرپشن کا واقعہ نہیں ہے، یہ خالص توہین رسالت کا واقعہ ہے اس کے بارے میں اتنی شہادتیں جمع ہو چکی ہیں کہ کوئی اندھا ہی اس کا انکار کر سکتا ہے۔ مشال کے والد نے سپریم کورٹ میں جو بیانات دئے، سپریم کورٹ کے باہر صحافیوں کو جو بیانات دئے ___ پشاور ہائی کورٹ میں مقدمے کو مردان سے باہر منتقل کرنے کے لئے جو رٹ پٹیشن دائر کی اسکے تمام متون کو پڑھ لیجئے ان سے واضح ہے کہ وہ خوف کا شکار ہیں، خوف زدہ ہیں، اگر تمہارا بیٹا ہیرو ہے، کرپشن کے خلاف جہاد کا مجاہد ہے تو مردان کے سب لوگ اس کے دشمن کیوں ہیں ___ قاتلوں کے حامیوں کی تعداد اتنی زیادہ کیوں ہے؟ کیا مردان کا، صوبہ خیبر پختونخواہ کا پورا معاشرہ اتنا بے حمیت ہے کہ ایک مجاہد، ہیرو کے باپ اور خاندان کی حمایت کرنے کے بجائے قاتلوں، خونی دہشت گردوں اور صوفی احمد جاوید کے الفاظ میں درندوں کی

حمایت کررہاہے؟اگر پورامعاشرہ،صوبہ خیبر پختونخواہ،مردان،قاتلوں،درندوں،وحشیوں کا محافظ،حامی،مددگار رہے تو اب کیا ہوسکتا ہے؟معاشرہ کی اصلاح کے بغیر تو کچھ نہیں ہوسکتا۔

مشال کے والد نے سپریم کورٹ کو بتایا کہ ان کی بیٹیوں کو تعلیم کے لئے جاتے ہوئے ڈر لگ رہاہے،انکی جان خطرے میں ہے ۔سپریم کورٹ نے اس پر کہا کہ کیا انہیں اسلام آباد تعلیم کے لئے منتقل کردیا جائے مگر سوال یہ ہے کہ اس کے اخراجات کا کیا ہوگا؟ سپریم کورٹ نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ کرپشن کے خلاف جہاد کرنے والے اتنے عظیم مجاہد ___ اور سلیم صافی کی تحقیق کے مطابق اس صدی کے سب سے عظیم صوفی کے گھر والوں کی زندگی کیوں خطرے میں ہے؟ان کے بھائی،بیٹے نے تو کرپشن کے خلاف جہاد کیا تھا،توہین تو اس نے کی ہی نہیں تھی،جاوید غامدی کے شاگرد سلیم صافی نے تو اپنے پروگرام جرگہ میں اسے صوفی ثابت کیا تھا،صوفی کا باپ اور صوفی کی بہن کیوں خوف زدہ ہیں؟ سپریم کورٹ نے ان سوالات پر غور کرنے کی زحمت ہی نہیں کی اس کے لئے وہ JIT قائم کرتی تو معلوم ہوجاتا کہ خوف توہین رسالت کا ہی ہے۔ ___ مشال نے توہین کی اب خطرہ یہ ہے کہ اسکا ردعمل کچھ اور نہ ہو ___ یہ خوف توہین رسالت سے وابستہ جرم کا خوف ہے،سب جانتے ہیں کہ اصل مسئلہ کرپشن کا نہیں ہے توہین رسالت کا ہے۔

مشال کے باپ نے پشاور ہائیکورٹ میں بیان دیا کہ مردان کا کوئی ایک وکیل مشال کے قتل کا مقدمہ لڑنے کے لئے تیار نہیں ___ مردان میں قاتلوں کے حامی بے شمار ہیں ___ لہذا مقدمہ مردان سے منتقل کیا جائے۔آخر تمام وکیل مشال کے مخالف کیوں ہیں؟ کیا مردان کا کوئی وکیل کرپشن کے خلاف نہیں،سارے وکیل کرپٹ ہیں،سارے وکیل لاقانونیت کے وکیل ہیں اور دہشت گردوں،قاتلوں کی حمایت کررہے ہیں،کوئی وکیل قانون کی،آئین کی بالادستی کا قائل نہیں،کوئی وکیل مشال کے ظالمانہ قتل کے دفاع کے لئے آگے آنے پر تیار نہیں ___ کیا مردان کے تمام وکیل ڈرپوک ہیں،ان کی جان کو درندوں سے خطرہ لاحق ہے،آخر اصل مسئلہ کیا ہے؟ یہ بات تو خود بخود واضح ہورہی ہے،اس کے لئے کسی JIT رپورٹ کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے،مردان کا واقعہ ایک اہم ترین واقعہ ہے،یہ توہین رسالت کے مسئلے پر پہلی عوامی بغاوت ہے،شاید آپ سب کو یاد ہو کہ مشال کے قتل پر چند علماء،چند لبرل اھل علم سے مکالمہ کی پہلی قسط میں ہمارے ایک لبرل دوست نے ہم سے جو کچھ کہا تھا ہم نے مکالمے میں اسکا ذکر کردیا تھا۔مکالمے کا وہ حصہ دوبارہ ملاحظہ کریں

لبرل مفکرین کا نقطۂ نظر: پاکستانی ریاست

حال ہی میں لبرل سیکولر مفکرین کے ایک حلقے میں حالاتِ حاضرہ کے لبرل تجزیات سننے کا موقع ملا تو ان سب کا مشترکہ اعتراض یہی تھا کہ جیش محمد کے مولانا مسعود اظہر کے خلاف چین نے دو مرتبہ ویٹو کیوں استعمال کیا اس کا مطلب یہی ہے کہ پاکستانی ریاست اسلام سے پیچھا چھڑانا نہیں چاہتی۔ہمیں یہ اِشارے دیئے جاتے ہیں کہ اسلام ریاست کی اولین ترجیح کسی صورت میں نہیں ہے اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور غامدی اسلام ہی ریاست کے لیے کسی درجے میں قابل قبول ہوسکتا ہے ریاست لبرل ازم کے فوائد ترقی کے لیے حاصل

کرنا چاہتی ہے۔مگر اسلام کے ذریعے اپنا دِفاع بھی لازمی سمجھتی ہے ایک مقرر کے الفاظ یہ تھے کہ پاکستانی ریاست کے لیے اسلام ایک کمبل بن چکا ہے یہ کمبل پیچھا ہی نہیں چھوڑتا۔ ریاست نے پہلے روس کے خلاف جہاد اسلامی کو کامیابی سے استعمال کیا آخر کار یہ جہاد ریاست اور علماء دونوں کے ہاتھ سے نکل گیا ریاست نے بڑی کوشش کی کہ جہاد صرف افغانستان کی سرحدوں تک محدود رہے یا زیادہ سے زیادہ یہ جہاد مقامی، علاقائی، قومی اور ہندی ہی رہے مگر ایک عالمی تصور کو مقامی علاقائی تک کیسے محدود کیا جاسکتا تھا۔ ریاست نے بلا وجہ توہین رسالت کے قانون کو اختیار کیا اور اپنے مخالفین بلاگرز کو قابو کرنے کے لیے نہایت خوبصورتی سے اس قانون کو استعمال کیا اسلام آباد ہائی کورٹ اچانک متحرک ہوگئی۔جسٹس شاہد عزیز کو اچانک سول وار کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ عامر لیاقت اچانک ایک ایک لبرل مفکر کا نام لے کر اسے توہین رسالت کا مجرم ثابت کرتے رہے جس کے نتیجے میں تمام آزاد خیال لبرل حلقوں پر موت کی تلوار لٹکا دی گئی ریاست نے اپنے خلاف لبرل عناصر کی تنقید کا منہ تو کامیابی سے بند کر دیا لیکن اس کے نتیجے میں عشق رسول کا جذبہ ـــــ پاکستانی ریاست، عدالت، اور علماء کے ہاتھ سے بھی نکل گیا ـــــ مشال خان واقعہ، سیالکوٹ میں تین عورتوں کے ہاتھوں شاتم کا قتل چترال میں عوامی بغاوت اور حب میں عوامی بغاوت ریاست کی غلطیوں کا نتیجہ ہے ریاست اسلام کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کر رہی ہے غلطی کر رہی ہے۔لبرل حضرات کے اس نقطۂ نظر میں کتنی صداقت ہے وہ فی الحال ہمارا موضوع نہیں سر دست ہم صرف ان کا نقطۂ نظر پیش کر رہے ہیں۔(چند علماء اور لبرل اہل علم سے ایک مکالمہ قسط اول ص۴،۵)

اس مکالمے میں لبرل اہل علم کے خدشے، وسوسے، اندیشے کیا غلط ہیں؟ لہذا یہ کہنا کہ اس قتل کے محرکات، اسباب، جذبات سے عوام کا یا علماء کا کوئی تعلق نہیں، علماء کا تعلق تو بس ایک خالص علمی مسئلے سے ہے کہ توہین کے مسئلے پر اگر کوئی شخص مشتعل ہو کر کسی کو قتل کر دیتا ہے تو ایسے قاتل کا کیا حکم ہے؟ ـــ درست بات نہیں، عوام پر علماء کا تعلق مردان کے واقعے سے جذباتی، ایمانی، روحانی بھی ہے، تاریخی بھی ہے، نفسیاتی بھی ہے اور اجتماعی بھی اور علمی بھی ـــ یہ تعلق کلیت (Totality) کا تعلق ہے۔آپ جدید ریاست اور جدید فلسفے اور جدید سائنس کی طرح اسلامی شریعت کو اجزاء حصوں، اور انسان کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے نہیں دیکھ سکتے۔

سوال: لیکن آپ کی کسی تحریر میں شاید یہ موقف بھی آیا ہے کہ علماء کا مردان کے واقعے سے تعلق ـــ صرف ایک خالص علمی مسئلے سے تھا ـــ اس قتل کے محرکات، جذبات سے انکا کوئی تعلق نہیں تھا؟

جواب: اگر ہم نے ایسی کوئی تحریر لکھی ہے تو وہ درست نہیں اور ہم ایسی تحریر سے رجوع کا اعلان کرتے ہیں، ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ہمارا اصول منہج اہلسنت کی تقلید ہے، لہذا ہماری ہر رائے کو منہج اہلسنت کے مسلمہ اصولوں کی روشنی میں دیکھا جائے اگر کوئی تحریر ان اصولوں کے خلاف ہو تو اسے ہر گز تسلیم نہ کیا جائے، رد کر دیا جائے اور ہمیں مطلع کیا جائے ہمیں رجوع کرنے میں ایک لمحے کا بھی تامل نہیں ہوگا۔

ایک انسان کی حیثیت سے ہم سے غلطی ہوسکتی ہے لیکن غلطی کو پکڑنے اور پرکھنے کا پیمانہ ہم نے اس مکالمے کے آغاز میں بیان کر دیا ہے، ہماری ہر تحریر کو اسی پیمانے پر پرکھا جائے وہ تحریر اگر اس پیمانے کے خلاف نظر آئے تو اسے رد کرنے میں ایک لمحے کا بھی انتظار نہ کیا جائے ۔اسلامی علمیت کی تاریخ میں کسی فرد کی تحریر کی کوئی اہمیت نہیں ۔اصل اہمیت اصولوں کی ہے، ہر تحریر کو ان اصولوں پر پرکھا جائے ۔مفتی منیب الرحمان پر ہم نے خود تنقید کی وہ مسلمہ اصولوں کی روشنی میں کی ہم اگر مفتی صاحب جیسے جید عالم پر تنقید کر سکتے ہیں تو ہماری تحریر ان اصولوں کی روشنی میں تنقید سے ماورا کیسے ہوسکتی ہے؟ ہمارا موقف یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔توہین رسالت صرف ایک سادہ سا قانونی مسئلہ نہیں ___ اور اس کو صرف قانون کی سطح پر دیکھنا، جانچنا، پرکھنا درست رویہ نہیں ہے، یہ مسئلہ صرف ردعمل کی نفسیات کا مسئلہ نہیں ہے، یہ ہمارے ایمان، زندگی اور آخرت کا مسئلہ ہے لہذا اس مسئلے سے اس امت اور علماء کا تعلق جدید قانون کی طرح صرف آئینی، قانونی، لاتعلقی والے تعلق کا نہیں ___ یہ ایمانی، روحانی، احسانی، نورانی روایت کے تعلق کا مسئلہ ہے جسے کسی حال میں منقطع نہیں کیا جاسکتا۔ایسا انقطاع اصلاً اپنے ایمان سے لاتعلقی کا اعلان ہے۔

<u>لوگوں کو علماء سے بدگمان اور بدظن نہ کیا جائے:</u>

مثال مسئلے پر علماء کا موقف یقیناً حکمت سے خالی نہیں:

مفتی منیب الرحمان صاحب نے توہین رسالت کے مسئلے کو کتاب السیر سے ملحق کرنے کے بارے میں ___ ابھی تک ہمارے اس استفسار کا کوئی جواب نہیں دیا۔یقیناً حضرت والا اس استفسار پر غور کررہے ہونگے کیونکہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے، اہم ترین مسئلہ ہے اس پر رائے دیتے ہوئے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا ضروری ہے، تمام علماء سے مشاورت، تبادلہ خیال ضروری ہے۔لیکن ہم صرف درخواست کر رہے ہیں کہ علماء اس مسئلے پر مشاورت، غور وفکر کا آغاز کریں یہ مسئلہ تو ان کے پیش نظر ہی نہیں ہے

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ JIT رپورٹ پر علماء کا ردعمل ابھی تک کیوں سامنے نہیں آسکا اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ہمیں یقین ہے کہ علماء رسالت مآب ﷺ سے بے پناہ عشق رکھتے ہیں، عشق رسول کا جو جذبہ عامۃ الناس میں ہے وہ علماء کرام، دینی مدارس، مساجد، خانقاہوں، نعتیہ محافل کے ذریعے ہی امتیوں میں منتقل ہوا ہے یہ کیسے ہوممکن ہے کہ ہم جیسے ناکارہ، فاسق وفاجر، بےنوا، حقیر، فقیر پر تقصیر کے دل میں علماء کی تعلیمات، صحبت، تقاریر سے عشق رسول کی شمع روشن ہو جائے اور علماء کرام خود اس نور سے محروم رہیں ___ ہمیں یقین ہے کہ علماء اس بارے میں غور وفکر کررہے ہونگے، ہمارا کام تو صرف یہ تھا کہ جو کچھ حقائق، واقعات، حوالہ جات، تحقیقات، ہمارے علم میں تھیں وہ سب کچھ نہایت ادب واحترام کے ساتھ علماء کرام کی خدمت میں پیش کردی جائیں اس کے بعد کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے یہ علماء کرام، دینی جماعتوں، مذہبی تنظیموں کا مسئلہ ہے ___ MMA کیا کررہی ہے ___ دینی مدارس کے وفاق کیا کررہے ہیں؟ تحریک لبیک یا رسول اللہ کیا کررہی ہے، علامہ فضل چشتی صاحب، علامہ خادم حسین رضوی صاحب کیا رہے ہیں؟ JUP اور جماعت اسلامی کیا کررہی ہیں یہ ان کا مسئلہ ہے ___ ہم محترم ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری کی طرح دینی جماعتوں کے معاملات میں براہ

راست مداخلت کر کے انہیں رائے نہیں دے سکتے نہ ان جماعتوں کے فیصلوں، حکمت عملی پر کوئی حکم لگا سکتے ہیں۔ ہر تنظیم اپنے نظام کے تحت کام کرتی ہے، بیرونی مداخلت مناسب نہیں۔محترم ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب بہت بڑے آدمی، بہت بڑے فلسفی ہیں وہ جو چاہے کہہ سکتے ہیں ہمارا مقام ومرتبہ وہ نہیں ہے۔ہم اس بارے میں دینی جماعتوں کو کیا مشورہ دے سکتے ہیں وہ ہم سے زیادہ باخبر ہیں، ہم سے زیادہ صاحب ایمان ہیں، ہم سے زیادہ اس امت کے خیر خواہ ہیں وہ جو کچھ کر رہے ہونگے یقیناً اس امت کے لئے بہتر ہی کر رہے ہونگے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ صورت حال کی حقیقی تصویر پیش کر دی جائے اور علماء کرام کے بارے میں ہمیشہ خوش گمانی رکھی جائے___ لوگوں کو علماء سے بدگمان اور بدظن نہ کیا جائے۔اگر علماء میں کوئی خامی ہے تو اس خامی کا ازالہ___ امالہ___ کرنے کی مخلصانہ، سنجیدہ کوشش ذاتی طور پر کی جائے، اس کو عوام میں ہرگز ہرگز زیر بحث نہ لایا جائے، اس سے انتشار بڑھتا ہے، علماء پر عوام کا اعتقاد، اعتماد، اعتباراور ایمان کم ہوتا ہے___ علماء سے تعلق، تمسک لازمی ہے ورنہ عوام دین سے بالکل منحرف ہو جائیں گے لہذا علماء اور دینی جماعتوں کی سیاسی حکمت عملی سے اگر کسی کو کوئی شکوہ، شکایت ہے، ان پر کوئی تنقید بھی ہے تو وہ انہی کی خدمت میں براہ راست پیش کی جائے اسے عوام کے سامنے ہرگز___ موضوع بحث نہ بنایا جائے۔

<u>ایک مشال کا قتل ظلم، فلپائن میں آٹھ ہزار لوگوں کا قتل جرم کیوں نہیں</u>

مشال تعقل مذہبی کے تحت قتل ہوا، مذہبی قتل جرم ہے اس لئے اتنا شور مچا

سوال: مشال کے مسئلے کو جو ایک انسان کا قتل ہے تمام سیکولر، لبرل حلقے عالمی مسئلے کے طور پر پیش کر رہے ہیں لیکن فلپائن کے صدر کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھا رہا جس نے آٹھ ہزار انسانوں کو منشیات میں مبتلاء ہونے پر قتل کر دیا، کوئی اسے دہشت گرد نہیں کہہ رہا۔جنوبی کوریا، شمالی کوریا ایک دوسرے کو قتل کرنے، جوہری بم پھینکنے کی کھلے عام دھمکیاں دے رہے ہیں انہیں کوئی دہشت گرد نہیں کہہ رہا، کیا اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ جس کام میں مذہبی تعقل ہوتا ہے بس وہی دہشت گردی ہے۔ایم کیو ایم کے ہاتھوں قتل عام کو کسی پاکستانی لبرل، سیکولر نے دہشت گردی نہیں کہا مگر صرف مشال کو قتل کرنے والوں کے لئے دہشت گردی کی اصطلاح استعمال ہو رہی ہے؟ آخر کیوں؟

جواب: آپ کا تجزیہ درست ہے یہی بات ہم سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ تعقل مذہبی کے تحت اگر ایک انسان کا قتل ہو جائے تو میڈیا یا مغرب اسے عظیم دہشت گردی ثابت کر دیتا ہے لیکن آزادی مساوات، جمہوریت کے عقیدوں کے تعقل کے ذریعے اگر ہزاروں لوگوں کا بھی قتل ہو جائے تو مغرب کبھی اسے دہشت گردی نہیں کہتا_____ اسے ناپسند تو کرتا ہے مگر اس سے مذہب کی طرح نفرت نہیں کرتا بالکل اسی طرح پاکستانی سیکولر لبرل جو مشال کے قتل پر علماء اور اسلام کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں ان میں سے کسی نے آج تک فلپائنی صدر Rodrigo Duterte اور ان کے مددگار پولیس کے سربراہ جنرل Ronald dela Rosa کو کبھی دہشت گرد نہیں کہا کسی لبرل کالم نگار نے ان کی مذمت نہیں کی۔عاصمہ جہانگیر، وجاہت مسعود، یاسر پیرزادہ، جاوید غامدی سب کو صرف ایک مشال خان یاد ہے ، ایک آدمی کی لاش تمام پاکستانی لبرل، سیکولر کو____ دنیا کے پورے میڈیا کو____ سب کو یاد ہے___ ملالہ زئی سب کو یاد ہے مگر فلپائن میں

آٹھ ہزار انسانوں کا قتل کسی کو یاد نہیں صرف اس لئے کہ اس قتل کا تعلق مذہبی نہیں ہے اس قتل کی بنیاد کوئی مذہبی اصول نہیں ہے لہذا مذہب کے بغیر انسانیت کے نام پر آپ آٹھ ہزار لوگ قتل کر دیں کوئی مسئلہ نہیں لیکن مذہب کے نام پر ایک بھی آدمی قتل ہو جائے تو پوری انسانیت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔فلپائن میں آٹھ ہزار انسانوں کے قتل پر امریکہ،UNO,NATO نہ مداخلت کر رہے ہیں نہ ڈرون حملے کر رہے ہیں ___UNO چپ ہے۔اسکا کوئی اجلاس نہیں بلایا جا رہا،انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس خاموش ہے میڈیا چپ ہے،UNO کی فوج جو انڈونیشیا،سوڈان میں اتر گئی تھی وہاں نہیں جا رہی آخر کیوں؟ مثال سے سب واقف ہیں،فلپائن کے آٹھ ہزار مقتولین سے کوئی واقف نہیں آخر کیوں؟ یہ ہے میڈیا اور لبرل،سیکولر عناصر کی انسانیت نوازی۔دونوں آٹھ ہزار انسانوں کو قتل کرا چکے ہیں دونوں کا نعرہ ہے کہ فلپائن کو منشیات سے صاف کر دو جو شخص بھی نشہ آور چیزیں خریدتا بیچتا رکھتا ہوا پایا جائے اسے موقع پر قتل کر دیا جائے آٹھ ہزار لوگ قتل کیے جا چکے ہیں،صرف عوام کے ہاتھوں چار ہزار لوگ مارے جا چکے ہیں اور پولیس کے ہاتھوں دو ہزار لوگ ملک کے سب سے بڑے کیسینو پر منشیات کے چکر میں ۲ جون ۲۰۱۷ء کو حملہ کیا گیا جس میں ۳۷ افراد ہلاک کر دیے گئے ایک کورین تاجر کو رشوت کے لیے منشیات فروش ثابت کر کے قتل کر دیا گیا نیویارک ٹائمز لکھتا ہے۔

Under General dela Rosa's command, the police have killed more than 2,600 people in antidrug operations, police statistics show.

At least 1,400 more people have been killed by unknown assailants in relation to drugs, and 3,800 more are awaiting investigation.[NYT.5-6-2017]

He also admitted error in not having ousted all corrupt officers, after some used the guise of an antidrug operation to kidnap a korean businessman for ransome and then killed the man inside Camp Crame, the police headquarters where General dela Rosa lives is works.

General dela Rosa has not commented on his most recent apparent misstatement, on Friday, after an attack on the country's biggest casino-hotel resort that killed 37.Under General dela Rosa's command, the police have killed more than 2,600 people in antidrug operations,police statistics show.

At least 1,400 more people have been killed by unknown assailants in relation to drugs, and 3,800 more are awaiting investigation.(N.Y. Times 5-6-2017)

فلپائنی صدر Duterte جب DAVO کے میئر تھے تو انھوں نے منشیات فروشی کے خلاف زبردست مہم چلائی اور اپنے علاقے میں چودہ سو سے زیادہ لوگوں کو قتل کر کے علاقے کو منشیات سے پاک کر دیا۔Duterte نے خود اپنے ہاتھوں سے کئی لوگوں کو قتل کیا۔اس قتل عام کا انہوں نے اعتراف کیا اسکے باوجود وہ صدر ہیں،کسی نے ان کو دہشت گرد نہیں کہا،فلپائن کی سپریم کورٹ نے ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں

کی

مشال کے حامی کسی پاکستانی لبرل نے آج تک فلپائن کے صدر Duterte کو دہشت گرد نہیں کہا جواب تک آٹھ ہزار لوگوں کو قتل کر چکا ہے۔UNO نے اس کے خلاف کوئی قرارداد منظور نہیں کی کیوں کہ اس کے قتل کے پیچھے مذہبی تعقل نہیں ہے صرف مذہب کے نام پر قتل دہشت گردی ہے اصل بات صرف یہ ہے۔

Human rights group estimate that there were 1,400 extrajudicial killings in Davao during Mr. Duterte's tenure.

What came to be called the Davao Death Squad isreported___by witnesses, former members and human rights organizations ___ to have killed suspected criminals, often from the back of motorcycle.

These critics say the Davao police looked the other way while the death squads operated with impunity, adding that the 30 years that Mr. Duterte ruled Davao, no killer was ever successfully prosecuted. [N.Y Time 5-6-2017]

فلپائن کے عوام اس قاتل صدر کو پسند کرتے ہیں تاکہ فلپائن منشیات سے پاک ہوجائے اور ترقی کرے منشیات فروشی سے روکنے کے لیے قتل عام جائز ہے مگر کسی مذہبی مسئلے میں کسی کا قتل جائز نہیں یہ ہے جدید ذہنیت، یہ ہے ماڈرن ازم____

DAVO میں تیس سال تک Duterte کی حکومت رہی اور اب وہ صدر بن گئے ہیں ایک خیر قومی ترقی کے لیے عوام ان کے ساتھ ہیں خیر اگر مادی ترقی، خوشحالی کے لیے ہو تو لبرل ازم، سیکولرازم میں اس کے لیے قتل عام جائز ہے خیر اگر کسی مذہبی معاملے سے متعلق ہو تو اس میں کسی کا قتل جائز نہیں کیوں کہ یہ لوگوں کی آزادی پر مذہب کا اطلاق ہے جب کہ مذہب ایک ذاتی معاملہ ہے کوئی فرد اپنی ذات کے لیے مذہب کا جو حکم پسند کرتا ہے اسے دوسرے کی ذات پر نافذ نہیں کرسکتا یہ جبر اور ظلم ہے اس میں کسی کا قتل جائز نہیں۔

جنرل روزا نے بڑے فخر سے بتایا کہ وہ فلپائن کی خدمت کررہے ہیں اور عوام ان کے ساتھ ہے اور حقیقت یہی ہے کہ عوام ان کے ساتھ ہیں لہٰذا تمام لبرل چپ ہیں مگر مشال کے مسئلے پر علماء کو گالیاں دے رہے ہیں۔ جنرل کے الفاظ پڑھئے:

"I am working for the Filipino People," his said. " The Pilipinopeople are happy with what we are doing."

سوال: ایک عالم دین نے استفسار کیا کہ کہ مشال کی JIT رپورٹ آچکی ہے اور یہ درست ہے کہ یہ رپورٹ بالکل یک طرفہ ہے۔ تمام علماء کی متفقہ، مشترکہ رائے ہے اور اس کا اظہار، میڈیا، اخبارات، تقاریر، بیانات، یوٹیوب، ویڈیوز کے ذریعے ہوا ہے کہ مشال شاتم رسول تھا لیکن ابھی تک JIT کے خلاف کسی تنظیم تحریک، جماعت نے کوئی بیان نہیں دیا۔ تمام علماء کی نمائندگی تمام مکاتب فکر کے وفاقوں کی

صدارت مفتی منیب الرحمان فرما رہے ہیں۔انہوں نے بھی مشال کو اپنے کالم میں شاتم رسول قرار دیا تھا لیکن ان کی جانب سے بھی اس رپورٹ کی کوئی مذمت نہیں کی گئی۔تحریک لبیک یارسول اللہ کا بھی کوئی موقف میڈیا کے ذریعے ہم تک نہیں پہنچ سکا تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا علماء نے رپورٹ نہیں پڑھی؟___ کیا کوئی مصلحت آڑے آئی ہے۔جب نواز شریف کی لبرل، سیکولر جماعت مسلم لیگ (نواز) نواز شریف کو بچانے کیلئے ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ کی قائم کردہ JIT کی رپورٹ آنے سے پہلے ہی اس متوقع رپورٹ کی زبردست مذمت کر رہی ہے، تنقید کر رہی ہے، JIT کو قصائی کی دکان کہہ رہی ہے تو ہمارے علماء مشال کی JIT رپورٹ کے بارے میں ابھی تک کیوں سوچ رہے ہیں؟ اسے کیوں مسترد نہیں کر دیتے اخبارات میں پانامہ JIT کی مسلم لیگ کی جانب سے مسلسل تضحیک ،تذلیل، کی جا رہی ہے۔رپورٹ کے آنے سے پہلے ہی اسے رد کیا جا رہا ہے پانامہ JIT کے کام میں مداخلت کے ۳۵۱ واقعات سپریم کورٹ کے سامنے پیش کئے گئے (جنگ کراچی ۱۵ جون ۲۰۱۷) سپریم کورٹ میں JIT رپورٹ کے ۱۰۰ اصفحات میڈیا کے بارے میں ہیں کہ وہاں مسلم لیگ، سیاست دانوں، وکلاء نے کیسے JIT پر تنقید کی اس کی تذلیل کی اس کا مذاق اڑایا گیا (جنگ کراچی ۱۵ جون ۲۰۱۷) نواز شریف نے JIT کے سامنے پیش ہونے کے بعد ملکی سلامتی کے اداروں کے خلاف بیان دے دیا اور کہا عوام کے فیصلے روند کر مخصوص ایجنڈے چلانے والی فیکٹریاں بند نہ ہوئیں تو ملکی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی، کٹھ پتلی تماشا اب ختم ہو جائے، کسی خاندان کی تین نسلوں کا ایسا بے رحمانہ احتساب نہیں ہوا۔شہباز شریف، مسلم لیگ سب JIT کو دھمکیاں دے رہے ہیں (جنگ ۱۶ جون ۲۰۱۷)

مشال کی JIT پر کسی نے تبصرہ تک نہیں کیا کیوں کہ اس سے سیاست دانوں کے مفادات پر کوئی زد نہیں پڑتی۔MMA نے اس مسئلے پر کوئی اجلاس نہیں بلایا، مدارس کے وفاق کا کوئی اجلاس نہیں ہوا، JUP اور جماعت اسلامی نے بھی کوئی رائے نہیں دی، آخر اس خاموشی کی کیا وجہ ہے؟ کیا علماء خوف زدہ ہیں کیا وہ اس مسئلے پر بھی کوئی مضبوط مؤقف پیش کرنے سے قاصر ہیں کیا اب بھی حکمت مصلحت کی سیاست کا ہی غلبہ ہے؟

جواب: ہم نے پہلے بھی لکھا ہے کہ مشال واقعے کی ویڈیو فلم___ ایک ایسی حقیقت ہے جس نے تمام مذہبی گروہوں کو دہلا کر رکھ دیا___ وہ ویڈیو سے سخت پریشان ہیں___ حالانکہ ہم نے اپنے مضمون "مشال کے واقعے پر ایک عالم دین سے مکالمہ" میں Video Impact کے موضوع پر نہایت تفصیل کے ساتھ___ اور مختلف دلائل اور حوالوں کے ساتھ لکھا تھا___ اور تمام علماء نے اس مضمون کو پسند کیا لیکن Video Impact کے سحر سے علماء ابھی تک اپنے آپ کو آزاد نہیں کر سکے لہذ وہ ابھی تک تحیر، تعجب، تردد، تشکک، توقف، تدبر، اور تفکر میں مصروف ہیں۔امید ہے اس مرحلے سے جب وہ نکل جائیں گے تو یقیناً کوئی نہ کوئی موقف اختیار کریں گے۔

<u>توہین رسالت کا مسئلہ اب حدود اور قضاء کا نہیں کتاب السیر کا مسئلہ ہے</u>

MMA نے تو مشال کے مسئلے پر کوئی بیان نہیں دیا نہ وفاق کے سربراہ کی حیثیت سے مفتی منیب الرحمان کا کوئی بیان آیا۔کالم تو ان کا ذاتی نقطہ نظر ہے اور الحمدللہ ان کا نقطہ نظر بہت عمدہ، واضح ہے۔ہم نے مفتی صاحب سے اپنے مضمون "مردان میں مشال کا

واقعہ اور علماء کے حلقے سے مفتی منیب الرحمان کا پہلا جرات مندانہ کالم" یہ بھی پوچھا تھا کہ توہین کا مسئلہ اب صرف باب حدود اورباب قضاء کا نہیں کتاب السیر کا مسئلہ ہے۔ایک عالمی مسئلہ ہے کیونکہ صدراوباما نے UNO میں اپنی تقریر میں صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ

منشورانسانی حقوق،امریکی دستور___ ہرشخص کوتوہین کرنے کی اجازت دیتے ہیں توہین سب کا حق ہے، یہ آزادی اظہارِرائے کا حق Right of Freedom of expression ہے یہ حق خوداختیاری کا حق Right of Self determination ہے ۔ہم اس حق پر پابندی نہیں لگاسکتے کیونکہ آزادی اظہاررائے ایک عالمی قدر ہے یہ قوموں کی مشترکہ،متفقہ میراث اورروایت ہے اس پر تمام اقوام عالم کا اجماع ہے سب قومیں اس اصول کوتسلیم کرتی ہیں۔ہم امریکی حضرت عیسیٰ کو مانتے ہیں لیکن امریکہ میں حضرت عیسیٰ کی توہین کی جاتی ہے ہم اس پر کسی کو کچھ نہیں کہتے ہر ایک کوحضرت عیسیٰؑ کی توہین کی آزادی دیتے ہیں جو چاہے ہمارے پیغمبر کی توہین کرے۔

توہین رسالت کے مسئلے کا حل ہے توہین کی اور آزادی دو:صدراوباما

صدراوباما نے کہا توہین رسالت کے مسئلے کا حل یہ نہیں ہے کہ آپ توہین کرنے والے کو ماردیں،جلادیں،یہ سب جہالت ہے ۔اکیسویں صدی میں،جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے کوئی بھی شخص ایک بٹن دبا کر دنیا میں کچھ بھی کرسکتا ہے اپنے نہایت جارحانہ متشددانہ خیالات پھیلاسکتا ہے یہ تصوراورخیال کہ ہم اس جارحانہ متشددانہ نفرت انگیز لوازمے [Material] ایسی اطلاعات بیانات خیالات کو روک سکتے ہیں ایک احمقانہ تصور ہے اطلاعات کے بہاؤ کے سیلاب اور انقلاب کوکوئی روکنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا اس کو بہنے دومگرخوداپنے آپ کواس سیلاب میں بہنے سے روک لوتشدد نفرت اور جارحیت کا جواب تشدد جارحیت سے نہیں دو یہ آزادی اظہاررائے کے عقیدے کا انکار ہے اس عقیدے کوسب مشترکہ طور پرتسلیم کرتے ہیں لہٰذا سب پراس کا احترام واجب ہے۔توہین رسالت کے مسئلے کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ توہین کرنے والے کوتوہین کرنے کی اورآزادی دیں اورآزادی دیں___

آزادی کے عقیدے کا انکار کیے بغیر مغرب سے مقابلہ ممکن نہیں

UNO کے فورم پر کھڑے ہوکرامریکی صدر نے یہ اعلان کیا،صدر کی تقریر کے بعد ایران کے صدراحمدی نژاد،ترکی کے وزیر اعظم طیب اردگان،مصر کے صدرمرسی،اور پاکستان کے صدآصف زرداری نے تقریریں کیں لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم آزادی کے اس جدید مغربی باطل عقیدے کوتسلیم نہیں کرتے ہم اسے ردکرتے ہیں ہمیں تو آج تک مذہب انسانی حقوق کے منشور کی اصطلاح آزادی اور اظہاررائے کا یہ مطلب معلوم ہی نہیں تھا___ ہمارے علماء نے آزادی کے مغربی عقیدے کوغلطی سے خطبہ حجۃ الوداع سے مستعار سمجھا تھا مگراس عقیدے کی اصل حقیقت،فلسفہ،روح،جوہر کا علم توہمیں آج ہوا۔ہم اس آزادی کونہیں مانتے،ہم اس کے منکر ہیں___ لیکن کسی کوجرأت نہیں ہوئی کہ اپنے ایمان کا اعلان کردے___ یہی خوف پورے عالم اسلام میں ہے۔ایمان بے خوفی کا نام ہے،یہ بے خوفی یقین سے پیدا ہوتی ہے۔اوباما ڈیڑھ ارب مسلمانوں کوقتل نہیں کرسکتا یہ صرف اسلامی ملکوں کا خوف ہے کہ امریکہ ناراض نہ ہوجائے اس

کے لئے وہ خدا کو ناراض کرنے پر راضی ہیں۔ اسی لئے ہم بار بار کہتے ہیں مغرب سے جنگ، حکمت عملی، طریقۂ کار، رویے، مزاج، غلط فہمی کی نہیں عقیدے کی جنگ ہے جب تک عالم اسلام مغرب کے بنیادی عقیدہ آزادی کا رد نہیں کرے گا مغرب کا مقابلہ ممکن ہی نہیں ہم UNO کی سطح پر بھی عقیدے کی جنگ ہار چکے ہیں کیونکہ دنیا کے کسی اسلامی ملک نے منشور انسانی حقوق میں موجود آزادی کے عقیدے کی تشریح پر اوباما کے خطاب کی __ تنقید نہیں کی اور اسے باطل قرار دے کر رد نہیں کیا۔

عالم اسلام کے علماء کی جانب سے آزادی کے عقیدے کے خلاف متفقہ فتویٰ کی ضرورت ہے۔ مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے آزادی کے عقیدے کی مذمت میں مشال خان پر بہترین مضمون لکھا مگر حضرت بھی ابھی تک آزادی کے جدید عقیدے کو باطل قرار دینے کا فتویٰ نہیں دے رہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس عقیدے کو اس کے فلسفیانہ تناظر میں نہیں دیکھا گیا اور اس عقیدے پر مغرب میں ہونے والی تنقید بھی ہماری نظروں سے اوجھل رہی۔ منشور انسانی حقوق پر صرف سطحی اعتراضات کئے گئے عموماً یہی لکھا گیا کہ اسلام نے سب سے زیادہ آزادی دی۔ عورت اسلام سے پہلے محکوم و مجبور تھی، اسلام نے سب سے زیادہ عورت کو حقوق دئے اور پابندیوں سے نجات دی دوسرے معنوں میں آخری پیغمبر کی آمد سے پہلے آنے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے عورتوں کی آزادی کی کوئی جدوجہد نہیں کی۔ اہل قرآن تو قرآن کی آیتوں سے Feminism تک نکال رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن تو پورے کا پورا عورت کے حق میں نازل ہوا۔ ہمارے مفتی طاہر مکی صاحب اس نقطہ نظر کے سب بڑے وکیل ہیں۔ آزادی کے کافرانہ عقیدے کی تشریح، تفسیر، توضیح کے سلسلے میں صدر اوباما کی تقریر کا متن پڑھ لیجئے: لبرل ازم اور اس کے عقیدہ آزادی پر اوباما کی تقریر مستند ترین دستاویز ہے۔ اس دستاویز کو دنیا کی تمام قوموں کی حمایت حاصل ہے کسی ایک ملک یا کسی ایک مسلمان صدر، وزیر اعظم نے بھی اس بیان کی مذمت، تنقید، مخالفت نہیں کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلم حکمران بھی آزادی کے عقیدے پر ایمان لا چکے ہیں۔ یا ان میں سے کسی کو انگریزی ہی نہیں آتی کہ کوئی اوباما کی تقریر کا مطلب نہیں سمجھ سکا اوباما آزادی کے عقیدے کی اور کیا تشریح کرے۔ مسلمان ملکوں کے صدور نے اوباما کی تقریر کے بعد علماء کا اجلاس بلا کر ان سے مشورہ بھی نہیں کیا۔

We have taken these positions because we believe that freedom and self-determination are not unique to one culture. These are not simply American values or Western values - they are universal values.

Here in the United States, countless publications provoke offense. Like me, the majority of Americans are Christian, and yet we do not ban blasphemy against our most sacred beliefs. As President of our country and Commander-in-Chief of our military, I accept that people are going to call me awful things every day - (laughter) - and I will always defend their right to do so. (Applause.)

Americans have fought and died around the globe to protect the right of all people to express their views, even views that we profoundly disagree with. We do not do so

because we support hateful speech, but because our founders understood that without such protections, the capacity of each individual to express their own views and practice their own faith may be threatened.

We do so because given the power of faith in our lives, and the passion that religious differences can inflame, the strongest weapon against hateful speech is not repression; it is more speech - the voices of tolerance that rally against bigotry and blasphemy, and lift up the values of understanding and mutual respect.

But in 2012, at a time when anyone with a cell phone can spread offensive views around the world with the click of a button, the notion that we can control the flow of information is obsolete.

[Remarks from President Barack Obama to the UN General Assembly, New York, 2012.09.26]

مشتعل کرنے کی آزادی ہے مشتعل ہونے کی آزادی نہیں:

صدر امریکہ سے کسی مسلم سربراہ مملکت نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر پرتشدد خیالات، جارحیت پر مبنی بیانات، توہین انگیز خیالات، مذہبی شخصیات کا مذاق ___ مذہبی علامات کی تضحیک، تمسخر، تذلیل پر مبنی اطلاعات کو پھیلانے کی کامل آزادی(Absolute Freedom) ہے تو اس کے ردعمل سے پیدا ہونے والے تشدد کو ابھرنے، بپھرنے اور بکھرنے کی آزادی کیوں نہیں ہے؟ لوگوں کو مشتعل کرنے کی آزادی ہے مگر کسی کو مشتعل ہونے کی آزادی کیوں نہیں ہے؟ گالی دینے کی آزادی ہے، گالی پر غصہ کرنے، مارنے، جوش میں آنے کی آزادی نہیں ہے آخر کیوں؟ دو آدمی انٹرنیٹ کا بٹن دبا کر ڈیڑھ ارب انسانوں کو تہہ و بالا کر دیں یہ جائز ہے مگر ان ڈیڑھ ارب لوگوں میں سے کوئی ممتاز قادری بٹن دبانے والے کا گلا دبا دے تو یہ غلط ہے۔ کیا اوبامہ نے اپنی طرح پوری دنیا کو بے غیرت سمجھ لیا ہے جو گالیاں سن کر مسکراتے رہیں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ دیوث، بے غیرت کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

امریکی پرچم، امریکی چیف جسٹس اور قومی پرندے اُلو کی توہین کی آزادی کیوں نہیں:

دنیا بھر میں توہین عدالت کا قانون منسوخ کر دیا جائے یہ آزادی کے خلاف ہے:

اگر اوباما صاحب آزادی پر اتنا یقین رکھتے ہیں تو بتائیں کہ امریکہ کے چیف جسٹس کو گالیاں دینے والے، اس کے حکم کو نہ ماننے والے کے خلاف توہین عدالت کی کاروائی کیوں کی جاتی ہے اس وقت آزادی کا عقیدہ کہاں مر جاتا ہے؟ ایک تھرڈ کلاس امریکی مجسٹریٹ کا حکم نہ ماننے والے شہری کے خلاف بھی توہین عدالت کی کاروائی کیوں ہوتی ہے؟ اگر کوئی امریکہ کے قومی پرندے الو کو زخمی کر دے، قید کر دے تو اسکے خلاف کاروائی کیوں ہوتی ہے؟ اسے گرفتار کر کے سزا کیوں دی جاتی ہے؟ اگر کوئی امریکی ___ پرچم کی توہین، تذلیل کر دے تو اسے توہین کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟ صرف مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ کی عزت کے بارے میں اوباما کو آزادی کا عقیدہ یاد آ رہا ہے اور وہ مسلمانوں کو ہدایت دے رہا ہے کہ نہایت فراخ دلی کے ساتھ اپنے پیغمبر ﷺ کی توہین برداشت کر لو (استغفر اللہ) تو اوباما اپنے چیف

جسٹس کو بھی یہی حکم دے کہ چیف جسٹس صاحب آپ خندہ پیشانی سے اپنی توہین برداشت کریں جو چاہے آپ کو گالیاں دے جو چاہے آپ کا حکم نہ مانے ، جو چاہے کرے ۔آج سے توہین عدالت کا قانون امریکہ اور پوری دنیا میں منسوخ کیا جاتا ہے، دنیا میں کوئی عدالت کسی کو توہین پر سزا نہیں دے گی ، یہ سزا آزادی کے عقیدے کے خلاف ہے ۔اوبامہ کی آزادی کے عقیدے کی سانس یہاں آزادی دیتے ہوئے اکھڑ جائے گی ۔جدیدیت ،مغربیت اور لبرل ازم کو آزادی کا عقیدہ صرف لوگوں کو مذہب سے آزاد کرانے ، مذہبی اقدار اور روایات کی قید سے چھڑانے کے لئے یاد آتا ہے ۔معصوم بچوں کو آزادی کے حصول کے لئے تعلیم حاصل کرنے کی خاطر پوری دنیا میں صبح صبح ان کے ماں باپ تھپڑ، گھونسے، ٹھڈے، جوتے مار کر اسکول جبراً بھیجتے ہیں تب اوباما کو دنیا کی کسی NGO کو، کسی لبرل، سیکولر کو دنیا کے ہر گھر میں بچوں پر روزانہ ہونے والا یہ ظلم اس لیے نظر نہیں آتا کہ یہ ظلم نہیں ہے، یہ آزادی کے عقیدے کا جبر (Tyrrany of Freedom) ہے اس لئے یہ گوارا ہے ۔اس جبر، ظلم کے بغیر آزادی کا حصول ممکن نہیں لہٰذا آزادی کے حصول کے لئے بچے کی آزادی میں اضافے کے لئے اس کی آزادی چھینی جا رہی ہے ۔چونکہ اس جبر سے ہی آزادی ملے گی لہذا یہ جبر اس خیر مطلق (Absolute Good) یعنی آزادی (Freedom) کے حصول کے لئے جائز ہے صرف مذہب کا جبر جائز نہیں ، قانونی نہیں مغرب کا عقیدہ یہی ہے کہ صرف مذہب کو جبر کی اجازت نہیں ، آزادی کے عقیدے کو جبر کی مکمل اجازت ہے ۔اسی کا نام آزادی (Freedom) ہے ۔اس لیے میکس ویبر لکھتا ہے کہ صرف [Monopoly of violence] جدید ریاست کو ہی تشدد پر کامل اجارہ حاصل ہے جس طرح ایک ماں اپنے بچوں پر ، بچے اپنے ماں باپ پر جبر کر کے انھیں جبراً ڈے سینٹر اولڈ ہوم بھیجتے ہیں تا کہ آزادی حاصل ہو بالکل اسی طرح جدید ریاست بھی لوگوں کی آزادی کے لیے ان پر ہر طرح کا جبر کر سکتی ہے یہ قانونی جبر ہے اسی سے آزادی کا حصول ممکن ہے یہ آزادی کا جبر ہے اسے مغرب میں جبر نہیں آزادی ہی کہتے اور سمجھتے ہیں ۔

<u>لبرل ازم کا مطلب احمد جاوید نہیں امریکی صدر اوباما بتائے گا</u>:

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ لبرل ازم رویہ نہیں مذہب دشمن فلسفہ ہے جو مذہب دشمنی پر مبنی ہے اور ہمارے احمد جاوید صاحب فرماتے ہیں کہ لبرل ازم بس ایک رویہ ہے وہ کافر کو کافر اور مسلمان کو مسلمان رہنے کی آزادی دیتا ہے ۔لبرل ازم کا مطلب صرف یہ ہے کہ کفر بھی ٹھیک ہے، ایمان بھی ٹھیک ہے، آدمی کو کافر ہونے کا بھی کھلا موقع ہونا چاہیے اور مومن ہونے کا راستہ بھی صاف رہے یہ رویہ ہے کہ کافر سے اس کے کفر کی بنیاد پر دوری نہ محسوس کرنا اور مومن سے اس کی ایمان کی بنیاد پر خصوصی محبت محسوس نہ کرنا یہ لبرل ازم ہے ۔(صوفی احمد جاوید کا فرائیڈے اسپیشل کو انٹرویو الشریعہ مارچ ۲۰۱۶ ص ۲۰)

احمد جاوید صاحب بتائیں یہ کیسی آزادی ہے، یہ کیسا رویہ ہے؟ لبرل ازم تو کہہ رہا ہے کہ اپنے پیغمبر ﷺ کی توہین کی آزادی دو تو کیا مسلمان اپنے رسول کی توہین کی آزادی دے دیں ۔(استغفر اللہ) لبرل ازم کے بارے میں احمد جاوید صاحب فی الحقیقت کچھ نہیں جانتے ورنہ کبھی یہ نہ کہتے کہ لبرل ازم ایک رویہ ہے ۔احمد جاوید صاحب بتائیں کہ لبرل ازم مسلمانوں کے ایمان کو کہاں تسلیم کر رہا ہے وہ کہہ

رہا ہے کہ تمہارا عقیدہ ،ایمان ٹھیک نہیں ہے،صرف ہمارا عقیدہ Freedom ٹھیک ہے ،تم کو اپنے ایمان،اسلام کی اصلاح ہمارے عقیدے فریڈم کے تحت کرنا ہوگی ،تم کسی کافر،کسی مسلمان،کسی انسان کو اپنے پیغمبرﷺ کی توہین سے نہیں روک سکتے (استغفر اللہ) اگر تم ایسا کرو گے تو دنیا کی تمام قوموں کے مشترکہ ،متفقہ عقیدے آزادی کی خلاف ورزی کرو گے ہم اسے برداشت نہیں کریں گے۔ احمد جاوید صاحب خود بتائیں لبرل ازم ـــ یہ رویہ ہے یا خود ایک مذہبی فلسفہ ہے۔

احمد جاوید صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ کوئی مسلمان گے ازم (Gayism) کو برداشت نہیں کرسکتا،وہ ہر برائی کو حدیث کی روشنی میں طاقت سے مٹانے ،زبان سے برا بھلا کہنے اور سب سے کمتر درجے میں دل میں برا چاہنے کا پابند ہے،اس کے بغیر اس کا ایمان معتبر نہیں ۔لبرل ازم ،آزادی کے منافی اس پیغمبرانہ نقطہ نظر کو کیسے برداشت کرسکتا ہے؟ اگر برداشت کرے تو فریڈم کا خیر باقی نہیں رہے گا جو ممکن ہی نہیں ۔اسی لئے مغرب کے تمام مفکرین اسلام کو (Intolerant) غیر روادار مذہب کہتے ہیں جو کسی برائی کو برداشت نہیں کرنے پر تیار نہیں اور کم سے کم وہ برائی کو دل میں تو برا ہی جانتا ہے۔لبرل ازم کہتا ہے کہ یہ رویہ آزادی کے خلاف ہے اسی لئے مسلمان کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی وجہ سے کبھی لبرل نہیں ہوسکتے وہ ہمیشہ برائی کو برا سمجھیں گے اور لوگوں کو برائی کی آزادی دیں گے تو مجبوراً دیں گے جب موقع ملے گا اس کا گلا گھونٹ دیں گے۔

<u>ٹرمپ نے جان رالس کے لبرل ازم کی نقاب اتاردی</u>

احمد جاوید صاحب جو لبرل ازم بتارہے ہیں،اوباما تو اس سے مختلف لبرل ازم بتارہا ہے ہم لبرل ازم کے بارے میں UNO میں صدر اوباما کے بیان کو تسلیم کریں یا احمد جاوید جیسے نام نہاد دانشور کے بیان کو تسلیم کریں جو لبرل ازم کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ؟ لبرل ازم کا اصل نمائندہ اوباما ہے احمد جاوید نہیں ۔وہ اپنی اصلاح کرلیں،لبرل ازم کو وہ اپنے دونہایت عالم ،فاضل ،صاحب ایمان مریدوں نادر عقیل انصاری اور دین محمد جوہر سے سبقاً سبقاً پڑھ لیں تاکہ ان کو پتہ چلے کہ لبرل ازم کسے کہتے ہیں۔حیرت ہے کہ حضرت کے مرید جدید فلسفے سے اچھی طرح واقف ہیں اور حضرت والا ـــ بالکل ناواقف۔

امریکی صدر ٹرمپ نے امریکی انتخابات میں کلاسیکل لبرل ازم کا اصلی چہرہ بے نقاب کردیا۔یہ جان لاک کا اصلی لبرل ازم ہے جس نے دس کروڑ سرخ ہندیوں کے قتل کا فلسفیانہ جواز پیش کیا کہ یہ سرخ ہندی آزادی ،ملکیت ،سرمایہ کے قائل نہیں اور جو سرمایہ ملکیت کا قائل نہیں وہ انسان نہیں ،اسے قتل کیا جاسکتا ہے۔احمد جاوید صاحب جان رالس کے جعلی ،غیر اقداری De- Ontological Liberalism کی نمائندگی کررہے ہیں جسے مغرب بھی رد کر چکا ہے اور ٹرمپ کے انتخابی نتائج نے اس رد کی تصدیق بھی کردی۔

لبرل ازم نسل پرست بھی ہے،نفرت پھیلانے والا بھی ہے،قاتل بھی ہے،خونی بھی ہے اگر امریکی صدر لبرل ازم کا نمائندہ نہیں ہے تو لبرل ازم نے ایسے شخص کو وہائٹ ہاؤس میں کیسے داخل ہونے دیا۔اس کا مطلب یہی ہوا کہ لبرل ازم ٹرمپ جیسے سفید فام ،نسل پرست ،قوم پرست ،شخص کو لبرل ازم کا جائز قانونی نمائندہ [Legetimate Agent] سمجھتا ہے اور اسے وائٹ ہاؤس میں آنے دیتا ہے۔

امریکی صدر ٹرمپ قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اٹھارویں صدی کے وحشی لبرل ازم کے اصل چہرے کو بے نقاب کر دیا جس نے اکیسویں صدی میں Neo Liberalism کے نام پر شرافت کی ایک نقاب Veil of Ignorance کے نام پر اوڑھ لی تھی۔ ٹرمپ نے Rawls کی پہنائی ہوئی اس نقاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

احمد جاوید صاحب جیسے شخص کو اکیسویں صدی میں لبرل ازم کا مطلب تک پتہ نہیں، وہ اس امت کو فلسفہ مغرب پر الٹے سیدھے اسباق پڑھانے چلے ہیں۔ وہ مغرب سے مرعوب ہیں وہی مغرب کی تنقید بھی پیش کر رہے ہیں۔

احمد جاوید صاحب کے پاس ہر مسئلے کا جواب ہے علم کا ہر دریچہ ان کے لیے کھلا ہے حالانکہ اسلامی علمیت میں لا ادری ____ علم میں کاملیت کا انکار ہے۔ ذات رسالت مآبؐ جو عالم الغیب کے آخری پیغمبر ہیں تمام علوم جن کی دسترس میں ہیں وہ فرماتے ہیں:

ما ادری اتبع لعین هو امر لا وما داری اعزیر بنی هو امر ل (ابوداؤد) حدیث جبرئیل میں جب حضرت جبرئیلؑ رسالت مآبؐ سے آخرت کے بارے میں سوال پوچھتے ہیں تو آپ نے فرمایا آخرت کے بارے میں میں اتنا ہی جانتا ہوں جتنا کہ سوال پوچھنے والا جانتا ہے ____ جاوید صاحب مغرب سے واقف نہیں مگر وہ لا ادری کہنے کے بجائے غلط سلط تفہیم مغرب کے ذریعے مغربیت جدیدیت کی بے دلیل مداحی میں مصروف ہیں۔

۲۰۰۷ء میں جب خطبات اقبال پر اقبال اکادمی سے ہمارا تحریری علمی مناظرہ ہوا اقبال اکادمی کو شکست ہوئی تو سہیل عمر اور احمد جاوید صاحب نے ہمارے مشترکہ دوست فراست رضوی کے ذریعے ملاقات اور صلح کی خواہش ظاہر کی فراست رضوی جاوید صاحب کے بچپن کے دوست ہیں۔ لاہور سے ملاقات کے لئے احمد جاوید صاحب اور سہیل عمر، ناظم و نائب ناظم اقبال اکادمی کراچی تشریف لائے۔ کراچی میں حضرت سے دو ملاقاتیں ہوئیں ایک ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کے گھر پر دوسری راقم کے گھر پر۔ پہلی ملاقات کے لئے راقم نے خود عقیل صاحب کا گھر منتخب کیا تا کہ ان بزرگوں کو ایک خورد کے گھر آنے کی زحمت نہ ہو یہ ادب کے خلاف رویہ ہوتا لیکن جب ان حضرات نے وہاں راقم سے بدتمیزی کی دھمکیاں دیں اور اس کے بعد دوسری ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو راقم نے کہا کہ اب ملاقات میرے گھر پر ہوگی ___ راقم کے گھر احمد جاوید صاحب، فراست رضوی کے ساتھ خود تشریف لائے اور دست بستہ استدعا کی کہ خطبات اقبال پر تنقید کا سلسلہ روک دیا جائے، ہماری نوکریاں خطرے میں ہیں ___ خطبات اقبال گمراہی کا نمونہ ہے اور میں اس سے بالکل متفق نہیں ہوں، یہ بات میں آپ سے خلوت میں صرف فراست رضوی کے سامنے نہیں کہہ رہا میں ہر جگہ یہ بات ببانگ دہل کہہ سکتا ہوں، آپ مجھے جہاں خطاب کے لئے بلائیں گے میں خطبات کے بارے میں اپنا موقف پیش کروں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ اقبال کے خطبات پر جو بھی تنقید کریں گے اپنی منصبی مجبوریوں اور ذمہ داری کی بنا پر اس کا جواب مجھے لکھنا ہوگا اور یہ کام میرے ضمیر، ایمان، اور یقین کے خلاف ہے کیونکہ میں خطبات کا دفاع پسند نہیں کرتا لہذا میری طبیعت میں اس کام سے تکدر پیدا ہوگا۔ میں صرف یہ درخواست کرنے آیا ہوں کہ آپ مجھے اس تکدر سے نجات دیں۔ ڈاکٹر عقیل صاحب کے گھر سہیل عمر نے آپ سے بہت بدتمیزی کی تھی لیکن میں اس وقت ذہنی طور پر حاضر نہ تھا کہیں اور تھا

جس کی خصوصی معذرت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سہیل عمر صاحب دل کے بہت اچھے ہیں، دوستوں کے دوست ہیں، دوستوں کو بہت نوازتے ہیں، ان کے پاس بہت سے پروجیکٹس بھی ہیں، آپ رابطے میں رہیں فائدہ ہوگا، بس آپ ہمیں معاف کر دیں اور خطبات اقبال پر تنقید کا سلسلہ ختم کر دیں۔ احمد جاوید صاحب نے اصرار کر کے فون پر سہیل عمر صاحب سے بھی بات کرائی جو اس وقت اسلام آباد میں تھے۔

احمد جاوید صاحب کی ان درخواستوں کے جواب میں راقم نے صرف یہ عرض کیا کہ آپ کے پروجیکٹس میں راقم کو کوئی دلچسپی نہیں الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ رزق دیا ہے ہماری ضرورت سے زیادہ ہے، خطبات پر تنقید ایک علمی کام ہے اگر اس سے آپ حضرات کی ملازمتوں کو خطرہ ہے تو راقم اس کام کو موقوف کر دے گا۔ جاوید اقبال تو ایک سیکولر، لبرل آدمی ہیں وہ تو خدا اور رسول پر تنقید پسند کرتے ہیں مگر خطبات پر تنقید کیوں پسند نہیں کر رہے؟ اب ان کا سیکولرازم آزاد خیالی کہاں رہ گئی علامہ اقبال نے خود خطبات کے دیباچے میں یہی لکھا ہے کہ فلسفیانہ مباحث میں کوئی شے ختامی نہیں ہوتی۔ تنقید کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے اگر آپ خطبات اقبال کا دفاع کرنے میں، اس قدر تکدر محسوس کرتے ہیں تو راقم آپ کی سہولت کے لئے اور آپ کو اس زحمت سے بچانے کے لئے بھی یہ سلسلہ معطل کر رہا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ آپ اور سہیل عمر صاحب جیسے اہل علم کو ملازمت سے نکال دیا جائے اور آپ کی جگہ نامعلوم لوگ فائز کر دئے جائیں۔ آپ کا وجود بھی اکادمی میں غنیمت ہے۔ راقم نے وعدے کے مطابق یہ سلسلہ موقوف کر دیا۔ الحمد للہ دونوں سرکاری ملازمین مدت ملازمت مکمل کر کے باعزت طریقے سے ریٹائر ہوئے مگر احمد جاوید صاحب ____ اپنے وعدے، دعوے سے انحراف کر کے ماڈرن ازم کی ترویج کرتے رہے اور خطبات اقبال کے بارے میں کبھی حمایت، کبھی مخالفت، کبھی توقف، کبھی تذبذب کا اظہار کرتے رہے اور آج کل اسکی مکمل مدحت میں مصروف ہیں۔ حضرت، غامدی صاحب کی طرح ہمیشہ علمی ارتقاء کا شکار رہتے ہیں ان کا کوئی موقف یقینی نہیں ہوتا مبالغہ آرائی میں تو آپ کو کمال حاصل ہے۔

ان دو ملاقاتوں کے بعد راقم نے احمد جاوید صاحب کی چند غلط درغلط تحریریں پڑھیں فیصلہ کیا کہ حضرت پر رسالے کا ایک خصوصی شمارہ شائع کیا جائے اور بتایا جائے کہ حضرت فی الحقیقت بہت لبرل اور ماڈرن مسلمان ہیں۔ فراست رضوی نے ہمارا یہ ارادہ حضرت کو بتایا تو حضرت نے فراست رضوی صاحب کے ذریعے چار صفحات کا خط ارسال فرمایا جس میں لکھا لا الہٰ الا اللہ میں ہرگز ہرگز ماڈرنسٹ نہیں ہوں۔ آپ کو میرے بارے میں شدید غلط فہمی ہوئی ہے۔ حضرت کے اس تحریری اعلان نامے کے بعد راقم نے رسالے کی اشاعت خاص کا ارادہ معطل کر دیا کیوں کہ اس کے سامنے رسالت مآب ﷺ کی حدیث تھی **ومن اتاہ اخوہ متنصلاً فلیقل ذلک محقاً کان او مبطلا فان لم یفعل لم یرد علی الحوض** (الحاکم) ترجمہ: جس کسی کے پاس اس کا بھائی عذر خواہی اور اظہار برات کے لئے آئے اس کا عذر قبول کر لینا چاہیے خواہ وہ صحیح کہہ رہا ہو یا غلط بیانی سے کام لے رہا ہو جو شخص اس طرز عمل کو اختیار نہیں کرے گا وہ مجھ تک حوض کوثر پر نہیں پہنچ سکے گا۔ حضرت کے براءت نامے کو دس سال گزر چکے، اس عرصے میں ان کے بیانات، تحریریں، مضامین دیکھنے کے بعد یہ

ثابت ہوا کہ حضرت جدیدیت اور لبرل ازم سے صرف بے حد متاثر نہیں ہیں بلکہ اب ان کی مداحی میں مصروف ہو گئے ہیں اور ان کا رجوع درست نہیں تھا۔ صرف وقت گزاری کی ایک کامیاب اور خوبصورت کوشش تھی حضرت والا لبرل ازم کے بہت بڑے فلسفی کانٹ کا مضمون What is Entlightenment پڑھ لیں۔ تاکہ لبرل ازم کے رویے کی فلسفیانہ بنیاد معلوم ہو۔

Enlightenment is man's release from his self-incurred tutelage. Tutelage s man's inability to make use of his understanding without direction from another. Selfincurred is this tutelage when its cause lies not in lack of reason but in lack of resolution and courage to use it without direction from another. Sapere aude! "Have courage to use your own reason!"- that is the motto of enlightenment.

Laziness and cowardice are the reasons why so great a portion of mankind, after nature has long since discharged them from external direction (naturaliter maiorennes), nevertheless remains under lifelong tutelage, and why it is so easy for others to set themselves up as their guardians. It is so easy not to be of age. If I have a book which understands for me, a pastor who has a conscience for me, a physician who decides my diet, and so forth, I need not trouble myself. I need not think, if I can only pay - others will easily undertake the irksome work for me.

(Immanuel Kant: What is Enlightenment?, 1784)

<u>لبرل ازم کے مطالعے کے لئے اہم کتابیں</u>:

احمد جاوید صاحب، کانٹ سے بڑے فلسفی نہیں ہیں۔ اس نے اپنے مضمون میں صاف صاف لکھا ہے کہ روشن خیال، لبرل شخص صرف وہ ہے جو وحی الٰہی، عالم اور ڈاکٹر کی تقلید نہیں کرتا جو اپنی زندگی کے لئے کسی خارجی ذریعہ علم سے رہبری حاصل نہیں کرتا، جو خود اپنے آپ پر، اپنی عقلیت پر انحصار کرتا ہے اور روشنی، ہدایت کے لئے اپنے سے باہر دیکھنے کے بجائے اپنے اندرون میں دیکھتا ہے۔ کانٹ ایسے آدمی کو لبرل کہہ رہا ہے۔ صوفی احمد جاوید لبرل کا کچھ اور مطلب بتا رہے ہیں۔ حضرت والا لبرل ازم سے بالکل واقف نہیں۔ احمد جاوید کانٹ کے مضمون پر فوکالٹ کا مضمون بھی پڑھ لیں جو اسی عنوان سے دوسو سال بعد 1984 میں لکھا گیا ہے۔

لبرل ازم میں انسان ہی خدا ہے کیونکہ وہ کسی کو جواب دہ نہیں اس کا ارادہ آزاد ہے وہ زندگی کے تمام معاملات عقل کی روشنی میں خود طے کرنے کا مجاز ہے ___ وہ جو بھی اعمال انجام دیتا ہے، جن جرائم کا ارتکاب کرتا ہے ان جرائم پر خود کو معاف بھی کر دیتا ہے ___ یہ لبرل ازم کا اصل چہرہ ہے جو ہر لبرل انسان کو آزادی کا عقیدہ دے رہا ہے کہ تم جو جرم چاہے کر گزرو اور اس کے بعد شرمندہ ہونے، رونے، معافی کی درخواست کرنے کے بجائے خود کو معاف کر دو ایسا اعلان تاریخ انسانی میں فرعون نے بھی نہیں کیا تھا امریکی فلسفی رارٹی لبرل ازم کے

بارے میں بتاتا ہے کہ امریکہ واحد ملک ہے جو کسی خدا کو خوش نہیں کرنا چاہتا جو خدا کو ناراض کرنا چاہتا ہے احمد جاوید صاحب اس خدا بے زار لبرل ازم کی تعریف فرمارہے ہیں۔

اس صدی کا بہت بڑا فلسفی جو امریکی ریاست کا فلسفی بھی تھا_____ رچرڈ رارٹی_____ وہ لبرل ازم اور لبرل امریکا کے بارے میں بتاتا ہے کہ امریکا دنیا کا واحد ملک ہے جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا مدعی نہیں ہم صرف اپنے آپ کو خوش کرنا چاہتے ہیں ہم اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ ہم نے جو بھی جرائم کیے ہیں ہم اپنے آپ کو خود معاف کردیں_____ یہ لبرل ازم کے جدید انسان [Modern Man]، جدید نفس [Modern Self] کی عالمگیر خدائی کا اعلان ہے۔ رارٹی کے اصل الفاظ پڑھیے:

"America is the only country which seeks not to please God but to please ourselves". "we have the right to forgive ourselves the crimes we committed"(R. Rorty Achieving our Country 1998 p73)

احمد جاوید صاحب کو اکیسویں صدی میں یہ بھی معلوم نہیں کہ لبرل ازم اور تمام لبرل ریاستیں منشور انسانی حقوق کو تسلیم کرتی ہیں اور اسکے مطابق لبرل ریاست کو چلانے کی مدعی ہیں۔ منشور انسانی حقوق کے تحت کوئی ریاست مذہب کو بالادست قانون کے طور پر ریاست میں نافذ نہیں کر سکتی۔ منشور انسانی حقوق صرف اور صرف آزادی، مساوات کے عقیدے کو ریاستی بالادستی عطا کرتا ہے اور اس منشور کے تحت کام کرنے والی کسی ریاست میں کسی مذہب کو مکمل طور پر عمل کی آزادی نہیں ہوتی۔ یورپ لبرل ازم کا اصل کعبہ ہے، تمام بڑے لبرل مفکر یورپین ہیں لہذا یورپ کے کسی ملک میں کسی مذہب کے لوگوں کو اپنے مذہب پر عمل کی مکمل اجازت نہیں وہ مذہب کے صرف اتنے حصے پر عمل کر سکتے ہیں جو آزادی کے عقیدے کے خلاف نہ ہو۔

یورپین کورٹ آف ہیومن رائٹس UCHR کے سو سے زیادہ فیصلوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ مذہب منشور انسانی حقوق میں مذہبی آزادیوں کا مطلب صرف یہ ہے کہ آزادی کے لبرل عقیدے کے مطابق مذہبی آزادی ہوگی بس اتنے ہی مذہب پر عمل کی اجازت ہوگی جو حصہ آزادی کے عقیدے کے مطابق ہے یعنی مذہبی آزادی____ اصلاً آزادی کے عقیدے کے تابع ہے اصل عقیدہ آزادی ہے، اصل الخیر الحق، سچ Supreme Good، صرف آزادی ہے۔____ یہ لبرل ازم ہے اور احمد جاوید صاحب اسے رویہ کہہ رہے ہیں۔

رفاہ پارٹی کے صدر اربکان نے UCHR میں اپنی حکومت کی برطرفی کی اپیل کی تو اپیل مسترد کردی گئی کہ کوئی جمہوری، لبرل ریاست جو منشور انسانی حقوق کو مانتی ہے مذہبی احکامات کو پبلک لاء نہیں بنا سکتی۔ ایسی حکومت کی برطرفی جائز ہے۔ حضرت والا ان مباحث سے بالکل ناواقف ہیں اور بلا وجہ لبرل ازم کو غیر اقداری ثابت کررہے ہیں وہ اقداری Ontological ہے اور وہ اصلاً مذہب دشمن ہے۔ کسی لبرل معاشرے میں مذہب باقی نہیں رہتا ختم ہوجاتا ہے، لوگ آزاد ہوجاتے ہیں۔ لبرل ازم جہاں گیا، جہاں ماڈرن ازم، ماڈرنیٹی اور ماڈرنائزیشن گئے وہ معاشرہ مذہبی نہیں رہا، پوری دنیا کا یہی تجربہ ہے اگر احمد جاوید صاحب کو نہیں معلوم تو وہ کچھ پڑھ لیں یا اپنے مریدوں نادر عقیل انصاری، محمد دین جوہر کی شاگردی اختیار کریں____ لبرل ازم کی تاریخ، بہیمیت، درندگی، مذہب دشمنی کا سبقاً سبقاً مطالعہ کرلیں۔

احمد جاوید صاحب جس لبرل ازم کو رویہ کہہ رہے ہیں وہ تو فلسفہ ہے اور اس فلسفے کا اصول یہ ہے کہ جو لبرل ازم کی قدر

Value،عقیدہ آزادی کا استدلال پوچھتا ہے یا آزادی کا دشمن ہے اسے گولی ماردو،جنگوں،جراثیم کی طرح اسے ختم کردو۔لبرل ازم عقیدے پر کھڑا ہوا ہے عقل پر نہیں۔لبرل ازم کا کوئی عقلی استدلال نہیں ہے لہذا البرل ازم کی،نظام اوراسکے حلیف سرمایہ داری کی کوئی عقلی توجیہ نہیں،آپ اس پر ایمان لے آئیں تو یہ عقلی ہے ورنہ غیر عقلی۔ہم جان رالس،اسکے شارح ڈربن اوراس صدی کے سب سے بڑے فلسفی گلز دلیوز کے تین حوالے پیش کررہے ہیں جس سے احمد جاوید صاحب جان لیں گے کہ لبرل ازم غیر اقداری نہیں ہے اقداری (Ontological) ہے اور مذہب دشمن ہے کیونکہ مذہب بندگی کو مانتا ہے جو آزادی کا مخالف عقیدہ ہے۔

رالس کے الفاظ پڑھیے:

That there are doctrines that rejects one or more democratic freedom is itself a permanent fact of life, or seems so. This gives us the practical task of containing them__like war and disease __ so that they do not overturn political justice [John Rawls, Political Liberalism, New York : Columbia University Press, 2005, p.64]

ڈربن لکھتا ہے:

What Rawls is saying is that there is in a constitutional liberal democracy a tradition of thought which it is our job to explore and see whether it can be made coherent and consistent... We are not arguing for such a society. We take forgranted that today only a fool would not want tolive in such a soceiety... If one cannot see the benefits of living in a liberal constitutional democracy, if one does not see the virtue of that .ideal, then I do not know how to convince him. Tobe perfectly blunt,sometimes I am asked,when I goaround speaking for Rawls, What do you say to an Adolf Hitler? the answer is [nothing]. You shoot him. You do not try to reason with him. Reason hasno bearing on this question. So I do not want to discuss it (Burton Derben on Rawls & Political Liberalism *in the cambridge companion to Rawls* [ed.S.R.,Freeman] UK: Cambridge University Press USA 2003 Page 328-329)

دلیوز سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ نظام پر مغرب اور اپنے ایمان وعقیدے کے بارے میں صاف صاف لکھتا ہے:

Everything is rational in capitalism, except capital or capitalism itself. The stock market is certainly rational; one can understand it, study it, the capitalists know how to use it, and yet it is completely delirious, it's mad.Deleuze, G. (2009). Capitalism: A very special delirium. In F. Guattari, & S. Lotringer (Eds.), Chaosophy: Texts and interviews, 1972-1977 Cambridge: MIT Press.(pp.35-52).

حیرت ہے کہ احمد جاوید صاحب لبرل ازم کو ایک شریفانہ،غیر اقداری نظریہ اور فلسفہ ثابت کررہے ہیں۔احمد جاوید صاحب اگر محفل آرائی کے بجائے لبرل ازم پر درج ذیل کتابیں پڑھ لیں تو لبرل ازم پر اپنے موجودہ موقف سے رجوع کرلیں گے۔

(1) John Locke:The Second Treatise of Civil Government

(2) John Gray: Liberalism (Concepts Social Thought)

(3) Thomas A. McCarthy., Race: Empire, and the Idea of Human Development

(4) Michael J. Sandel :Liberalism and Its Critics

(5) Michael J. Sandel:Liberalism and the Limits of Justice

(6) Domenico Losurdo., Liberalism: A Counter-History

اس صدی میں John Rawls____ لبرل ازم کا سب سے بڑا فلسفی ہے۔ وہاب سوری صاحب کا پی ایچ ڈی کا مقالہ جو جان رالس کے فلسفے پر لکھا گیا ہے احمد جاوید صاحب کم از کم اسے دیکھ لیں۔ رالس کی کتاب The Theory of Justice پڑھ لیں اسکی تمام کتابیں حضرت والا____ محمد دین جوہر صاحب کے کتب خانے سے مستعار لے کر پڑھ سکتے ہیں۔ اسکے ساتھ حضرت والا درج ذیل کتابوں کا بھی مطالعہ فرمالیں تو لبرل ازم کے بارے میں ان کی خوش فہمیاں دور ہوجائیں گی:

1- Michal Mann: The Dark Side of The Democracy

2- NoamChumsky: Profit over People : Neo Liberalism & Global Order

3- VIJAY MEHTA: The Economics of Killing , How the West fules war & poverty in the Developing World

4- Timothy Synder : Blood lands :Europe Between Hitler & Stalin

5- Antony Beerar Stalin Grad : The Fal of Berlin 1945.

6- Novman Ohler Blitzes: Drugs in the Third Reich

7- ALAN WULFE: The Future of Liberalism

کیا احمد جاوید صاحب نے کبھی 'جی' رسالے کا مطالعہ کیا:

وجے مہتا کی کتاب The Economics of Killing تو لبرل ازم کے ذلیل، مکروہ، قبیح، وحشی چہرے کو اعداد و شمار اور بیشمار حوالوں سے آشکار کردیتی ہے احمد جاوید صاحب اس کتاب کو پڑھ لیں تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ وہ جس شریف، پاکباز لبرل ازم کے بارے میں لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں وہ دنیا میں کہیں وجود نہیں رکھتا وہ ان کے حریم دل میں ہی محفوظ ہے۔ وہ علمی رسالے 'جـــی' کا مطالعہ ہی فرمالیں جس میں لبرل ازم کے وحشی چہرے کے بارے میں نہایت خوبصورت قیمتی مضامین شایع ہوئے ہیں محمد دین جوہر صاحب اور نادر عقیل انصاری صاحب جیسے صاحب ایمان اور فاضل ترین لوگ تو لبرل ازم کے سب سے بڑے دشمن ہیں وہ اس کی حقیقت خوب جانتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا نے کبھی اپنے اہل علم مریدوں کے علمی جریدے کا بھی مطالعہ نہیں فرمایا ورنہ لبرل ازم کی اس طرح بے دلیل ____ مداحی نہ کرتے۔ علم میں خود کفالتی کا دعویٰ ہی 'جی' جیسے رسالے کے مطالعے سے بے نیاز کرسکتا ہے۔

لبرل ازم کام اور پاگل پن کی تعریف بھی خود متعین کرتا ہے

جناب احمد جاوید کیا یہ نہیں جانتے کہ لبرل ازم جس آزادی کی بات کرتا ہے اسکی ٹھوس شکل سرمایہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آزادی اور

سرمایہ لازم و ملزوم ہیں۔ جیسے جیسے آزادی بڑھے گی سرمایہ میں اضافہ ہوگا اسی لئے ایک لبرل معاشرے میں ہر شخص کام کرتا ہے تاکہ سرمایہ حاصل کر سکے جو شخص کام نہیں کرتا معاشرے میں اسے پاگل سمجھتا جاتا ہے۔ فوکالٹ لکھتا ہے

The absence of work is madness

کام کا نہ ہونا پاگل پن ہے لہٰذا لبرل معاشرے میں کام صرف وہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں سرمایہ پیدا ہو، وہ کام جس سے سرمایہ نہ ملے وہ کام نہیں کہلاتا کیونکہ سرمایہ ایک مقداری پیمانہ ہے جس کا مادی ظہور لازمی ہے اسی لئے وہ ماں جو گھر میں بچوں، شوہر، گھر کے بڑے بوڑھوں، بیماروں کے لئے خدمات سرانجام دیتی ہے اسکے کام کو لبرل ازم کام تسلیم نہیں کرتا لہٰذا ایسی خاتون کو وہ Working Women تسلیم نہیں کرتا اسی طرح انبیاء کرام، صحابہ کرام، اولیائے کرام، علمائے کرام جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں امت کی فلاح کے لئے کھپا دیں اور کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا انکے کام کو بھی لبرل ڈسکورس میں کام ہی نہیں سمجھا جا سکتا۔ پیغمبران کرام امت کی اصلاح کا کام فی سبیل اللہ کرتے ہیں یہ ان کا فرض منصبی ہے وہ اپنے کام کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتے۔ وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[۲۶:۱۴۵]، ذٰلِکَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ[۴۲:۲۳]

وہ لبرل ازم جو کام Work کی تعریف بھی خود متعین کر رہا ہے خود مسلط کر رہا ہے۔ لبرل معاشرے میں جو لوگ سرمایہ نہیں کماتے اور ایسے کام کرتے ہیں جس سے سرمایہ کا حصول ممکن نہ ہو ان کو پاگل کہا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے بڑے بڑے لوگ اس غلط تعریف کے مطابق نعوذ باللہ پاگل قرار دیے جا سکتے ہیں۔ اس لبرل ازم کے بارے میں جاوید صاحب فرما رہے ہیں وہ تو بس رویہ ہے۔ یہ کیسا رویہ ہے جو زندگی کے ہر معاملے میں احکامات (Dictations) جاری کر رہا ہے جو بچے کو صبح جبراً اسکول بھیج رہا ہے جو کام کی تعریف متعین کر رہا ہے، جو بتا رہا ہے کہ عقل مند کون ہے، پاگل کون ہے۔

وہ لبرل ازم جو ہمارے اکابرین کو سرمایہ نہ جمع کرنے پر پاگل قرار دے اسے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ صرف رویہ (Attitude) ہے یہ تو حکم Order ہے یہ تو فیصلہ Dictation ہے ___ یہ تو فلسفہ (Philosophy) ہے یہ تو مذہب (Religion) ہے، یہ تو مقتدرہ (Authority) ہے۔

<u>المیہ ہے کہ رہنمائی کرنے والے خود رہنمائی کے محتاج ہیں:</u>

اس صدی میں لبرل ازم کا سب سے بڑا فلسفی کہتا ہے کہ صرف وہی انسان اپنی آنکھوں میں عزت، تعظیم، تکریم کے قابل ہے جس کو چار بنیادی تصورات خیر حاصل ہوں (۱) Income (۲) Wealth (۳) Power (۴) Authority یہ لبرل ازم کی اقدار ہیں ان اقدار، تصورات خیر کے بغیر ایک انسان اپنی نظر میں عزت کے قابل نہیں رہتا لبرل معاشروں میں صرف وہی قابل عزت ہے جس کی مستقل آمدنی ہو اتنی آمدنی ہو کہ وہ دولت میں تبدیل ہو سکے صرف اس کے پاس دولت نہ ہو بلکہ اس دولت کو سرمایہ میں تبدیل کرنے اور اس

سرمایے میں مستقل و مسلسل اضافے کا نظام ہو کیوں کہ لبرل ازم میں انسان ایک مادی، معاشی، خواہشات کا اسیر لذت پسند عقلی وجود Homo Oeconomicus ہے۔

Homo Oeconomicus is a rational individual whoes needs are unlimited, who makes self intrested choices & who seeks to obtain the greatest satification with the minimum efforts. He is a consumer but not a citizen such person is always a rational, Maxinising Individual without a history an unconscious or a class identity, enjoing perfect information about prices & responding only to them. [G.Rist Delusion of Economics P 37]

اسلامی علمیت کو وہ یونان اور مغربی فلسفے کا پس ماندہ سمجھتے ہیں ان کی تحریر کے بین السطور میں یہی رویہ مستور ہے اور احمد جاوید صاحب فرمارہے ہیں کہ لبرل ازم غیر اقداری Value Nutral ہے وہ تو بس ایک رویہ ہے جو احکامات دے رہا ہے فیصلے کر رہا ہے اصول تخلیق کر رہا ہے اور احمد جاوید صاحب اسے صرف رویہ Behavier کہہ رہے ہیں فلسفے کے بارے میں جاوید صاحب کا مجموعی رویہ یہ ہے کہ وہ فلسفے منطق اور یونان کے بغیر اسلام کی کوئی عقلی، منطقی، تاویل، تفسیر تشریح کو ممکن ہی نہیں سمجھتے [تفصیلات کے لیے جی اپریل ۲۰۱۳ء دیکھئے] وہ فرماتے ہیں کہ جدید مغربی فلاسفہ کانٹ ہیوم، لیوٹارڈ، نطشے اتنے بڑے لوگ ہیں کہ کوئی مسلمان ان کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتا اقبال نے نطشے کو تبلیغ کرنے کا جو دعویٰ کیا تھا ''تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ھے'' یہ اقبال کی بڑھک ہے اقبال کی حیثیت ہی نہیں تھی کہ وہ نطشے کو سمجھا سکتا مغربی فلسفے کا کفر مضبوط دماغوں سے نکلا ہے اور ایمان کم زور دماغوں میں پھنسا ہوا ہے نطشے سے بڑا کوئی مصنف پیدا نہیں ہوا پس جدیدیت اسے خدا مانتی ہے پورا مغرب نطشے نے خلق کیا ہے آپ نطشے کو کیا سمجھتے ہیں [جی اپریل ۲۰۱۳ء ص ۱۳۴، ۱۳۵]

نطشے کی بے دلیل مداحی کرتے ہوئے حضرت نے اس کی تنقید میں ایک لفظ نہیں کہا نطشے کی تردید کا کوئی طریقہ نہیں بتایا______ مان لیا کہ اقبال بھی جاہل تھا وہ نطشے کو کیا بتاتا اگر آپ اقبال سے بڑے عالم ہیں تو نطشے کی تنقید تخلیق کر کے دکھا دیں اگر یہ کام نہیں کر سکتے تو نطشے کے قصیدے پڑھنا ترک کر دیں ہر مغربی فلسفی اور ہر اردو شاعر کی مدحت میں احمد جاوید صاحب اسی طرح مبالغے سے کام لیتے ہیں یہ ان کا تہذیبی رویہ ہے وہ پچیس سال سے یونانی اور جدید مغربی فلسفہ کے الٹے سیدھے قصیدے پڑھ رہے ہیں آج تک انھوں نے کسی مغربی فلسفی کی تنقید نہیں کی اقبال نے خطبات تو لکھے تھے حضرت والا نے مغرب کا آج تک نقد نہیں لکھا مگر پچیس سال سے مغربی فلسفے کی مدح جاری ہے اور جاری رہے گی کیونکہ سفینہ چاھیے اس بحرِ بیکراں کے لیے

اگر علماء اور اقبال مغربی فلسفے کی تنقید نہیں کر سکے، اسکے اہل نہیں تھے تو حضرت والا پچیس سال سے کیا کر رہے ہیں؟ پچیس سال میں حضرت کی ایک تحریر اور ایک تقریر بھی ایسی نہیں ہے جس میں انہوں نے نطشے، کانٹ، فوکالٹ کا رد کیا ہو۔ ان کے علم کا یہ حال ہے کہ مغرب پر کوئی تنقید نہیں لکھ سکے۔ جب کوئی پوچھتا ہے حضرت تنقید تو فرمائیے تو کہتے ہیں پہلے ان کی توصیف، تحسین سے تو فارغ ہو لوں۔ شاید حضرت عمر نوح لے کر آئے ہیں، فراغت ملے گی تب یہ تنقید شروع کریں گے ان کا رویہ مسلمہ اسلامی روایت کا دشمن رویہ ہے جو جدیدیت کی بے دلیل مداحی کا رویہ ہے وہ صرف علماء کو، اقبال کو اسلامی تاریخ کو گالیاں دیتے ہیں کہ یہ فلسفہ سمجھنے کے اہل نہیں مگر کبھی کسی مغربی فلسفی کو گالی نہیں دیتے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت والا مغرب کے کتنے بڑے مداح ہیں اسی لئے آج تک انہوں نے کسی مغربی فلسفی کی تنقید نہیں کی، اپنی نشستوں اور مضامین میں یہ ہمیشہ علماء، مذہبی لوگوں، مدارس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ آج تک انہوں نے کبھی مغرب، اسکے فلسفے، اسکی دہشت گردی کی مذمت میں ایک لفظ نہیں لکھا، ان کو تمام دہشت گرد، جاوید غامدی کی طرح اسلام میں ہی نظر آتے ہیں، مغرب کی دہشت گردی کی تاریخ سے بھی حضرت واقف نہیں لہذا مجاہدین کو گالیاں دینا ان کا خاص کام ہے۔

بنیادی طور پر احمد جاوید صاحب مغرب سے بے حد مرعوب ہیں ان کے تمام دروس یونانی اور مغربی فلسفے کی زبردست مداحی کے شاہکار ہیں وہ یونان جس کا رد بارہ سو سال پہلے امام غزالی اور ابن تیمیہ نے کر دیا احمد جاوید صاحب آج اس فلسفے کی ایسی مدح کر رہے ہیں کہ کوئی عام مسلمان بھی اس کا تصور نہیں کر سکتا جس امت کے صوفی کفر سے اتنے مرعوب، مسحور، مغلوب ہوں اس امت کا حال کیا ہوگا؟ المیہ یہ ہے کہ امت کی رہنمائی کرنے والے خود رہنمائی کے محتاج ہو چکے ہیں۔

روشنی دینے والے کو بھی کم سے کم اک دیا چاھیے روشنی کے لئے

امت مسلمہ اس وقت بحران سے گزر رہی ہے ایسا بحران کہ کوئی فکری، علمی قیادت میسر نہیں ہے ہم مایوس نہیں ہیں صرف اللہ کی رحمت سے امید ہے

اے خاصہ خاصان رُسل وقت دعاھے امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ھے

سوال: مشال واقعے کے بعد مردان میں مشال کو قتل کرنے والے غازیوں کی حمایت میں اور مشال کی مخالفت میں جو ریلی نکلی تھی اس کا سلسلہ صرف مردان تک کیوں محدود رہا کیا یہ ممکن نہ تھا کہ پورے ملک میں اس طرح کی ریلیاں نکالی جاتیں؟ ہم سے اچھے تو لبرل، سیکولر لوگ تھے جنہوں نے پورے ملک میں مشال کو ایک ہیرو کے طور پر پیش کر کے اس کے حق میں ریلیاں نکالیں اور توہین رسالت کے مجرم کو ایک اسلامی معاشرے میں ہیرو کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی حالانکہ ان ریلیوں میں چند ہی لوگ شریک ہوئے۔ ان ریلیوں کی مخالفت میں کوئی ایک ریلی بھی دینی حلقوں کی جانب سے نہیں نکالی گئی۔ سب دینی جماعتیں چپ رہیں، خوف زدہ رہیں، کسی نے ایک جلوس نہیں نکالا آخر کیوں؟ اس خوف کی کیا وجہ ہے حالانکہ کوئی بھی دینی جماعت ریلی نکالتی تو ہزاروں لوگ شریک ہوتے، مردان میں یہ ہو چکا ہے۔ اپریل کے آخر میں یہ سننے میں آیا تھا کہ ایک دینی تنظیم نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک کی پانچ لاکھ مساجد سے ایک دن، ایک ہی وقت ہر مسجد

سے مشال کو مارنے والے غازیوں کے حق میں پرامن ریلیاں نکالی جائیں گی جو مسجد سے لیکر چوک تک جائیں گی ،ایک تقریر اور دعا ہوگی پھر ریلی پرامن طریقے سے منتشر ہوجائے گی مگر بعد میں یہ ارادہ ملتوی کر دیا گیا۔آپ اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ دینی تنظیموں کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ آپ انہیں کیا مشورہ دیں گے؟ ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب کی طرح آپ دینی جماعتوں کو صاف صاف طریقے سے حکمت عملی کے طریقے کیوں نہیں بتاتے تاکہ وہ استفادہ کریں؟

جواب: یہ سوال تو آپ دینی تنظیموں ،مذہبی جماعتوں،علماء کرام سے پوچھ سکتے ہیں وہی اس کا درست جواب دے سکتے ہیں۔آپ اپنے مشورے انہیں دے سکتے ہیں۔فیصلہ کرنا ان کا کام ہے۔یہ حکمت عملی کا باب ہے۔حکمت عملی کے ایک ہزار طریقے ہو سکتے ہیں علماءاور ان کی تنظیمیں اسے اختیار کرسکتی ہیں لیکن حکمت عملی متشدد نہ ہو،ایسی ہو کہ کسی تصادم،عسکریت کے بغیر اپنا موقف نہایت وقار ،رکھ رکھاؤ کے ساتھ پیش کیا جائے اور اسے وقار کے ساتھ منوایا جائے۔

اس حکمت عملی کے کسی مرحلے میں TTP یا مصر کی تحریک التکفیر و الهجرة، حزب التحریر، المهاجرون، حماس، حزب الله، اسلامك فرنٹ کا کوئی رنگ شامل نہ ہو۔اس قسم کے رویے انارکی کا باعث بنے ہیں اور کسی خیر کے نام پر شر کے فروغ کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ہمیں خوارج کی حکمت عملی سے بھی بچنا چاہیے جس کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ ان کا کلمہ حق هے مگر مقصد باطل۔بسا اوقات کلمہ خیر کے نام پر____ خیر رخصت ہوجاتا ہے اور صرف شر باقی رہ جاتا ہے۔ایک غلط اقدام اٹھانے سے بہتر یہی ہے کہ ہم کوئی قدم نہ اٹھائیں۔حکمت دین اور امت کا خیال اور اس کی مکمل خیر خواہی____ ہر حال میں پیش نظر رہے۔

<u>شہید ممتاز قادری کی شہادت بریلوی مکتب فکر میں تشدد داخل کرسکتی ہے:عمیر صدیقی</u>

ممتاز قادری شہید کی اچانک پھانسی نے پاکستان کے تمام مذہبی مکاتب فکر کو حیران کر دیا تھا____ شہباز شریف نے یاددہانی کرائی تھی کہ حضرت والا کو ہرگز پھانسی نہیں دی جائے گی لیکن اس وعدے،یقین دہانی کے باوجود____ اچانک راتوں رات حضرت والا کو پھانسی کی سزا سنادی گئی____ یہ اچانک ایسا صدمہ تھا جس نے پاکستان کے تمام دینی حلقوں کو تحیر،تکدر،تذبذب میں مبتلا کر دیا۔ہمارے دوست اور کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے استاد جناب ڈاکٹر مفتی عمیر صدیقی صاحب سے پچھلے سال ملاقات کیلئے ہمارے پاس آئے تو انہوں نے عجیب نکتہ بیان کیا۔کہنے لگے کہ پاکستانی ریاست کو عوام ابھی تك مدینه ثانی سمجھتے تھے اور پاکستان کے ساتھ عشق رکھتے تھے لیکن اس مدینه میں ایك عاشق رسول کی پھانسی نے لوگوں کے جذبات کو بهت مشتعل کر دیا هے مجھے خطرہ هے که کهیں بریلوی مکتب فکر میں بھی شدید رد عمل کے باعث پر تشدد رویے پیدا نه هو جائیں اور نوجوان یه نه سوچ لیں که یه ریاست اسلامی نهیں هے ورنه ایك عاشق رسول کو اسلامی ریاست کیسے پھانسی دے سکتی هے جبکه امت کا اجماع هے که شاتم رسول کو قتل کرنے والا غازی هے،غازی کو قصاص میں قتل نهیں کیا جا سکتا اور مقتول کا خون هدر کر دیا جاتا هے۔

جمہوریت اور تشدد کے سوا بھی اسلامی علمیت میں جدوجہد کے کئی طریقے ممکن ہیں

سو سال سے اسلامی جدوجہد جمہوریت اور عسکریت کے دائرے میں محصور ہے

مفتی عمیر صدیقی کا تجزیہ بہت اہم ہے انہوں نے جس خطرے، خدشے، وسوسے، اندیشے کا اظہار کیا ہے یہ عملی صورت بھی اختیار کر سکتا ہے لیکن یہ کوئی نیک شگون نہیں ہوگا۔____ عہد حاضر میں ہماری تمام اسلامی جدوجہد عموماً صرف دو محوروں پر گھومتی ہے (۱) جمہوریت____ یہ یقین کہ صرف اور صرف پرامن جمہوری عمل کے ذریعے پرامن انتقال اقتدار کے طریقے سے اسلامی علمیت کا غلبہ قائم کیا جا سکتا ہے (۲) اگر پرامن جمہوری طریقے سے کامیاب ہونے کے باوجود اسلامی حکومت قائم نہ ہوسکے یا اسلامی حکومت کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے تو اس کا منطقی نتیجہ پر تشدد عسکری جدوجہد ہے۔ یہی آخری چارہ کار ہے لہٰذا ہر جمہوری جدوجہد میں اصولی ناکامی یا جبری طریقے سے ناکامی کا منطقی نتیجہ عسکری جدوجہد ہے۔ عالم اسلام میں گزشتہ سو سال میں دنیا کے تمام اسلامی ملکوں میں____ اسلامی جدوجہد کے اکثر ماڈل انہی دو طریقوں کے مطابق کام کر رہے ہیں حالانکہ جدوجہد کے سینکڑوں طریقے ہو سکتے ہیں۔ جدوجہد کے صرف یہ دو طریقے مغرب کے عقیدہ جمہوریت کی تقلید کا منطقی نتیجہ ہیں۔ مغرب کی جمہوری تقلید نے ہی اسلامی تحریکوں میں تشدد کو جنم دیا کیونکہ جمہوریت اور تشدد لازم و ملزوم ہیں۔ جمہوریت کا نتیجہ بھی تشدد ہے اور جمہوریت میں ناکامی کا نتیجہ بھی تشدد ہے۔ اور جمہوریت سے نفرت کا ردعمل بھی تشدد ہے۔ یہ سب رویے مغربی جمہوریت پر مسلمانوں کے عقیدے کے باعث پیدا ہوئے۔ اسلامی تاریخ وتہذیب میں انبیاء کی سرگزشت کسی خفیہ جدوجہد کی قائل نہیں اور جدوجہد کے بے شمار طریقے رہے ہیں س کا انجام کامیابی ہے۔ جدید مسلم تحریکیں اصـــحـــاب کہف اور اصـــحــاب الخدود کی جدوجہد کو بہت زیادہ کامیاب نہیں سمجھتیں لہذا اس کا اتباع بھی نہیں کرتیں۔ یہ بھی جدوجہد کے طریقے ہیں، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، مجدد الف ثانیؒ، ان سب نے اپنے اپنے زمانے میں جدوجہد کے مختلف طریقے اختیار کیے لیکن اسکے لئے اپنی پیٹھ پیش کرنی پڑتی ہے اس کے علاوہ بھی جدوجہد کے کئی طریقے موجود ہیں صرف جمہوری ردعمل میں صرف عسکری جدوجہد نے اسلامی قوتوں کو پسپا کیا ہے حماس اس پسپائی کی تازہ علامت ہے وہ اس کا مذہبی تعقل پیش کرنے سے قاصر ہے۔

دارالحرب اور دارالاسلام کی اصطلاحات اور عصر حاضر

ڈاکٹر مفتی زاہد مغل پاکستان کو دارالحرب قرار دے چکے ہیں

بالکل اسی طرح کسی ملک، خطے، سرزمین کے بارے میں ہم عموماً صرف یہی نقطہ نظر رکھتے ہیں (۱) یہ خطہ دارالاسلام ہے (۲) یا یہ خطہ دارالحرب ہے۔ حالانکہ یہ صورت حال خلافت عثمانیہ تک تو بالکل درست تھی لیکن خلافت عثمانیہ کے خاتمے____ اور وسٹ فیلیا اور یالٹا معاہدوں (Westphilia & yalta Agreements) کے بعد صورتحال اتنی سادہ نہیں رہی بلکہ بہت زیادہ پیچیدہ ہوگئی ہے لہذا جدید دنیا میں قائم جدید ریاستوں، قومی حکومتوں، اور قومی ریاستوں کے قیام کے بعد____ جو خلافت اسلامیہ کے حکم سے قائم نہیں ہوئیں بلکہ امریکہ، برطانیہ، روس اور جدید مغربی یورپی قوموں کے مابین____ معاہدوں کے نتیجے میں قائم ہوئی ہیں بالکل سادہ طریقے سے یہ کہہ

دینا کہ ہر مسلمان ملک دار الحرب ہے یا یہ مسلمان ملک دار الاسلام ہے نہایت سادہ لوحی کا معاملہ ہے۔ عالم اسلام میں اس وقت جو انتشار ، بدامنی، تنازعات، خلفشار، افراتفری، انارکی پھیلی ہوئی ہے اس کا سبب ______ جمہوریت، عسکری جدوجہد، دار الاسـ______لام اور دار الحرب کے بارے میں ہمارے یہی سادہ لوحی پر مشتمل نقطہ ہائے نظر ہیں کیونکہ ہم ۱۹۲۴ میں خلافت اسلامیہ کے خاتمے کے بعد بدلنے والی صورت حال، ایک نئی دنیا کے وجود ___ کو اس کی گہرائیوں، اسکے تاریخی پس منظر میں دیکھنے سے قاصر رہے ہیں ہمارے محترم دوست ڈاکٹر حسن مدنی مدیر محدث کا خیال ہے کہ خلافت اسلامیہ کا دارالاسلام ١٩٢٤ کے بعد الله کی حکمت بالغہ سے سعودی عرب میں منتقل ھوا اور وھاں کسی نہ کسی شکل میں موجود ھے (الشریعہ جہاد نمبر مارچ ۲۰۱۲ ص ۵۱۳) سوال یہ ہے کہ اس دارالاسلام کے دروازے مسلمانوں کے لئے نہیں صرف مظلوم مسلمانوں کے لئے ہی کھلے ہیں یا نہیں؟ سوال یہ بھی ہے کہ دارالاسلام کیا کبھی قومی ریاست بھی ہوسکتا ہے؟ حیرت ہے کہ ہم ایک قوم پرست عرب، سعودی ریاست کے لئے دارالاسلام کی اصطلاح کیسے استعمال کر رہے ہیں؟

<u>قائداعظم کو وکیل بنانے کے بعد آج تک ہم اپنا وکیل نہیں لاسکے</u>

سیاسی جدوجہد میں لبرل، سیکولر کو ہی اپنا وکیل بناتے ہیں

انیسویں صدی کے نصف میں ہندوستان میں آزادی کی جو سیاسی جدوجہد ہوئی اس میں علماء نے قیادت کا منصب ایک بہترین ایک نامور وکیل کے سپرد کر دیا تھا علماء کا خیال تھا کہ ہم اس منصب، قیادت کے اہل نہیں ہیں اس وقت ہمارا مقدمہ جدید عدالت میں یہی وکیل لڑسکتا ہے ____ یہ حکمت عملی تھی اور اس وقت کے حالات میں یقیناً درست تھی ____ مگر اس سپردگی کے بعد سے علماء نے پلٹ کر نہیں دیکھا کہ قیادت اب بھی وکیلوں کے پاس رہے گی یا علماء کی صفوں میں سے ___ یا علماء کے تربیت یافتہ، تعلیم یافتہ، اور ہدایت یافتہ لوگ قیادت سنبھالیں گے۔ اس عارضی دور کے بعد ہم نے علماء کی صفوں سے متبادل قیادت پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی یہ محض ہمارا سہوا ہے۔

۱۹۵۰ سے لیکر آج تک ہماری جدوجہد یہی ہے کہ ہم کسی عورت فاطمہ جناح کو کسی سیکولر لبرل فوجی اصغر خان کو قیادت کا مقام دے دیتے ہیں اور اس کی پیروی شروع کر دیتے ہیں کبھی نواز شریف کے سر پر تاج سجا دیتے ہیں کبھی علماء جنرل ضیاء الحق کا ساتھ دینے لگتے ہیں کبھی علماء مشرف کی عبوری حکومت میں شامل ہوجاتے ہیں۔ ہمارا مجموعی رویہ یہی ہے کہ ہم جمہوری جدوجہد کے لیے کسی نہ کسی کو چن لیتے ہیں فاطمہ جناح کو اس کام کے لئے ہم نے چنا تو اسلامی علمیت سے انحراف کی دلیل یہ دی کہ فاطمہ جناح میں سوائے اس کے کوئی خامی نہیں کہ وہ عورت ہے اور ایوب خان میں سوائے اس کے کوئی خوبی نہیں کہ وہ مرد ہے یہ منطقی دلیل جمہوریت کے تناظر میں بالکل غلط اور بے بنیاد تھی جمہوریت میں عورت مرد برابر ہوتے ہیں لہٰذا یہ دلیل ہی غیر جمہوری ہے مگر ایوب خان کے خلاف اسلامی جمہوری جدوجہد اسی غیر جمہوری دلیل پر عمل کر رہی تھی۔ ۱۹۷۷ سے لیکر ایم آر ڈی تک ہر سیاسی اتحاد کی قیادت کا تاج کسی نہ کسی عالم کے سر ہوتا ہے آخری تاج علامہ

طاہر القادری کے سرپرتھا جو تمام سیاسی جماعتوں کے اتحاد کے سربراہ تھے ___ کچھ علماء پیپلز پارٹی کی حمایت کردیتے ہیں کچھ مسلم لیگ کے حامی ہوجاتے ہیں، سیکولر جماعتیں علماء سے قوت حاصل کرلیتی ہیں اس کے نتیجے میں علماء کے حلقے، علماء کی صفیں، علماء کے مکاتب فکر مسلسل خلفشار، انتشار کا شکار ہورہے ہیں۔ ضیاء الحق کی سیاسی حکمت عملی کے بعد سے تمام مذہبی سیاسی جماعتیں کئی گروہوں میں تقسیم ہوگئیں۔ ضیاء کی سیاسی حکمت عملی نے بڑی بڑی مذہبی جماعتوں میں دراڑیں ڈال دیں یہ جمہوریت سے عدم واقفیت کا بھی نتیجہ تھا ہم اب بھی جمہوریت کی حقیقت سے واقف نہیں۔

اسلام کی ایک ہزار سال کی تاریخ، جمہوری اقدار کی عظیم تاریخ ہے: غامدی

اسلام کی پوری تاریخ ہی بادشاہت اور استبداد کی تاریخ ہے: غامدی

جاوید غامدی جیسے لبرل مفکر کو بھی جمہویت کا کچھ پتہ نہیں نہ وہ آزادی کے معانی جانتے ہیں۔ اکیسویں صدی میں بھی غامدی صاحب جمہوریت کی حقیقت سے واقف نہیں ہوسکے۔ غامدی صاحب عربی زبان پر عبور نہیں رکھتے، ان کی کتاب مقامات طبع دوم ۲۰۰۶ میں ان کا عربی مضمون شرح شواهد الفراهی پڑھ لیجئے اور اشراق میں ان کی آیت بسم الله کی عربی تفسیر پڑھ لیجئے وہ نہ اسلامی علمیت سے واقف ہیں نہ جدید مغرب سے۔ مغرب کے بارے میں ان کے تمام خیالات صرف خطابت ہیں، وہ جمہوریت کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے، وہ مشورے اور پارلیمنٹ کو مترادف سمجھتے ہیں حالانکہ مشورہ تاریخ انسانی کے ہر عہد میں ہوتا تھا۔ قرآن میں آتا ہے کہ فرعون نے اپنے وزراء واحباب سے حضرت موسی کے قتل کے لئے مشورہ کیا تھا ___ ملکہ سباء نے حضرت سلیمان کے خط کا جواب دینے کے لئے مشورہ طلب کیا تھا ___ عربوں کے یہاں اسلام سے پہلے دارالندوہ کا ادارہ تھا جہاں مشورہ ہوتا تھا۔ حضور ﷺ اپنے صحابہ سے مشورہ لیتے تھے ___ مگر روایتی تہذیبوں میں جمہوریت، پارلیمنٹ نہیں تھی جہاں مشورہ اکثریتی رائے سے قبول کرنا لازم ہے ___ مشورہ وہ ہوتا ہے جس قبول بھی کیا جاسکتا ہے مسترد بھی۔ جمہوریت میں مشورہ نہیں ہوتا فیصلہ ہوتا ہے اور اکثریتی فیصلہ قبول کرنا لازم ہے۔ ہمارے شاگرد جناب ظفر اقبال کی کتاب اسلام اور جدید سائنس نئے تناظر میں ہم نے اس موضوع پر ایک باب ذاکر نائیك صاحب اور جمهوریت کی حمایت اور دوسرا باب اسلام میں عورت کے سیاسی حقوق اور عورت کو قانون سازی کا اختیار مرتب کرائے تھے جس میں مشورہ اور جمہوریت کو قرآن اور مغربی فلاسفہ کے افکار کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے وہ ابواب دیکھ لیں تو غامدی صاحب کی بچگانہ دلیل کہ اسلام میں جمهوریت هے بلکه جمهوریت هی اسلام هے کا علمی رد معلوم ہوجائے گا۔ یہ کتاب لاہور کے ادارے کتاب محل نے شائع کی ہے۔ افضال ریحان کو اپنے انٹرویو میں غامدی صاحب فرماتے ہیں کہ

جمہوریت رواداری یہ قدریں تو ہماری ایک ہزار سال کی تاریخ میں بہت شان دار تھیں۔ مثلاً مسلمانوں نے اپنی ایک ہزار سال کی حکومتوں کے دوران تمام اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی دی تھی کہ وہ اپنے نکاح' طلاق اور دوسرے معاملات اپنے مذہبی طریقے کے مطابق کریں۔ اپنی عدالتیں بنائیں اور اپنے فیصلے خود اپنے مذہب کی روشنی میں کریں۔ یہ آزادی آج مجھے امریکا میں بھی حاصل نہیں ہے۔ رواداری کی یہ انتہا

ہے جو مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں پیش کی اُس کی کوئی مثال اس وقت دنیا میں نہیں ہے۔ہم آج بھی نکاح اور طلاق جیسے اپنے پرسنل قانون کے مطابق برطانیہ‘امریکا اور جرمنی میں بھی عمل نہیں کر سکتے ۔ یہ ایک حاضر وموجود چیز ہے جس سے آپ اس درجہ مرعوب ہوتے ہیں کہ اپنا ماضی بھی بھول جاتے ہیں ۔ یہ ہم مسلمان ہیں‘ جن کے غلبے کی تاریخ پوری ایک ہزار سال تک ہے اور ان کے غلبے کی تاریخ ابھی سو سال کی بھی نہیں ہوئی اور اس غلبے کی ایک ہزار سال تاریخ میں ہم نے غیر مسلم اقلیتوں کے معاملے میں جو اقدار قائم کیں، جو رویہ اختیار کیا اس کے اوپر ذرا انگلی رکھ کر بتایئے کیا آج آپ کی دنیا اس کے قریب بھی پہنچی ہے؟ ہمارے یہاں جمہوری قدریں تھیں۔

جمہوری قدروں سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا سوچنے‘ بولنے‘ تنقید کرنے کی آزادی نہیں تھی بلکہ یہ تمام چیزیں اسلامی تاریخ میں پوری شان کے ساتھ موجود رہی ہیں۔

بادشاہت ایک الگ چیز ہے اور جمہوری قدریں ایک الگ چیز ہیں ۔حکومت تبدیل کرنے کا عوام کو حق دیا جائے ، جمہوریت صرف اس چیز کا نام نہیں ہے۔ جمہوری اقدار کا تو مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو سوچنے کی آزادی ہو۔اختلافات کرنے کی آزادی ہو اور اپنی فکر پیش کرنے کی آزادی ہو۔کھلا مناظرہ کرنے کی آزادی ہو۔اپنے مذہب پر قائم رہنے اور اسے پیش کرنے کی آزادی ہو جس امت کی روایت یہ ہو کہ اس کے ابتدائی دور میں خوارج جیسا مسلح گروہ پیدا ہوا جو انارکسٹ تھے جو گلیوں اور بازاروں میں دہشت گردی کرتے پھرتے تھے اور ان کا حکمران ان سے یہ کہہ رہا ہے کہ جب تک تمھارا جرم ثابت نہیں ہو جائے میں تمھارے خلاف کوئی کاروائی نہیں کر سکتا۔ میں نہیں جانتا آزادی اور حریت کی آخری انتہا اس سے آگے کون سی ہو سکتی ہے۔

<u>جمہوریت ہماری متاع تھی جو مغرب نے ہمیں لوٹا دی ہے: غامدی</u>

بنوامیہ کی جمہوری حکومت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا: غامدی

میں تو کہتا ہوں کہ ایک ہزار سال تک مسلمانوں کی یہ روایت رہی اور اس سے انحراف کی اِکا دُکا مثالیں ہی ملتی ہیں اور اگر کبھی یہ انحراف ہوا ہے تو مسلمان اُمت کے اجتماعی ضمیر نے اور اس کے علماء اور دانشوروں نے اس انحراف کو خود توڑ کر رکھ دیا ہے۔

حکومت قائم کرنے کے معاملے میں اسلام نے ہمیں جو اصول دیا تھا کہ یہ مسلمانوں کی رائے سے ختم ہونی چاہیے اور رائے سے قائم ہونی چاہیے۔اس کو تو ہم بلا شبہ پائمال کر بیٹھے ہیں لیکن اس پر یہ کہنا کہ ہم جمہوری قدریں ختم کر بیٹھے‘ غلط ہے۔ انسانیت کا احترام‘ لوگوں کے لیے ان کی ضروریات کی پاسداری‘ ان کو ان کی دہلیز پر انصاف پہنچانے کا اہتمام اور ان کے لیے بالخصوص مذہبی آزادی ــــــ میں تو آپ سے عرض کر رہا ہوں‘ آپ اندازہ کریں کہ عباسیوں کے دور میں یہودیوں کے محلوں میں شراب بنائی جاتی تھی۔عیسائیوں کے محلوں میں سؤر پالے جاتے تھے‘ کسی حکومت نے کبھی ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی۔ میں

خلافت راشدہ کی بات نہیں کر رہا ہوں' بلکہ عباسی دور کے ادب میں "شرب الیھود" کی اصطلاح استعمال ہوتی تھی' ان مسلمانوں کے لیے جو وہاں جا کر شراب پیتے تھے' لیکن ان پر پابندی لگانے کے لیے اسلامی حکومت تیار نہیں تھی۔ عدالتیں ہمیشہ غیر مسلموں کی اپنی قائم رہیں اور وہ ہماری ریاستوں میں پوری آزادی کے ساتھ اپنے دین کے مطابق کام کرتی رہیں۔

اس چیز کو بھی ہمیں نے سب سے پہلے دنیا میں پیش کیا دنیا میں سب سے پہلے ایک منظّم سطح پر یہ اصول پیش کرنا کہ لوگوں کی رائے سے حکومت قائم ہوگی۔ یہ پیش کرنے والے ہم ہی تھے۔

اس زمانے میں مغرب نے ہمیں جمہوریت ایک بڑی اچھی چیز دی جو دراصل ہماری ہی متاع تھی۔ انھوں نے ہمیں لوٹا دی لیکن یہ کہ ہماری ہزار سال کی تاریخ کوئی تاریک تاریخ ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اس کی روشنی کے مقابلے میں موجودہ زمانے کی بڑی سے بڑی حکومتیں ماندنظر آتی ہیں۔ امیر معاویہ کی حکومت سے زیادہ بڑی رفاہی حکومت، زیادہ بڑی آزادی اور حریت کی علمبردار حکومت، میرے علم اور مطالعہ کی حد تک نسل انسانی آج تک نہیں دیکھ سکی۔ بنو امیہ کی حکومت میں ایسے ایسے جلیل القدر لوگ پید اہوئے ہیں کہ آپ تصور نہیں کر سکتے اور جو رفاہی حکومت انھوں نے قائم کی ابھی تک، ہاں ابھی تک، دنیا میں کوئی حکومت اس کے مماثل نہیں ہوسکی۔ ہوا یہ ہے کہ آدمی بعض اوقات ایک جرم کا ارتکاب کرتا ہے' ایک چیز پامال ہوگئی ہے' اس کا ہمیں اعتراف کرنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کی رائے سے جو حکومت بننے اور ٹوٹنے کا عمل تھا' اس کو وہ ایک انسٹی ٹیوشن میں نہیں بدل سکے۔

<u>حضرت حسینؓ کی شان میں جاوید غامدی کی گستاخی</u>

حسین نے بغاوت کی پھر سرنڈر کر دیا: غامدی

لوگوں کی فلاح کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والی حکومت بنوامیہ نے قائم کی تھی۔ اس کے بعد بنو عباس نے اس کی اعلیٰ روایات کو قائم رکھا۔ بنو عباس کے ہاں ایسے ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ ان میں اور خلفائے راشدین میں بس قدرے فاصلہ ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ اپوزیشن کے ساتھ انھوں نے (بنوامیہ) کیا سلوک کیا' جن لوگوں نے ان کے خلاف تنقید کی وہ اسی طرح رہے' جن لوگوں نے ان کے خلاف اقدامات کیے' ان کے خلاف انھوں نے کاروائی ضرور کی بالخصوص بغاوت کے ایک اقدام کے جواب میں حسین کے خلاف انھوں نے جو کاروائی کی اس کے بدلے میں آج تک انھیں گالیاں پڑ رہی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر آج کے دور میں بھی کسی علاقے میں بغاوت ہو جائے تو آپ کی موجودہ حکومت کیا کرے گی۔ مثال کے طور پر آج کراچی میں ایم کیو ایم بغاوت کر دے تو حکومت کیا کرے گی؟ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے درمیان رواداری' ایک دوسرے کا احترام' اختلاف رائے کو قائم

رکھنے اور قائم رہنے دینے کے مواقع کی اتنی شان دار تاریخ ہے کہ جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

سوال یہ ہے ایک آدمی (حضرت حسین) بغاوت کر کے آ گیا ہے' اب وہ (حضرت حسین) سرنڈر کر رہا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اس وقت کے گورنر کو اس معاملے میں عقل مندی سے کام لینا چاہیے تھا اور اس حادثے کو ہونے سے روکنا چاہیے تھا' لیکن اب تو نئی تحقیقات یہ بتا رہی ہیں کہ اس میں سرے سے حکومت کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا بلکہ ان کے ساتھ کے قافلے کے لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا تھا (حضرت حسین پر حضرت حسین کے قافلے نے ہی حملہ کر دیا تھا) جسے بچاتے بچاتے یہ سارا حادثہ ہو گیا [غامدی کا انٹرویو افضال ریحان طبع اوّل ۲۰۰۴ء ص ۱۴۱ تا ۴۵ دار التذکیر لاہور]

<u>بادشاہت، استبداد ہے، اسلام کی تاریخ استبدادی ہے: غامدی</u>

قرآن میں جمہوریت ہے مگر اسلام میں بادشاہت ہے: غامدی

اسلام سے پوری مغربی جمہوریت کو ثابت کرنے کے بعد غامدی صاحب کا اچانک ارتقاء ہو گیا اور اسلام اچانک جمہوریت دشمن مذہب بن گیا لہٰذا اب ایک سو اسی درجے کا زاویہ تبدیل کر کے حضرت والا کہتے ہیں

سنی علماء کی بڑی اکثریت بادشاہت کو خلاف شریعت نہیں سمجھتی، بادشاہت میں قانون کا فیصلہ بادشاہ اور اسکے اعیان و اکابر کرتے ہیں (غامدی، مقامات ۲۰۱۴ ص ۱۸۰) علماء ریاست کے تمام اداروں پر عدلیہ کی بالادستی قائم کر کے عدلیہ کو علماء کے حوالے کرنا چاہتے ہیں کہ دینی شریعت کے ماہرین ہیں وہ کہتے ہیں کہ بارہ سو سال سے یہی ہو رہا ہے اس طریقے کو مغربی استعمار نے ختم کیا اب شریعت کا پرانا طریقہ بحال کیا جائے (غامدی، مقامات ۲۰۱۴، ص ۱۸۸) اسلام کو جو کچھ میں نے سمجھا ہے اس کی بناء پر پورے اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ قرآن اس نقطہ نظر کو قبول نہیں کرتا۔ نظم ریاست کو چلانے کا جو طریقہ اس نے بتایا ہے وہ جمہوریت ہے (غامدی، مقامات، ص ۱۸۸) ہماری جدوجہد کا محور ایک خالص جمہوری ریاست ہونا چاہیے (غامدی، مقامات ۲۰۱۴، ص ۱۹۱)

غامدی صاحب کی اس قرآنی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلام کی پوری تاریخ بادشاہت کی، آمریت کی تاریخ ہے، جمہوریت کی تاریخ نہیں، تمام علماء بادشاہت کو درست سمجھتے ہیں، اسلامی تاریخ میں پہلے دن سے ۱۹۲۴ میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے تک بادشاہت ہی رہی لہٰذا جمہوریت قرآن میں تھی، نہ عالم اسلام میں، نہ عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں بھی جمہوریت نہ تھی، پیغمبر اور صحابہ بھی قرآن کا مطلب سمجھ نہیں سکے (استغفر اللہ)

غامدی صاحب کا اصول ہے کہ بادشاہت استبداد ہے استبداد قرآن کی رو سے فتنہ ہے لہٰذا بادشاہت کا خاتمہ فتنہ کا خاتمہ ہے اس کے لیے جمہوری جدوجہد ضروری ہے اس اصول کی تقریر وہ اس طرح کرتے ہیں:

ہر جگہ جمہوریت اور جمہوری اقدار کو وفروغ دیا جائے تاکہ لوگ سیاست ومعیشت میں اسلام کے تقاضے پورے کرنے کے لیے تیار ہو جائیں استبدادی قوتوں کے خلاف جدو جہد درحقیقت فتنے کے خلاف جدو جہد ہے اور فتنہ قرآن کے مطابق قتل سے بڑا جرم ہے جس کے مرتکبین، خواہ وہ بادشاہ ہوں یا آمر، اسی کے مستحق ہیں [غامدی مقامات ۲۰۱۴ء ص ۱۸۳] دوسرے معنوں میں اسلام کی پوری تاریخ استبداد ار فتنے کی تاریخ ہے اس پر امت کا اجماع ہے جب کہ غامدی صاحب کا ہی اصول ہے کہ امت کا اجماع کبھی ضلالت پر نہیں ہوسکتا کیونکہ امت پر الحق اتمام حجت کے درجے میں واضح ہو چکا ہے (مقامات میں مضمون اجماع دیکھئے) حضرت کا یہ بھی اصول ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد سے انحراف نہیں کرسکتا یہ اللہ کی نظر میں خیانت ہے (غامدی، میزان ۲۰۱۵ص ۳۶۶) حضرت والا کے ان اصولوں کی روشنی میں ان کو دیکھ لیا جائے کہ کیا سچ ہے اور کیا غلط۔

دور حاضر میں زیادہ تر اجتہاد غیر مسلموں نے کیے ہیں اور مسلمان بالعموم انھیں تسلیم کیے ہوئے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال جمہوریت، جمہوری اقدار اور اُن کے تحت قائم ہونے والے اداروں کے ضوابط ہیں۔ جمہوریت کا اصول قرآن نے دیا تھا، مگر مسلمان اِس کے لیے کوئی نظام نہیں بنا سکے۔ یہ نظام غیر مسلموں نے بنایا ہے۔ قرآن وسنت جن معاملات میں خاموش ہیں، اُن میں صحیح رویہ یہی ہے اور اس پر قائم رہنا چاہیے۔ سنی علماء کی بڑی اکثریت بادشاہت کو خلاف شریعت نہیں سمجھتی [غامدی مقامات ۲۰۱۴ء ص ۱۸۰]

<u>ہمارے علماء جمہوریت، ریاست اور سیاست</u>

جمہوریت کی حمایت اور مخالفت میں عالم اسلام میں گزشتہ سو سالوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے چند مستثنیات کو چھوڑ کر وہ صرف خطابت اور حسن ظن پر مشتمل ہے جمہوریت کی فلسفیانہ اساسات کا نہ مطالعہ کیا گیا نہ اسے موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

جمہوریت سے عدم واقفیت کے بغیر جمہوری نظام میں بغیر سوچے سمجھے علماء کی جمہوری جدو جہد اسلام کے نفوذ پر منفی اثرات مرتب کر رہی ہے یہ Counter Productive ہے اس بے سمت جمہوری جدو جہد کی وجہ سے علماء کی قوت کم ہو رہی ہے اور عوام یہ سمجھتے ہیں کہ علماء اپنے مفادات کے لئے کبھی پی پی پی میں چلے جاتے ہیں کبھی مسلم لیگ میں آجاتے ہیں حالانکہ سیاسی جماعتوں میں شمولیت مسلم لیگ پی پی پی کی حمایت یا ان کی وزارتوں میں حصہ لینے کا مقصد صرف اور صرف تحفظ اسلام ہے اور شمولیت وشرکت اقتدار کا مسئلہ فی الحقیقت علماء کے مفادات سے زیادہ حکمت عملی کا ہے JI، JUI, JUP سے وابستہ لوگ اسی نقطۂ نظر کے تحت حکومتوں میں اپنا راستہ تلاش کرتے ہیں۔ جمہوریت پر خود مغرب میں اس قدر تنقید ہو چکی ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے کے لئے بہت وقت درکار ہے۔ حیرت ہے کہ ہم جمہوریت کی اندرونی تنقید بھی پڑھنے پر تیار نہیں۔

چونکہ علماء نے جدیدیت ، جدید فلسفے، جدید ریاست اور جدید سرمایہ دارانہ نظام کے مباحث پر کوئی تحقیق نہیں کی لیکن وہ ان

مباحث ومسائل سے لاتعلق بھی نہیں رہ سکتے لہٰذا اس کا حل انہوں نے صرف یہ تلاش کیا ہے کہ جو بھی حکومت اقتدار میں آئے اس میں کچھ حصہ حاصل کر لینا چاہیے اور اس نظام کے ساتھ تعلق کی ایک خاص نوعیت خلق کر لی جائے۔ تا کہ مدارس دینیہ کا تحفظ ہو سکے اور ریاست کوئی ایسی قانون سازی نہ کر سکے جو اسلامی علمیت، نظریہ پاکستان کے خلاف ہو اور کوئی ایسی حکمت عملی نہ اختیار کرے جو دینی مدارس کے وجود کے خلاف ہو لہٰذا وہ اس سیاسی نظام میں مصالحت، تعاون کے ذریعے اصلاً دینی اداروں دینی علمیت کا تحفظ کرتے ہیں اس میں علماء کے ذاتی مفادات بہت کم ہوتے ہیں اصل مفاد اسلام ہی ہوتا ہے مگر یہ حکمت عملی دینی صفوں میں خود انتشار کا سبب بن رہی ہے اور دینی اقدار کا تحفظ بھی نہیں ہو رہا اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ مفتی زاہد مغل صاحب کی طرح علماء ریاست کے خلاف عسکری جدوجہد کا آغاز کر دیں یہ حکمت عملی پہلی سیاسی جمہوری حکمت عملی سے زیادہ خطرناک ہو گی ___ حکمت عملی تو حکمت سے وقت کے تقاضوں کے تحت تبدیل ہوتی رہتی ہے اس عرصے میں متبادل قیادت تیار کی جائے جو صرف ہاں میں ہاں ملانے کے بجائے ہاں میں نہیں ملانے کی اہلیت رکھتی ہو اور اپنا نقطۂ نظر علمی طور پر علمی حلقوں میں پیش کرے اس وقت دینی حلقوں میں کوئی ایسی قوت نہیں جو پاکستانی عوام، اہل علم، اور لبرل سیکولر مفکرین کے سامنے اسلام کا مقدمہ پورے اعتماد کے ساتھ پیش کر سکے اور مغرب جسے لبرل سیکولر ایک آئیڈیل کے طور پر پیش کر رہے ہیں اس آئیڈیل کا رد کر سکے مغرب کے لبرل ازم کے حوالے سے ہمارے دینی حلقوں میں بہت سی خوش فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کا خاتمہ ضروری ہے احمد جاوید صاحب جیسے فلسفی صوفی لبرل ازم سے واقفیت کے بغیر اسے غیر مضرت رساں، غیر جانب دار سیدھا سادہ معصوم ثابت کر رہے ہیں حالانکہ لبرل ازم کی تاریخ تشدد، بہیمیت، غنڈہ گردی کی تاریخ ہے اس لبرل ازم نے انقلاب فرانس میں کلیسا کے ساتھ اور انقلاب امریکا میں سرخ ہندیوں کے ساتھ جبر و تشدد کی جو بھیانک بہیمانہ تاریخ رقم کی تھی اسے ہم نے حوالوں کے ساتھ مثال سیریز پر اپنے مضامین میں اور عمار ناصر کی تردید میں لکھے گئے مقالات کے ذریعے علماء کی خدمت میں پیش کر دیا ہے اس تاریخ کو پڑھنے کے بعد عمار ناصر، غامدی صاحب اور مغرب کے اسلام پر الزامات کہ یہ دہشت گرد ہے غلط ثابت ہوتے ہیں اصل دہشت گرد مغرب ہے۔

سوال: آپ کی گفتگو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علماء کی قوت کم ہو رہی ہے۔ علماء کا اثر ورسوخ کم ہو رہا ہے لیکن عملاً تو ایسی صورت حال نہیں ہے ___ پاکستان جب قائم ہوا تو صرف چند سو مدرسے کام کرتے تھے آج ملک میں ہزاروں مدرسے کام کر رہے ہیں جن میں لاکھوں طلباء پڑھ رہے ہیں، سرکاری تعلیمی اداروں کے برابر طلباء ان مدارس میں تعلیم پا رہے ہیں پہلے علماء کا اثر ورسوخ اقتدار کے ایوانوں تک نہیں تھا آج علماء کو ایوان اقتدار میں بلایا جاتا ہے، شریک مشورہ کیا جاتا ہے کیا آپ اس حقیقت سے اتفاق نہیں کرتے؟

جواب: یہ بات بالکل درست ہے کہ جب پاکستان بنا تو پورے پاکستان میں چند سو دینی مدارس تھے جن میں چند ہزار طلباء ہی بمشکل تعلیم پا رہے تھے لیکن بعد میں مدارس کی فصل بہار لہلہانے لگی اور پورے ملک میں ہزاروں مدرسے کھل گئے۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانے سے مدارس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ___ اب مدارس میں لاکھوں طلباء پڑھ رہے ہیں یہ تمام باتیں بالکل درست ہیں ان مدارس کی مالی امداد ریاست نہیں صرف اور صرف عوام کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام دین سے کتنی محبت رکھتے ہیں لیکن ___ سوال یہ ہے کہ ان

اداروں کے قیام سے علماء کی قوت میں اضافہ ہوا ہے یا کمی ہوئی ہے؟ ہمارے خیال میں اداروں کی کثرت سے علماء کی قوت میں کمی ہوئی ہے ۔اسلامی تاریخ میں عموماً مدارس صرف مساجد کے احاطے میں ہوتے تھے اور دور دراز سے آنے والے طلباء کے لئے قیام وطعام کی ذمہ داری بستی کے لوگوں کی ہوتی تھی وہ مہمانان رسول کو اپنے گھر میں معزز مہمان کے طور پر ٹھہراتے تھے اور انکی خدمت کرتے تھے ___ رہائشی مدارس کا کوئی تصور عموماً نہیں تھا ___ مساجد کے ساتھ جاگیر ہوتی تھی جس سے مسجد اور مسجد میں قائم مدرسے کے اخراجات پورے ہوتے تھے، خود کفالتی نظام تھا ___ علماء مدارس مساجد کے اخراجات کے لئے چندے مانگنے کی ضرورت سے بے نیاز تھے۔ وقف کا ایک پورا نظام تھا ___ ہندوستان اور خلافت عثمانیہ میں وقف کے نظام کو ___ انگریزی استعمار، جدید ریاست نے ختم کر دیا ___ ترکی میں وقف کی املاک کو ریلوے، اور قومی ترقی ترقی کے کاموں میں استعمال کیا گیا حالانکہ یہ اوقاف دینی تعلیم، دینی امور اور علماء کے لیے مختص تھے ___ لہٰذا علماء اور دینی تعلیم کا سلسلہ خود کفالتی کے دور سے نکل کر دوسروں پر انحصار کے دور میں داخل ہو گیا۔

ہندوستان میں سب سے پہلا اقامتی مدرسہ اہل حدیث مکتب فکر نے قائم کیا ___ ہندوستان میں مدارس کی تاریخ آپ سید سلیمان ندوی کی کتاب حیات شبلی میں پڑھ سکتے ہیں۔ علامہ مناظر احسن گیلانی کی کتاب ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم تربیت دیکھیئے اور جناب شہید حکیم محمود احمد برکاتی کے مقالات کا مجموعہ جس میں انہوں نے اپنے دادا حضرت حکیم برکات احمد شاہی حکیم ریاست ٹونک کے مدرسے کے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں ___ حکیم برکات احمد حکیم بھی تھے اور بہت بڑے عالم اور فلسفی بھی ___ انہوں نے مدرسہ قائم کیا، پہلے ایک درخت کے نیچے طلباء کو پڑھاتے تھے ___ پھر معاشی حالات بہتر ہوئے تو اپنی کوٹھی کو مدرسے کے لئے وقف کر دیا۔ تمام طلباء ان کی کوٹھی میں رہتے تھے۔ مسجد میں تعلیم ہوتی تھی، طلباء کا کھانا حکیم صاحب کی اہلیہ خود تیار کرتی تھیں دینی تعلیم حاصل کرنے والا طالب علم کا اسلامی تہذیب میں یہ اکرام احترام تھا کہ ایک اعلی سرکاری عہدیدار، نواب اور عالم کی بیوی بچوں کے لیے کھانا بناتی تھی کیوں کہ یہ مولانا برکات احمد کے نہیں ___ جناب رسالت مآبؐ کے مہمان تھے ان مہمانوں کو سر آنکھوں پر بٹھانا، ہر مخیّر، ہر مسلمان ہر ذی شعور کی ایمانی، اخلاقی، روحانی ذمہ داری تھی اس کے بعد یہ دور بھی آیا کہ جامعہ الازہر کے طلباء تنور والوں کو قسمیں دے کر روٹیاں مانگتے پھرتے تھے۔

<u>مدارس دینیہ کے مالی مسائل ومشکلات</u>

شبلی نعمانی کا "سفر نامہ روم و شام" پڑھ لیجئے اس وقت الازہر میں بارہ ہزار طلباء پڑھتے تھے شبلی نے سو سال پہلے لکھا کہ طلباء بازار میں پیسے کی ترکاری خریدتے تو کنجڑے کو قسم دلاتے جاتے ہیں کہ سیدنا حسین کی تجھ کو قسم واجبی قیمت بتانا ___ یہی صورت حال اوقاف کے جبراً خاتمے کے بعد ہندوستان میں پیش آئی ڈپٹی نذیر احمد جس مدرسے میں پڑھتے تھے وہاں کے طلباء کو گھروں سے روٹی مانگ کر لانا پڑتی تھی جس گھر سے وہ روٹی مانگنے جاتے تھے اس گھر والے کی لڑکی ڈپٹی صاحب سے مسالہ پسواتی موٹا مسالہ پیسنے پر سل بٹّے سے ان کے ہاتھ پر چوٹ لگاتی ___ بعد میں یہی خاتون ڈپٹی نذیر احمد کی منکوحہ بنیں زاہد الراشدی صاحب نے بھی اپنے بچپن کے مدرسوں کا اور

نصرۃ العلوم کا یہی حال لکھا ہے کہ ہم طلباء بستی کے گھر گھر جا کر روزانہ کی روٹی جمع کرتے تھے۔۔۔۔ پاکستان میں جدید مدارس اسلامیہ نے یہ صورت حال بالکل تبدیل کر دی یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے مگر اس کے لیے علماء کو کتنی محنت کرنا پڑتی ہے رمضان کا مہینہ جو عبادت کا ہے وہ پورا مہینہ طلباء کی سال بھر کی ضروریات کو جمع کرنے کی خاطر علماء سفر میں گزار دیتے ہیں۔ ہم نے ایسے مدرسے بھی دیکھے ہیں جہاں سارا سال ادھار پر سامان آتا ہے اور سال کے اختتام پر جب رقومات جمع ہوتی ہیں تو ادئیگی کی جاتی ہے یہ کتنی بڑی اور مشکل ذمہ داری ہے اس کا تصور کر کے ہی پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔

قدیم مدارس کا نظام ریاستی سرپرستی، معاشی خود کفالت پر اور عامۃ المسلمین کے تعاون وایثار پر مبنی تھا لہٰذا علماء بہت بڑے مدرسوں کی انتظامی، معاشی، مالی، تنظیمی ذمہ داریوں سے عموماً بالکل بری الذمہ تھے۔ جب سے اقامتی مدارس کا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔۔ اس کے بہت سے بیشمار فوائد کے ساتھ ساتھ چند مسائل بھی پیدا ہوئے مثلاً اگر مدرسے میں ایک ہزار طلباء مقیم ہوں تو صبح ایک ہزار طلباء کے لئے ایک ہزار پیالی چائے، دو ہزار پراٹھوں کا انتظام کرنا، ایک ہزار طلباء کے لئے پانی، بجلی مہیا کرنا مہتمم کی سب سے اہم اور پہلی ذمہ داری ہے اس صورتحال میں مہتمم، منتظمین، مدرسین اپنی تمام تر توجہ، دلچسپی صرف اور صرف علم پر مرکوز کر سکتے ہیں یا مدرسے کی معیشت پر دو تصورات خیر ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ ادارے کے قیام کی صورت میں معاشی ذمہ داری سب سے اہم ترین ذمہ داری بنے گی یا نہیں۔۔۔۔ اس ذمہ داری کے بوجھ کے باعث علماء علوم اسلامی اور علوم عقلیہ پر اپنی توجہ مرکوز ہی نہیں کر سکتے۔ ظاہر ہے علماء کرام جتنی توجہ علوم دینیہ پر انیسویں صدی اور اٹھارویں صدی میں مرکوز کرتے تھے جب وہ اور ان کا ادارہ خود کفالتی کے دور میں تھا لوگوں کی مالی امداد کا محتاج نہ تھا وقف موجود تھے حکومت جاگیر، دے کر سرپرستی کرتی تھی عوام کی سرپرستی الگ تھی۔۔۔۔ لہٰذا اسلامی علوم اور فنون کی دنیا میں جو انحطاط پیدا ہوا وہ جزوی طور پر جدید اداراتی صف بندی کا پیدا کردہ ہے۔ ہر ادارہ سب سے پہلے معقول سرمایہ کا تقاضہ کرتا ہے اس سرمایے کے بغیر ادارے کا چلنا محال ہے۔ ادارے کے قیام سے پہلے زمین، عمارت منتظمین کی تنخواہوں کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے پھر اس ضرورت میں کمی کے بجائے مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کئی مدارس میں تو بجلی کے اخراجات کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔۔۔۔ ظاہر ہے جب ادارہ مسجد میں تھا اور اہل علاقہ کفالت کرتے تھے یا وقف موجود تھا تب علماء معاشی اور انتظامی ذمہ داریوں سے بالکل آزاد تھے۔ لیکن عصر حاضر میں اگر اتنا بڑا ادارہ قائم کر لیا جاتا ہے تو اسکے تقاضے، مطالبے، ضروریات، مسائل کے سلسلے میں کئی مقامات پر مجبوراً مصالحت کرنا ضروری ہو جاتا ہے اس صورت حال میں علماء کی قوت میں اضافہ ہوگا یا علماء کی قوت کم ہوگی۔ اتنے ادارے کھلنے کے بعد کیا ریاست سے محاذ آرائی ممکن بھی ہو سکے گی؟ اداروں کی ضروریات کم نہیں ہوتیں بڑھتی ہیں۔ بڑھتی ہوئی ضروریات کیا کسی اور محاذ پر ہماری توجہ کو مرکوز رہنے دیتی ہے۔ ہر ذمہ دار اس سوال کا جواب خود دے سکتا ہے کسی سے اس کا جواب طلب کرنے کی ضروت نہیں۔ مدرسے کا انتظام سب سے ذہین اور سمجھ دار ترین لوگوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے لہذا ذہین لوگ علمی دنیا سے الگ ہو جاتے ہیں اور تمام توجہ تنظیمی امور پر دیتے ہیں یہ بھی دین کا کام ہے لیکن عبقری لوگ تنظیمی کام کیوں انجام دیں یہ خسارے کا سودا ہے۔

جب پاکستان بنا تو اس کے پہلے سربراہ قائداعظم جیسے بڑے اور بہت حد تک ،نواز شریف اور زرداری کے مقابلے میں صاف ستھرے آدمی تھے تب مدارس کی تعداد بہت کم تھی تحریک پاکستان کے صف اول کے مذہبی رہنماؤں کا پاکستان میں کوئی دینی مدرسہ بھی نہیں تھا ۔رفتہ رفتہ وہ قائم ہوئے لیکن اس وقت علماء کی طاقت اتنی تھی کہ تمام مکاتب فکر کے علماء جب چاہے گورنر جنرل قائداعظم سے براہ راست ملاقات کر سکتے تھے ان کو ملاقات کے لئے اخبارات کے ذریعے درخواست پیش کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی لیکن ۲۰۱۳ میں پاکستان کے علماء کی طاقت کا حال یہ تھا کہ صدرالعلماء حضرت مفتی منیب الرحمان صاحب جو تمام دینی مدارس کے وفاق کے متفقہ ومشترکہ سربراہ ہیں ،دہشت گردی کے مسئلے پر مساجد و مدارس کے خلاف پروپیگنڈے ___ اور علماء کا موقف پیش کرنے کے لئے نواز شریف سے وقت مانگتے رہے مگر نواز شریف کے پاس وقت ہی نہیں تھا وہ علماء کو کوئی عزت ،اہمیت دینے کے لئے تیار ہی نہیں تھے ۔مفتی منیب الرحمٰن نے ۲۰۱۳ سے ملاقات کا وقت مانگنا شروع کیا تو ۲۰۱۵ میں بمشکل ان کو وقت دیا گیا ___ علماء کی قوت اگر ہوتی تو نواز شریف کی جراءت نہ تھی کہ وہ اتنے بڑے عالم دین کی درخواست کو رد کر دے ،یہ جراءت ان میں کیوں پیدا ہوئی ؟اس کے لئے ہمیں اپنا جائزہ خود لینا ہوگا ۔یہ بات درست ہے کہ ضیاءالحق سے پہلے علماء کو VIP فہرست میں شامل نہیں کیا جاتا تھا نہ انہیں ایوان صدر و وزیراعظم کی تقاریب میں بلایا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود علماء کے رعب سے تمام ایوان ہائے اقتدار کانپتے تھے ۔جب سے اقتدار کے ایوانوں میں انکی زیادہ آمدورفت ہوئی ،جسے دینی حلقوں میں علماء کی عزت افزائی سمجھا گیا اسکے بعد سے ایوان اقتدار پر ان کا رعب ختم ہو کر رہ گیا ۔

<u>علماء کے خوف سے مسلم لیگ کا نام پاکستان نیشنل لیگ نہیں رکھا جاسکا</u>

علماء کے دباؤ پر قائداعظم نے مسلم لیگ کا نام بدلنے کی تجویز واپس لے لی

اس کے برعکس پاکستان بننے کے بعد علماء کی قوت ،طاقت مدارس کے بغیر اور مدارس میں لاکھوں طلباء کے قیام کے بغیر جو ایک منٹ میں پورا ملک مفلوج کر سکتے ہیں ،بند کر سکتے ہیں کیا تھی اس کی تفصیل جاننے کے لئے ادارہ مطالعہ تاریخ کی مرتبہ کتاب نفاذ اسلام کے نام پر ملائیت اور فرقہ واریت کا آغاز از زاہد چوہدری ،تکمیل و ترتیب حسن جعفر زیدی پڑھ لیجئے یہ کتاب تمام علماء کو پڑھنی چاہیے تاکہ ان کو علماء کی قوت طاقت کا حال معلوم ہو جو آج حکومت کے سامنے کچھ بولنے سے قاصر ہیں جو اکثر معذرت خواہی کرتے ہیں اور ہمیشہ اپنے دفاع میں مصروف رہتے ہیں یا اپنی صفائیاں پیش کرتے رہتے ہیں ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب علماء قائداعظم جیسے عظیم رہنما کو ایک بیان کے ذریعے مجبور کر دیتے تھے کہ وہ اپنے مؤقف سے رجوع کر لیں __ آج پاکستان کے تمام شہروں میں اتنے دینی مدارس ہیں کہ اگر علماء کسی شہر کو بند کرنا چاہیں تو دس منٹ میں بند کر سکتے ہیں ۱۹۴۷ میں تو علماء کی یہ قوت ہی نہیں تھی ___ مگر وہ اپنے علم اور کردار کی قوت رکھتے تھے ___ ۲۰۱۷ میں علماء کے پاس دینی مدرسوں کے لاکھوں طلباء کی قوت کے باوجود نواز شریف جیسا کمزور ترین وزیراعظم بھی علماء کو وقت دینے پر تیار نہیں نواز شریف جیسے کمزور وزیراعظم نے آسیہ کو تو پھانسی نہیں دی مگر شہید ممتاز قادری کو پھانسی دے دی ___ علماء کی ہیبت ،قوت ہوتی تو یہ جراءت بھی نہ ہوتی ۔قائداعظم کے سامنے تو نواز شریف کی کوئی حیثیت ہی نہیں وہ پہاڑ ،یہ ذرہ ،وہ پربت یہ رائی ،وہ

سمندر یہ قطرہ، وہ کوہ گراں یہ ہر وقت پشیماں و پریشاں مگر قائداعظم علماء کی عزت کرتے تھے ان کو وقت دیتے تھے کیوں؟

قائداعظم مسلم لیگ کا نام تک سیکولر نہیں کر سکے

حسن جعفر زیدی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ کراچی کے روزنامہ ڈان نے ۲۴ نومبر ۱۹۴۷ کو خبر دی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ۱۳، ۱۴، ۱۵ نومبر کو کراچی میں اجلاس ہو رہا ہے جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کو توڑ کر اس کی جگہ پاکستان نیشنل لیگ قائم کی جائے گی جس کی رکنیت کے دروازے بلا لحاظ ذات، مسلک پاکستان کے سارے شہریوں کے لئے کھلے ہونگے اسی طرح ہندوستان کے مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ وفاداری کے رشتے سے آزاد ہو کر اپنی منشا کے مطابق وہاں کسی بھی پارٹی میں شامل ہو سکیں گے، انڈین یونین کی سیاسی فضاء کے تکدر میں کمی ہوگی۔ ڈان نے اس خبر کے حق میں اداریہ لکھا (حسن جعفر زیدی نفاذ اسلام کے نام پر ملائیت اور فرقہ واریت کا آغاز، لاہور ادارہ تاریخ شناسی طبع دوم ۲۰۱۴ ص ۵۷)

اس خبر پر تمام علماء دینی جماعتوں کا شدید ردعمل سامنے آیا اور قائداعظم نے اس تجویز کو واپس لے لیا اور مسلم لیگ کا نام مسلم لیگ ہی رہنے دیا۔ روزنامہ نوائے وقت نے اس تجویز کے خلاف اداریہ لکھا ۱۳ دسمبر ۱۹۴۷ کو مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں پاکستان اور ہندوستان کے لئے دو الگ مسلم لیگ بنا دی گئیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا نام تبدیل کر دیا گیا بھارت میں مسلم لیگ کا کنوینر نواب محمد اسماعیل خان کو بنا دیا گیا (حسن جعفر زیدی ص ۶۴ محولہ بالا) مسلم لیگ کا نام تک سیکولر نہیں ہو سکا اسے اسلامی ہی رہنے دیا گیا قائداعظم اگر سیکولر تھے تو انہوں نے مسلم لیگ کے لئے ____ کانگرس کی طرح کا کوئی نام کیوں منتخب نہیں کیا۔ انہوں نے ایک فرقہ وارانہ نام کیوں اختیار کیا؟ سیکولر مفکر کہیں گے یہ منافقت تھی، مجبوری تھی مگر قائداعظم کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جا سکتی وہ اصولی آدمی تھے، وہ رائے قائم کرتے اور اس پر قائم رہتے تھے وہ نواز شریف یا آصف زرداری نہیں تھے۔

مسلم لیگ اپنا نام تبدیل نہیں کر سکی ____ اس واقعے سے علماء کی قوت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قائداعظم جیسے طاقت ور ترین، صاف ستھرے سیاست دان اپنی جماعت مسلم لیگ کا نام بھی علماء کی اجازت کے بغیر نہیں بدل سکتے تھے۔ کراچی کے ہندو اخبار ڈیلی گزٹ نے ۱۸ دسمبر کو اپنے اداریے میں لکھا کہ پاکستان نیشنل لیگ کی بجائے مسلم لیگ کا فرقہ وارانہ نام اور رنگ برقرار رکھا گیا یہ رجعت پسند عناصر کی فتح ہے اس فیصلے میں کوئی معقولیت نہیں دکھائی دیتی، حسین شہید سہروردی اور جی ایم سید کی رائے تھی کہ مسلم لیگ کا نام پاکستان نیشنل لیگ ہونا چاہیے مگر یہ رائے مسترد کر دی گئی (حسن جعفر زیدی ص ۶۴، ۶۵ محولہ بالا)

۱۴ دسمبر ۱۹۴۷ کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے بابائے قوم نے کہا:

سوال: آیا پاکستان مسلم لیگ ایک ایسی قومی تنظیم کی صورت اختیار کرے گی جس کی رکنیت سارے مذہبی فرقوں کیلئے کھلی ہوگی

جواب: ابھی اس قسم کی قومی تنظیم کا مقام کا وقت نہیں آیا۔ پاکستان کے مسلمانوں کی رائے عامہ ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہے ہمیں ایسے نعروں سے متاثر نہیں ہونا چاہیے جن کی بنیاد حقائق پر نہ ہو (ص ۶۶، ۶۷ محولہ بالا)

۱۹۴۷ سے ۲۰۱۷ تک رائے عامہ وہی ہے جو علماء نے تیار کی ____ مسلم لیگ کا نام مسلم لیگ ہے یہ رائے عامہ علماء نے بنائی تھی افسوس ہے کہ اب ان کی طاقت یہ ہے کہ نواز شریف جیسا بدعنوان کمزور ترین، ڈرپوک وزیراعظم بھی ان کو ملاقات کے لئے وقت نہیں دیتا ____ ہم اس حال تک کیوں پہنچے اس کے لئے ہمیں اپنی صفوں کا، اپنی تاریخ کا اور اپنے رویے کا جائزہ لینا چاہیے۔

وہ سیکولر، لبرل حلقے، وجاہت مسعود، ڈاکٹر مونس احمر، ڈاکٹر عائشہ جلال، ڈاکٹر جعفر احمد وغیرہ جو قائداعظم کو ایک لبرل، سیکولر شخصیت ظاہر کرتے ہیں وہ مسلم لیگ کے نام کے مسئلے پر قائداعظم کے موقف سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کہنے کو سیکولر، لبرل تھے اصلاً وہ علماء کے مقلد تھے اور علماء کی اتباع کرتے تھے۔ سیکولر، لبرل کسی عالم کی اتباع نہیں کرتا کانٹ نے اپنے مضمون What is enlightenment میں یہی لکھا ہے کہ لبرل، سیکولر آزاد، روشن خیال شخص وہ ہے جو وحی الٰہی کی کسی عالم کی اور ڈاکٹر کی اتباع، تقلید نہیں کرتا وہ خود اپنی عقلیت کے ذریعے اپنی زندگی کا راستہ خود طے کرتا ہے ____ لبرل، سیکولر نے وحی اور عالم کی تقلید سے تو نجات حاصل کر لی مگر ڈاکٹر کی تقلید وہ اب بھی کرتا ہے کیونکہ یہاں اس کو عدم تقلید، انکار، آزادی کا نتیجہ موت کی صورت میں نظر آ رہا ہے اس کے لئے زندگی اور دنیا کی زندگی اہم ہے اس لئے ڈاکٹر سب سے اہم ہے آخرت، اور عبدیت کی زندگی ناپسند ہے اس لئے وحی اور عالم سے اسے شدید نفرت ہوتی ہے۔

قائداعظم اگر سیکولر، لبرل تھے تو انہوں نے اپنی جماعت کا نام فرقہ وارانہ کیوں رکھا؟ کیا قائداعظم دھوکہ دے رہے تھے؟ انہوں نے مسلم لیگ کو صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص کر کے سیکولرازم، لبرل ازم کی نفی کی اور پاکستان بننے کے بعد انہوں نے مسلم لیگ کا نام بدلنے کی کوشش کی مگر علماء کے دباؤ پر اپنا موقف تبدیل کر دیا تو قائداعظم سیکولر، لبرل کیسے ہو گئے؟ تمام لبرل، سیکولر حلقے قائداعظم کی گیارہ اگست کی تقریر سے ____ سیکولر قائداعظم اور سیکولر پاکستان نکالتے ہیں لیکن وہ اس تقریر کے بعد قائداعظم کے بے شمار بیانات کو نظر انداز کر کے ان کو ایک لبرل، سیکولر مفکر ظاہر کرتے ہیں وہ صرف غلط بیانی کرتے ہیں۔ کیا قائداعظم گیارہ اگست کی تقریر کے موقف پر ۱۴ اگست کے بعد قائم رہے؟ کیا قائداعظم نے اس تقریر سے رجوع نہیں کیا؟ اس تقریر کے بعد انتقال تک قائداعظم کے بیانات کیا تھے؟ سیکولر مفکر اسے جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں۔ حسن جعفر زیدی نے پہلی مرتبہ قائداعظم کے وہ تمام بیانات جمع کر دئے ہیں۔ جن میں قائد اعظم نے پاکستان کو ایک اسلامی، جہادی، ریاست بنانے کا بار بار اعلان کیا ہے پاکستان کے لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اور ہر شخص کو مجاہد بننے کا پیغام دیا۔

<u>قائداعظم نے گیارہ ستمبر کی تقریر سے ۱۴ اگست کے بعد رجوع کر لیا</u>

شبیر احمد عثمانی نے قائداعظم کی تقریر پر شدید تنقید کی

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان کے قیام سے صرف تین دن پہلے قائداعظم کی گیارہ ستمبر کی تقریر مستقبل میں پاکستان کو ایک لبرل، سیکولر ریاست کے طور پر پیش کرنے کا عندیہ دیتی تھی لیکن علماء کی شدید مخالفت کے بعد انہوں نے اس سے رجوع کر لیا صرف رجوع نہیں کیا

اس کے بعد انتقال تک پاکستان کی اسلامی اساس کے بارے میں ان کے مسلسل بیانات آتے رہے۔سیکولر،لبرل مفکرڈاکٹرمونس احمر،ڈاکٹر عائشہ جلال اسے قائداعظم کی مجبوری، بے بسی، بے کسی یا منافقت قرار دیتے ہیں۔ظاہر ہے یہ قائداعظم جیسے رہنما کی توہین ہے۔حسن جعفر زیدی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

وزیرتعلیم پیرالٰہی بخش نے ۲۶ اگست ۱۹۴۷کوتجویزدی کہ پاکستان کی تمام جامع مساجد میں جمعہ کی نماز کے خطبے میں قائداعظم کا نام شامل کیا جائے(ص۳۶محولہ بالا)

یکم ستمبر۱۹۴۷کومولاناشبیراحمدعثمانی نے قائداعظم کی گیارہ ستمبرکی تقریرکے بارے میں ایک سخت بیان جاری کیا: قائداعظم نے اس تقریر میں کہا تھا کہ نہ ہندو، ہندو رہے گا اور نہ مسلمان، مسلمان۔علامہ شبیراحمدعثمانی نے اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔مسلمانوں کی افتادطبع مذہبی واقع ہوئی ہےاوردوقوموں کے نظریے کی بنیاد مذہب ہےاسلام ہمارادستوراساسی ہے یہی بوجوہ مرض کا علاج ہےاگرہم نے ایسا نہ کیاتو مغربی جمہوریت اپنی تمام تر برائیوں کے ساتھ چھا جائے گی دوقوموں کا نظریہ بےمعنی نہ تھا یہ ایک مسلمہ حقیقت ہےاوراسے کوئی نہیں بدل سکتا کیونکہ اسکی بنیادقرآن مجیداورحدیث کے بنیادی ٹھوس اصول ہیں جس میں ذرہ برابربھی تبدیلی ممکن نہیں۔دنیا جانتی ہے کہ مسلمان ہمیشہ مسلمان ہی رہتا ہے،مسلمان گھر میں بھی مسلمان ہے باہربھی مسلمان ہے جامع مسجد میں بھی، مصلیٰ پربھی،اسمبلی ہال میں بھی، گورنر کرکرسی پر بھی اوراسلام کی یہی امتیازی شان ہے کہ مسلمان کسی شعبہ زندگی میں بھی ہووہ مسلمان ہوتا ہےاسکی اجتماعی،انفرادی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہوتااس کے باوجودوہ غیرمسلموں کے ساتھ ایسافراخ دلانہ سلوک کرتا ہے کہ دوسری قوموں کی تاریخ میں ایسی مثال چراغ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی اس لئے میں چاہتا ہوں کہ خواہ حالات کتنے ہی نامساعد کیوں نہ ہوں مسلمان،مسلمان رہےاور ہندو____ ہندو۔اسلامی ریاست ان کے جان و مال اورعبادت خانوں کی حفاظت کرے گی بشرطیکہ وہ مملکت کے وفادارشہری ہوں(حسن جعفرزیدی ص۳۹،۴۰ محولا بالا)اس بیان پرتبصرہ کرتے ہوئےحسن جعفرزیدی لکھتے ہیں کہ شبیراحمدعثمانی کےاس بیان پرنظرڈالنے سےمعلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ بیان قائداعظم کی ۱۱ اگست کی تقریرکی مخالفت میں جاری کیا تھا جس میں جناح نے کہا تھا پھرتم دیکھوگے کہ کچھ زمانہ گزرجانے کے بعد نہ ہندو، ہندو رہے گا نہ مسلمان، مسلمان۔مذہبی معنوں میں نہیں کیونکہ وہ تو ہرفردکا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی معنوں میں کہ سب ایک مملکت کےشہری ہونگے۔(ص۴۱،۴۲ محولہ بالا)حسن جعفرلکھتے ہیں شبیراحمدعثمانی نے جناح کےمغربی نظریےکوتباہ کن قراردیا اورکہا کہ دوقوموں کا نظریہ بےمعنی نظریہ نہیں تھااسے کوئی بدل نہیں سکتا کیوں کہ اس کی بنیادقرآن اورحدیث کے بنیادی اورٹھوس اصولوں پرمنحصر ہے۔شبیرعثمانی نے مسلمانوں اور ہندوؤں پرمشتمل ایک پاکستانی قوم کے نظریےکوتسلیم نہیں کیا وہ مسلمانوں کو حاکم اور ہندوؤں کومحکوم قوم تصورکرتا تھا(حسن جعفرزیدی ص۴۱محولہ بالا)

<u>قائداعظم نے رجوع نہیں کیا وہ مولوی سے ڈرگئے:حسن جعفرزیدی</u>

مولاناشبیراحمدعثمانی اوردیگرعلماء کی مخالفت کے بعدقائداعظم نے گیارہ ستمبر کی تقریر سے رجوع کرلیا۔اسکا اعتراف حسن جعفرزیدی جیسے

متشدد، بدبودار، اور مذہب دشمن مفکر نے اپنی کتاب میں جا بجا کیا ہے اور اسے دکھ ہے کہ قائداعظم مولویوں سے ڈر گئے۔ قائداعظم نے مذہبی ملاؤں سے صلح کر لی اور قائداعظم پاکستان کو ایک سیکولر ریاست کے بجائے مذہبی ریاست بنانے پر مجبور ہوگئے ـــــ قائداعظم جیسا States Man جس کے بارے میں تمام مسلمان، غیر مسلم مورخین، مفکرین نے لکھا ہے کہ وہ بہت سوچ سمجھ کر رائے قائم کرتے تھے اور جب رائے قائم کر لیتے تھے تو اس سے رجوع نہیں کرتے اس پر ڈٹ جاتے تھے ـــــ وہ زندگی میں کبھی پسپا نہیں ہوئے، شکست خوردہ نہیں ہوئے ان کی آنکھ میں صرف دو مرتبہ آنسو دیکھے گئے پہلی بار جب ان کی بیوی کی میت قبر میں رکھی گئی دوسری بار جب ہندو مسلم فسادات میں قائداعظم نے خونی لاشے اور جلے ہوئے گھر دیکھے۔ ایسے سخت جان اصولی آدمی نے ـــــ اگر مولوی کی تنقید کے بعد اپنے موقف سے رجوع کر کے سیکولر پاکستان کے بجائے اسلامی پاکستان کا خاکہ تیار کر لیا تو لبرل، سیکولر عناصر قائداعظم کے اس رجوع کو کیوں تسلیم کرنے پر تیار نہیں ـــــ یہ علماء کی قوت تھی ـــــ قائداعظم جیسے اصولی آدمی کے سامنے ـــــ آج کے علماء کی کیا قوت ہے ہم اس حال تک کیوں پہنچے کس نے ہمیں اس حال تک پہنچایا ہے؟ یہ ہے اصل سوال۔

حسن جعفر نے ایک صحافی کے سوال کے جواب میں شبیر احمد عثمانی کا جواب نقل کیا ہے

سوال: کیا خطبہ جمعہ میں قائداعظم کا نام شامل کرنا چاہیے؟

جواب: اگر خطبہ مناسب اور جائز طریقے سے دیا جائے تو یقیناً رئیس السلطنت کا نام بھی خطبہ میں آجائے گا جہاں تک قائداعظم کا تعلق ہے وہ لاریب دولت پاکستان کے رئیس الحکومت ہیں (ص۴۳ محولہ بالا)

حسن جعفر زیدی کی کتاب اسلام دشمنی، علماء دشمنی اور پاکستان دشمنی سے بھری ہوئی ہے۔ زبان نہایت گندی، غلیظ، بے ہودہ ـــــ علماء اسلام اور اسلامی علمیت کو گالیاں دیتے دیتے حسن جعفر زیدی نے اپنے قلم سے اور تمام حوالوں کے ذریعے خود ثابت کر دیا کہ قائداعظم نے اگست ۱۹۴۷ کو مغربی طرز کی جمہوریت مطلقہ (Absolute Western Democracy) کے بارے میں جو تقریر کی تھی، ہندوستان میں ہندوؤں اور سکھوں کے قتل عام کے بعد بدلتی ہوئی صورتحال میں قائداعظم نے خود ہی اپنے موقف سے رجوع کر لیا اور اسکے بعد مسلم لیگ اور قائداعظم کے تمام اقدامات اسلامی امارت کی جانب پیش قدمی کا سفر ہیں اسکی تفصیل حسن جعفر کی مرتبہ کتاب میں پڑھئے:

<u>عربی زبان لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جائے گی: حکومت پاکستان</u>

(۱) ۲۷ ستمبر ۱۹۴۷ کو جماعت مجاهدین اسلام اور انجمن فروغ عربی قائم کی گئی جس اجتماع میں انجمن فروغ عربی قائم ہوئی اس میں مرکزی وزیر تعلیم فضل الرحمان سندھ کے وزیر تعلیم پیر الٰہی بخش اور سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اے بی حلیم نے شرکت کی سب کی موجودگی میں فیصلہ ہوا کہ آئندہ سندھ کے اسکولوں، کالجوں میں پانچویں جماعت کے بعد عربی زبان ایک لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جائے گی۔ سندھ یونیورسٹی کے طلباء کو اس وقت تک ڈگری نہیں ملے گی جب تک کہ وہ عربی زبان اور قرآنی ادب کا امتحان پاس نہ کر لیں (ص۴۵ محولہ بالا)

قائداعظم کے سامنے زمیندار دو ہفتے کے لئے بند کر دیا گیا

حسن جعفر لکھتے ہیں:

(۲) پونچھ میں کشمیر کے ہندوراج کے خلاف مسلمانوں کی بغاوت اور ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام نے قومی تضاد کی شدت کوانتہاء تک پہنچادیا ایسی صورتحال میں جناح کے سیکولر جمہوریت کے نظریے کے فروغ کا کوئی امکان نہیں تھا خیبر سے لیکر کراچی تک اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کے نعرے لگ رہے تھے زمیندار نے مجلس تحفظ پاکستان بنائی،ظفرعلی خان اس کے صدر بنے ایک اشتعال انگیز مضمون لکھ کر مسلمانوں کونئی جماعت میں بھرتی کی دعوت دی،حکومت پنجاب نے زمیندار کی اشاعت دو ہفتے کے لئے معطل کر دی (ص ۴۵،۴۶محولہ بالا)

بابائےقوم نے جوآزاد صحافت کے علم بردار تھے اس پابندی پر کوئی ردعمل نہیں دیا،سیکولر،لبرل حضرات یہ نکتہ نوٹ کرلیں کہ بابائےقوم مطلق آزادی اظہار رائے کے حامی نہ تھے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے اور ضمیر نیازی صاحب نے اپنی کتابوں میں اسے بار بار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر کسی کتاب میں زمیندار کی بندش کا حوالہ نہیں دیا نہ اس بارے میں کوئی تحقیق پیش کی۔

احسان وسلوک،تصوف اور جہاد کا براہ راست تعلق ہے

غازی ممتاز شہید کا مجاہدانہ کرداراس کا ثبوت ہے

(۳) کراچی میں جہاد کے لیےایک عالم دین کی قائم کردہ تنظیم میں روزانہ سو ڈیڑھ سولوگ بھرتی ہورہے تھے کراچی تنظیم کے نوجوان ارکان پچاس سے لے کرسوتک کے جتھوں میں سڑکوں پر مارچ کررہے تھے بابائےقوم نے اس صورت حال پر کوئی بیان نہیں دیا۔[ص ۴۷ محولہ بالا]

(۴) ۶/اکتوبر کوکراچی میں پانچ روزہ مشائخ کانفرنس ہوئی اور معتقدین ومخلصین مشائخ طریقت کی روحانی اخلاقی جسمانی اورعسکری تنظیم کے لیےنہایت مفید لائحہ عمل مرتب کیا گیا___ ۷/اکتوبر کومشائخ کے وفد نے قائداعظم سے ملاقات کی اور ہندوستان میں مسلمانوں کےقتل عام کے باوجود پاکستان میں فرقہ وارانہ امن وامان قائم رکھنے کا یقین دلایا[ص ۴۷محولہ بالا] اس اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے مشائخ بھی اپنے مریدوں کو جہاد کے لیے تیاررکھتے تھے اور ہندوستان میں مسلمانوں کےقتل عام کی اطلاع پروہ اپنے مریدین کو مسلح جدوجہد اور جہاد کے لیے تیار کررہے تھے۔

عام طور پرسیکولرلبرل تصوف کے حوالے سے یہی دلیل دیتے ہیں کہ یہ جہادی نہیں ہوتا تصوف بہت نرم Soft ہوتا ہے حالانکہ Binder نے اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے کہ اسلام کی سرحدوں پر جب بھی حملہ ہوا صوفیاء کے حلقوں اور مریدوں نے شدید مزاحمت کی تاتاریوں کے زمانے میں امام ابن تیمیہ،سوڈان میں مہدی سوڈانی،روس میں امام شامل،الجزائر میں صوفی عبدالقادر وغیرہ تصوف کی جہادی روایت کے لوگ ہیں۔

ایک آدمی عاشق رسول ہواور مجاہد نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں عشق رسالت جہاد کے بغیر نامکمل ہے کیوں کہ رسالت مآب اس دنیا کے تمام ادیان پر اسلام کو غالب کرنے آئے تھے یہ غلبہ جہاد کے بغیر ممکن ہی نہیں لہٰذا تصوف اور مجاہد اور مجاہدہ لازم وملزوم ہیں صوفیاء کا زاویـــہ اسلامی تاریخ کا اہم ادارہ ہے جہاں جہاد کے لیے صوفی اور مجاہدین تیار ہوتے رہتے تھے پنجاب یونیورسٹی کے دائرہ المعارف اسلامیہ میں زاویہ پر مقالہ پڑھ لیا جائے ــــــ پاکستان کے لبرل سیکولر حلقے رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ پڑھنے کے بعد مغرب کی اتباع میں صوفی اسلام کو بہت زیادہ اہمیت دے رہے تھے ان کا غلط خیال تھا کہ صوفی اسلام صرف رانگ رنگ، قوالی، حلوے مانڈے، لنگر، خوشبو، محفل نعت اور میٹھی میٹھی باتوں تک محدود ہے لیکن جب سلمان تاثیر نے شان رسالت پر حملہ کیا تو مولانا الیاس کی دعوت اسلامی جو ایک دعوتی صوفی جماعت ہے ان کے مرید حضرت ممتاز شہید قادری نے تصوف کی جہادی روایت کو زندہ کرتے ہوئے شاتم رسول کا خاتمہ کر دیا جس کے بعد مغرب کی یہ غلط فہمی دور ہوگئی کہ صوفیاء کا اسلام جہاد تلوار لڑائی کو پسند نہیں کرتا لبرلز، سیکولرز کو پتہ چل گیا کہ عاشق رسول بھی (Non Tolerant) ہوتا ہے وہ رسول کی توہین ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ شاید غامدی صاحب جیسے کسی محقق کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے مغرب نے تصوف کو جہاد کے عقیدے کا مخالف سمجھ لیا تھا۔ حالانکہ اسلامی تاریخ صوفیاء، مجاہدین کے تذکروں سے معمور ہے۔

<u>جہاد کا منکر منافق ہے، وہ عاشق رسول ہرگز نہیں ہوسکتا</u>

منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہونگے

حدیث رسول ہے کہ وہ شخص جو جہاد کی آرزو کے بغیر مرا وہ منافق کی موت مرا اور منافق کے بارے میں قرآن نے کہہ دیا ہے کہ بے شک منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا[۴:۱۴۵] ایک عاشق رسول ایک صوفی کبھی منافق نہیں ہوسکتا جو منافق نہیں ہوسکتا وہ صرف اور صرف مجاہد ہوسکتا ہے ممتاز قادری شہید مجاہد اسلام تھے وہ اللہ کی بارگاہ میں کامیاب ہیں صرف اس دنیا میں، اس دنیا کے شہرت کے دربار میں نہیں اس دنیا میں بھی ــــــ اللہ تعالیٰ نے عشق رسول کی برکت سے ان کے جنازے کو پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ بنا دیا جاوید غامدی صاحب کو یہی دکھ ہے عاصمہ چوہدری کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ پـاکستان کے تمام لوگ ادیب، شاعر، سیاست دان، مفکرین سب جنونی ھیں جو قاتلوں کے جنـازوں میں اتنی بڑی تعداد میں شریك ھوتے ھیں سب لوگ بگڑے ھوئے ھیں بس غامدی صاحب ہی درست ہیں پوری امت غلط ہے حالانکہ غامدی صاحب کا اصول ہے کہ ''امت کا اجماع کبھی ضلالت پر نھیں ھو سکتا'' [غامدی مقامات ۲۰۱۴ء ص ۱۶۱] لہٰذا امت ہدایت پر ہے غامدی صاحب ہی ضلالت پر ہیں۔

(۵) پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے محمد اسد Leopold wese کی سربراہی میں ایک نیا محکمہ ''تعمیر اسلامی'' کے نام سے قائم کر دیا۔ محمد اسد نے ۱۴/۱ اکتوبر کو ریڈیو پاکستان سے ایک تقریر کی جس میں بتایا کہ ان کا محکمہ ملک میں اسلامی آئین کی ترتیب کے لیے مسلم رائے عامہ کی تربیت کرے گا علماء کی شریعت کمیٹی ہوگی جو قرآن وسنت کی روشنی میں آئین کو وضع کرے گی اور ملک کی معاشی ترقی کی تجاویز دے

گی اس تقریر کی خوب تشہیر کی گئی کیوں کہ کشمیر میں پٹھانوں کے جہاد کی تیاریاں ہورہی تھیں قبائلیوں کی یہ یلغار اسلام کے نام پر تھی اس لئے اس موقع پر مذہب کو بطور سیاسی حربہ استعمال کرنے پر کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا تھا[ص ۴۹ محولہ بالا]

حسن جعفر زیدی قائد اعظم پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ مذہب کو سیاسی حربے کے طور پر استعمال کررہے تھے تاکہ جہاد ہو حالانکہ دوسرے لبرل سیکولر مفکرین اس موقف کی تردید کر چکے ہیں۔

(۶) ۲۱ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو پنجاب اسمبلی کے رکن نے صوبائی لیگ کی مجلس عاملہ میں یہ قرارداد پیش کی کہ مسلم لیگ نے گزشتہ انتخابات پاکستان میں اساس شریعت اسلامیہ پر قیام ریاست کے لیے لڑے تھے لہٰذا مسلم لیگ کو صاف طور پر اعلان کردینا چاہیے کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگی اگر کسی وجہ سے یہ اعلان نہیں کیا جاسکتا تو پھر مسلم لیگ کی تنظیم کو ختم کردیا جائے اور طریق حکومت کے متعلق بلاواسطہ عوام سے استصواب کیا جائے جس دن یہ قرارداد اخبارات میں شائع ہوئی جناح لاہور میں تھے لیکن حالات نے انھیں مجبور کردیا تھا کہ وہ اپنے سیکولر نظریے کے خلاف اس قسم کے مذہبی پروپیگنڈے کا نوٹس نہ لیں داخلی طور پر مسئلہ کشمیر نے مذہبی نعرے کا جواز پیدا کردیا تھا اور خارجی طور پر مسئلہ فلسطین نے پان اسلام ازم یا اسلامی اتحاد کے نظریے کو پھر زندہ کردیا تھا[ص ۵۰ محولہ بالا]

<u>پاکستانی فوج کے کافر سربراہ نے قائداعظم کا حکم ماننے سے انکار کردیا</u>

مفتی منیب فرماتے ہیں مسلم فوج اور عدالت کا سربراہ کافر بھی ہوسکتا ہے

(۷) ۲۶ر اکتوبر کو کشمیر کے ہند سے الحاق کی قرارداد کے بعد ہندوستانی فوجیں سرینگر پہنچ گئیں جناح نے پاکستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل گریسی کو کشمیر میں فوجی کارروائی کا حکم دیا مگر اس نے حکم کی تعمیل سے انکار کردیا۔ ۲۸ر اکتوبر کو ہندو پاکستان کی فوج کا مشترکہ سپریم کمانڈر سر کلاڈ آکن لیک دہلی سے لاہور آیا اور جناح سے ملاقات کے بعد ان کو قائل کرلیا کہ وہ فوجی کارروائی کے حکم پر اصرار نہ کریں [ص ۵۱ محولہ بالا)___ جناح صاحب کی غلطی یہ تھی کہ انھوں نے ایک اسلامی ملک کے فوج کا سربراہ ایک کافر کو منتخب کیا تھا لہٰذا کافر سربراہ نے ریاست کے سربراہ کا حکم ماننے سے انکار کردیا ظاہر ہے فوج کے سربراہ کی طاقت کے سامنے سول حکومت کی کیا حیثیت؟___ یہ پاکستان کی ریاست کا پہلا تجربہ تھا اس کے باوجود مفتی منیب الرحمان صاحب دنیا اخبار اور جسارت میں اپنے کالم ''دانش خورشید''میں لکھتے ہیں کہ اقلیتوں کو پاکستان میں عام مسلمانو ں کے برابر کردیا جائے اقلیتو ں کی اصطلاح ھی ختم کردی جائے اقلیتوں کے وھی حقوق ھیں جو سب مسلمانوں کے ھیں اقلیت کا کوئی بھی فرد سپریم کورٹ کا چیف جسٹس اور فوج کا کمانڈر انچیف بن سکتا ھے صرف صدر وزیر اعظم نھیں بن سکتا کیون کہ اس کے لیے ختم نبوت کا اقرار لازمی ھے۔

مفتی منیب الرحمان دیکھ لیں کہ ایک کافر سربراہ فوج کس طرح قائداعظم جیسے سربراہ حکومت کے حکم کا انکار کرسکتا ہے حیرت ہے کہ فوج اور عدلیہ جیسے اہم اداروں پر جو کسی بھی سربراہ حکومت کی حکومت ختم کرسکتے ہیں منیب الرحمان صاحب کفار کو فائز کرنے کی جازت دے

رہے ہیں یعنی اسلامی ریاست کا حاکم خلیفہ ہمیشہ کافر چیف جسٹس اور کافر کمانڈر انچیف کے رحم وکرم پر ہوگا جب چاہے چیف جسٹس خلیفہ کو برطرف کردے اور جب چاہے کافر کمانڈر انچیف خلیفہ کے حکم کا انکار کردے کافروں کے خلاف جہاد کرنے سے انکار کردے منیب الرحمان صاحب کس قسم کی اسلامی ریاست بنانا چاہتے ہیں ہمیں حیرت ہے

اسلامی علمیت اجماع منیب الرحمان کے غلط نقطۂ نظر کو تسلیم ہی نہیں کرتی ہمارے لیے پیمانہ حضرت والا منیب الرحمان نہیں امت کی اجماعی علمی روایت ہے اجماع منیب صاحب کے اجتہاد کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہ ان کا تفرد ہے امت کے اجماع کے خلاف ہے امت کے تعامل تواتر تسلسل علمی روایت کے خلاف ہے امت کا اجماع ہر شخص کے لیے حجت قطعی ہے پاکستانی فوج کے کافر سربراہ کا جہاد کشمیر سے انکار دیکھنے کے بعد تو منیب صاحب یقیناً رجوع فرمائیں گے۔

<u>پاکستان اسلام کا قلعہ ہے جہاد کے لیے تیار رہیں: قائداعظم</u>

حسن جعفر زیدی لکھتے ہیں

(۸) ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لاہور یونیورسٹی اسٹیڈیم میں جلسے سے خطاب کرتے ہوئے جناح نے کہا قرآنی حکم کو شمع ہدایت بنائیں مجاہدین کا جذبہ پیدا کریں۔ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنائیں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق جام شہادت نوش کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں تو فتح تمہارے قدم چومے گی[ص ۵۱ محولہ بالا]

جعفر زیدی نے قائداعظم کی اس تقریر کا حوالہ چوہدری محمد علی کی کتاب سے لیا ہے

C. Mohammad Ali., The Emergence of Pakistan Lahore, 1973. op.citp.297

اس حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ بابائے قوم پاکستان کو مجاہدین کی قوم میں تبدیل کرنا چاہتے تھے اور اسلام کے قلعے ___ پاکستان کی حفاظت کے لیے جہاد کو لازمی سمجھتے تھے۔

<u>ہم مغرب کے جمہوری نظام کی مذمت کرتے ہیں: نوائے وقت</u>

(۹) نوئے وقت نے ۳۱/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو اپنے اداریے میں لکھا ہم مغرب کے جمہوری نظام کی مذمت کرتے ہیں مغربی جمہوری نظام کا صاف مطلب یہ ہے کہ پاکستان ایک ایسی اسٹیٹ ہوگی جس میں مذہب کو سیاست سے واسطہ نہ ہوگا ہم ہرگز یہ پوزیشن قبول نہیں کریں گے اسلام کی رو سے سیاست بھی مذہب کی تابع ہے جو ریاست سیاست اور مذہب کو جدا رکھتی ہے صحیح معنوں میں اسلامی ریاست نہیں ہوسکتی اس ریاست میں اور کسی دوسری لادین ریاست میں اسلامی نقطۂ نگاہ سے کوئی فرق نہیں ایسی ریاست اسلام کے نام پر ہم سے کوئی اپیل نہیں کرسکتی ہم اسلامی نظام کو چھوڑ کر مغرب کے مردود جمہوری نظام کے پیچھے کیوں بھاگیں؟[ص ۵۲ محولہ بالا]

نوائے وقت تحریک پاکستان اور قائداعظم کا ترجمان اخبار تھا اس کی رائے مسلم لیگ اور قائداعظم کی رائے ہی تھی۔

پاکستان کا آئین اسلامی شرع کے اصول کے مطابق ہو: مسلم لیگ

(۱۰) میاں افتخارالدین مسلم لیگ پنجاب کے صدر منتخب ہوئے (جو سیکولرازم اور جمہوریت کے حامی تھے ان کے اخبارات امروز، لیل ونہار، پاکستان ٹائمز سے سب لوگ واقف ہیں) ان کی زیرصدارت صوبائی لیگ کونسل کے اجلاس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ پاکستان میں ایک ایسا آئین مرتب کیا جائے جو اسلامی شرع کے اصولوں کے عین مطابق ہو [ص۵۴ محولہ بالا]

علماء کا اتنا اثر تھا کہ ایک سیکولر لبرل میاں افتخارالدین بھی اسلامی آئین کے خلاف کچھ نہیں بول سکے۔ یہ بیان قائداعظم کی نظر سے بھی گزرا۔

ایسی جماعت ضروری ہے جو شریعت کے بارے میں رہنمائی مہیا کرے: قائداعظم

(۱۱) ۲۴ رنومبر ۱۹۴۷ء کو قائداعظم نے لاہور میں مصری صحافیوں سے انٹرویو کے دوران یہ بات زور دے کر کہی کہ پاکستان کے آئین کی بنیاد اسلامی اصولوں اور شریعت پر ہوگی لہٰذا غیر فرقہ وارانہ سیاسی تنظیم کے ساتھ ایک ایسی جماعت کی نشو ونما ضروری ہے جو اسلامی اصولوں اور شریعت کے بارے میں مطلوبہ رہنمائی کرے گی اور خود کو تعلیم و تبلیغ کے کام کے لیے وقف کردے گی سب سے اہم کام ہمیں یہ درپیش ہے کہ مسلم قوم کو ایک مرتبہ ہر چیز میں اسلام کے حقیقی جذبے سے سرشار کریں تاکہ وہ حقیقی مسلمان بنیں [Dawn, 27-11-1947]

پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم لازمی ہوگی: ۱۹۴۷ء

(۱۲) قائداعظم کی سرپرستی میں ۲۷ رنومبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی سہ روزہ ایجوکیشنل کانفرنس ہوئی ۲۹ رنومبر کو اس کانفرنس کی رپورٹ شائع ہوئی تو فیصلہ سنایا گیا کہ

''پاکستان کے تمام اسکولوں اور کالجوں میں مسلمان طلباء کے لیے مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا نواب مشتاق احمد گورمانی کی یہ قرارداد بھی منظور ہوئی کہ اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے ایک کونسل آف اسلامک ریسرچ قائم کی جائے [ص۶۱، ۶۲ محولہ بالا]

مسلم لیگ میں واضح ترین اکثریت ملائیت کے حامیوں کی تھی: حسن جعفر

مسلم لیگ میں لبرل، سیکولر لوگ معمولی اقلیت میں تھے

(۱۳) حسن جعفر زیدی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ کانفرنس وزیر تعلیم فضل الرحمان کی زیرصدارت منعقد ہوئی تھی اس کے فیصلوں کو وزیراعظم لیاقت علی خان کی تائید و حمایت بھی حاصل تھی اس کانفرنس کے خاتمہ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ جو مسلم لیگی عناصر آل انڈیا مسلم لیگ کو توڑ کر اس کی جگہ پاکستان نیشنل لیگ قائم کرنا چاہتے تھے وہ پاکستان کی بساط سیاست پر اقلیت میں تھے اکثریت انہی عناصر کی تھی

جو پاکستان کو ملائیت کی تاریکی میں دھکیلنے کے درپے ہیں[ص۶۲محولا بالا]

تاریخی شہادتوں سے ثابت ہوگیا کہ پاکستان کے آغاز میں محمد علی جناح، لیاقت علی خان، مسلم لیگ، سب علماء کے زیر اثر تھے اور سو فی صد اکثریت پاکستان کو اسلامی ملک بنانا چاہتی تھی اور سیکولر لبرل بہت چھوٹی سی اقلیت تھے۔ یہ اقلیت جو سیکولر لبرل تھی جمہوریت کو مانتی تھی اس نے جمہوریت کے مطابق اکثریت کا فیصلہ نہ اس وقت قبول کیا نہ آج تک قبول کیا کیوں کہ جمہوریت کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہاں اکثریت کے بل پر کوئی مذہبی حکومت قائم کردی جائے جمہوری حکومت تو سیکولر ہی ہوتی ہے جمہوریت کسی مذہب کو تسلیم نہیں کرتی لہٰذا یہ سیکولر جمہوریت کے تحت کسی مذہبی ریاست کو برداشت نہیں کرسکتے بے چارے علماء ابھی تک یہی بات کہہ رہے ہیں کہ دیکھو لبرل جمہوریت کی بات کرتے ہیں جمہوریت پر عمل نہیں کرتے ان کو معلوم ہی نہیں کہ جمہوریت کے اصول کے تحت کسی جمہوری ریاست میں کسی مذہب کو سپریم لاء کی حیثیت کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ منیر کمیشن رپورٹ اور عزیز احمد کی کتاب

Islamic Modernism in India and Pakistan میں یہی بات علمی طور پر پیش کی گئی ہے۔ یہ بات سیکولر لبرل لوگوں کو تو معلوم ہے مگر اسلام پسند حلقے آج بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جمہوری اکثریت سے اسلام نافذ کیا جاسکتا ہے ترکی کی رفاہ پارٹی کا مقدمہ UCHR میں دائر ہوا___ اس کا فیصلہ پڑھ لیجیے

<u>قائداعظم نے مسئلہ کشمیر کے بعد سیکولر نظریے سے رجوع کرلیا تھا: حسن جعفر</u>

حسن جعفر زیدی جیسے سیکولر مارکسٹ مفکر لکھتے ہیں

جناح نے ۲۷/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کشمیر میں اپنی پالیسی کی ناکامی کے بعد اپنے گیارہ ستمبر ۱۹۴۷ء کے سیکولر نظریے پر زوردار طریقے سے اصرار نہیں کیا تھا اور نہ ہی انہوں نے مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں نیشنل لیگ کے قیام کی تجویز کی کھل کر حمایت کی تھی[ص۶۶ محولہ بالا] علماء کی قوت اور طاقت کے سامنے قائداعظم نے اپنا موقف واپس لے لیا اپنے موقف سے رجوع کرلیا اور اس رجوع کے بعد خاموش نہیں ہوئے اپنے بیانات تقاریر میں پاکستان کو ایک اسلامی ریاست کے طور پر قائم کرنے کے عزم ارادے یقین کا بار بار اظہار کیا یہ تمام حوالے خود حسن جعفر صاحب نے اپنی کتاب میں جمع کردیے ہیں۔

<u>جمہوریت یا عسکریت: دارالحرب یا دارالاسلام دو نقطہ ہائے نظر</u>

سوال: پاکستان کے بارے میں آپ نے قائداعظم کی گیارہ ستمبر ۱۹۴۷ء کی تقریر اور اس کے بعد علماء کی مخالفت اور اس مخالفت کے بعد قائداعظم کا اپنے سیکولر لبرل مؤقف سے رجوع ثابت کرنے کے لیے جو دلائل اور حوالے دیئے ہیں یہ تو ہم نے کبھی پہلے نہیں سنے خصوصاً پنجاب یونیورسٹی اسٹیڈیم میں قائداعظم کی مجاہدانہ تقریر۔ اس تقریر کے بعد قائداعظم کے اسلامی امارت کے بارے میں بیانات سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان دارالاسلام ہے اور علماء نے اس کی حمایت اسی بنیاد پر کی تھی تو وہ لوگ جو پاکستان کو دارالحرب قرار دیتے ہیں ان کے بارے میں آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

جواب: پاکستان کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ دارالاسلام ہے یا دارالحرب ہےقومی ریاست کے تناظر میں درست نقطۂ نظر نہیں۔۱۸۵۷ء میں مغل سلطنت اور ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے ساتھ پوری دنیا میں دارالاسلام کا خاتمہ ہوگیا لیکن دارالحرب جو خلافت عثمانیہ کے وقت بھی موجود تھا وہ خلافت کے خاتمے پر بھی موجود رہا بلکہ دارالحرب کے دائرۂ کار میں اس قدر اضافہ ہوا کہ اس نے اپنی سائنس، ٹیکنو سائنس، معیشت، تجارت، امداد، عالمی ادارے، قرضوں، ترقی، کے ذریعے مسلمانوں کی اکثریت کے علاقوں میں بھی اپنا فکری، عملی، عقلی، علمی تسلط قائم کر دیا۔ عالم اسلام کے چند ہی خطے ایسے تھے جو استعماریت، سامراج اور کالونیل ازم کے اثرات سے باہر رہے ورنہ اکثر اسلامی ممالک امریکی، برطانوی، ہسپانوی، اطالوی، ولندیزی، فرانسیسی، روسی، امریکی استعمار کی کالونیوں کے طور پر موجود تھے۔ الجزائر، ترکی، انڈونیشیا نے استعماریت کی زبردست عسکری مزاحمت کی ایران، روس اور فرانس کے ساتھ معاہدوں کے ذریعے اپنی خود مختاری کا تحفظ کرتا رہا۔

<u>استدلال کا عملی طریقہ صرف منطق استقرائی پر منحصر رہ گیا ہے</u>

عموماً لوگ ہر معاملے میں منطق، استقرائی Inductive Logic کا اطلاق کرتے ہوئے نتیجہ اخذ کرتے ہیں مثلاً آپ اگر کسی سے کہیں کہ میں جمہوریت کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ فوراً نتیجہ اخذ کرے گا کہ آپ آمریت کے حامی ہیں اگر آپ کہیں کہ میں جمہوریت اور آمریت دونوں کا مخالف ہوں تو وہ فوراً فیصلہ سنادے گا کہ اچھا تو آپ انارکسٹ ہیں۔ اسی طرح اگر آپ کہیں کہ پاکستان دارالاسلام نہیں ہے تو سننے والا ــــــ منطق استقرائی کے تحت فوراً کود بخود ــــــ فیصلہ کر دے گا اچھا تو آپ پاکستان کو دارالحرب سمجھتے ہیں۔

کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کوک پئیں گے یا پیپسی آپ جواب دیں کہ شکریہ میں نہ کوک پیتا ہوں نہ پیپسی تو اس کا اگلا سوال ہوگا اچھا آپ ہارڈ ڈرنک پسند نہیں کرتے تو آپ سافٹ ڈرنک میں سے کیا پسند کریں گے ایپل سڈ، مینگو جوس، یا کولا ــــــ آپ کہیں گے جی نہیں مجھے یہ بھی پسند نہیں ہے تو سوال آئے گا اچھا تو کیا آپ مشروب مشرق روح افزاء، نورس، جام شیریں وغیرہ پسند کرتے ہیں جی نہیں مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے اور میں اسے پسند بھی نہیں کرتا اچھا تو آپ خالص دیسی مشروب پسند کرتے ہیں ٹھادل وغیرہ وہ پیش کیا جائے جی نہیں مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے تو وہ کہے گا اچھا آپ تازہ پھلوں کا رس پسند کرتے ہوں گے آپ عرض کریں گے میں پھل کھانا تو پسند کرتا ہوں لیکن ان کا رس پینا مجھے پسند نہیں تو وہ فوراً سوال کرے گا ارے آپ کو ستّو تو پسند نہیں مگر ستّو تو کراچی میں کہیں نہیں ملتا اچھا آپ کو گھر کے بنے ہوئے شربت فالسہ لیموں کچے آم والے شربت تو پسند نہیں ہیں اچھا آپ White Drink تو پسند نہیں کرتے سیون اپ، ببل اپ وغیرہ جی نہیں میں یہ استعمال نہیں کرتا اچھا تو آپ کیا چائے پئیں گے جی نہیں تو پھر آپ کیا پئیں گے جی مجھے سادہ پانی پسند ہے ــــــ اگر پوچھنے والا پہلے ہی یہ سوال کر لیتا کہ پینے میں آپ کیا پسند کریں گے تو اسے استقرائی منطق کے سمندر میں اتنے غوطے کھانے کی ہرگز ضرورت نہ تھی اس نے سوال ہی غلط کیا اور سوال کے جواب کو مسلسل استقراء کے پیمانے پر پرکھا دنیا بھر میں اور عالم اسلام میں خصوصاً ــــــ اسی منطق کے تحت فیصلے ہوتے ہیں اور کتنے غلط ہوتے ہوں گے اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں Fuzzy Logic آنے

کے باوجود لوگ ابھی تک منطقی قضایا سے ہی اپنا استدلال اخذ کرتے ہیں اور اس کے نتیجے کو قطعی اور حتمی سمجھتے ہیں Fuzzylogic نے تو منطق کی قطعیت حتمیت کا عقیدہ ہی تبدیل کر دیا ہے۔

<u>ستر لاکھ افغانی قبول، ڈیڑھ لاکھ پاکستانی بہاری قبول نہیں</u>

تحریک پاکستان اسی اصول کی بنیاد پر چلائی گئی تھی کہ ہندوستان دارالحرب ہے اور پاکستان دارالاسلام ۔مسلمان ہندوستان میں اپنی علمیت، تہذیب، تاریخ، ثقافت، روایت کے مطابق زندگی نہیں بسر کر سکتے لہٰذا انھیں ایک ایسے خطۂ ارضی کی ضرورت ہے جہاں اسلامی علمیت کا غلبہ ہو۔۔۔۔۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے پر مفتی محمد شفیع کا فتویٰ تحریک پاکستان میں لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا لیکن پاکستان بننے کے بعد یہ فتویٰ بالکل فراموش کر دیا گیا جن لوگوں کے لیے یہ ملک بنایا گیا تھا جو ہندو اکثریت کے علاقوں میں مقیم تھے سب سے پہلے لیاقت نہرو پیکٹ کے تحت انہی لوگوں کے پاکستان میں آنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔۔۔۔۔ دارالاسلام تو ہر مسلمان کا وطن ہوتا ہے ہر مسلمان تو درکنار وہ مسلمان جو تحریک پاکستان میں شریک تھے ان کے لیے ہی وطن کی سرحدیں بند کر دی گئیں۔۔۔۔۔ دوسرے ملکوں کے مسلمانوں کے لیے یہاں آنے کا کیا سوال پیدا ہوسکتا ہے۔مشرقی پاکستان کے ڈیڑھ لاکھ بہاریوں کو پاکستانی حکومت نے قبول کرنے سے انکار کر دیا وہ پاکستان کی حمایت کے جرم میں ۱۹۷۱ء سے آج تک گندی گلیوں، غلیظ محلوں، میں کیڑے مکوڑوں کی طرح زندگی گزار رہے ہیں ان کے لیے دارالاسلام میں جگہ نہیں ہے مگر افغانستان سے اسّی لاکھ مسلمان افغان مہاجر بھائی آئے تو انھیں دارالاسلام نے قبول کر لیا ان کے لیے دروازے کھول دیئے اسّی لاکھ افغانیوں کی میزبانی نہایت فراخ دلی سے قبول کرنے والا دارالسلام ڈیڑھ لاکھ پاکستانی شہری بہاریوں کو قبول کرنے پر کیوں آمادہ نہیں ہے؟ افغانیوں کی میزبانی قابل قدر کام تھا مگر میزبانی کی روایت اپنے شہریوں، پاکستانیوں کے لیے کیوں مؤثر نہیں تھی؟

<u>پاکستان میں ہر مسجد کو لال مسجد بنادو: ڈاکٹر مفتی زاہد مغل</u>

ہمارے فلسفی دوست مفتی ڈاکٹر زاہد صدیق مغل تو پاکستان کو ایک زمانے میں دارالحرب سے بھی بدتر سمجھتے تھے اور پاکستانی طالبان کے خودکش حملوں، عسکری جدوجہد وغیرہ کے زبردست حامی تھے وہ لال مسجد کے بھی بہت حامی تھے اور اس زمانے میں ان کا مؤقف یہی تھا کہ پاکستان کی ہر مسجد کو لال مسجد بنادو وہ لال مسجد کو پیرس کمیون Paris Commune کے مشابہ سمجھتے تھے جو انقلاب فرانس کا نقطۂ آغاز تھا۔۔۔۔۔ ماہنامہ الشریعہ اشاعت خاص "جہاد کلاسیکی و عصری تناظر میں" مارچ ۲۰۱۲ء کے خصوصی شمارے میں ان کا مضمون عصر حاضر میں خروج کا جواز اور شبہات کا جائزہ پڑھ لیجیے اور معاصر مسلم ریاستوں کے خلاف خروج کے مسئلہ پر تین مجالس مذاکرہ میں زاہد مغل صاحب کا مؤقف ملاحظہ کیجیے پاکستان کو دارالحرب کہنے والے جتنے بھی متشدد، جہادی، عسکری، انقلابی گروہ ماضی میں تھے یا حال میں رہے ہیں ان سب کے دلائل کا بہترین انتخاب اس میں آ گیا ہے ان متشدد گروہوں کو فخر کرنا چاہیے کہ انھیں المرکز اسلامی سے ایک ماہر معاشیات فلسفی، مفکر عالم دین مغل صاحب جیسا فاضل ترین وکیل مل گیا انھوں نے کہا تھا کہ پاکستانی

جمہوری، سیاسی اسٹرکچر کو اسلامی نہیں کہا جاسکتا پاکستان کا جو ریاستی اسٹرکچر ہے اس سے اس کا غیر اسلامی ہونا بالکل واضح ہے۔ پاکستانی ریاست دارالحرب ہے لہٰذا اس کے خلاف خروج نہیں ہوسکتا اس کے خلاف جہاد ہوسکتا ہے [ص ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۱۰، ۴۱۱ الشریعہ جہاد نمبر]

دین سے منحرف اور سرمایہ داری کی ایجنٹ ریاست کے ساتھ التزام جماعت یا التزام ریاست کو شریعت کا تقاضا سمجھنا درست نہیں اس طریقے سے نصوص میں تضاد پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اطاعت امیر کا مطلب جدید سرمایہ دار قومی ریاست کے امیر کی اطاعت نہیں ہے [ص ۴۸۴ محولہ بالا]

پاکستان میں طالبان TTP کی عسکری جدوجہد کے خلاف مذاکرے میں جب دلائل دیئے گئے کہ TTP کو رائے عامہ [Popular Will Majority Will] کا اعتماد حاصل نہیں خروج آج شجر ممنوعہ ہے خروج عصر تناظر میں ناجائز ہے لہٰذا TTP کی عسکری جدوجہد دھماکے وغیرہ صحیح نہیں تو اس کے دفاع میں انھوں نے فرمایا کہ خروج کبھی عوامی رائے کی بنیاد پر نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ جو گروہ یہ سمجھتا کہ اسے جدوجہد کرنا چاہیے اسی کو فیصلہ بھی کرنا ہوگا اس طرح جو گروہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے طاقت اور قوت جمع کرنا ہے وہ اس کے لیے جدوجہد کررہا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ میں لڑ پڑوں تو ظاہری بات ہے فیصلہ تو اسی کا ہوگا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ خروج سے پہلے پورے پاکستان کو اس کے لیے تیار کیا جائے سوال یہ ہے کہ جمہوریت کیا اسی طریقے سے پوری دنیا میں نافذ کی گئی ہے ہیومین رائٹس کیا اس طرح سے تیار ہوئے اور اس طرح نافذ ہوئے یہ تو ۵۴ سفید فام امریکی مردوں نے لکھے تھے جن کو پوری دنیا کے قانون کے طور پر مسلط کر دیا گیا ہے ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ساری دنیا کی رائے عامہ کو تیار کیا جائے اور کوئی اقدام کیا جائے [ص ۵۱۱ محولہ بالا] یعنی پاکستانی ریاست کے خلاف جس گروہ کا جب دل چاہے اٹھ کھڑا ہو اور جنگ شروع کردے کیونکہ فیصلہ تو بس اس گروہ کو کرنا ہے اور سب کو اس کی تائید کرنا چاہیے۔ یہ مفتی زاہد مغل صاحب کا فتویٰ ہے۔

<u>جدید جمہوری ریاست کے خلاف شرعاً خروج ممکن ہی نہیں</u>

جمہوریت میں سو فیصد اکثریت سے جمہوریت کو ختم نہیں کیا جاسکتا

ڈاکٹر مفتی مغل صاحب نے طے کر دیا کہ پاکستانی ریاست کفر بواح کی مرتکب ہے انھوں نے یہ بھی لکھا کہ پاکستانی ریاست یقیناً یزید کی ریاست سے بدتر ریاست ہے لہٰذا اس کے خلاف خروج جائز ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ زاہد مغل صاحب پاکستان کو دارالحرب کہتے ہیں اور اگر دارالحرب میں مردان کے عاشقان رسول لڑکے ایک شاتم رسول کو قتل کر دیں تو اسکی مذمت کرتے ہیں حالانکہ اصولاً دارالحرب میں تو سود بھی حلال ہوجاتا ہے اور دارالحرب میں تو ولی اپنے مقتول کا قصاص قاتل سے خود لے سکتا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے ولی کو قصاص لینے کی اجازت دی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ زاہد مغل صاحب کسی اصول کے پابند نہیں ہیں وہ بس اپنے نفس کی اتباع کرتے ہیں۔ شریعت ان کے لئے فیس بک پر چند پوسٹس کا کھیل تماشہ ہے جو دل چاہے کہہ دو۔

پہلے شاتم رسول کو قتل کرنے کی مخالفت کی پوسٹ کی اس پر تنقید ہوئی تو پھینٹی لگانے کی پوسٹ کر دی ___ یعنی شریعت کھیل ہے

جب، جو دل چاہے کہہ دو۔ ہم تو پاکستان کو دارالحرب تسلیم ہی نہیں کرتے____ اور نہ ہی ہم اسے دارالاسلام تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے باجود ہمارا موقف اجماع امت کی روشنی میں یہ ہے کہ شاتم کو قتل کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

کیونکہ اجماع تو ہر حال میں حجت ہے۔ شریعت نے دارالحرب میں مقیم ہونے کو اسی لئے حرام قرار دیا ہے کہ وہاں شعائر اسلامی کا احترام نہیں ہوتا لہذا ایک مسلمان دینی حمیت سے محروم ہوسکتا ہے یا کسی کی دینی حمیت اتنی مشتعل ہو جائے کہ وہ اشتعال میں انتہائی قدم اٹھائے____ لہذا امت کے جماع سے مسلمان کے ایمان اور جان کی حفاظت کے پیش نظر دارالحرب میں قیام حرام ہے یہ اس حکم کی حکمت ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ دارالحرب میں مسلمانوں کا قیام اس وقت حرام تھا جب دارالحرب بھی بالکل مذہبی تھا۔ تمام کفار کے یہاں عورتوں کا پردہ تھا، عریانی، فحاشی عام نہ تھی، مذہبی عبادات ہوتی تھیں، تمام معاشرے اپنے مذہب پر کاربند تھے ویانا کا واقعہ تو آپ نے ہمارے مضمون میں پڑھ لیا ہوگا کہ بادشاہ نکلا اور اس نے ایک عورت کو دیکھا تو سواری روک دی، سواری سے اتر کر عورت کے احترام میں اپنی ٹوپی جھکا کر کھڑا ہو گیا اور عورت کے لئے پورا کاروبار زندگی معطل ہو گیا۔ یہ سترھویں صدی کا یورپ تھا جہاں عورت کبھی کبھار کسی ضرورت سے باہر نکلتی تھی لہذا عورت کی اتنی عزت ہوتی تھی۔ آج اگر عورت کی عزت نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر وقت گھر سے باہر رہتی ہے گھر میں بہت کم رہتی ہے وہ ترقی کر رہی ہے اس کا بچہ ڈے کیئر سینٹر میں، شوہر دوسرے شہر میں، ساس، سسر اولڈ ہوم میں اور وہ خود دفتر میں کام کرتی ہے۔ برنارڈ لیوس اپنی کتاب *What Went Wrong* میں عورت اور بادشاہ سے متعلق اس عظیم روایت کا ذکر ترک سفارت کار کے سفر ویانا [Vienna] آسٹریلیا کے مشاہدات کے حوالہ سے کیا ہے یورپ میں عورت کی کتنی عزت تھی ترک سفیر اپنے مکتوب میں لکھتا ہے

The first comes from Evliya Çelebi, a famous Turkish writer of his time who visited Vienna in 1665 as part of an Ottoman diplomatic mission. In the course of a long and detailed account of the imperial capital and his adventures there, Evliya describes a “most extraordinary spectacle” that he saw."In this country I saw an extraordinary spectacle. Whenever theemperor meets a woman in the street, if he is riding, he brings hishorse to a standstill and lets her pass. If the Emperor is on foot and meets a woman, he stands in a posture of politeness. The womangreets the emperor, who then takes his hat off his head to show respect for the woman. After the woman has passed, the emperor continues on his way. It is indeed an extraordinary spectacle. In this country and in general in the lands of the unbelievers, women have the main say. They are honored and respected out of love for Mother Mary".[Bernard Lewis, *What Went Wrong*: *western impact and Middle Eastern response*, Oxford University Press 2002 Chapter 3, Social & Cultural Barriers, p. 64-65]

اسلام نے، شریعت نے ویانا جیسے دارالحرب میں مسلمانوں کا قیام حرام قرار دیا تو آج کے یورپ اور امریکہ میں مسلمانوں کا قیام صریحاً حرام ہے جہاں کوئی اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ گناہ عام ہے، آپ کا بچنا محال ہے۔

جاوید غامدی اور عمار ناصر اور متجد دعلماء امریکہ و یورپ کو دارالحرب تسلیم نہیں کرتے۔ اسی لئے ممتاز قادری شہید کی شہادت پر اپنے مضمون میں ہمارا استدلال یہ تھا کہ دارالحرب میں مقیم مسلمان غیرت ایمانی کے تحت اگر شاتم رسول کو قتل کر دیں تو بالکل ٹھیک ہے اسی لئے تو اسلام مسلمان کے دارالحرب میں قیام کو حرام کہتا ہے کیونکہ دارالحرب کے حربی کے حوالے سے مسلمان پر کوئی پابندی عائد ہی نہیں ہوتی وہ دونوں کا ذاتی معاملہ ہے۔ اسلام، اسلامی علمیت، علماء اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتے۔

اصل بات صرف یہ ہے کہ جو مسلمان شریعت کے حکم کو پامال کر کے حرام کام کو اختیار کر کے دارالحرب میں مقیم ہے وہ اب کسی دارالاسلام، کسی عالم کا پابند ہی نہیں ہے وہ ایک آزاد وجود ہے، یہ آزاد وجود کیا کیا گل کھلا سکتا ہے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جس آدمی نے شریعت کا حکم نہیں مانا وہ مغرب کا، مغرب کے قانون کا، جمہوریت کا کوئی حکم کیوں مانے گا یہ ایک خطرناک آدمی ہے مگر غامدی صاحب نے اجتہاد کر کے اس دارالحرب میں قیام کو حلال کر دیا ہے تو وہاں مقیم مسلمان اگر کسی کو قتل کر رہا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں یہ غامدی صاحب کے اجتہاد کا اثر ہے۔ تمام علماء مغرب کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ اگر مغرب علماء کے اس متفقہ فتوے پر عمل کر کے مسلمانوں کو وہاں سے خارج کر دے یا مسلمان خود وہاں سے ہجرت کر لیں تو مغرب میں بدامنی کا مسئلہ خود ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ بدامنی غامدی صاحب جیسے متجددین کے اجتہادات کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ ایک مسلمان کی غیرت ایمانی دارالحرب میں رہ کر اس کے سیکولر تعلیمی اداروں میں پڑھ کر بھی ختم نہیں ہوتی لہٰذا جب وہ ردعمل کی نفسیات کے تحت کوئی کاروائی کرتا ہے تو اسلام کو گالیاں دی جاتی ہیں حالانکہ یہ غیرت ایمانی کا عمل تھا____ صرف ردعمل نہیں تھا دارالحرب میں ایک مسلمان____ ردعمل کے تحت بھی ایمانی غیرت کا مظاہرہ کرتا ہے____ لہٰذا مسلمانوں کے ایمان سے مغرب اگر بچنا چاہتا ہے تو مسلمانوں پر اسلامی احکامات کا نفاذ کرے، شریعت کی تقلید میں ہی برکت ہے اس کا دوسرا حل صرف یہی ہے کہ تمام مسلمان دارالحرب سے ہجرت کریں اور مسلم علاقوں میں آ جائیں لیکن علماء کا یہ فتویٰ____ نہ مغرب کو پسند آئے گا نہ غامدی صاحب کو۔

پہلے زاہد مغل صاحب کا مؤقف یہ تھا کہ پاکستان دارالحرب ہے لہٰذا حکمران حربی ہیں لہٰذا یہاں خروج نہیں جہاد ہوگا لیکن بعد میں وہ خروج کی وکالت کرنے لگے یعنی انھوں نے پاکستان کو دارالاسلام تسلیم کر لیا کیوں کہ خروج تو کسی اسلامی امارت سلطنت، حکومت، حکمران کے خلاف ہی ہو سکتا ہے یعنی پاکستان میں شریعت نافذ ہے لیکن حاکم کفر بواح کا مرتکب ہے لہٰذا خروج کیا جا سکتا ہے مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جدید قومی جمہوری ریاست کے خلاف خروج کی بحث سرے سے درست نہیں ہے۔ کیوں کہ خروج ایک حاکم کے خلاف ہوتا ہے اس نظام کے خلاف نہیں ہوتا جہاں حاکم کی حاکمیت موجود ہے کیوں کہ نظام امارت تو اسلامی ہے مگر صرف حکمران کفر و بواح کا مرتکب ہو کر اپنے اقتدار کا جواز کھو بیٹھا ہے____ خروج کے لیے شخصی حکومت لازم ہے جہاں مرکز اقتدار و اختیار کا تعین ہو سکتا ہے خروج کی شرط ہے کفر بواح کا ارتکاب کرنا____ اس ارتکاب کفر کے لیے ایک فرد شخص معین کا ہونا لازم ہے جب شخص معین ہی موجود نہیں تو اس بات کو کیسے طے کیا جائے گا کہ کفر کا ارتکاب کس نے کیا ہے؟ یہ ہے بنیادی مقدمہ____ پاکستان ایک جمہوری ریاست ہے اور کسی بھی جمہوری ریاست میں یہ بتانا____ یہ ثابت کرنا کہ اقتدار و اختیار کا سرچشمہ کس کے پاس ہے ناممکن ہے لوگ کہتے ہیں کہ جمہوریت میں اقتدار عوام کے پاس ہوتا ہے یہ نقطۂ نظر بالکل غلط ہے کیوں کہ سو فی صد اکثریت کے ساتھ بھی کوئی جمہوری مملکت جمہوریت کو ختم نہیں کر سکتی کیوں کہ جمہوریت عقیدہ ہے اسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا یہ Taken for granted ہے یہ اپنے ہونے کا جواز اپنے اندر رکھتی ہے End in itself

لہٰذا جمہوریت میں سو فی صد اکثریت بھی اگر جمہوریت کے خلاف ہو تب بھی____ جمہوریت کے سوا کوئی دوسرا نظام برداشت

نہیں کیا جاسکتا جمہوریت کے مرتدین کے خلاف جنگ ہوگی دوسرے یہ کہ عوام اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتے ان کی مرضی ارادۂ عامہ [General Will] کی ایمانیات عقیدے کے تابع ہے عوام صرف اس کے تحت فیصلے کرنے کے مجاز ہیں اس پیمانے کے خلاف فیصلے نہیں کرسکتے۔اسی لئے عوام جمہوریت کے خلاف فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں ہیں،عقیدے پر عمل کی اجازت ہوتی ہے،عقیدے کے خلاف تنقید اور فیصلے کی اجازت نہیں ہوتی۔وہاں UNO آکر حملہ کرے گی لیکن UNO میں ابھی اتنی طاقت نہیں ہے اور امریکہ عراق ،افغانستان، لاطینی امریکہ، ویت نام میں لڑلڑ کر نڈھال ہو چکا ہے لیکن اصولی طور پر UNO , NATO جمہوریت کے خلاف کسی بھی ارتداد کو روکنے کے لئے کسی بھی ملک پر حملہ کرسکتے ہیں اور مرتدین کو قتل کرسکتے ہیں اور ہمارے غامدی صاحب ابھی تک اسلام میں ارتداد کی سزا قتل پر شرم سے پانی پانی ہورہے ہیں کہ یہ غیر انسانی سزا ہے جب کہ جان رالس اور ڈربن نے تو صاف صاف لکھ دیا ہے کہ جو جمہوریت ،آزادی، دستوریت کی دلیل مانگتا ہے اسے گولی ماردو جو آزادی کے عقیدے کے لئے خطرے بنے اسے جراثیم اور جنگلوں کی طرح ختم کر دو۔____غامدی صاحب کو بس اسلام سے ہی شرم آرہی ہے۔لبرل ازم تو ان کی طرح شرمندہ نہیں ہے۔رالس کا ایمان غامدی صاحب سے بہتر ہے۔آزادی، مساوات، ترقی ہر جمہوری حکومت کے تین اصل اہداف ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا ہدف مقرر نہیں کیا جاسکتا ان معنوں میں جمہوریت خود ایک جدید مذہب ہے جس کے مذہبی اصول طے شدہ ہیں ان کی کوئی عقلی دلیل نہیں بس ان پر ایمان لانا ہوتا ہے ____

<u>ریمنڈ ڈیوس کی رہائی میں اصل مجرم کا پتہ لگانا ممکن ہی نہیں ہے</u>

جدید جمہوری ریاست کے خلاف خروج نہیں ہوسکتا اس مقدمے کو ہم ایک مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً امریکی جاسوس ریمنڈ ڈیوس کو اچانک رہا کرکے بیرون ملک روانہ کردیا گیا ریمنڈ ڈیوس کو رہا کرنے کا جرم کس نے کیا____ کیا اس کا تعین کیا جاسکتا ہے؟ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کی ذمہ داری کس پر عائد کی جائے گی مرکزی حکومت پر، صوبائی حکومت پر، وزارت داخلہ پر یا وزارت خارجہ پر____ یا پنجاب کی عدالت کے اس سیشن جج پر جس نے مقتول کے ورثاء کو بلا کر راضی نامہ کرکے دیت ادا کروادی اور مقدمہ خارج کردیا____ یا مقتول کے ورثاء پر جنھوں نے بھاری رقم لے کر اپنے ولی کے خون کا سودا کردیا____ آپ نہیں بتاسکتے کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے پیچھے اصل طاقت، اصل حاکم، اصل اقتدار کس کا ہے اسی لیے جمہوری حکومت کے خلاف خروج ممکن ہی نہیں____ خروج کریں گے تو کس کے خلاف صدر کے خلاف، وزیراعظم کے خلاف، صوبائی وزراء اعلیٰ کے خلاف، گورنر کے خلاف، اراکین اسمبلی کے خلاف ____ اصلاً صدر اور وزیراعظم کے خلاف بھی خروج نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں یہ تو بے چارے پاکستان کے اٹھارہ کروڑ لوگوں کے منتخب کردہ نمائندہ ہیں اگر یہ کفر بواح کا ارتکاب کررہے ہیں تو اصلاً یہ اٹھارہ کروڑ لوگوں کے جائز نمائندے Legitimate Representative کے طور پر ارتکاب کریں گے تو اصلاً کفر کا ارتکاب تو اٹھارہ کروڑ لوگوں نے کیا یا ان لوگوں نے کیا جنھوں نے انتخابی عمل میں حصہ لے کر ان کو ووٹ ڈالے اگر ان کے نمائندوں نے کفر کا ارتکاب کیا تو کیا انھوں نے ان کے کفر سے اعلان برات کیا اپنے غصے کا اظہار کیا اگر نہیں کیا تو اصلاً کفر بواح کے مرتکب حکمرانوں کا حلقہ انتخاب یعنی عامۃ الناس ہیں کیا ان سب کے خلاف خروج کیا

جا سکتا ہے چلئے مان لیتے ہیں کہ ووٹروں کی تعداد صرف نصف [Half] ہے کیوں کہ ۲۰۱۳ء کے انتخابات میں صرف ۵۳ فی صد لوگوں نے ووٹ ڈالے تھے تو اب خروج ان ۵۳ فی صد لوگوں کے خلاف ہونا چاہیے مگر یہ ۵۳ فی صد لوگ کون ہیں یہ تو معلوم ہی نہیں ہوسکتا کیوں کہ ووٹ تو خفیہ ہوتا ہے چونکہ خفیہ ووٹ دینے والوں کا کوئی اتا پتا نہیں تو پھر صدر اور وزیر اعظم کو قتل کر دیا جائے مگر یہ تو بے قصور ہیں یہ ۵۳ فی صد لوگوں کے نمائندے ہیں اصل مجرم تو خفیہ رائے دہندگی کی وجہ سے مخفی ہیں لہٰذا خروج کسی کے بھی خلاف ممکن نہیں رہتا۔

تمام لبرل، سیکولر، قوم پرست پاکستانی فوج کے دشمن کیوں ہیں؟

جدید ریاست کی اصلیت، ماہیت، نوعیت، حقیقت کو نہ سمجھنے کے باعث یہ تمام مباحث پیدا ہو رہے ہیں ہم نے مثالوں پر انحصار اس لیے کیا ہے تا کہ مسئلے کی تفہیم میں آسانی ہو اکیسویں صدی میں بیٹھ کر آپ جب کوئی فیصلے کر رہے ہیں تو وہ منطق استقرائی کے تحت نہیں ہوسکتے۔ پاکستان بے شک دارالاسلام نہیں ہے مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان مطلق دارالحرب بھی نہیں ہے ـــــــ پاکستان اس کے سوا کچھ اور ہے ہمارے علمی ذخیرے میں بہت سی اصطلاحات ہیں دار سکون، دار قرار، دار امن، دار السلام، ہماری تاریخ میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا بھی اقتدار رہا ہے مسلمانوں نے کبھی نجاشی کے علاقے پر حملہ نہیں کیا۔ لہٰذا ہم پاکستان کو صرف دارالاسلام اور دارالکفر کی اصطلاحات میں دیکھنے کے کیوں آرزومند ہیں ایک اہم سوال یہ ہے کہ اگر بالفرض مان لیں اور زاہد مغل صاحب کے فلسفے کو تسلیم کر لیں کہ ـــــ یہ دارالحرب ہے یہاں کے حکمران حربی ہیں تو صرف پاکستان کفار کی نظروں میں کانٹا بن کر کیوں کھٹکتا ہے؟ اگر واقعتاً یہ دارالکفر ہے تو اس دارالکفر سے مشرکین اور کفار کو اتنی نفرت کیوں ہے؟ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ دارالاسلام ہے۔

پاکستان کی فوج دنیا کی چھٹی بڑی فوج ہے یہ بہت کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے پاکستان اگر دارالحرب ہے تو تمام حربی، تمام ملحد، تمام لبرل سیکولر اِس فوج کے اتنے زبردست مخالف کیوں ہیں؟ ان کو اس لبرل سیکولر حربی فوج کا سب سے بڑا حامی ہونا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسی چیز ہے یا کوئی ایسا تعلق Link ہے جو پاکستان کو مطلق کفر سے الگ کرتا ہے وہ تعلق کیا ہے اس کی تلاش فقہاء کا کام ہے جب تک وہ تعلق موجود ہے پاکستانی ریاست کو دارالحرب یا دارالکفر کہنا علمی رویہ نہیں ہوگا۔ فوج کے بارے میں لبرل یہ کہتے ہیں کہ اس نے اسلامی قوتوں کو نہایت خوبصورتی سے اپنا ہمنوا بنایا ہے اور مذہبی قوتوں سے عالم اسلام کے دیگر ممالک کی طرح تصادم کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے ان سے تعاون کا راستہ اختیار کر کے نہایت نرمی سے ان کو اپنے اندر تحلیل کر لیا ہے۔

اکثر عسکری تحریکوں میں علماء برائے نام ہیں

جدید تحریکوں کے ہر عمل کی بنیاد صرف ردِ عمل پر ہے

پاکستانی ریاست دنیا میں اپنی نوعیت کی عجیب وغریب ریاست ہے اس ریاست کے بارے میں آپ مفتی شفیع کا فتویٰ پڑھ چکے ہیں بابائے قوم کے بیانات بھی آپ نے دیکھ لیے، چیف جسٹس منیر احمد کی منیر کمیشن رپورٹ بھی آپ پڑھ لیں پروفیسر عزیز احمد کی کتاب ”اسلامک ماڈرن ازم ان انڈیا اینڈ پاکستان“ بھی آپ پڑھ لیں ـــــ اس کی روشنی میں اسے دارالحرب قرار دینا محال ہے

بہر حال اصل فیصلہ تو علماء کرام ہی کریں گے ـــــــ لیکن یہ خلط مبحث گزشتہ بیس سال سے شدید ہوا ہے اور اس کی شدت میں مزید اضافہ ہوگا۔ حکومت جس طریقے سے فیصلے کر رہی ہے توہین رسالت کے معاملے میں اس کی دورخی حکمت عملی اسلامی اقدار، روایات، شریعت کے بارے میں اس کا جو منفی نقطۂ نظر ہے اس کے باعث پاکستانی ریاست کو دارالحرب دارالکفر قرار دینے والوں کا مؤقف عوام میں سرایت کرے گا اور عسکری گروہوں کو اس کے ذریعے اپنے حلیفوں کی تعداد میں اضافہ کا موقع ملے گا ـــــــ جیسا کہ ہمارے دوست پروفیسر ڈاکٹر عمیر صدیقی کا مؤقف ہے کہ ممتاز قادری کی شهادت کے نتیجے میں خدشه هے که بریلوی مکتب فکر میں بھی عسکری جدو جهد کرنے والا طبقه پیدا هو جائے گا ـــــــ ظاہر ہے یہ امکان اس لیے موجود ہے کہ ہمارے یہاں ردعمل ہی ـــــــ ہر عمل کی بنیاد ہے اور ردعمل کا کوئی نظریہ نہیں ہوتا Reaction has no Ideology ردعمل کی نفسیات صرف یہ ہوتی ہے کہ انتقام کیسے لیا جائے ـــــــ انتقام لینے کے لیے کسی نظریے کی، عقیدے کی، فلسفے کی نقطۂ نظر کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ عقیدہ مذہبی ہو تو زیادہ مؤثر ہوتا ہے لہٰذا تکفیر ـــــــ کا طریقہ تو سب سے مؤثر اور سہل ترین ہوتا ہے اس کے دلائل اتنے زیادہ ہیں کہ اس کی بنیاد پر آپ ریاست کی جب چاہے ـــــــ ڈاکٹر مفتی زاہد مغل کی طرح تکفیر کر دیں اسی لیے اسلامی علمیت میں فقہ و فتویٰ عوام کا نہیں خواص کا کام ہے عالم اسلام میں اس وقت اکثر عسکری جہادی تحریکوں، متشدد یا عسکری قیادت میں آپ کو علماء بہت کم ملیں گے اکثر تحریکوں میں علماء موجود نہیں ہیں جن اِکا دُکا تحریکوں میں علماء ہیں انھوں نے جمہور علماء سے کوئی مذاکرہ نہیں کیا بس ایک فیصلہ کیا اور انتقام کے راستے پر چل پڑے ان کے دلائل جذباتی ـــــــ خطابتی ـــــــ انتقامی ہیں جو کچلے پسے مظلوم مسلمانوں کے دل کی آواز معلوم ہوتے ہیں ـــــــ یہ گروہ سمجھتے ہیں کہ وہ انیسویں صدی کے زمانہ جنگ میں ہیں جب صرف تلوار یا بندوق سے بڑی جنگوں کے فیصلے ہو جاتے تھے وہ ابھی تک برطانوی فوج کی افغانوں کے ہاتھوں شکست کو واحد ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے پوری فوج کا صفایا کر دیا صرف ایک ڈاکٹر کو زندہ چھوڑا تا کہ وہ اطلاع دے کہ تمھاری فوج ختم ہوگئی ہے لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ زمینی جنگوں کا زمانہ ختم ہوئے ایک صدی گزر چکی ہے اس کے بعد عسکری صنعت میں اتنے انقلابات آئے ہیں کہ زمینی جنگوں کی ضرورت کم سے کم ہو رہی ہے افرادی قوت غیر اہم ہوگئی ہے طیارے،، بحری جہاز، ڈرون حملے ، فضاء میں اُڑتے ہوئے غبارے، بین البراعظمی میزائل، سیٹلائٹ، موبائل کے ذریعے جدید جنگیں لڑی جا رہی ہیں گوریلا جنگیں ابھی بھی لڑی جا سکتی ہیں مگر اس کی بنیادی شرط یہ ہے کہ جس علاقے میں گوریلا جدوجہد ہو اس علاقے کے لوگوں کی اخلاقی ، مالی ، معاشی ، روحانی حمایت آپ کو حاصل ہو دس ہزار گوریلے سو سال تک جنگ لڑ سکتے ہیں مگر تمام جدید عسکری تنظیمیں جن علاقوں میں جنگ لڑتی ہیں سب سے پہلے اس علاقے کے لوگوں کو اپنا دشمن بنانا، ان کا قتل عام کرنا ان کے لیے پہلا بنیادی کام ہوتا ہے۔ خوارج بھی جنگ کرتے تھے تو وہ مد مقابل فوج کو نشانہ بناتے تھے۔ انہوں نے شہری آبادیوں کا قتل عام نہیں کیا، غیر محارب گروہوں کے خلاف جنگ، تشدد کا کوئی مذہبی جواز موجود نہیں۔ یہ جدیدیت اور مغربیت کا طریقہ کار ہے۔ گزشتہ تین سو سال میں مغرب نے جنگ کے جتنے بھی جدید طریقے اختیار کیے ان سب کا مرکزی نکتہ شہری آبادیوں کو نشانہ بنانا ہے لہٰذا گزشتہ پانچ سو سال کی جنگوں میں متحارب فوجوں کا جانی نقصان سب سے کم اور شہری

آبادیوں کا قتل عام سب سے زیادہ ہے یہ محض دعویٰ نہیں حقیقت ہے۔

گلوبل پالیٹکس کا مولف لکھتا ہے کہ تین ہزار برس قبل مسیح سے لیکر آج تک (اکیسویں صدی تک) ۱۵۰ ملین سے زیادہ افراد جنگوں میں ہلاک ہوئے ہیں۔ سولہویں صدی سے پہلے تک کی تمام جنگوں میں ۱۵۰ ملین کا صرف ایک فی صد لوگ ہلاک ہوئے۔ وہ لکھتا ہے کہ ۳ ہزار برس قبل مسیح سے لیکر اکیسویں صدی تک کی جنگوں میں مارے جانے والے ۱۵۰ ملین افراد میں سے ۹۶ فیصد لوگ مغرب کی گزشتہ پانچ سو سال کی جنگوں کے درمیان ہلاک کئے گئے۔

وہ لکھتا ہے کہ تین ہزار قبل مسیح سے لیکر بیسویں صدی تک کی جنگوں میں ہونے والی اموات کی ۷۳ فیصد اموات صرف بیسویں صدی میں ہوئیں۔ وہ لکھتا ہے کہ غیر محارب عام شہریوں کی سب سے زیادہ اموات مغرب کی پانچ سو سالہ جنگوں میں ہوئیں ہیں جو پندرہویں سے بیسویں صدی کے درمیاں ہوئیں۔ ان جنگوں میں سپاہیوں سے زیادہ غیر محارب [Non Combant] عام شہری [Civilians] مارے گئے ان میں سے مرنے والے لوگوں کی آدھی تعداد بچوں پر مشتمل تھی۔ مغرب کے غلبے کے بعد اس کے ایجاد کردہ اسلحہ سے لڑی جانے والی جنگیں اب فوجوں کے درمیان نہیں ہوتیں تمام جنگوں کا ہدف صرف اور صرف بے گناہ شہری اور شہری علاقے ہوتے ہیں یہ انسانیت کی پرستش کا عہد ہے مغرب کی عسکری دہشت گردی کے باعث ____ ساٹھ لاکھ لوگ ان جنگوں میں معذور اپاہج لاچار بنا دیے گئے۔

مغرب نے جب سے جنگوں کا آغاز کیا ہے ان جنگوں میں مرنے والے تین چوتھائی عام شہری ہوتے ہیں کیونکہ جدید ہتھیاروں کے باعث جو دور سے ہی دشمن کو اور دشمن کے علاقے کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں دونوں طرف کے فوجیوں کا نقصان بہت کم ہوتا ہے شہریوں کا نقصان سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

It has been suggested that since 3600 B.C., there have been only 292 years without war, and each decade since 1816 has averaged twenty-two wars.It is estimated that more than 150 million people have died from war-related deaths since 3000 B.C.

"Each of the centuries prior to the sixteenth accounted for less than 1 percent of all war deaths. In fact all of them added together accounted for little more than 4 percent of these deaths, while almost 96 percent of war deaths were estimated to occur in the modern period of history, 1500-2000."Seventy-three percent of all war-related deaths since 3000 B.C. have occurred in the twentieth century A.D." Civilian deaths have been a large part of the increase in war deaths. According to UN Secretary General Kofi Annan, "UN sources estimate that at least three-quarters of the casualties of recent conflicts have been civilians, though the precise numbers are not known. " Over half of the civilians, though war victims of the past decade have been children, including two million dead and six million physically disabled since 1990.

Most of the war throughout history have occurred in the past two centuries. perhaps more disturbing.

from the point of global security, it is a shocking fact... that in some ways we are living through one of the worst decades in modern history. The 1970s were the decade with the most war onsets of all types. This was not an insolated spike, as 1960s and 1980s were also worse decades than average. And while the data for the 1990s are not complete, the 1990s will likely win the dubious distinction of being one of the two most war-prone decades [along with the 1970s] since the Congress of Vienna.

Juliet Kaarbo . -James Lee Ray Global Politics, Wadsworth publishing 10 edition (Febuary 2010)chap 5 International Confilct p.162,163]

اسلامی قوتیں اقتدار کے لئے کچھ انتظار کیوں نہیں کرسکتیں؟

اخوان المسلمین، اسلامک فرنٹ اور حزب اللہ لبنان کا تقابل

اسلامی تاریخ میں جتنے بھی جہاد اہل سنت والجماعت کی حکومتوں نے کیے وہ اپنی سرزمین سے [outside Muslims Land] سے باہر دشمن کی سرزمین پر دارالکفر میں برپا کیے گئے لیکن غیر اہل سنت مکاتب فکر کے تمام جہاد اسلامی سرزمین [Inside Muslim Lands] میں اور صرف مسلمانوں کے خلاف ہی برپا ہوئے خوارج اس کی بہترین مثال ہیں لیکن اکثر جدید عسکری تحریکیں خوارج کہلانے کے بھی قابل نہیں کیوں کہ خوارج کسی غیر ملکی یا اندرونی طاقت کے اشارے پر یا کسی بیرونی ایجنڈے پر عمل کے لیے جنگ نہیں کررہے تھے وہ ایمان کے اندرونی تقاضوں کے مطابق جدوجہد کررہے تھے یہ ان کی غلطی تھی ___ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ دونوں غلطی پر ہیں۔ان کے اسی اخلاص کی بنیاد پر دونوں جلیل القدر صحابہ نے کبھی خوارج کی تکفیر نہیں کی،انہیں صرف مخلص باغی گروہ سمجھا گیا جبکہ خوارج نے دونوں عظیم صحابہ کی تکفیر کی،دونوں عظیم صحابہ نے خوارج پر اس وقت تلوار اٹھائی جب وہ ان پر حملہ آور ہوئے ۔دونوں خلفاء نے کبھی خوارج کا مال، جان اور ان کی عورتوں کو حلال قرار نہیں دیا۔خوارج کے پیچھے نماز پڑھنے کی کبھی مخالفت نہیں کی،ان کی مسجدوں کو مسجد ہی تسلیم کیا گیا۔اسلامی علمیت کی تاریخ میں اہل سنت والجماعت کا طریقہ یہی رہا ہے۔افسوس کہ آج بہت سے گروہ اپنی تاریخ سے انحراف کررہے ہیں۔حضرت علیؓ،عشرہ مبشرہ میں شامل تھے،ان کو جنت کی بشارت،رسالت مآبﷺ نے دی تھی ___ رسالت مآبﷺ کی بشارت کو خوارج نے تسلیم کرنے سے انکار کیا رسول کی بشارت کا انکار کفر کے سوا کیا ہے؟ ___ ایک جنتی صحابی،شیر خدا،کو کافر قرار دیا گیا (نعوذ باللہ) ___ لیکن حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے ___ خوارج کی تکفیر نہیں کی۔کیا یہ اصول عہد حاضر میں قابل عمل ہیں یا نہیں؟اسکی دلیل اسلامی علمیت سے مطلوب ہے۔

جس طرح خوارج کی پرتشدد جدوجہد کے نتیجے میں کوئی خیر برآمد نہیں ہوا بالکل اسی طرح تمام جدید متشدد گروہوں کی انتقامی جدوجہد کے نتیجے میں کوئی خیر برآمد ہونے کے بجائے ہمیشہ شر ہی برآمد ہوتا ہے آخر کیوں؟ الجزائر میں اسلامک فرنٹ کو اقتدار نہیں دیا گیا تو انھوں نے پرتشدد احتجاج شروع کردیا اس کا انجام کیا ہوا؟ ہزاروں لوگ شہید لاکھوں زخمی اور نتیجہ کچھ نہیں حقیقی کامیابی کے لیے عارضی طور پر اقتدار ترک کرنا اسلامی قوتوں کو گوارا نہیں ہوتا۔حماس کو بھی یہی مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ PLO سے مستقل محاذ آرائی اور اقتدار میں اپنے حصے کی جدوجہد ترک کرکے اقتدار PLO کے سپرد کردے اور ترک اقتدار کے ذریعے اپنی سیاسی،نفسیاتی قوت میں اضافہ کرے لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ایران کی طرح مرگ بر امریکہ والے نعرے کی طرح مرگ بر اسرائیل کے نعرے سے ہی دست بردار ہوگئے انہوں نے حماس کے اصل مقصد اسرائیل کی تباہی،بربادی کو منسوخ کردیا ہے۔اب ان کا مقصد صرف فلسطینیوں کی قومی ترقی ہوگیا ہے۔مصر میں محمد مرسی ۵۱ فی صد ووٹوں سے کامیاب ہوئے اخوان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ کو بہت معمولی اکثریت حاصل ہے اقتدار قبول نہ کریں اسے مسترد کردیں کہ عوام نے ہم پر مکمل اعتماد نہیں کیا لہٰذا ہم اقتدار میں شرکت نہیں کریں گے اس سے اخوان کا حلقہ اثر مزید بڑھ سکتا تھا کیونکہ ستر سال کی جدوجہد کا نتیجہ صرف دو فیصد اکثریت بہت مثبت نتیجہ نہیں تھا لیکن وہ اس کامیابی پر بے حد خوش تھے سادہ سی اکثریت کے ساتھ وہ بڑے بڑے آئینی کام کررہے تھے انھوں نے ترکی کی رفاہ اور نجم الدین اربکان کا انجام فراموش کردیا تھا انھیں UCHR کا وہ فیصلہ

Rafah V Turkeyیادنہ رہا جس کے تحت اربکان کی جمہوری حکومت کو برطرف کر دیا گیا۔اربکان اس فیصلے کے بعد مغربی جمہوریت سے نالاں تھے اور کوئی دوسرا راستہ سوچ رہے تھے لہذا طیب اردگان نے ان سے اختلاف کر کے الگ راستہ بنایا۔اسلام کو روایت اور ثقافت کے طور پر اختیار کر کے ترکی نے اسلامی قوم پرستی کے ایرانی ماڈل کو کامیابی سے اختیار کیا۔

لندن کے New Left کی تحقیق کے مطابق امریکہ نے طالبان،ایران اور سعودی عرب کے مقابلے پر ترکی کے ماڈل کو عالم اسلام کے لئے پسند کر لیا ہے____New Leftاس ماڈل کوNato Islamist کی اصطلاح سے بیان کرتا ہے۔ناٹو اسلامسٹ کا مطلب یہ ہے کہ ترکی NATO کی فوج میں شریک ہو کر افغانستان میں امریکہ کے ساتھ افغان مسلمانوں کا قتل عام کرتا ہے____روس کے ساتھ اپنے معاشی مفادات کا تحفظ کرتا ہے اور شام میں روس کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام پر کوئی احتجاجی بیان بھی نہیں دیتا۔اسے روسی سیاحوں کی آمد سے ہونے والا فائدہ عزیز ہے۔اسرائیل کے ساتھ اس کے بہترین تعلقات ہیں،شام کے اندر امریکہ کے کہنے پر وہ اخوان المسلمون کو متحرک کر کے سعودی عرب کی امداد سے عسکری بغاوت کراتا ہے اور اس مسئلے کا کوئی حل روس اور امریکہ کے ساتھ مل کر تلاش نہیں

کرتا جس کے نتیجے میں شام کھنڈر بن گیا۔تمام سنی آبادی جو صدیوں سے یہاں پر امن طور پر رہ رہی تھی،امریکی،ترکی حکمت عملی کے باعث شام سے جلا وطن ہونے پر مجبور ہوئی۔شام اب ایک مکمل شیعہ ریاست میں تبدیل ہو کر مشرق وسطیٰ میں بدامنی کی نئ آماجگاہ بن گیا____ترکی ،سعودی عرب ،امریکہ سے روس سے مذاکرات ،دوستی کر سکتے ہیں وہ ایران سے اور شیعوں سے مذاکرات نہیں کر سکتے۔حیرت ہے کہ اسلامی تحریکوں کے لئے ترکی خلافت عثمانیہ کے احیاء کی علامت ہے۔قومی اسلامی ریاستیں صرف اپنے مفادات کے تناظر میں فیصلے کرتی ہیں۔ایران اور سعودی عرب میں شیعہ سنی کشمکش خون ریزی کی سطح تک نہیں پہنچی۔دونوں ملکوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار ہے تاکہ قومی ریاست محفوظ رہے لیکن دونوں ملک اپنی جنگیں یمن اور شام میں لڑ رہے ہیں۔امریکہ ،روس سے ایران ،ترکی ،عراق،سعودی عرب سب کی دوستی ہے دونوں سے کوئی جنگ نہیں ساری جنگ اپنوں سے ہے۔

عالم اسلام کی اسلامی تحریکیں اپنے جوش خطابت میں اردگان کی حکومت کو خلافت عثمانیہ کا احیاء سمجھ رہی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ترکی نے دارالحرب یورپی یونین میں شمولیت کے لئے کتنے پاپڑ بیلے یہ سب جانتے ہیں وہ یورپی یونین کی رکنیت کے حصول میں کامیاب ہوتے تو ان کا خیال تھا کہ ان کی پارٹی ترکی میں ہمیشہ کامیاب رہے گی۔خلافت عثمانیہ کا احیاء کرنے والے دارالحرب کی رکنیت اختیار کرنے کے لئے اتنے بے تاب کیوں تھے صرف اس لئے کہ ترکی معاشی طور پر بہت زیادہ مضبوط ہو جائے گا مگر اسلامی حکومت کے دائرے میں رہنے والوں کو دارالحرب میں رہنے کی سہولت اور مواقع مہیا کرنا کیا اسلامی خلافت کا مقصد ہو سکتا ہے؟ حیرت ہے کہ اسلامی تحریکیں ترکی کی مادی کامیابی کے تناظر میں خالص دینی مباحث پر غور کرنے کے بھی قابل ہی نہیں ہیں۔دین، دینی علمیت،مقاصد شریعہ ثانوی ہیں،عارضی سیاسی معاشی، مادی کامیابی اصل ہدف ہے یہ بہت بڑی گمراہی کا نقطہ آغاز ہے۔

جمہوری جدو جہد کے ان اسلامی نمونوں کے برعکس لبنان میں حزب اللہ کی حکمت عملی دیکھئے اسے انتخابات میں انیس نشستیں ملیں اسے حکومت میں شمولیت کی دعوت دی گئی ،دعوت بھی اس وزیراعظم نے دی جس کے باپ سابق وزیراعظم سعد حریری کے قتل کا الزام بھی حزب اللہ پر تھا لیکن نے مقتول وزیراعظم کے وزیراعظم بیٹے رفیق حریری سے مفاہمت مصالحت تعاون کے باوجود حکومت میں شرکت نہیں کی کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ وہ اس محدود اکثریت کی بنیاد پر کوئی بنیادی تبدیلی پیدا نہیں کرسکتی لہٰذا اقتدار سے الگ رہنا ہی بہتر ہے حماس ،الفتح سے اقتدار کے لئے مسلسل جنگ میں مصروف رہی حالانکہ وہ حزب اللہ کی طرح اقتدار کی کشمکش ترک کر کے انتظار کرسکتی تھی لیکن تمام سیاسی تحریکیں بے صبر ہوتی ہیں وہ فوراً پھل چاہتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ نظریاتی کے بجائے حادثاتی ہو جاتی ہیں ان کے تمام فیصلے کبھی ایک نکاتی ایجنڈے کے تحت ہوتے ہیں حماس طویل عرصے تک اسرائیل کی تباہی تک اپنی جدو جہد کا اعلان کرتی رہی اس بنیاد پر اس نے لوگوں کو مشتعل و متحرک کیا لیکن اب حماس کے خالد مشعل نے اسرائیل دشمنی کا ہدف ترک کرنے کا اعلان کر دیا ہے دوحہ قطر میں طویل عرصے سے انہیں پناہ دے کر مذاکراتی عمل کے ذریعے اپنے اصل مقصد اسرائیل کی تباہی کے منصوبے سے ہٹا دیا گیا اب وہ فلسطینی قومی مفادات کی تحریک بن گئی ہے۔حماس کو معلوم ہے کہ فلسطین اتھارٹی کا بجٹ یورپی یونین کی امداد سے پورا ہوتا ہے ہماری آزادی غیروں کی بھیک پر منحصر ہے۔سوال یہ ہے کہ اب حماس اور الفتح میں کیا فرق ہے۔حماس تو نظریاتی جماعت ہونے کی مدعی تھی ___ الفتح اپنے آغاز سے ایک قوم پرست انقلابی تحریک کے طور پر کام کر رہی تھی اس کا مقصد اسلامی انقلاب نہیں۔فلاحی ،معاشی ،مادی انقلاب تھا یعنی اپنی قوم کی ترقی خوش حالی ،فارغ البالی ،مرفع الحالی ___ اگر ہزاروں فلسطینیوں کو شہید کرنے ،ہزاروں عورتوں کو بیوہ کرنے ،سینکڑوں بچوں کو شہید کرنے اور ہزاروں لوگوں کو معذور کر دینے کے بعد اسرائیل سے مفاہمت کر کے اسرائیل کی سالمیت کو برقرار رکھنا ضروری تھا تو اس جہادی ،عسکری ،پرتشدد جدوجہد کی کیا ضرورت تھی ___ حماس کا نیا چہرہ ___ نئی تاریخ ___ ممکن ہے ماضی کے زخموں کو بھر دے ___ مگر سوال یہ ہے کہ اس سے پہلے جو جانی مالی نقصان ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے؟ایسی تحریکیں ذہین لوگوں کو کیا پیغام دیتی ہیں؟ایسی تحریکیں کس اسلام کی نمائندگی کا دعویٰ کرتی ہیں اور وہ تمام اسلامی تحریکیں جو ان کی پشت پناہ تھیں خود ان کی اخلاقی ،قانونی حیثیت کیا ہے ___ اسلامی تحریکوں سے ذہین نوجوانوں کا انخلاء اسی سیاسی حکمت عملی کا نتیجہ ہے جس کی کوئی نظریاتی بنیاد نہیں ہے جس کا اصل محرک سیاسی طاقت کا حصول (power politics Game) ہے آپ اپنی قوت ،طاقت میں اضافے کے لئے ،اقتدار کے حصول کے لئے یہ سب کچھ کرتے ہیں آخر کیوں؟

اسوال: آپ نے JIT رپورٹ پر گزشتہ مکالمے (پہلی قسط) میں امام ابن تیمیہؒ کے حوالے سے جو ایک انکشاف کیا ہے کہ وہ اہل حدیث اور بریلوی مکتب فکر دونوں کے لئے حیران کن ہے دونوں کو اس پر تعجب ہے۔پہلی بار یہ بات سامنے آئی ہے بریلوی مکتب فکر تو صرف امام ابن تیمیہؒ کی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول کو پڑھتا ہے اور ان کے مکتب میں امام ابن تیمیہؒ کی یہی ایک کتاب نظر آتی ہے ___ اہل حدیث حضرات اس بات پر حیران ہیں کہ امام ابن تیمیہؒ صوفی اور قادری تھے انکے لئے انکشاف ہے بعض لوگوں کی رائے

ہے کہ ابن تیمیہؒ کی بہت سی باتیں تو قابل اعتراض بھی ہیں۔اس تشویش،تنقید پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب: ابن تیمیہ کے بارے میں جارج مقدیسی کا مقالہ۱۹۷۸میں امریکن جنرل آف اسلامک اسٹڈیز میں شائع ہوا____ چالیس سالہ پرانا مقالہ،اگر ہمارے دینی حلقوں نے نہیں پڑھا تو یہ المیہ ہے____ چلئے اب پڑھ لیں اقبال اکیڈمی نے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع کر دیا ہے۔ابن تیمیہؒ صحیح تھے یا غلط تھے اہل حدیث مکتب فکر والے کیا سمجھ رہے ہیں ان کے تفردات صحیح ہیں یا غلط ہیں یہ سب مباحث علماء کے حلقوں میں عام ہیں ان پر گفتگو کی ضرورت نہیں____ ہم تو صرف یہ بتا رہے ہیں کہ اسلام کی علمی روایت تصوف،احسان وسلوک ،معرفت الٰہی کے بغیر روایت نہیں ہے اگر لوگ ابن تیمیہ کو بہت بڑا ماڈرن فلسفی سمجھ رہے ہیں،اگر وہ ابن تیمیہ کو کلیت میں دیکھنے کے بجائے صرف تفردات،اغلاط،کمزوریوں کی بنیاد پر دیکھ رہے ہیں،ان کی شخصیت کے بارے میں جو تاثر عام کیا گیا ہے کہ وہ تصوف کے دشمن تھے،صوفیاء کے دشمن تھے اور حیرت ہے کہ ان کی تدفین گورستان صوفیاء میں ہی ہوئی یہ اسی طرح کی حیرت ہے جو بہت سے لوگوں کو شاہ ولی اللہؒ کی سوانح القول الجلی پڑھ کر ہوتی ہے اور پڑھنے والے کہتے ہیں کہ شاہ صاحب کم ازکم ایسے تو نہیں ہو سکتے شاہ صاحب ان تمام رسوم ورواج،جھاڑ پھونک کے قائل تھے اور ان پر عامل بھی تھے جن کو آج شرک وبدعت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

ہم ابن تیمیہؒ،تصوف،اور گورستان صوفیاء کے حوالے سے پیدا ہونے والے تاثر کے خلاف ہونے والی معرکہ آراء تحقیق بیان کر رہے ہیں۔اگر ابن تیمیہ____ سے کسی کو اختلاف ہے،کوئی ان کا رد کر رہا ہے،تنقید کر رہا ہے وہ کرے مگر اس حقیقت کو سامنے رکھے کہ ابن تیمیہؒ بھی جلیل القدر شیخ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے قادریہ سلسلہ میں بیعت شیخ تھے ان کو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے اتنی عقیدت تھی کہ آپ کا خرقہ بھی انہوں نے تبرک کے طور پر حاصل کر رکھا تھا____ ہمارا نکتہ صرف یہ ہے کہ اسلام کی کوئی بڑی علمی روایت تصوف سے وابستہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی کیا اس نکتے پر کسی کو اختلاف ہے؟ ہماری تہذیب میں عالم ہی عارف ہوتا ہے ہم تو صرف یہ بتا رہے ہیں کہ علم صرف وہ ہے جو__ احسان وسلوک کی روایت سے وابستہ ہے۔وہ علم جو معرفت رب کا حامل نہیں وہ مجرد علم یا محض علم ہے۔جو صداقت کے بارے میں نہیں جان سکتا۔عقل محض سے خدا کا وجود تو نظر آ سکتا ہے مگر خدا کی رضا کیا ہے؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ اس کی شریعت کیا ہے؟ عقل محض ان منازل کا ادراک نہیں کر سکتی اسی لئے یونانی تہذیب میں مجرد خدا کا تصور تو تھا لیکن وہاں خوف خدا نہیں تھا۔خوف اور محبت کے بغیر ذات خداوندی کی معرفت کا حصول ممکن ہی نہیں۔

*

چند علماء، چند لبرل اہل علم سے مکالمہ [دوسری قسط]

عمار ناصر صاحب کے پسندیدہ سیکولرازم کا منحوس چہرہ چودہ اہم مفکرین کی روشنی میں

جناب عمار ناصر صاحب مدیر "الشریعه" کے مطالعے کے لئے بیس کتابیں

سیکولرازم دنیا کا متشدد ترین، دہشت گرد مذہب ہے

سیکولرازم کیا ہے یہ ہم عمار ناصر مدیر "الشریعه" سے نہیں پوچھیں گے بلکہ سیکولرازم کا اصل مطلب سیکولرازم کے اہم شارحین، مصنفین TALAL ASAD, MICHEL SANDAL, A.D.MOSES,MARK B. SALTER, CAROLA HORTON, ,ROBERT E. اور BARRY SCHWARTZ, DAVID G. MYERS, GREGGY EASTERBROOK, RAJIVBHAGWA ,ZYGMUNT BAUMAN , BERNARD LEWIS ,EDWARD SAEED, LANE Richard Rorty اور Zezek بتائیں گے۔

سیکولر مغرب کے امریکا میں ہر سترہ منٹ میں ایک شخص خودکشی کرتا ہے امریکی عورتیں اسکول کالج کی لڑکیاں مردوں کے مقابلے میں خودکشی کی تین گنا زیادہ کوششیں کرتی ہیں پھر بھی بچ جاتی ہیں سیکولر چین میں پچپن فی صد (55%) عورتیں خودکشی کرتی ہیں مذہبی لوگ سب سے کم خودکشی کرتے ہیں گزشتہ ساٹھ سالوں میں بچوں اور نابالغوں کی خودکشیوں میں تین سو فی صد اضافہ ہوا امریکی کالج میں پڑھنے والوں میں خودکشی کی شرح نو فی صد ہے تمام ترقی یافتہ ممالک خودکشی کے مرض میں مبتلا ہیں ترقی سیکولرازم اور خودکشی لازم وملزوم ہیں دنیا بھر کی جامعات میں پڑھائی جانے والی کتاب ''ابنارمل سائیکالوجی'' کے انکشافات۔

سید خالد جامعی

پاکستانی ریاست کیا ہے؟ عمار ناصر کا نقطۂ نظر

جناب عمار ناصر صاحب اپنے رسالے "الشریعه" کے ذریعے اور جناب وسعت اللہ صاحب اپنے سیکولر ادارے BBC اور ایک اخبار کے ذریعے پاکستان میں سیکولرازم کے قیام اور استحکام کی مہم چلا رہے ہیں۔

الشریعه مئی ۲۰۱۷ء کے اداریے میں عمار ناصر صاحب لکھتے ہیں

مشال خان کے دل دوز واقعے کی کچھ تفصیلات سوشل میڈیا پر دیکھیں واقعہ یہ ہے کہ اس قوم کی اجتماعی اخلاقی پستی بالکل ننگی ہو کر سامنے آجاتی ہے ۔

جیسا کہ عرض کیا گیا، اس نوعیت کا ہر واقعہ ہماری اجتماعی اخلاقی صورت حال کے حوالے سے آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہوتا ہے ، لیکن اس واقعے نے تو اتمام حجت میں کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی۔

ہمیں سیکولر ریاست اور سیکولر معاشرے سے اصولی اوور نظریاتی طور پر شدید اختلاف ہے لیکن اگر "مذہبی معاشرے" کا نقشہ یہی ہے تو خداکو حاضرو ناظر جان کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں اب سیکولر ازم کی ضرورت ہے۔

عمار ناصر صاحب کی خواہش ہے کہ پاکستان کوفوراً سیکولرازم کی ضرورت ہے جیسے ہی سیکولرازم نافذ ہوگا مثال جیسے واقعات ختم ہوجائیں گے حالانکہ اس واقعے کا اصل سبب محرک سیکولرازم کا عقیدہ'' آزادی'' تھا جو چاہے کہہ دو____ ایک مذہبی معاشرے میں ایسا ممکن نہیں ہے دل میں جو کچھ ہے وہ کہہ دو یہ فتنہ ہےاور فتنہ قتل سے شدید جرم ہے عمار صاحب کو یہ بھی نہیں معلوم کہ پاکستان ایک جدید سیکولر ریاست ہی ہے یہ امارت ،خلافت ،سلطنت یا بادشاہت نہیں۔مگر پاکستانی معاشرت ،معاشرہ،عوام اور حکمران سب مذہبی ہیں اور مشکل حالات میں ہمیشہ مذہب کے اندر ہی پناہ ڈھونڈتے ہیں مذہب ہی ان کی شناخت اور تشخص اور بحران کے دنوں میں نجات کا ذریعہ ہے۔پرویز مشرف کے دور میں اسلام آباد میں زلزلہ آیاتو مشرف صاحب نیکر پہنے ہوئے محل سے نکل کر بھاگتے ہوئے اور کلمہ پڑھتے ہوئے نظر آئے۔اس مرحلے پران کواپنے دو پلّے [Pupies] یاد نہیں آئے جن کو وہ فخر سے لے کرایئر پورٹ سے نکلے تھے۔

قرارداد مقاصد کے ذریعے ریاست کواسلامی بنانے کی خواہش کی گئی علماء کے بائیس نکات اور ۷۳ء کے آئین میں اسلامی شقوں کے ذریعے ریاست کی ماہیت تبدیل کرنے کی بھرپور کوشش ہوئی قرارداد مقاصد کو دیباچہ کا حصہ بنا کر آئین پر بالا دستی دے کر اسے Supra Constitutional بنانے کا تجربہ بھی کیا گیاان کوششوں کے نتیجے میں ریاست کو بے شمار اندرونی بیرونی دباؤ کا سامنا کرنا پڑا یہودی عیسائی اس ریاست مدینہ کوختم کرنا چاہتے ہیں تمام کفار پاکستان کے دشمن ہیں پاکستان اسلام کا قلعہ ہے لہٰذا ہر ایک کی آنکھ میں کھٹکتا ہے ملت واحدہ کفراسی لیےاس کی مشترکہ دشمن ہے یہ ایک نقطۂ نظر ہے۔

دوسرا نقطۂ نظر وہ ہے جو عزیز احمد نے اپنی کتاب __Islamic Modrenism in India & Pakistan 1857 1964 اور چیف جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ Muneer Report میں پیش کیا ہے۔اور یہی نقطہ نظر علمی طور پر درست ہے۔

۱۶۴۸ء کے معاہدے وسٹ فیلیا [Westphalia Agreement] کے بعد____ وجود میں آنے والی تمام جدید ریاستیں اصلاً سیکولر ہی ہوتی ہیں اس معاہدے میں طے کر دیا گیا تھا کہ ریاستی امور میں مذہب کا کوئی عمل دخل باقی نہیں رہے گا۔یہ ایک عالمی معاہدہ ہےاور عمار ناصر صاحب اس سے بے خبر ہیں۔

دوسرے نقطۂ نظر کے مطابق جدید ریاست کسی صورت میں مذہبی نہیں ہوسکتی اور اگر کوئی ریاست مذہبی بننے کی کوشش کرے یا مذہبی قوانین نافذ کرنا چاہےتو اسے برطرف کر دیا جاتا ہے یا اسے برطرف کر دینا چاہیے کیوں کہ ریاست نے اپنے وجود کا جواز کھو دیا۔

عمار ناصر صاحب جدید ریاست کی حقیقت سمجھنے کے لیے وائل حلاق کی کتاب The impossible state : Islam,

Politics, Modrnity's Moral Predicament پڑھ لیں تو وہ جان لیں گے کہ جدید ریاست کیا ہوتی ہے حیرت ہے کہ اکیسویں صدی میں بھی وہ جدید ریاست کی حقیقت سے نابلد ہیں۔

ترکی میں نجم الدین اربکان کی حکومت کو ترکی کی سپریم کورٹ نے اسی الزام پر برطرف کر دیا تھا۔اربکان نے سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف یوروپین کورٹ آف ہیومین رائٹس (UCHR) میں اپیل داخل کی تو یہ اپیل مسترد کر دی گئی اور فیصلے میں کورٹ نے لکھا کہ مذہبی حاکمیت کے قیام کا مطلب یہ ھے کہ ریاست میں غیر مسلم کا درجہ مساوی نھیں ھو گا وہ دوسرے درجے کے شھری ھوں گے یہ اصول مساوات آزادی کے جمھوری عقیدے کے خلاف ھے لھٰذا اربکان کی برطرفی کاحکم جائز ھے مقدمے کا فیصلہ کورٹ کی ویب سائٹ پر Rafah VS Turkey کے عنوان سے پڑھا جاسکتا ہے۔

<u>یوروپین کورٹ آف ہیومین رائٹس [UCHR] کے دو اہم ترین فیصلے</u>

اسلام نافذ کرنے کی آزادی نہیں اسلام پر خطابت کی آزادی ہے

اسی UCHR میں جس نے اربکان کو اسلام نافذ کرنے کی آزادی نہیں دی____ اسی عدالت میں ایک ترک مذہبی عالم کے خلاف ترکی کی عدالت کے فیصلوں کے خلاف آزادی کی خاطر ایک ____ عالم نے اپیل دائر کی ،اس اپیل کا فیصلہ جدید ریاست اور سیاست کے دائرۂ کار کا تعین کرتا ہے۔

مذہبی عالم نے ٹی وی کے پروگرام میں سول میرج کرنے والے جوڑوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ شادی حرام ہے ایسی شادیوں سے پیدا ہونے والے بچے حرامی ہیں ترکی کی حکومت نے عالم کو گرفتار کر لیا سزا سنا دی اور بھاری جرمانہ عائد کر دیا۔

UCHR نے ترکی کی سپریم کورٹ کے خلاف اپیل کی سماعت کی اپیل منظور ہوئی عالم دین کو رہا کر دیا گیا اور حکومت ترکی کو کئی ہزار پاؤنڈ جرمانہ ادا کرنے کا حکم بھی دیا گیا۔عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ ہر شخص کو اظہار رائے کی آزادی ہے عالم نے اپنا حق استعمال کیا اس کے اظہار رائے پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی وہ اربکان کی طرح اپنا مؤقف سیاسی اقتدار کے ذریعے لوگوں پر مسلط نہیں کر رہا تھا بلکہ صرف اپنے خیالات ظاہر کر رہا تھا اس طرح کے خیالات پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی یہ حق Rights ہے حکومت ترکی مذکورہ عالم کو جرمانہ بھی ادا کرے۔عدالت کے دونوں فیصلے سیکولرازم کا اصل چہرہ بے نقاب کر دیتے ہیں یہ فیصلے کورٹ کی ویب سائٹ پر موجود ہیں عمار صاحب سمجھ گئے ہوں گے کہ سیکولرازم کیا ہے۔جدید ریاست میں احکام شریعت کی تنفیذ [Implementation] کی آزادی نہیں احکام شریعت بیان کرنے ،عام کرنے اور اس پر خطابت کرنے کی آزادی ہے اگر لوگ ان احکامات کو قبول کر لیں تب بھی ان احکامات کو ریاستی احکامات کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ذاتی زندگی میں ان احکامات پر اسی حد تک عمل کیا جا سکتا ہے جب تک منشور انسانی حقوق میں دیئے گئے ہر فرد کے حقوق اس سے متاثر نہ ہوں اگر شریعت الحق اور منشور انسانی حقوق کے الحق میں ٹکراؤ ہوگا تو شریعت کے الحق کو منشور انسانی حقوق کے الحق پر پرکھ کر کالعدم کر دیا جائے گا اصل الحق ،اصل العلم ،مذہب ،پیمانہ ،منشور حقوق انسانی ہے۔

یہ ہے جدید سیکولر ریاست اگر کہیں کسی ریاست نے شریعت کو کسی خاص دائرے میں قبول کرلیا ہے تو مغرب اسے غیر لبرل جمہوریت iliberal Democracy کہتا ہے اس کو مجبوراً قبول بھی کرتا ہے مگر اس سے شدید نفرت رکھتا ہے۔ اس کی تفصیلات فرید زکریا کی کتاب The Future of Freedom میں پڑھی جاسکتی ہے۔

منشور حقوق انسانی کو ہر ریاست قبول کرنے کی پابند ہے اور اس منشور کے تحت ہر ریاست سیکولر ہونے کی پابند ہے پاکستان کا مسئلہ یہ ہے کہ ریاست تو سیکولر ہے لیکن پاکستان کے لوگ ان کی انفرادیت، اجتماعیت، معاشرت اور معاشرہ سب مذہبی ہیں حتیٰ کہ پاکستان کے اہم ادارے اپنی اسلامی شناخت پر اصرار کرتے ہیں اور اپنے تمام کام اسلامی اصطلاحات کے ذریعے تکمیل تک پہنچاتے ہیں ان کی نیت کیا ہے اس کے بارے میں لبرل سیکولر لوگوں کی مشترکہ رائے ہے کہ یہ ریاست کی منافقت ہے ISI کے سابق سربراہ جنرل اسد درانی اسے حکمت عملی قرار دیتے ہیں "الجزیرہ" ٹی وی پر ان کا انٹرویو سب کو یاد ہوگا جس پر یاسر پیرزادہ نے درانی کے خلاف سخت کالم لکھا مگر حقیقت وہی تھی جو اسد صاحب نے بیان کی۔ پاکستانی ریاست کے بارے میں عموماً یہ کہا گیا کہ فی الحقیقت جدید ریاست کے منہاج میں ایک بالکل مختلف ریاست ہے جو اصولی طور پر جدید تصور سے بالکل مختلف ہے جس نے قرارداد مقاصد کے بعد کلمہ پڑھ لیا ہے اور ایک مذہبی ریاست بن چکی ہے مگر کیا ریاست کلمہ پڑھتی ہے یا فرد کلمہ پڑھتا ہے؟ اس سوال کا جواب ابھی تک تلاش نہیں کیا جاسکا۔

<u>عمار ناصر صاحب نے تنقید کا جواب کیوں نہیں دیا</u>

عمار صاحب کو عملاً پاکستانی معاشرت اور معاشرہ کو سیکولر بنانے کی مہم چلانی چاہیے نہ کہ ریاست کو سیکولر کرنے کی مہم ____ وہ تو سیکولر ہی ہے اور سیکولر ہی ہوتی ہے۔ اکیسویں صدی میں یہ بات فلسفۂ سیاست [Political Philosophy] کے ایک عام طالب علم کو معلوم ہے مگر غامدی صاحب اور ان کے مرید عمار ناصر صاحب کو معلوم نہیں۔ علماء پر اعتراض کرنے والوں کو خود معلوم نہیں کہ جدید ریاست کیا ہے اور کیسے کام کرتی ہے؟

ان حضرات کی مہم جوئی کے جواب میں راقم نے

(۱) سیکولرازم کا منحوس چہرہ Rawls' Rorty اور Derben کے قلم سے اور

(۲) جناب عمار ناصر صاحب کے سیکولرازم کا منحوس چہرہ دیکھئے: مردان یونیورسٹی میں مشال واقعے پر عمار ناصر مدیر "الشریعہ" کا شرمناک اداریہ کے عنوانات کے تحت دو مضامین ان سیکولر مفکرین کے جواب میں لکھے لیکن دونوں کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

تمام سیکولر لبرل اور متجددین کا طریقۂ کار یہی ہے کہ اگر کوئی شخص ان پر کم زور تنقید کرے تو فوراً بڑھ چڑھ کر جواب لکھتے ہیں اور ایک مضمون کے بعد دوسرے مضمون بلکہ مضامین کا انبار لگا دیتے ہیں ان کے تمام حامی قلم کار میدان میں کود کر کشتوں کے پشتے لگا دیتے ہیں لیکن اگر کسی کا مضمون جان دار محسوس ہو تو ایسے انجان بن جاتے ہیں جیسے وہ مضمون ان کی نظر سے نہیں گزرا اس طرح اپنی علمیت کے خودساختہ بت کی حفاظت کا فریضہ خود ہی انجام دیتے رہتے ہیں مقصد صرف یہ ہوتا ہے ایسا مضمون نظرانداز ہو جائے کیوں کہ جس مضمون پر بحث و

مباحثہ ہو وہ یادرہ جاتا ہے اسے لوگوں کے حافظے سے کھرچنا ممکن نہیں رہتا۔

مسلمان یہود و نصاریٰ سے بھی بدترین ہیں: جاوید غامدی

برادر عمار ناصر صاحب نے گزشتہ سال عید الفطر سے پہلے ہم پر یہ الزام لگایا کہ خالد جامعی وضاع ہے کذاب ہے جب ان کے جواب میں راقم نے دلائل سے وضاع سیریز تحریر کی اور باون قسطوں میں ثابت کیا کہ وضاع راقم الحروف نہیں عمار ناصر صاحب کے مربی، مرشد استاد محترم جناب غامدی صاحب ہیں____ تو عمار ناصر صاحب نے بالکل خاموشی اختیار کرلی صرف دو مرتبہ شعروں کے ذریعے جواب دینے کی ناکام کوشش کی پہلی بار فرمایا کہ

یوں زندگی کی راہ پہ چلنا پڑا ہمیں لغزش ہوئی کسی سے سنبھلنا پڑا ہمیں

دوسری مرتبہ نہایت غصے میں____ اپنے اصول عقیدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تحمل، رواداری، صبر وضبط کی تمام روایات کو نظر انداز کرتے ہوئے علامہ اقبال کا شعر ہمارے مضامین کے جواب میں پیش فرمایا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ وہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اس غصے پر بھی ہم نے عمار ناصر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور ان کی تعریف کی اور ان سے عرض کیا کہ آپ جاوید غامدی صاحب سے ہزار درجہ بہتر ہیں کیوں کہ آپ نے صرف ایک شخص خالد جامعی کو یہود و عیسائیوں سے بدتر قرار دیا مگر آپ کے پیر و مرشد غامدی صاحب نے تو پوری امت مسلمہ کو یہود و نصاریٰ سے بدتر لکھا ہے۔

"مقامات" میں ان کا فرمان درج ہے۔

" بنی اسرائیل کے اخلاقی جرائم کی بناء پر خدا کے نبیوں نے ان پر لعنت کی تھی اور وہ ہمیشہ کے لیے خدا کی رحمت سے دور کردیئے گئے تھے مسلمان بھی اس حد تک پہنچ چکے ہیں مسلمانوں کی تصویر دیکھنا ہو تو انجیل کے صفحات میں دیکھی جاسکتی ہے ان کے درو دیوار گلیاں اور بازار سب پکارتے ہیں۔

ے یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود [غامدی مقامات مسلمانوں کا زوال ۲۰۱۴ء ص ۱۷۳]

جاوید غامدی صاحب عربی زبان پر عبور نہیں رکھتے

اسلامی حکومت کے بارے میں غامدی صاحب کے متضاد خیالات

عمار صاحب کے پیر و مرشد جناب غامدی صاحب عالم اسلام کے پہلے مجتہد ہیں جو عربی زبان پر عبور نہیں رکھتے وہ عربی زبان، بیان، نثر کے اصولوں سے ناواقف ہیں۔ ۲۰۰۶ء میں ان کی کتاب "مقامات" تین زبانوں عربی، اردو، انگریزی میں شائع ہوئی تو اس میں چھبیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون "شرح شواهد الفراهي" شائع ہوا اس عربی مضمون میں تذکیر و تانیث، صرف نحو، زبان و بیان، کی چھ سو سے زیادہ غلطیاں تھیں ماہنامہ ساحل کراچی نے اپریل ۲۰۰۷ء کے شمارے میں غامدی صاحب کی عربی دانی کا تحقیقی جائزہ پیش کیا تو یہ

کتاب بازار سے غائب کرادی گئی[غامدی مقامات لاہور المورد طبع دوم ۲۰۰۶ء عربی،انگریزی،اردو اشاعت] یہ تو ان کی عربی کا حال تھا۔

مغربی فلسفے اور فلسفۂ سیاست کے بارے میں بھی حضرت کچھ نہیں جانتے عمار ناصر صاحب نے مغربی سیاست اور سیکولرازم کا علم انہی سے حاصل کیا ہے ان نام نہاد متجد دین کے علم کا حدود اربعہ کیا ہے وہ سب جانتے ہیں لہٰذا ریاست کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے غامدی صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمان جب اپنے وجود پر یہ حکومت تسلیم کرلیتے ھیں تو ان کے معاشرتی سماجی تھذیبی اورسیاسی رویوں میں آپ سے آپ اسلام کا ظھور ھوجاتا ھے لھٰذا خدا کی شریعت میں کوئی حکم اگر معاشرے سے متعلق ھے توبغیر کسی تردد کے وہ اس کے نفاذ کے لیے تیار ھوجاتے ھیں یہ حکومت نتیجہ ھے اسلامی شریعت پر لوگوں کے شرح صدر کا یہ حکومت دل و دماغ پر قائم کی جائے یھاں تك کہ ان کے ارباب حل و عقد کو بھی اسلامی شریعت کے بارے میں وھی شرح صدر حاصل ھوجائے[غامدی مقامات۲۰۱۴ء ص۱۸۲،۱۸۳]

ریاست کے بارے میں مزید لکھتے ہیں اسلام دعوت دینے آیا ھے اپنی حکومت قائم کرنے نھیں آیا [غامدی مقامات ۲۰۱۴ء ص۱۸۲]

<u>دین پر مکمل عمل ریاست کے بغیر ممکن نہیں لہذا اسلامی ریاست بھی ناممکن ہے: غامدی</u>

خدا کا وعدہ ھے کہ ذریت ابراھیم پوری قطعیت سے دنیا تك دین کی دعوت پھنچائے تو اسے دعوت کے منکرین پر غلبہ حاصل ھوگا اس وعدے کا ظھور تکوینی طور پر ھوتا ھے اور اس کے اسباب بھی اسی طریقے سے پیدا کیے جاتے ھیں مسلمانوں کا کام صرف یہ ھے کہ خدا کے سب حکموں پر عمل کریں[غامدی مقامات۲۰۱۴ء ص۱۹۵]

برھان میں لکھتے ہیں کہ "موکول علی السلطان" جمعہ، زکوٰۃ، فے، قتال اقامت حدود کے لیے سلطان اقتدار کا وجود لازمی شرط ھے [غامدی برھان ۲۰۰۸ء ص۲۵۱،۲۵۲] اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان ریاست کے بغیر پورے دین پر عمل نہیں کر سکتے لہٰذا پہلے ریاست حاصل کی جائے تب ہی اللہ کے تکوینی وعدے کا ظہور ہو سکے گا۔ چونکہ دین پر ریاست کے بغیر عمل ممکن نہیں اور غامدی صاحب نے مقامات میں ریاست کے حصول کی جدوجہد کو حرام کہا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام کو دنیا میں کبھی تکوینی طور پر بھی غلبہ نہیں مل سکتا۔

غامدی صاحب ریاست حکومت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ریاست کے بارے میں غامدی صاحب کے یہ جاہلانہ خیالات کہ جدید ریاست اسلام پر شرح صدر سے قائم ہوتی ہے یہ تکوینی طور پر قائم ہوتی ہے جدوجہد سے قائم نہیں ہوتی یہ ریاست دین کے تمام حکموں پر عمل کے بعد اللہ کے خوش ہونے سے خود بخود قائم ہو جاتی ہے۔ یہ ایک احمقانہ استدلال ہے اس استدلال کی حقیقت خود ان پر واضح ہے لہٰذا مقامات اور میزان میں ریاست کے بارے میں غیر شعوری طور پر_____ بے ساختہ یہ لکھ چکے ہیں۔

کہ انسان کی فطرت میں ھے کہ وہ حکومت قائم کرکے زندگی بسر کرتا ھے [غامدی مقامات۲۰۱۴ء ص۱۷۹]

خیروشر کا شعور یهی هے که نیکی کی جائے تو اس کے لیے انسان عزت و احترام کے جذبات ظاهر کرتا هے اور اپنے لیے جب کوئی معاشرت پیدا کرتا هے تو اس میں حق و انصاف کے لیے لازماً کوئی نظام قائم کرتا هے قانون ، عدالتیں ، بین الاقوامی ادارے سب اسی حقیقت کے گواہ هیں [**غامدی**مقامات۲۰۱۴ء**ص۱۲۰**]انسان کی فطرت هے که وہ تمدن چاهتا هے اور جلد یا بدیر اپنے اندر ایك نظم اجتماعی پیدا کرنے پر مجبور هوجاتا هے عقل کا تقاضه یهی هے که انسان جب تك انسان هے اس دنیا میں حکومت کے بغیر کسی معاشرے اور تمدن کا خواب نه دیکھے [**غامدی**میزان ۲۰۱۵ء**ص۴۸۱**]

یہ عبارتیں بتارہی ہیں کہ عقل، فطرت، تہذیب، تمدن، خیراورالحق نیکی کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان حکومت بنائے نظم سیاسی قائم کرے اس کے بغیر نہ اخلاقیات پر عمل کیا جاسکتا نہ کسی معاشرت تہذیب تمدن کا خواب دیکھا جاسکتا امارت کی قوت کے بغیر یہ سب ممکن نہیں مگر غامدی صاحب فرمارہے ہیں کہ مسلمانوں کو کسی سیاسی جدوجہد کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ خود بخود ان کی حکومت اگر چاہیں گے تو قائم کردیں گے یہ کام تکوینی طور پر ہوگا دوسرے معنوں میں مسلمانوں کے لیے عقل اور فطرت کے مطالبات قابل عمل نہیں ہیں وہ عقل وفطرت پر عمل نہ کریں یہ کام دوسری قومیں کریں گی مسلمانوں کو عقل وفطرت کے مطالبات پر عمل کرنے کے لیے پیدا ہی نہیں کیا گیا یہ سب کام کفار مشرکین کے لیے مختص ہیں مسلمان بس خدا کے فیصلے کا انتظار کریں۔ایک اہم سوال یہ ہے کہ اگر ریاست تکوینی طور پر خود بخود قائم ہوجاتی ہے تو رسالت مآبؐ کوانصار مدینہ سے بیعت لینے اور میثاق مدینہ کی کیا ضرورت تھی_____ وہ بس جاتے اور اقتدار پر قبضہ کر لیتے۔

<u>سیکولرازم کیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے چند حوالے</u>

سیکولر معاشرہ دنیا کا بدترین دہشت گرد معاشرہ

جدید ریاست کے بارے میں کتابوں کی فہرست ہم عمار ناصر کی خدمت میں پہلے پیش کر چکے ہیں اس کا مطالعہ کرلیا جائے تو عمار ناصر صاحب جان لیں گے کہ وہ جدید ریاست کی ماہیت حقیقت سے بالکل واقف نہیں وہ فیڈرلسٹ پیپرز ، ارادۂ عامہ [General Will] جمہور کی آراء یا جمہور کی اکثریتی رائے ، ری پبلک اور آئینی جمہوریت کے مباحث سے قطعاً ناواقف ہیں اور جدید ریاست کو خلافت امارت پر قیاس فرمارہے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ دنیا کہاں سے کہاں چلی گئی ہے یہ یوروپین کورٹ آف ہیومین رائٹس کے وہ سو فیصلے پڑھ لیں جو جدید ریاست میں مذہبی آزادی کی حدود کا تعین کرتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

وہ ہابر ماس کا مضمون What is Meat by a Post Secular Society : A Discussion on Islam in Europe پڑھ لیں۔ یہ مضمون ہابر ماس [Jurgen HaberMas] کی کتاب Europe : The Faltering Project میں شامل ہے۔

مغرب تسلیم کررہا ہے کہ جدیدیت ، سائنس، ٹکنالوجی سیکولرازم مذہب کو شکست نہیں دے سکے پوری دنیا میں مذہب ایک

زبردست قوت کے طور پر اُبھر رہا ہے صرف اسلام نہیں تمام مذاہب قوت پکڑ رہے ہیں بدھ مت جیسا بے ضرر مذہب بھی قوت کا اظہار کر رہا ہے مذہبی تشخص اکیسویں صدی کے پوسٹ سیکولر معاشرے کا حیرت انگیز کرشمہ ہے ____ اور عمار ناصر صاحب مسلمانوں کو سیکولر ہونے کی تعلیم دے رہے ہیں۔

عمار ناصر صاحب اور وسعت اللہ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ سیکولرازم بڑا پُر امن، روادار، صلح جو اور صلح کلی کا حامل مذہب ہے کچھ اسی قسم کی تحقیقات ہمارے محترم ڈاکٹر مونس احمر صاحب نے اپنی کتاب Conflict Mangement & Vision for a Secular Pakistan میں پیش کی ان کا تحقیقی منصوبہ PPSER اسی نقطۂ نظر کے پرچار میں مصروف ہے اور مذہبی، لسانی، نسلی تنازعات کا حل سیکولر ریاست میں بتا رہا ہے۔

ان تینوں افراد کی خوش فہمیوں کے خاتمے کے لیے ہم چند کتابیں ان محترم مفکرین کے مطالعے کے لیے پیش کر رہے ہیں ان کے مطالعے کے بعد امید ہے یہ حضرات اپنے مؤقف سے رجوع کر لیں گے سیکولرازم سے متاثر تمام لوگ بھی ان کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

(1)Rajiv Bhagva Secularism and its Critics

(2)Mark B. Salter : Barbarians and Civilization in international Relations.

(3)A. Dirk Moses : Empire, Colony, Genocide: Conquest, Occupation. and Subaltern Resistance in World History.

(4) Talal Asad On Suicide Bombing

پہلی کتاب Secularism & its Critics میں سیکولرازم کی تنقید کر کے اس کا اصل چہرہ واضح کیا گیا ہے یہ تنقید سیکولر ازم کے اصل خدوخال کو نمایاں کرتی ہے اور اس کے بارے میں خوش فہمیوں کی گرد صاف کر دیتی ہے۔

Moses کی کتاب سیکولرازم کی درندگی اور سفاکی کے چہرے پر پڑی ہوئی نقابوں کو اُلٹ دیتی ہے۔ تاریخ انسانی میں سیکولرازم نے کس طرح استعماری طاقتوں کے ذریعے دنیا کو کالونی میں تبدیل کیا وسائل پر قبضے کے لیے کتنے بدترین قتل عام کیے اور سیکولرازم کی کہاں کہاں کیسے مزاحمت کی گئی یہ لہولہو داستان اس کتاب میں سمو دی گئی۔

M.B. Salter کی کتاب سیکولر تہذیب کی بہیمیت، بربریت، درندگی کی خوں چکاں تاریخ سے پردہ اُٹھاتی ہے اور اس کے پُرامن چہرے کی درندگی واضح کرتی ہے عمار ناصر صاحب یقیناً اس تاریخ سے ناواقف ہیں۔

Empire colony Genocide بتاتی ہے کہ سیکولر مغربی استعماری طاقتوں نے دنیا کے چار براعظموں امریکا، آسٹریلیا، افریقا، ایشیاء اور خلافت عثمانیہ کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کتنا شرمناک اور خوں ریز عمل تھا ____ کس طرح انسانیت کے علم بردار جدید مغرب نے دنیا میں نسل کشی کی قتل عام کیے اور کروڑوں لوگوں کی آبادیوں کو انسان بنانے کے لیے قتل کر کے تہس نہس کر دیا یہ سفید آدمی کا بوجھ

white man burden ہے جو اتفاق سے تحریک روشن خیالی (رینے ساں) کے بعد اچانک مہذب ہو گیا اور پوری دنیا کو مہذب بنانے کے عظیم مشن پر نکل گیا۔

غیر مغربی غیر تہذیب یافتہ قوموں نے مغرب کو درندہ بننے پر مجبور کیا

مغرب کی بربریت، وحشت، درندگی اور بہیمیت کا ایک جواز بھی ہے یہ جواز Civilization & Barbarians کے مصنف نے اپنی کتاب میں مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کی ہے وہ مغرب کا مؤقف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مغرب نے جب پوری دنیا کو مہذب، متمدن [Civilized] کرنے کی ذمہ داری سنبھالی تو اس عمل کے نتیجے میں اسے مجبوراً خود وحشی، درندہ اور غیر مہذب و غیر متمدن بننا پڑا____ ان وحشی قوموں کو مہذب بنانے کے عمل نے مغرب کو وحشی و غیر مہذب بننے پر مجبور کیا۔ اصل ظالم ہم مغرب نہیں بلکہ دنیا بھر کے غیر مہذب وحشی غیر متمدن لوگ تھے جن کے وحشی پن اور جانور پن نے مغرب جیسے مہذبوں کو بھی جانوروں کی سطح تک اترنے پر مجبور کیا یعنی اگر یہ غیر مہذب وحشی قومیں وجود نہ رکھتیں تو مغرب مہذب ہی رہتا____ نطشے اور فرائیڈ مغرب کے دو بڑے فلسفی ہیں جنھوں نے نہایت فراخ دلی سے تسلیم کیا کہ ہم خود بربریت کے نمائندے ہیں۔ فرائیڈ نے Repression کے نظریے کے ذریعے اس نقطۂ نظر کا اظہار کیا نطشے نے کہا کہ افلاطون وارسطو نے انسانیت کو تباہ کیا یونان کی اصل تہذیب ان سے پہلے تھی عیسائیت نے روم کو تباہ کیا اصل چیز Will to Power ہے طاقت، قوت، اقتدار و اختیار یہ ہے اصل شے۔ ہٹلر نطشے کے فلسفے کا نتیجہ تھا پوسٹ ماڈرن ازم بھی نطشے کے فلسفے کا نتیجہ ہے۔

طلال اسد: جدید جنگیں: خودکش حملہ آور منطقی نتیجہ

طلال اسد کی کتاب On Suicide Bombing Colimbia University Press مغرب کی دہشت، بربریت، وحشت کی فلسفیانہ اساسات بیان کر کے اس کے ردعمل میں ہونے والے خودکش حملوں کی توجیہہ بیان کرتی ہے کتاب بتاتی ہے کہ تاریخ انسانی میں جتنی بھی جنگیں ہوئیں ان میں شریک ہونے والے، لڑنے والے، ایک دوسرے کو مارنے مرنے کے لیے Exchange of Killing & Dying کے لیے جاتے تھے جدید جنگ اتنی ٹکنالوجیکل ہے کہ اس میں جدید فوج مرنے نہیں صرف اور صرف مارنے کے لیے جاتی ہے دشمن کے ہدف اور حملہ آور میں اتنا طویل فاصلہ ہے کہ اسے پاٹنا مشکل ہے اگر روایتی جنگوں کی طرح جدید جنگیں ٹیکنو سائنس کے زیر اثر فاصلاتی جنگیں نہ ہوتیں آمنے سامنے، رُوبرُو اور دُوبدُو ہوتیں تو کبھی خودکش حملہ آور پیدا نہ ہوتے۔ فوجوں اور دشمنوں کے درمیان جنگ کی تیسری قسم Third order of war کے نتیجے میں____ ٹیکنو سائنس کے پیدا کردہ فاصلے____ اور پیدا کردہ خلیج کو پاٹنے کا نام خودکش حملہ Suicide Bombing ہے____ جدید جنگی طریقے، جدید جنگی عمل Action غیر عقلی Irrational ہے مگر کوئی انھیں غیر عقلی نہیں کہتا لیکن مغرب خودکش حملوں کے ردعمل Reaction کو غیر عقلی Irrational قرار دیتا ہے۔ طلال اسد نے اصلاً خودکش حملوں کا سبب جدید مغرب کو ہی قرار دیا ہے ژی ژیک کے فلسفے کے تحت طلال اسد نے دوسرے سوال کا

جواب دینے کے بجائے پہلے سوال کا جواب دے دیا تاکہ مسئلہ باقی نہ رہے۔
اپنی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے طلال اسد نے ایک تقریب میں کہا

it is critical that we remain aware of the forces shaping the discourse surrounding this mode of violence, and by questioning our assumptions about morally good and morally evil ways of killing, I tried to illuminates the fragile contradictions that are a part of our modren subjetivity

خودکش حملے کو ممکن بنانے والی سائنس دہشت گرد کیوں نہیں ہے

وہ نظام جو مہلک ہتھیار مہیا کرتا ہے دہشت گرد کیوں نہیں ہے؟

خودکش حملہ آور بھی جدید مغرب کے جدید ہتھیاروں کی ہلاکت سے خلق ہوا ہے۔اگر جدید مغرب (۱) مہلک ہتھیاروں کی سائنس ایجاد نہ کرتا یہ مہلک ہتھیار ہی تیار نہ کرتا (۳) یہ ہتھیار آزاد مارکیٹ میں فروخت نہ کرتا (۴) یہ ہتھیار خودکش حملہ آوروں کو مارکیٹ کی قوتوں کے ذریعے مہنگے داموں بیچنے نہ دیتا تو خودکش حملہ آور کبھی خودکش دھماکے نہ کر سکتے۔

(۱) جس فلسفے (۲) تہذیب (۳) تمدن (۴) سائنس اور (۵) علم نے یہ مہلک ہتھیار تیار کیے اس فلسفے اور سائنس کو اس سائنسداں کو اس علم کو کوئی دہشت گرد نہیں کہہ رہا۔عمار ناصر صاحب جو ہر مسئلے پر اپنی رائے دینے کے شوقین ہیں وہ بھی اس مسئلے پر سیکولر مغرب کو کوئی مشورہ نہیں دے رہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اس چھوٹے دہشت گرد کے ساتھ اصل اور بڑے دہشت گرد مغرب کو بھی دہشت گرد کہا جائے جو اعانت مجرمانہ کا مرتکب ہے۔

جس تہذیب نے صنعت کاری کا نظام قائم کر کے ایسے مہلک ہتھیاروں کی مسلسل مستقل باافراط فراہمی کا نظام بنایا اس صنعت کاری کو کوئی دہشت گردی نہیں کہہ رہا۔جس فلسفے نے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کو تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ ایک قدر [Value] بنا کر ہر صنعتی ادارے اور ہر فرد کی زندگی کا مقصد زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول [Profit Maximization] بنا کر ایک ایسا لالچی انسان تخلیق کیا ایک ایسی مارکیٹ اور مارکیٹ سوسائٹی تخلیق کی جہاں وہ آزادانہ مسابقت [Open Competition] کے اصول پر زیادہ سے زیادہ نفع کی خاطر اپنے دشمنوں کو بھی اپنے مہلک ہتھیار بیچ دیتا ہے۔اس فلسفے کو کوئی دہشت گرد نہیں کہہ رہا مگر اس آخری فرد کو جس نے خود کو ہلاک کر کے خودکش حملہ کیا وہ ہلاک شدہ فرد تو دہشت گرد ہے لیکن اس کی ہلاکت کا انتظام کرنے والا پورا نظام جو زندہ ہے وہ دہشت گرد نہیں ہے۔اس دہشت گرد سیکولر نظام کی سفا کی کس درجے کی ہے وہ پڑھیے۔

۱۴۸۰ء سے ۱۹۴۰ء تک مغرب نے تین ہزار جنگیں لڑیں: ایرک فرام

ایرک فرام نے گزشتہ پانچ سو سال کے دوران لڑی جانے والی جنگوں کے اعداد و شمار پیش کیے ہیں۔ایرک فرام کے مطابق مغرب نے گزشتہ تقریباً پانچ سو برس

میں جو جنگیں لڑیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) ۱۴۸۰ء سے ۱۴۹۹ تک ۹ جنگیں، (۲) ۱۵۰۰ء سے ۱۵۹۹ تک ۸۷ جنگیں، (۳) ۱۶۰۰ء سے ۱۶۹۹ء تک ۲۳۹ جنگیں، (۴) ۱۷۰۰ء سے ۱۷۹۹ء تک ۷۸۱ جنگیں، (۵) ۱۸۰۰ء سے ۱۸۹۹ء تک ۶۵۱ جنگیں، (۶) ۱۹۰۰ء سے ۱۹۴۰ء تک ۸۹۲ جنگیں۔ اس طرح مغربی اقوام نے ۱۴۸۰ء سے ۱۹۴۰ء تک ۲۶۵۹ جنگیں لڑیں، [The anatomey of Human Destractiveness page. 243]

دنیا کی تاریخ کے کُل ۱۵۰ ملین مقتولین میں سے چھیانوے فی صد لوگ مغرب نے قتل کیے

تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ قتل عام مغربی تہذیب کے گزشتہ پانچ سو سال میں ہوئے

It has been suggested that since 3600 B.C., there have been only 292 years without war, and each decade since 1816 has averaged twenty-two wars.It is estimated that more than 150 million people have died from war-related deaths since 3000 B.C.

"Each of the centuries prior to the sixteenth accounted for less than 1 percent of all war deaths. In fact all of them added together accounted for little more than 4 percent of these deaths, while almost 96 percent of war deaths were estimated to occur in the modern period of history, 1500-2000."Seventy-three percent of all war-related deaths since 3000 B.C. have occurred in the twentieth century A.D." Civilian deaths have been a large part of the increase in war deaths. According to UN Secretary General Kofi Annan, "UN sources estimate that at least three-quarters of the casualties of recent conflicts have been civilians, though the precise numbers are not known. " Over half of the civilians, though war victims of the past decade have been children, including two million dead and six million physically disabled since 1990.

Most of the war throughout history have occurred in the past two centuries. perhaps more disturbing.

from the point of global security, it is a shocking fact... that in some ways we are living through one of the worst decades in modern history. The 1970s were the decade with the most war onsets of all types. This was not an insolated spike, as 1960s and 1980s were also worse decades than average. And while the data for the 1990s are not complete, the 1990s will likely win the dubious distinction of being one of the two most war-prone decades [along with the 1970s] since the Congress of Vienna.

Juliet Kaarbo . -James Lee Ray Global Politics, Wadsworth publishing 10 edition (Febuary 2010)chap 5 International Confilct p.162,163]

اگر انسانیت کوئی جنس ہے تو اس کے تحفظ کا ایک ہی طریقہ ہے

اسلحہ کے تمام کارخانے بند کر کے قدیم طریقہ جنگ اختیار کرو

مغرب اسلحہ کی تمام فیکٹریاں بند کر دے اور تلوار، تیر، نیزے، گھوڑے کو جنگ کے لیے اختیار کرے تو خودکش حملے اور دہشت گردی پر مبنی جنگیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ دنیا میں تمام دہشت گردی، بدمعاشی، قتل عام، غنڈہ گردی کا اصل سبب خود مغرب اس کا فلسفہ اس کی ٹیکنو سائنس اور اسلحہ کی صنعت اور سرمایہ دارانہ نظام و مارکیٹ ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں کر رہا۔ میڈیا کے ذریعے ایک فرد چھوٹے دہشت گرد کو جسے مغرب کے ٹیکنو سائنس نے پیدا ہونے پر مجبور کیا اس کو سب دہشت گرد کہہ رہے ہیں اور اصل دہشت گردوں کو امن عالم کا علمبردار ثابت کر دیا گیا ہے ____ میڈیا یہی کام کرتا ہے خیر کو شر شر کو خیر ____ چھوٹے کو بڑا ____ بڑے کو چھوٹا ثابت کو معدوم اور معدوم کو موجود، موہوم کو حقیقت اور حقیقت کو افسانہ بنا دیتا ہے اور عمار ناصر صاحب جیسے محقق اس کذب، افتراء پر ایمان لے آتے ہیں۔

مغرب کے سیکولرازم نے گزشتہ پانچ سال میں کروڑوں لوگوں کو قتل کیا ہے جدید جنگوں میں فوجوں کا نقصان بہت کم ہوتا ہے

اور عام شہری سب سے زیادہ مارے جاتے ہیں اس کا سادہ ساحل انسانیت کے علمبردار سیکولر مغرب کے لیے یہی ہے کہ اسلحہ کے کارخانے بند کر کے قدیم جنگ کے طریقے اختیار کر لیے جائیں انسانیت کے تحفظ کے لیے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔

جدید مغربی فلسفے کی آزادی اور ترقی نے اس دنیا کو ایک مکمل پاگل خانے میں تبدیل کر دیا ہے جہاں ہر شخص زیادہ سے زیادہ سرمایہ کے حصول کے بدلے اس دنیا کو مسلسل جہنم میں بدلنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ ہر شخص اس فانی دنیا میں لافانی منافع، محدود دنیا میں لا محدود ترقی کا طلب گار ہے یہی جدیدیت اور مغربیت اور سیکولرازم ہے لیکن اس محدود دنیا میں لامحدود ترقی لامحدود منافع کمانا خود ایک پاگل پن ہی ہے۔

Kenneth Boulding کے الفاظ میں

" Any one who belives growth can be infinite in a finite world is either a mad man or an Economist"

اس پورے جدید مغربی نظام اس مغربی فلسفے کے برگ و بار آثار و نتائج، اس فلسفے سے نکلنے والے جدید تصور انسان، تصور کائنات، تصور زندگی جدید انسان کے مقاصد حیات، صنعتی نظام اور سرمایہ دارانہ مارکیٹ، حرص وحسد و ہوس کی عمومیت اور آفاقیت کو کوئی دہشت گردی نہیں کہہ رہا صرف ایک خود کش حملہ آور ہی دہشت گرد ہے جس کو دہشت گردی کے تمام ذرائع وسائل خود مغرب نے مہیا کیے ہیں یہ سیکولرازم کی طاقت وقوت صلاحیت ہے کہ وہ چھوٹے دہشت گردوں کو سب سے بڑا دہشت گرد ثابت کر دیتا ہے لیکن ____ تاریخ انسانی کے بدترین خطرناک ترین اور اور اصل بڑے بدترین دہشت گردوں کو امن کا علمبردار ثابت کر رہا ہے۔

UNO کی سلامتی کونسل کے پانچ اراکین دنیا کا اسّی فی صد اسلحہ بناتے ہیں یہ اسلحہ امن کے قیام کے لیے دنیا بھر کو یہی بیچتے ہیں انہی کے مہلک اسلحے سے گزشتہ پانچ سو سال سے دنیا میں مسلسل امن قائم ہو رہا ہے ایسا امن کہ پوری دنیا لہولہو ہے مقتل بن گئی ہے ہر شخص کے جسم سے خون رس رہا ہے۔ زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں قیام امن کے نام پر بے دردی سے لاکھوں لوگوں کا خون نہ بہایا جا رہا ہو۔

<u>دنیا میں ترقی کا ہر ماڈل صرف قرضے اور سود سے چلتا ہے</u>

ایک امریکی پر حکومت 5 ملین ڈالر خرچ کرتی ہے: جیرڈ ڈائمنڈ

سیکولر مغرب نے جو مارکیٹ سوسائٹی پیدا کی ہے اس نے تمام مذاہب عالم کی اخلاقیات اقدار روایات کا اکثر مذہبی معاشروں میں بھی خاتمہ کر دیا ہے لوگ اب صرف آزادی اور ترقی کے لیے سب کچھ کر گزرنا چاہتے ہیں سیکولر مغرب نے دنیا کو ترقی کا ایسا عقیدہ دیا جس پر سب ایمان لے آئے۔ لہٰذا ترقی عصر حاضر کا اصل مذہب اصل خدا ہے کیوں کہ اس کے بغیر آزادی نہیں مل سکتی ترقی اور آزادی لازم و ملزوم ہیں لہٰذا اس کے لیے سرمایہ کا حصول بھی لازم ہے جتنا زیادہ سرمایہ حاصل ہوگا اتنی ترقی ہوگی اور اتنی ہی آزادی ملے گی لہٰذا اپنی آمدنی، معیار زندگی میں مسلسل و مستقل اضافہ لامحدود اضافہ [Infinith Addition] ہی ہر انسان کا اصل مقصد حیات ہے۔ لطف کی بات یہ

ہے کہ پوری دنیا میں ترقی کا کوئی ایسا ماڈل سرے موجود ہی نہیں جو قرضے اور سود کے بغیر قائم ہو جدید ترقی حاصل کرنے والا ہر ملک سود اور قرضے میں جکڑا ہوا ہے امریکا، چین، روس، جاپان، برطانیہ، جرمنی سب قرضے میں جکڑے ہوئے ہیں برطانوی مؤرخ نائیل فرگوسن نے اپنی کتاب

The great Degeneration : How Institution Decay & Economics Die

کے باب ایک اور دو The Human hive اور Drawinian Economy میں ترقی یافتہ مما لک کے قرضوں کی مکمل تفصیل مہیا کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ تمام ترقی یافتہ مما لک اندرونی بیرونی قرضوں کے اندر جکڑے ہوئے ہیں جاپان نے مغرب کے اداروں کی نقالی کی مگر وہ بھی قرضوں کے بوجھ سے لدا ہوا ہے یہ قرضے اس کے GDP سے پانچ سو بارہ گنا زیادہ ہیں وہ لکھتا ہے کہ تاریخ انسانی میں کسی قوم تہذیب پر اتنے بھاری قرضے کبھی نہیں تھے جو ان ترقی یافتہ ملکوں پر اب لادے گئے ہیں وہ لکھتا ہے کہ امریکی قرضوں کی ادائیگی کا طریقہ ماہر معاشیات کوٹلی کاف نے یہ بتایا ہے کہ تمام ٹیکسوں میں فوری طور پر 64% اضافہ کر دیا جائے یا وفاقی حکومت اپنے ترقیاتی اخراجات میں 40% کمی کرلے اس کا مطلب یہ ہوا کہ امریکا کے تمام لوگ اپنی پوری آمدنی ٹیکس میں دے دیں یا امریکی حکومت ترقی پر تمام اخراجات ختم کر دے۔

<u>ایک امریکی پر حکومت پانچ ملین ڈالر خرچ کرتی ہے: ڈائمنڈ</u>

امریکا اور مغرب کی ترقی لوٹ مار کے بغیر ممکن ہی نہیں تھی

واضح رہے کہ امریکی 45% ٹیکس دیتے ہیں 64% مزید ٹیکس دینے کے لیے ان کو آمدنی کے سوا دوسرے مالی ذرائع بھی اختیار کرنا ہوں گے تاریخ دان جیرڈ ڈائمند نے اپنی کتاب The Collaps کے آخری باب میں لکھا ہے کہ ایک امریکی پر حکومت 5 ملین ڈالر خرچ کرتی ہے اتنا بڑا اخرچہ قرضوں، سود، لوٹ مار، عالمی غنڈہ گردی کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ مغرب نے استعماریت، کالونیز اور دنیا بھر کو غلام بنا کر وسائل لوٹنے کے بعد ترقی کی ہے اس کی استعماریت ہی اس کی ترقی کا سبب ہے اب استعماریت ممکن نہیں تو حملے، قبضے اور قرضے اس کی ترقی کا سبب ہیں مگر قرضوں کی یہ معیشت کب تک چلے گی عمار صاحب اس سیکولر مغرب کو مثالی نظام سمجھ کر اسے پاکستان میں نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ مغرب کی لوٹ مار کی داستان لیو ہیبر مین کی کتاب "یورپ امیر کیسے بنا" میں پڑھی جاسکتی ہے۔ کتاب کا اردو ترجمہ عبداللہ ملک نے کیا اور "مشعل" لاہور سے شائع ہوا۔ انگریزی متن نیٹ پر موجود ہے۔

تمام سیکولر ملکوں کی ترقی قرضے سے ہوئی ہے جو ان کی آئندہ نسلیں ادا کریں گی جن سے کبھی نہیں پوچھا گیا کہ تمھارے نام پر ہم یہ قرضے حاصل کرسکیں آنے والی نسلوں نے ان قرضوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا مگر ان قرضوں کو وہی ادا کریں گے یہ جمہوریت ہے کہ جو لوگ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے جن کی رائے بھی سامنے نہیں آئی ان کے نام پر قرض لے کر اس وقت موجود لوگوں نے استعمال کرلیا اور اس کا بوجھ سود آنے والے ادا کریں گے جنھیں اس قرضے کا علم ہی نہیں اسی آمریت کو جمہوریت کہتے ہیں ۔ نائیل فرگوسن ترقی یافتہ مما لک اور

امریکی قرضوں کے بارے میں لکھتا ہے

According to the International Mometary Fund, the gross government debt of Greece will reach 153 per cent of GDP in 2012. For Italy the figure is 123, for Ireland 113, for Portugal 112 and for the United States 107. Britain's debt is approaching 88 percent. Japan--a special case as the first non-Western country to adopt Western institutions--is the world leader, with a mountain of government debt approaching 236 percent of GDP, more than triple what it was twenty years ago. (Note that I leave aside the very large private debts that have been incurred by households and by financial and non-financial corporations. If one adds these together with the government debts, the burdens have no prescedent in history:Japan 512 percent of GDP, Britian 507 percent, France 346 percent, Italy 314 percent, the United States 279 percent, Germany 278 percent.)

To illustrate the magnitude of American problem, the economist Laurence Kotlikoff calculates that to eliminate the federal government's fiscal gap would require an immediate 64 percent increase in all federal taxes or an immediate 40 percent cut in all Fedral expendintures [Niall Ferguson :The Great -De generation How institution Decay & Economics Die 2012 Penguin UK p 40,42]

جدیدیت سیکولرازم اورلبرل ازم نے اس دنیا کو ابدی [External] قرار دے کر آخرت کا انکار کر کے اس دنیا کو ہی قرضوں کے ذریعے جنت میں تبدیل کرنے کا ارادہ کرلیا قرضوں کی معیشت کیا رنگ لا رہی ہے سب دیکھ رہے ہیں یہ دنیا جنت تو کیا بنتی _____ مگر بلاشبہ یہ دنیا جہنم میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔

<u>سیکولرازم کے اخلاقی سرطان کی تفصیل مائیکل سانڈل کی کتاب میں دیکھئے</u>

What Money Can't buy Micheal Sandal

جدید سیکولر انسان کے اس جدید مقصد حیات قرضوں کے ذریعے ترقی اور قرضوں کے ذریعے معیار زندگی میں مستقل و مسلسل اضافہ _____ نے امریکی سیکولر معاشرے میں اقدار، روایات، اخلاقیات کا کیا بحران پیدا کیا ہے اس کی تفصیل ممتاز فلسفی مائیکل جے

سانڈل کی کتاب What money Can't buy: The Moral Limits of Market میں پڑھی جاسکتی ہے۔ سانڈل نے سیکولر امریکی معاشرے میں انسانی رشتوں تعلقات کی تباہی و بربادی کی داستان ایسی دل خراش لہجے میں بیان کی ہے کہ جسے پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور قاری وحشت زدہ ہوجاتا ہے لیکن اتنا بڑا فلسفی جدیدیت کے عقیدوں، آزادی، مساوات، ترقی اور جدیدیت کے پیدا کردہ نظام جمہوریت سرمایہ داری پر تنقید کرنے کے باوجود اس کا حل صرف یہ پیش کرتا ہے کہ انسان صرف اپنی ذاتی زندگی میں مارکیٹ کے اصول قواعد وضوابط کا انکار کرے صرف اپنے کاروبار معاش کے لیے مارکیٹ کے اصول [Competition / Progress / Freedom] استعمال کرے یعنی انسان معاش [Econmy] کی سطح پر مارکیٹ کی اقدار کے تحت چلے لیکن اس کی معاشرت [Society] مارکیٹ کی اقدار [Market Values] کو قبول نہ کرے۔

ظاہر ہے یہ انسان کو دولخت کرنے کا عمل ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص جو صبح سے رات تک مارکیٹ سوسائٹی کے مسابقت آزادی ترقی کے فلسفوں کے تحت خبیث انسان کے طور پر کام کرے اور رات کو جیسے ہی اپنے گھر لوٹے تو ایک نہایت شریف ترین انسان بن جائے اپنی ذاتی خاندانی زندگی پر مارکیٹ کے اصولوں کا ہرگز اطلاق نہ کرے اپنی معاشرت کو وہ مارکیٹ سے الگ کرلے۔

اسی لیے روایتی تہذیبوں میں انسان کی ذاتی اور عوامی زندگی [Private & Public Life] ایک ہی ہوتی تھی اس کی شخصیت کا ظاہر و باطن ایک ہوتا تھا وہ جو کچھ اپنی اجتماعی زندگی میں ہوتا تھا ویسا ہی نجی زندگی میں ہوتا تھا اس میں Duality دورخاپن دو لخت پن نہیں ہوتا تھا لہٰذا وہ ایک پرسکون معاشرہ تھا جہاں لوگوں کو نفس مطمئنہ حاصل تھا۔

سانڈل نے اپنی کتاب میں سیکولرازم کی معاشی، مادی بربریت کے حوالے سے امریکی سپریم کورٹ کے بارے میں بھی ایک اہم بات لکھی ہے وہ لکھتا ہے کہ سپریم کورٹ میں کسی تاریخی مقدمے کی سماعت کے مقدمے پر کورٹ روم میں اب عام آدمی داخل ہی نہیں ہوسکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکا میں ایسی کمپنیاں کھل گئی ہیں جو ایسے پبلک مقامات میں بھاری مشاہرے پر افرادی قوت مہیا کرتی ہیں جہاں مفت میں داخلہ ممکن ہے لیکن اس داخلے کی شرط پہلے آیئے پہلے جگہ پایئے کا اصول ہے لہٰذا جب سپریم کورٹ میں کسی اہم مقدمے کی سماعت ہوتی ہے تو تمام بڑے وکلاء اور امراء افرادی قوت مہیا کرنے والے اداروں کو بھاری رقم دے کر ان کا آدمی اپنی جگہ قطار میں کھڑا کردیتے ہیں عدالت کی کاروائی شروع ہونے سے چند منٹ پہلے وکیل اور امیر لوگ اپنی گاڑی سے اترتے ہیں اور اپنی جگہ کھڑے ہوئے آدمی کو ہٹا کر خود کھڑے ہوجاتے ہیں ____ یہ خدمات مہیا کرنے والی کمپنیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم تو لوگوں کو روزگار مہیا کررہے ہیں مگر اس روزگار نے عام آدمی کے لیے کورٹ روم تک رسائی کو ناممکن بنادیا ہے۔ سیکولرازم کی پیدا کردہ جدید ریاست میں اب غریب لوگوں کے لیے محرومی کے سوا کچھ نہیں ہے اسی کا نام مساوات ہے یہ کیسی مساوات ہے کہ آج دنیا کا کوئی بھی امیر آدمی امریکا سمیت کسی بھی مغربی ملک کی شہریت چند گھنٹوں میں چند لاکھ ڈالر کے عوض خرید سکتا ہے۔

<u>سیکولرازم اور UNO کی سلامتی کونسل میں مساوات نہیں</u>

اگر مساوات انسانی حق ہے تو قومی سرحدیں کیوں موجود ہیں؟

مائیکل سانڈل کی کتاب Justice پڑھ لیجئے امیر لوگوں کے لیے ہر سیکولر ملک کی سرحد کھلی ہے غریبوں کے لیے ہر سیکولر ملک کی سرحد بند ہے یہ مساوات ہے اگر سب مساوی ہیں تو یہ قومی سرحدیں کیوں قائم ہیں اگر سب مساوی ہیں تو UNO میں صرف پانچ ملکوں کو ویٹو کا حق کیوں حاصل ہے اگر سب مساوی ہیں تو پانچ اراکین میں سے چار اراکین کے ____ ایک مسئلے پر اکٹھے ہوجائیں اور فیصلہ کردیں تو سلامتی کونسل کا ایک رکن ان چار اراکین کے اکثریتی فیصلے کو کیوں ویٹو کردیتا ہے صرف پانچ کو ویٹو کا حق کیوں دنیا کے ۲۰۰ ممالک اس حق سے کیوں محروم ہیں یہ سیکولرازم اور اس کی پیدا کردہ مساوات ہے جس کے قصیدے عمار ناصر صاحب اور غامدی صاحب مسلسل پڑھ رہے ہیں

سیکولر امریکی اور مغربی معاشروں میں انشورنس پالیسی کے حوالے سے بھی سانڈل نے بعض اہم مباحث اُٹھائے ہیں کسی بوڑھے آدمی کی انشورنس آدھی قیمت پر لوگ خرید لیتے ہیں بوڑھا بھی سوچتا ہے کہ میں مرنے والا ہوں زندگی میں ہی موت کی انشورنس بیچ کر کچھ مزے کرلوں مختلف کمپنیاں خریداروں کو مشورہ دیتی ہیں کہ فلاں بوڑھا جلد مرنے والا ہے لہٰذا وہ انشورنس پالیسی خرید کر اپنے نام کرلیتے ہیں اور اس کے بدلے میں بوڑھے کو متوقع رقم کی نصف رقم ادا کردیتے ہیں اس کاروبار کو شدید دھچکا اس وقت لگا جب کمپنیوں، کنسلٹنٹس رپورٹوں اور ڈاکٹروں کے اندازے بوڑھوں کی متوقع موت کے بارے میں بالکل غلط ثابت ہوئے وہ صحت یاب ہونے لگے اور انشورنس خریدنے والے کاروباریوں کا دل ڈوبنے لگا وہ ان بوڑھوں کو فون کرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے اس سوال کا مقصد ان کی خیرخواہی نہیں بلکہ ان کی آواز سے ان کی صحت اور گفتگو سے ان کی متوقع موت کا اندازہ لگانا تھا۔ تاریخ انسانی میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی فرد نے کسی بوڑھے کو فون کر کے اس کی خیریت صحت عافیت اس لیے دریافت کی ہوتا کہ پتہ چلایا جاسکے کہ حضرت والا کب مرنے والے ہیں ایسا ذلیل خبیث انسان سیکولرازم اور کیپٹل ازم نے پیدا کیا ہے سانڈل نے لکھا ہے کہ جب دوسوسال پہلے انشورنس کے ذریعے زندگی اور موت کے کاروبار میں سرمایہ کو شامل کرنے کی کوشش انشورنس کے نام پر ہوئی تو بہت سے امریکی فلسفیوں مفکرین نے اس غیرانسانی غیراخلاقی کاروبار کی شدید مخالفت کی ان کو اندیشہ تھا کہ زندگی اور موت میں سرمایہ کاری کا یہ عمل بہت سی اخلاقی برائیاں پیدا کر کے معاشرے کو تباہ و برباد کردے گا۔ وہ کتنے بڑے لوگ تھے ان کی کتنی گہری نظر تھی کہ دوسوسال بعد پیدا ہونے والی برائیوں کو انھوں نے دو سوسال پہلے دیکھ لیا تھا بہت سے متجددین اور مذہبی مفکرین کو انشورنس کے کاروبار میں آج بھی کوئی خاص برائی نظر نہیں آرہی وہ اسے عاقلہ کے ادارے کا متبادل قرار دے رہے ہیں جب کہ عاقلہ کا ادارہ کسی منافع، حرص و ہوس، امید، لالچ، سود پر نہیں صرف اور صرف خیرخواہی، ایثار، محبت، اخلاص اور خونی رشتوں کی بنیاد پر قائم تھا یہ ایک فطری تعلق تھا جس کی مثال نہیں ملتی۔

سوسال تک انشورنس کی مخالفت ہوتی رہی لیکن رفتہ رفتہ تمام مغرب نے موت کے کاروبار انشورنس کو قبول کرلیا اب اس کا نتیجہ سامنے ہے۔ عمار ناصر صاحب سیکولر سوسائٹی لبرل سوسائٹی اس قسم کی سوسائٹی ہوتی ہے آپ خواہ مخواہ الشریعہ میں سیکولر معاشرے کے حق

میں اداریے لکھ رہے ہیں۔

امریکی سیکولرازم کی تاریخ نسل پرستی کی تاریخ ہے

عمار ناصر صاحب جس سیکولر امریکا کو ایک عالی معیاری مثالی سیکولر ملک کے طور پر پیش کرتے ہیں اس امریکا کا حقیقی چہرہ وہی ہے جو صدر ٹرمپ نے ۲۰۱۶ء کے امریکی انتخابات میں سفید نسل پرستی کے ذریعے ظاہر کر دیا ہے یہ چہرہ (۱) یوروسینٹرک (۲) سفید فام اور (۳) عیسائی ہے۔

ٹرمپ نے امریکا کی عالمی ذمہ داریوں پر اس کی قومی ذمہ داریوں کو ترجیح دے کر لبرل نسل پرستی اور لبرل قوم پرستی کو واضح کر دیا ہے ۔لبرل ازم کا آغاز اسی نسل پرستی سے ہوا تھا امریکا میں دس کروڑ سرخ ہندیوں کا قتل عام اسی سیکولر لبرل نسل پرستی کے باعث ممکن ہوا_____ یہ لبرل ازم کا اصل چہرہ تھا جسے بعد میں امن، انسانیت، شرافت کے حجابات میں چھپا دیا گیا۔ٹرمپ کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے لبرل ازم کے چہرے پر پڑی ہوئی جان رالس کی غیر اقداری نقاب De Ontological Veil کو نوچ کر پھینک دیا۔

امریکا کی تاریخی ترقی_____ نسل پرستی کے ذریعے ممکن ہوئی ہے Carola Horton کی کتاب Race & the Making of American Liberilsm امریکی نسل پرستی کی تاریخ بتاتی ہے اور سیکولر نسل پرستی کا احوال سناتی ہے عمار ناصر صاحب اس کتاب سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اس کتاب کے درج ذیل ابواب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

(1) Anti - Caste Liberalism

(2) Darwinian Liberalism

(3) Race and the Emancipation of labor

(4) Inequality and white Supremacy

(5) Race, Class, and the Civil Rights Movement

امریکی سیکولرازم سفید فام ریس ازم کا نام ہے

امریکی ریس ازم Racism کیا ہے، اسکی بدترین کہانی Allan hall کے قلم سے پڑھیئے: ۱۹۳۶ میں ایک کالے امریکی Jesse Owens نے جرمنی کے اولمپک کھیلوں میں طلائی تمغہ حاصل کیا، ہٹلر سے ہاتھ ملایا، تصویر کھنچوائی مگر مشہور یہ کیا گیا کہ کہ ہٹلر نے اس کالے سے ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا تھا وہ نسل پرست، متکبر اور متعصب تھا_____ یہ جھوٹ تھا۔ Owens ہٹلر سے ملاقات اور تصویر کھنچوانے کے اس تاریخی لمحے کو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھتا تھا۔ اس نے کہا کہ امریکہ میں ہمارے ساتھ بدترین سلوک کیا جاتا ہے مگر جرمنی میں ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا گیا۔ یہ امریکی کھلاڑی جب امریکہ واپس آیا تو اسے صدر امریکہ سے ملاقات کے لئے وہائٹ ہاؤس لے جایا گیا لیکن اسے وہائٹ ہاؤس کے مرکزی دروازے سے داخلے کی جازت نہیں ملی کیونکہ یہ کالا تھا اس زمانے میں کالے کو وہائٹ

ہاؤس میں مرکزی دروازے سے داخلے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ سیکولر امریکن ریس ازم ہے جو کم ہو گیا تھا مگر اب ٹرمپ کی صورت میں پھر ابھر رہا ہے۔Hall کے قلم سے خبر پڑھیئے جو آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔سیکولر سفید فام میڈیا نے ____ ہٹلر کی کردار کشی کیسے کی _____ میڈیا یہی کام کر رہا ہے کیونکہ میڈیا کو اس کام کے لئے خلق کیا گیا ہے۔مزے کی بات یہ ہے کہ ہٹلر کی نسل پرستی کا قصہ آج بھی مشہور ہے مگر امریکی نسل پرستی جس نے Owens کو وہائٹ ہاؤس میں داخل نہیں ہونے دیا اسکا کوئی ذکر بھی نہیں کرتا۔میڈیا کا یہی کام ہے

Did Hitler shake hands with black 1936 Olympic hero Jesse Owens?

It has long been regarded as the greatest sporting snub in history - when Adolf Hitler stormed out of the Olympic Stadium in Berlin because Germany had been humiliated by a black man.

The moment was 1936 and an incredible American athlete called Jesse Owens had just run his way to the first of four gold medals in the 100 metres.

Hitler, who had shaken hands the previous day with all the German Olympic winners, left the stadium furious that his Ayran supermen had been beaten by their supposed racial inferior.

Medal-winner: Jesse Owens was said to have treasured a photograph of Hitler congratulating him after winning gold at the 1936 Berlin Olympics

Painted in a bad light: Adolf Hitler gives the Nazi salute in the stadium

Or so the story goes.

But now a veteran sports reporter in Germany has come forward to claim that, though Hitler did indeed leave the stadium after the race, it was not before shaking Owens' hand.

Siegfried Mischner, 83, claims that Owens carried around a photograph in his wallet of the Fuehrer doing just that.

Owens, who felt the newspapers of the day reported 'unfairly' on Hitler's attitude towards him, tried to get Mischner and his journalist colleagues to change the accepted version of history in the 1960s.

Mischner claimed Owens showed him the photograph and told him: 'That was one of my most beautiful moments.'

Mischner said: 'It was taken behind the honour stand and so not captured by the world's press. But I saw it, I saw him shaking Hitler's hand.

'The predominating opinion in post-war Germany was that Hitler had ignored Owens.

'We therefore decided not to report on the photo. The consensus was that Hitler had to continue to be painted in a bad light in relation to Owens.'

Mischner, who went on to write a book about the 1936 Olympics, said other journalists were with him on

the day that Owens produced the photo and they too did not report on it.

Snubbed: American sporting hero Jesse Owens taking gold at the Berlin Olympics in 1936 after Hitler claimed he had been humiliated by a 'sub-human'

'Owens was disappointed,' he said. 'He shook his head disapprovingly. The press then was very obedient. I can make no excuses, but no one wanted to be the one to make Hitler the monster look good.

'All my colleagues are dead, Owens is dead. I thought this was the last chance to set the record straight. I have no idea where the photo is or even if it exists still.'

Owens, who died in 1980, was the son of sharecroppers and won four track and field gold medals - the 100m, the long jump, the 200m and the relay race - at Berlin.

He insisted that he had not been snubbed by Hitler but made no reference to meeting him and shaking hands. 'He was probably made to buy into the myth as much as we were,' added Mischner.

Owens later said he was treated better in Germany than in America where blacks faced segregation.

Boasts of Germanic 'supermen': Hitler watches the Olympic Games at his showcase stadium in Berlin with the Italian Crown Prince

By Allan Hall for MailOnline

UPDATED: 11:17 BST, 11 August 2009

سیکولر مغرب یاسیت نے جینے کی امنگ چھین لی ہے

عمار ناصر صاحب مادی، معاشی، ترقی کے لیے سیکولرازم کو پاکستانی معاشرے کے لیے باعث خیر و برکت سمجھتے ہیں مگر انھیں معلوم نہیں کہ سیکولر مغرب نے جس قدر مادی ترقی کی ہے اس کے نتیجے میں امریکیوں کی زندگی، دکھ، درد، تکلیف، پریشانی، کرب، اضطراب، غم و اندوہ، یاسیت، ناامیدی، مایوسی سے بھر گئی ہے ان کی زندگی خوشیوں سے خالی ہے مادیت میں اضافہ ان کے لیے کسی سکون کا باعث نہ بن سکا بلکہ بے چینی میں دائمی اضافے کا سبب بن گیا۔

ممتاز امریکی ماہر نفسیات Professor Barry Schwarts سیکولرازم کے تحت مادی فلاح و بہبود میں اضافے کے متعلق اپنے تحقیقی مقالے The chronicle of higher education میں بتایا ہے کہ امریکا میں تمام تر مادی ترقی کے باوجود ناامیدی، شکستگی بڑھتی جارہی ہے، زندگی کی امنگ سے محروم اور یاسیت زدہ لوگوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے۔

In the last 40 years, the inflation - adjusted, per capita income of Americans has more then doubled. The Proportion of homes with dishwashers has increased from 9 to 50 percent, with clothes dryers from 20 to 70 percent, and with air- conditioning from 15 to 73 percent. And of course, no one had

cable TV, home computers, or the internet in 1964. This increased affluence contributes to freedom of choice by giving people the means to act om their various goals and desires, whatever they may be.

Suicide rates are also up, not only in the United States, but in almost every developed country. And both serious depression and suicide are occurring among people younger then ever before. Deans at virtually every college and university in the United States can testify to this malaise, as they witness a demand for psychological services that they are unable to meet.

Why are people increaseingly unhappy even as they experience greater material abundance and freedom of choice? Recent psychological research suggest that increased choice may itself be part of the problem.

<u>سیکولر ملکوں میں سب سے زیادہ پاگل مجرم اور خودکشی کرنے والے ہیں</u>

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں سب سب زیادہ پاگل، سب سے زیادہ خودکشی کرنے والے، سب سے زیادہ نفسیاتی مریض، سب سے زیادہ ذہنی، جسمانی بیمار امریکہ اور تمام سیکولر، لبرل، ترقی یافتہ ملکوں میں ہیں۔ ۲۰۱۶ میں ۲۶ لاکھ امریکی لوگ جیلوں میں تھے۔ سب سے زیادہ پاگل اور خودکشی کرنے والے تمام لوگ ترقی یافتہ ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ ترقی، خواہشات کی تکمیل، مادی خوش حالی کے باوجود لوگ کیوں مرنا چاہتے ہیں ان سے کیا چھین لیا گیا ہے وہ تمام مما لک جو بہت غریب ہیں سہولتوں سے محروم ہیں مگر ہدایت یافتہ ہیں وہاں خودکشی کی شرح صفر ہے عمار ناصر صاحب اس کے باوجود سیکولرازم کی حمایت کیوں کر رہے ہیں۔

ظاہر ہے سیکولرازم نے انسان کو مادی ترقی دے کر اس کا جوہر روحانیت اس سے چھین لیا ہے جو زندگی میں معنویت پیدا کرتا تھا جب زندگی بے معنی ہو جائے تو موت خود بامعنی ہو جاتی ہے اب موت زندگی کو معنی عطا کرتی ہے۔ مغرب میں لوگ کثرت سے خودکشی کر رہے ہیں جب کہ وہاں لوگوں کو سب سے زیادہ سہولتیں حاصل ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں Death Clinic کھل چکے ہیں جہاں امریکا اور مغرب سے لوگ مرنے کے لیے جاتے ہیں مئی ۲۰۱۷ء تک پورے مغرب میں صرف سوئٹزرلینڈ واحد ملک تھا جہاں ڈاکٹر مریض کو اس کی اجازت سے زہر دے کر قتل کر سکتا تھا اب کینیڈا نے بھی Death Clinic میں ڈاکٹروں کو قتل کرنے کی آزادی دے دی ہے۔ امریکا نے کبھی ان Death Clinic پر ڈرون حملے نہیں کیے کیوں کہ خودکشی جدید ترقی اور آزادی کا منطقی نتیجہ ہے اسے روکا نہیں جا سکتا۔

ترقی، آزادی، معیار زندگی میں مسلسل مستقل اضافے کے باوجود امریکا میں پاگل، مجرم، خودکشی کرنے والے، زندگی سے بے زار

لوگوں کی تعداد میں مسلسل و مستقل اضافہ ہو رہا ہے

امریکہ کے موقر طبی جریدے The Journal of American Medical Addociate(JAMA)

کی تحقیق کے مطابق یاسیت زدہ لوگوں کی تعداد پچھلی دونسلوں کے مقابلے میں بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے

The rate of Serious clinical depression has more then tripled over the last two genrations

یہ ترقی خوش حالی فارغ البالی کا نتیجہ ہے۔ سیکولرازم کی پیدا کردہ تباہی و بربادی کی کہانیاں مغرب کے تین دائروں نفسیات، سیاست، صحافت کے بڑے لوگوں کی کتابوں میں پڑھیے۔

(۱)مشہور ماہر نفسیات David G Myers کی کتابیں

(1)Social Psychology

(2)Exploring Social Psychology

(3) Psychology in Everyday Life

(۲)سیاسی مفکر Robert E . Lane کی کتاب The Loss of Happiness in Market

(۳)صحافی Gyegg Easter brook کی کتابیں

(1)The Progress Paradox (2) The Here and Now (3)The King of Sports

مندرجہ بالا تینوں مصنفین کی کتابیں مادی ترقی معاشی خوش حالی میں مسلسل اضافے کے باوجود مغربی لوگوں کی خوشیوں کے خاتمے کے اسباب کا جائزہ پیش کرتی ہیں۔

دوسرے معنوں میں تمام مسائل، پریشانیوں، کا اصل سبب بے تحاشہ ترقی ہے جس نے بے شمار چیزیں تخلیق کر کے انسان کو اشیاء کا غلام بنا دیا ہے وہ اپنی خواہشوں کا قیدی بن کر رہ گیا ہے یہ خواہشات فطری نہیں ہیں یہ مارکیٹ سوسائٹی نے تخلیق اور مسلط کی ہے۔

Barry Schwartz کی کتاب The Paradox of Choice Why More is Less

جدید سیکولر انسان کی تباہی و بربادی کی کہانی ایک نئے انداز سے سناتی ہے۔ اس کتاب کے درج ذیل ابواب خصوصی مطالعے کے مستحق ہیں

Prolouge. The Paradox of Choice: A Road Map.

PART 1 / WHEN WE CHOOSE

Chapter 1. Let's Go Shopping

Capter 2. New Choices

PART 11/HOW WE CHOOSE

Chapter 3. Deciding and Choosing

Chapter 4. When Only the Best Will Do

PART 111/WHY WE SUFFER

Chapter 5. Choice and Happiness

Chapter 6. Missed Opportunities

Capter 9. Why Everything Suffers from Comparison

Chapter 10. Whose Fault Is It? Choice, Disappointment, and Depression.

<u>تمام سیکولر معاشروں اور ملکوں میں خودکشی عام رویہ کیوں ہے؟</u>

سیکولر امریکہ میں ہر سترہ منٹ میں ایک شخص خودکشی کرتا ہے

عمار صاحب پاکستان کو سیکولر معاشرہ میں بدلتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں مگر سیکولر معاشرے میں لوگ دوسروں کا قتل عام ہی نہیں کرتے اپنا قتل عام بھی کرتے ہیں لہٰذا تمام ترقی یافتہ سیکولر معاشروں میں خودکشی عام ہے تمام تعلیم یافتہ ترقی یافتہ سیکولر قومیں خودکشی کر کے مر رہی ہیں مگر ہدایت یافتہ قوموں میں خودکشی کی شرح صفر ہے یا بہت کم ہے۔

——— امریکہ میں روزانہ ۸۵ لوگ خودکشی کرتے ہیں ہر سترہ منٹ کے بعد ایک امریکی خودکشی کرتا ہے یہ اعداد و شمار نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ NIMH امریکہ کے ہیں اور نصابی کتاب *Abnormal Psychology* میں شامل ہیں

About 31000 people kill themselves each year in USA which averages to nearly 85 poeple per day or one pereson every 17 minutes. [Susan Nolen Hoeksema , *Abnormal Psychology*, McG Raw - Hill USA 2004, p.332]

امریکہ میں پچاس فی صد نوجوان خودکشی کی کوشش کے کسی نہ کسی واقعے سے واقف ہوتے ہیں۔ یعنی خودکشی امریکہ میں زندگی کے معمولات کا حصہ ہے۔

Nearly half of all teenagers in the USA say that they know someone who has tried to commit sucide. [p. 330, ibid]

اتنی ترقی کے بعد اتنی خودکشی کیوں؟ خودکشی کرنے والے لوگ نہایت ممتاز حیثیت کے حامل اور امیر لوگ ہوتے ہیں

We can all name movie stars, political leaders, and other people of prominence who killed themselves. [p. 330, ibid]

فلسفی، شاعر، مصور، اساتذہ، لیڈی ڈاکٹر، ادیب سب امریکہ میں کثرت سے خودکشی کرتے ہیں اس صدی کے سب سے بڑے فلسفی ڈیلوز نے ہسپتال کی کھڑکی سے فرانس میں چھلانگ مار کر خودکشی کر لی تھی۔ فلسفی اپنی تہذیب کا پیغمبر ہوتا ہے جس تہذیب کا پیمبر اپنی تہذیب سے مایوس ہو اور خودکشی کر لے افسوس ہے کہ اس تہذیب کی ترقی کے قصیدے سنا کر ہمارے بہت سے مخلص راسخ العقیدہ مفکرین عالم اسلام کو مغرب جیسی ترقی کی دعوت دے رہے ہیں۔

امریکہ میں ہر چار میں سے ایک نوجوان خودکشی کی کوشش کرتا ہے۔

One in four teenagers admits to attempting or seriously contemplating suicide. [p. 330, ibid]

پندرہ سال سے ۲۴ سال کے امریکیوں میں موت کا تیسرا بڑا سبب خودکُشی ہے۔

suicide the third leading cause among people 15 to 24 years of Age. [p. 330, ibid]

یہ اعداد وشمار بھی نامکمل ہیں مرنے والوں کی تعداد یا خودکشی کی کوشش کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن خاندان کے لوگ پولیس سے تال میل کر کے خودکشی کی وارادات کو دوسرا رنگ دے دیتے ہیں اور خودکشی میں ناکام رہنے والے اس ناکامی کی اطلاع کسی کو نہیں دیتے۔

Such as police may conspire with faimly members to lable ambiguous death as accideent, rather than have the family face the question that come with suicide. [p. 332, ibid]

Over half of all people who attempt but do not complete suicide never seek professional help and thus may not be detected As a result the statistics on the rate of suicide in various groups are probably groos under estimate. [p. 332, 333, ibid]

امریکہ کے تین فی صد لوگ زندگی میں کبھی نہ کبھی خودکشی کی کوشش کرتے ہیں اور امریکہ کی —— پانچ سے لے کر سولہ فی صد آبادی زندگی میں کبھی نہ کبھی خودکشی کیبارے میں سوچتی ہے

3 Percent of the population contemplate sucide at sometime in their lives, & between 5 & 16 percent Report having had suicidal thoughts at sometime. [p. 332, ibid]

مسئلہ صرف امریکہ کا نہیں ____ جدیدیت، مغربیت، سیکولر تعلیم، آزادی، مساوات، ترقی کا عقیدہ جن ملکوں میں جڑ پکڑ چکا ہے وہاں خودکشی کی رفتار یہی ہے اس ترقی یافتہ، جدید، حسین آرام دہ دنیا میں سالانہ دس لاکھ لوگ خودکشی کے ذریعے مرجاتے ہیں بیس لاکھ لوگ خودکشی کی ناکام کوشش کرتے ہیں تاریخ انسانی کی تیئیس تہذیبوں میں کبھی ایسی صورت حال پیدا نہ ہوئی۔ یہ ایسی ترقی، ایسی سائنس، ایسی ٹکنالوجی، ایسی آزادی مساوات اور جمہوریت کو لے کر کیا کریں جو لوگوں سے زندگی کی امنگ، لگن اور ترنگ تک چھین رہی ہے

1 million people die by suicide and 2 million other people make suicide attempts each years [p. 332, ibid]

امریکہ سمیت تمام ترقی یافتہ ملکوں میں آزادی مساوات ترقی حاصل کرنے والی جدید عورت جو خود کو تاریخ انسانی کی سب سے زیادہ آزاد اور خوش نصیب عورت سمجھتی ہے سب سے زیادہ خودکشی کرتی ہے۔ مذہبی، تنگ نظر، اندھے بہرے گونگے الہامی، دینی، روایتی، ان پڑھ، جاہل معاشروں میں کبھی عورت نے خودکشی نہیں کی تو کیوں؟ آزاد، تعلیم یافتہ خوش حال عورت خودکشی کیوں کر رہی ہے؟

Rates of suicide in women would be much higher than in man. Indeed three times more women than men attempt to suicide. [p. 333, ibid]

عورتیں اسکول کی لڑکیاں مردوں کے مقابلے میں خودکشی کی تین گنا زیادہ کوشش کرتی ہیں مگر ان کی کامیابی کی شرح مردوں سے چار گنا کم ہے مرد نہایت خطرناک طریقے سے خودکشی کرتے ہیں عورتیں نرم ونازک طریقے سے خودکشی کرتی ہیں اس لیے بچ جاتی ہیں عورت اور مرد کا فرق واضح ہے کہ دونوں میں مساوات کا دعویٰ بھی محض جدیدیت کا مفروضہ ہے۔

... men and boys are four times more likely than women and girls to complete suicide this is true in many nations of the world. [p. 333. ibid]

چینی عورتوں میں خودکشی کی صورت حال نہایت تباہ کن ہے دنیا میں سب سے زیادہ ترقی کرنے والے ملک میں عورتوں کا حال سب سے ابتر ہے کامیاب خودکشی کرنے والوں میں عورتوں کا تناسب ۵۵ فیصد ہے۔ اس معاملے میں چینی عورت نے مردوں کو شکست دے دی۔ خودکشی جدید ترقی یافتہ زندگی سے بے زاری کی علامت ہے۔

(In China) Women account for 55 percent of all suicide death. [p. 333, ibid]

مخلوط یوروپین امریکن میں خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہے یعنی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مہذب یعنی یوروپی اور امریکی لوگ ہی سب سے زیادہ خودکشی کرتے ہیں۔
European American men mking up 72 percent of all suicides. [p. 333. ibid]

مذہبی لوگوں میں خودکشی کی شرح سب سے کم ہے خصوصاً وہ مذاہب جو خودکشی کو حرام قرار دیتے ہیں
People who belong to religious that expressly forbid suicide are less likely to attempt it . [p. 334]

گزشتہ ساٹھ سال میں خودکشی میں اضافے کی شرح عام لوگوں میں بہت کم رفتار سے بڑھی ہے لیکن بچوں اور نابالغوں میں خودکشی کی شرح میں تین سو فیصد اضافہ ہوا ہے۔
The over all rate of suicide in the general pepulation has slightly increased over the past 60 years but the rate among children & adolescents has sky rocketed by nearly 300 percent. [p. 334]

نوبالغوں میں بچوں اور بالغوں سے زیادہ خودکشی کا رجحان ہے
Young adults are more likely than adults of any other age to think about commiting suicide. [p. 334, ibid]

کالج میں پڑھنے والے طالبان میں خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہے وہ داخلہ لیتے ہی خودکشی کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں تعلیم ترقی کا زینہ ہے مگر موت کا کنواں بھی ہے اسی لئے امریکہ میں کالجوں میں داخلہ لینے والے نو فی صد طلباء خودکشی کو ترقی، تعلیم پر ترجیح دیتے ہیں____ سنہرے مستقبل کی امید مگر امتحان میں ناکامی۔ان کے خواب بکھیر دیتی ہے زندگی کا مقصد ترقی ہے ناکامی کے بعد ترقی کیسے حاصل ہوگی کالجوں کے ایک فی صد طالبان خودکشی کی کوشش کرتے ہیں۔
Students in colleges 9 percent said thay had thought about committing suicide since entering college and 1 percent said they had attempted suicide while at college. [p. 336]

۴۴ فی صد بوڑھے لوگوں کی خودکشی کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان سے دور اولڈ ہوم میں تنہا زندگی پسند نہیں کرتے وہ تنہائی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔
44 percent older people who committed suicide had said they could not bear being placed in a nursing home and would rather be dead. [p. 336]

لیکن یہ بوڑھے آزادی [freedom] کی حقیقت بڑھاپے میں پہچانتے ہیں۔جس تہذیب کے معصوم بچے ماں کی گود سے علیحدہ کرکے ڈے کیئر سینٹر میں پھینک دیے گئے ہوں جہاں چالیس دن کے بچے کو ماں خود سے الگ کرکے دوسرے کمرے میں سلاتی ہو جہاں ماں بچے کو دودھ نہ پلاتی ہو مگر ایک اونس دودھ دو پونڈ میں ملک بینک [Milk bank] کو بیچ دیتی ہو اور اس دودھ سے دہی، پنیر، اور مٹھائیاں بنائی جاتی ہوں کینسر کے مریض اسے جام صحت سمجھ کر مہنگے داموں خریدتے ہوں۔اس تہذیب کے بوڑھوں کے لیے اولڈ ہوم کے سوا کوئی جگہ نہیں۔مغرب میں جب بچے کے لیے رات کو ماں باپ کے کمرے و آغوش اور دن میں گھر میں جگہ نہیں —— تو اس تہذیب میں بوڑھے کے لیے اولاد کے دل میں اور ___ گھر میں جگہ کیسے نکل سکتی ہے یہ سفا کی، بہیمیت آزادی کے عقیدے [Faith of Freedom] کا نتیجہ ہے۔آزادی کے مزے منظور ہیں آزادی کے نتائج قبول نہیں —— ممتاز مفکر مارما ڈیوک پکتھال نے لکھا ہے کہ مغربی تہذیب تہذیب نہیں وحشت بہیمیت سفا کی درندگی کا نام ہے اور میں ایک سابق وحشی و سفاک ہوں Western civilization is savegry and I am an ex savege. —— عالم اسلام میں بہت سے مفکرین لکھ رہیں کہ اسلام نے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ آزادی ____ خطبہ حجۃ الوداع آزادی کا پہلا منشور ہے بنیادی حقوق کا منشور اسی خطبے کی بازگشت بلکہ نقل، سرقہ، ہو بہو عکس ہے کیا یہ بات منطقی طور پر درست ہے؟ اگر اسلام آزادی دینے آیا تھا تو شریعت میں پابندیاں کہاں سے آ گئیں؟

امریکہ میں روایتی زرعی معیشت کی جگہ کارپوریٹ زراعت آ گئی ہے لہٰذا کسان بے روزگار اور بے گھر ہو گئے ہیں ان میں خودکشی کی شرح بہت زیادہ ہے۔
As the farm economy has collapsed in the USA in recent decades, the rate of sucide among farmers has increased. [p. 339, ibid]

بچپن میں نوعمر، کم سن، لڑکے لڑکیوں کے ساتھ جنسی دہشت گردی کے واقعات —— اُن میں خودکشی کی شرح پریشان کن حد تک بڑھا دیتے ہیں۔
History of child sexual abuse increase the odds of a sucide attempt by 2 to 4 time for women & 4 to 11 times for men. [p. 339, ibid]

امریکہ اور یوروپ میں یہ رویہ عام ہے اولاد اپنے گھر میں اپنے خونی رشتوں سے خطرے میں ہے محرمات (حرام رشتوں) سے جبری جنسی تعلق [Incest Relations] امریکہ اور یوروپ میں عام ہیں جب سب مساوی [Equal] ہیں تو باپ طوائف کے پاس جانے کے بجائے بیٹی سے تعلق کیوں قائم نہ کرے۔ بلکہ بیٹی پر حق زیادہ ہے کہ باپ کے گھر میں رہتی ہے اس پر باپ کے احسانات بھی تو ہیں۔ دونوں برابر ہیں بیٹی ایک اجنبی سے ناجائز تعلق نکاح کے بغیر قائم کر سکتی ہے تو باپ سے یہی تعلق کیوں غیر عقلی ہے؟ ۱۹۷۶ میں صابرہ اور شتیلہ کے فلسطینی مہاجر کیمپوں میں کئی مہینوں تک خوراک کی عدم فراہمی کے باعث لوگ بھوک سے مرنے لگے اور بھوکے لوگوں نے مفتی فلسطین سے فتویٰ مانگا کہ کیا ہم مرنے والوں کا گوشت کھا سکتے ہیں؟ کیمپ میں ایک لاش کے گوشت کو حاصل کرنے کے لئے دو بچے لڑ رہے تھے پہلے بچے کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ لاش میرے باپ کی ہے اور اس لاش پر پہلا حق میرا ہے____ ایک نئی اخلاقیات خلق ہو رہی تھی۔ مغرب میں جنسی بھوک کے تناظر میں ایک نئی اخلاقیات تخلیق ہو رہی ہے اگر عقل ہی پیمانہ ہو تو یہ موثر دلیل ہے کہ باپ بیٹی کے تعلقات عقلی ہیں۔ لہٰذا لڑکیاں گھروں سے بھاگ جاتی ہیں گناہ گار زندگی بسر کرنے کے باوجود ان کی فطرت اس گناہ عظیم کو قبول نہیں کرتی۔ امریکہ میں ۳۶ فی صد لڑکیاں گھروں سے اسی لیے بھاگ جاتی ہیں مگر کبھی یہ نہیں سوچتیں کہ جس لڑکی کو اس کے گھر میں پناہ حاصل نہیں اسے اب روئے زمین پر کون پناہ دے گا؟ آزادی اور مساوات کا فلسفہ ختم کر دیا جائے تو لڑکی کے لئے باپ کا گھر ایک لمحے میں جنت بن جائے گا۔

مغربی معاشرے کا بڑا اور اہم آدمی جب خودکشی کرتا ہے تو لوگوں کے لیے خودکشی باعث تقلید ہو جاتی ہے مغرب میں بڑے بڑے فلسفی سائنس داں، موسیقار، اداکار، کھلاڑی، مصور، اداکارائیں، پروفیسر، خودکشی کرتے ہیں تو خودکشی کا آتش فشاں پھٹ جاتا ہے۔

When two or more suicides or attempted suicides are nonrandomly bunched in space or time, such as a series of suicide attempts in the same high school or a series of completed suicides in response to the suicide of a celebrity, scientists refer to this as a suicide cluster . Suicide clusters appear most likely to occur among people who knew the person who committed suicide. One well documented example occurred in a high chool of about 1, 500 students. Two students commited suicide within 4 days. Then, over an 18 day span, 7 other students attempted suicide, and an idditional 23 reported having suicidaly thoughts. Many of those who attempted suicide or had active suicidal thoughts were friends of each other and of the two students who completed suicide.

Other suicide clusters occur not among close friends but among poeple who are linked only by media exposure to the suicide of a stranger, often a celebrity. Some studies have suggested that suicide rates at least among adolescents, increase after a publicized suicide. For Example in the week after Marilyn Monroe committed suicide in 1963 the national suicide rate rose 12 percent. [p. 340, Ibid]

امریکہ میں کسی کو مرنے میں معاونت مہیا کرنا [Euthansasia] جرم ہے لیکن ڈاکٹر، گھر والے، شوہر، بیوی ایک دوسرے کو مرنے میں غیر قانونی مدد مہیا کرتے ہیں۔

Although Mercy Killing is not legal in USA, it is not uncommon. Surveys of Medical Professionals in the USA show that perhps 20 percent or more have assisted in a patientssuicide. [P-349, Ibid]

عورت امریکہ میں کمتر ہے لہٰذا گھر والے، شوہر، بچے اور ڈاکٹر مشترکہ طور پر شدید بیمار عورتوں کو مشترکہ طور پر موت مہیا کرتے ہیں۔

Women's lives are less valued then men's particularly once they are seriously, chronically ill, which leads faimly members & Physicans to agree to assist women in killing themselves more than . [P-349]

کتاب میں خودکشی سے متعلق جن ملکوں کے اعداد شمار کا جدول [Chart] دیا گیا ہے ان میں ایک بھی مسلمان ملک شامل نہیں، مغربی ممالک، جاپان، آسٹریا، امریکہ وغیرہ فہرست میں شامل ہیں حقیقت یہی ہے کہ عالم اسلام میں خودکشی کی شرح نہ ہونے کے برابر ہے جن ملکوں میں خودکشی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں وہاں جدیدیت اور مغربیت یا تو عام ہو رہی ہے یا جبراً مسلط کی جا رہی ہے۔

عمار ناصر صاحب پاکستان کو سیکولر معاشرے میں تبدیل کر کے کیا خودکشیوں میں اضافے کے خواہش مند ہیں۔ سیکولر معاشرہ تو ایسا ہوتا ہے

امریکہ دنیا کا سب سے عظیم سیکولر معاشرہ ہے۔

سگریٹ تیل اور کاروں کے کارخانوں پر ڈرون حملے کیوں نہیں کرتا

انسانیت کے تحفظ کے لیے ان حملوں کی ضرورت ہے

عمار صاحب اس سوال کا جواب دیں کہ امن کا علمبردار امریکا جو انسانیت کا محافظ ہے وہاں سالانہ ساٹھ ہزار لوگ ہوائی آلودگی سے مرجاتے ہیں یہ ڈائمنڈ کی تحقیق ہے The Collaps کے آخری باب میں موجود ہے نیویارک ٹائمز میں شائع شدہ اعداد وشمار کے مطابق دنیا میں سگریٹ نوشی سے ہر سال ستر لاکھ لوگ مرجاتے ہیں اور فضائی آلودگی سے سالانہ پینسٹھ لاکھ لوگ مر رہے ہیں [نیویارک ٹائمز ۴ مارچ ۲۰۱۷ء، ۳۱ مئی ۲۰۱۷ء] دنیا بھر میں ٹریفک کے حادثوں میں سالانہ پچاس لاکھ لوگ مرجاتے ہیں کارخانوں کی آلودگی سے زمین، پانی اور ہوا آلودہ ہو چکے ہیں مگر انسانیت کا محافظ امریکا سگریٹ تیل اور کاروں کے کارخانوں پر کبھی ڈرون حملے نہیں کرتا مگر افغانستان، عراق اور شام پر حملے کرتا ہے آخر کیوں؟ وہاں داعش کے ہاتھوں کتنے لوگ مر رہے ہیں اور ٹیکنو سائنس کتنے لوگوں کا قتل عام کر رہی ہے انسانیت یہاں کیوں یاد نہیں آتی۔ انسانیت یہاں اس لیے یاد نہیں آتی کہ پھر ترقی کیسے ہوگی تباہی آلودگی، ماحولیاتی بربادی عقیدے کی قیمت ہے پھر ان صنعتوں سے حکومتوں کو کھربوں ڈالر کی آمدنی ہوتی ہے لہٰذا ان کے خلاف کبھی کوئی کاروائی نہیں ہوگی امریکہ صرف مشال کو قتل کرنے والوں کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کرے گا۔

سیکولر معاشی نظام کس طرح لوٹ مار کرتا ہے

عمار صاحب سیکولرازم کے قصیدے پڑھتے ہوئے بھول گئے کہ یہ نظام کس طرح لوٹ مار کرتا ہے اور لوگوں کو بے وقوف بنا کر ان سے اربوں کھربوں روپے وصول کرتا ہے کارپوریشنیں انسانیت کے نام پر کتنا منافع کما رہی ہیں اور کتنے لوگوں کو قتل کر رہی ہیں وہ درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کرلیں۔

(1) Joel Baka "The Corparation:The pathological pursuit of Profit & Power"

(2) Martinlindstorm "Brand washed"

Beauty Myth کی مصنفہ نے لکھا ہے کہ جلد کی تمام کریمیں کچھ نہیں کرتیں صرف اشتہاروں کے ذریعے انھیں بیچا جاتا ہے۔

It is Commerial robbery with profit margins of over 50 percent on a reve nue of 20 billion dollars world wide, in 1988 skin care grossed 3 billion in USA [P 109 Chapter Religion]

ان تمام دھوکوں کے باوجود جلد کے تیل اور کریموں پر کوئی ملک پابندی نہیں لگاتا کیوں کہ اس سے اربوں ڈالر کے ٹیکس ملتے ہیں جدید دور کا اصل مذہب sex ہے اس کے نام پر سیکولرازم عورت کا کس طرح استحصال کر رہا ہے اس کی تاریخ درج ذیل کتابوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔

(1) Noami Wolf The Beauty Myth. How Images of Beauty are used agaist woman

(2) Chris Hedges The Impire of Illusion

عورت کے ساتھ سیکولر مغرب جو کچھ کر رہا ہے ان کتابوں کو پڑھ کر آپ کو اُلٹی ہوجائے گی فیشن اور انٹرٹینمنٹ انڈسٹری آزادی کے عقیدے کے دو جمالیاتی اظہارات ہیں جنہوں نے تمام اخلاقی پیمانے توڑ دئے ہیں۔

چھ مسلمان ملکوں میں سیکولرازم کی دہشت گردی

سیکولرازم نے اسلامی ممالک میں کیا دہشت گردی کی اس کی خوں ریز، دل دوز، غم انگیز کہانی Dalia Dassa کی کتاب

More Freedom, Less Terror ?: Liberalization and Political Violence in the Arab World میں پڑھی جاسکتی ہے۔

مصنفہ بتاتی ہے کہ مشرق وسطیٰ کے چھ ملکوں میں آزادی، جمہوریت سیکولرازم کے نام پر کس درجے کی بہیمیت، درندگی، دہشت گردی سیکولرازم پھیلا چکا ہے۔ کتاب میں اس راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔

عرب دنیا میں تشدد، بہیمیت، خون خرابے کا سبب آزادی اور جمہوریت کا عقیدہ ہی ہے سیکولرازم کا اصل چہرہ جسے کوئی پڑھنے پڑھانے پر تیار نہیں۔ امید ہے عمار ناصر صاحب اسے پڑھنے کے بعد سیکولرازم کے عقیدے کے قصیدے پڑھنا ترک کردیں گے اور پاکستان میں سیکولر معاشرے کا خواب دیکھنا اور دکھانا بھی ترک کردیں گے۔

دنیا میں سیکولرازم کا سب سے بڑا علم بردار امریکا ہے امریکی سیکولرازم دنیا کے ساتھ کیا کر رہا ہے اور کیا کر چکا ہے اس موضوع پر امریکا میں سینکڑوں کتابیں اور ہزاروں مقالات شائع ہو چکے ہیں اگر عمار ناصر صاحب کو دلچسپی ہو تو سیکولرازم سے متعلق یہ صفحات ان کی خدمت میں پیش کیے جاسکتے ہیں۔

مغرب اور امریکا کی سیکولر تنگ نظر ذہنیت: کتابوں کی روشنی میں

مغرب میں عقلیت [Reason] کی جگہ دہشت گردی نے لے لی ہے اور یہ عقلیت محض Pure Reason کا نتیجہ ہے جو ڈیکارٹ اور کانٹ کے فلسفے سے خلق ہوئی۔ کانٹ نے مابعد الطبیعیات الخیر، الحق کے امکان کا انکار کرنے کے بعد یہی تو بیان کیا تھا کہ حقیقت

Reality کیا ہے یہ تو ہمیں معلوم نہیں ہوسکتا لہٰذا اس دنیا کو اور حقیقت کو تم وہ بنا دو اس طرح بنا دو جس طرح تم بنانا چاہتے ہو یعنی جسے تم حقیقت الحق الخیر سمجھتے ہو بس اسی الحق کو دنیا پر مسلط کر دو یعنی ارادہ انسانی کا تسلط ہی ____ اصل خیر ہے دوسرے معنوں میں انسان کی خواہش نفس ہی الحق ہے مغرب گزشتہ تین سو سال سے اسی الحق کو دنیا پر مسلط کر رہا ہے جو اس کے نفس اور عقل سے خلق ہوئی ہے ____ جس کی کوئی عقلی بنیاد خود اسے میسر نہیں پوسٹ ماڈرن ازم کی ماڈرن ازم پر تنقید یہی تو ہے کہ جدیدیت کے آفاقی دعوے غیر عقلی ہیں اسی لئے مغرب میں سب سے کم گفتگو آزادی، مساوات اور ترقی کے عقیدوں پر ہوتی ہے کیونکہ عقیدے بحث سے ماورا ہوتے ہیں taken for granted ہیں یہ End in itself ہیں ان پر تو بس ایمان لایا جاتا ہے عقلیت آزادی، مساوات، ترقی پر کیوں ایمان لائیں اسکی عقلی دلیل کیا ہے؟ اسکا جواب صرف یہ ہوگا کہ بس ایمان لاؤ Believe in Reason Freedom, Equality, Progress

ترقی سے متعلق کسی کانفرنس میں کبھی یہ سوال نہیں اٹھایا جائے گا کہ ترقی کیوں؟ ترقی کو ختم کر دیا جائے ____ کانفرنس میں ترقی کے عقیدے کی بے شمار خامیاں کمزوریاں تو بتائی جائیں گی مگر اس کی بنیاد پر ترقی کا عقیدہ ختم کرنے کے بجائے صرف ان خامیوں کی اصلاح کے منصوبے پیش کیے جائیں گے عقیدہ یہ ہوتا ہے ____ عمار ناصر صاحب اور غامدی صاحب کی طرح نہیں کہ اسلامی علمیت کا کوئی عقیدہ، اجماع عصر حاضر کے معیار پر سمجھ میں نہیں آیا تو فوراً سرسید کی طرح ایسے ہر عقیدے کا انکار کر دیا سرسید سے سر ولیم میور نے یہی تو کہا تھا کہ میں نے سید احمد کے اسلام پر اعتراض نہیں کیے بلکہ اس اسلام پر اعتراض کیے ہیں جس کو دنیا کے تمام مسلمان مانتے چلے آئے ہیں [حالی حیات جاوید لاہور الہجرہ انٹرنیشنل ۱۹۸۴ء طبع اول حصہ دوم ص ۱۸۸]

تمام جدیدیت پسند سرسید سے غامدی، یوسف قرضاوی تک وہ اسلام پیش کرتے ہیں جس کو دنیا کے تمام مسلمان نہیں مانتے ____ یہ ان کا اپنا خود ساختہ اسلام ہوتا ہے جس سے مغرب کے لوگ بھی متاثر نہیں ہوتے ____ افغانی سرسید عبدہٗ کے بعد جو جدید علم کلام تخلیق ہوا اس کا بنیادی کام یہی ہے کہ اسلام پر ہونے والے ہر اعتراض کا جواب دینے کے بجائے اس اعتراض کو ہی قبول کر لیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ یہ مولوی کا اسلام ہے جو غلط ہے اصل اسلام پر یہ اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا اصل اسلام ہم بتا رہے ہیں۔

جہاد کے بارے میں سرسید نے صرف یہ کہا تھا کہ ہندوستان کے مسلمان انگریز حاکم کے خلاف جہاد نہیں کر سکتے مگر ہندوستان میں مقیم غیر ہندی مسلمان حکمران کے خلاف جہاد کر سکتے ہیں۔

مرزا غلام احمد نے صرف یہ لکھا تھا کہ انگریزی سرکار کے خلاف جہاد حرام ہے جہاد کے مکمل حرام ہونے کا فتویٰ سرسید نے بھی نہیں دیا لیکن غامدی صاحب نے میزان میں فتویٰ دے دیا کہ رسالت مآبؐ اور صحابہ کے بعد اقدامی جہاد ختم ہو گیا تھا اور صرف دفاعی جہاد فتنہ کے خلاف ہوسکتا ہے سوال یہ ہے کہ امت پندرہ سو سال سے جہاد کیوں کر رہی ہے ولیم میور نے یہی تو کہا تھا ____ مغرب یہی کہہ رہا ہے ہم جاوید غامدی کے اسلام پر تنقید نہیں کر رہے بلکہ اس اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں جس کو تمام دنیا کے مسلمان مانتے چلے آئے ہیں ____ اس کا کیا ہوگا حالی نے ولیم میور کا جواب دینے کی کوشش کی پڑھئے۔

میورصاحب کی یہ بات ایسی ہے کہ ایک تیرانداز کسی گروہ کو تنہا سمجھ کراس پر تیر برسانے شروع کرے اور جب ادھر سے بھی خلاف توقع تیر آنے لگیں تو یہ کہے کہ میرا مقابلہ نہتوں سے ہے تیراندازوں سے نہیں ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ میں نے تو اسلام کو تنہا سمجھ کر اس پر حملہ کیا تھا[حیات جاوید جلد دوم ص ۱۸۸] جدیدیت پسند عمار ناصر صاحب یہی سمجھتے ہیں کہ اسلام نہتا ہے اس کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں لہٰذا وہ مغرب کے حملے سہہ رہا ہے ہم تیرانداز ہیں ہم تیروں سے جواب دے رہے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ تمام تیر مغرب کے جسم پر لگنے کے بجائے اسلام کے جسد میں پیوست ہو رہے ہیں۔

پوسٹ ماڈرن ازم نے عقلیت کی آفاقیت کے ___ ماڈرن ازم کے تمام دعووں کو عقل کی بنیاد پر غلط ثابت کر دیا مگر عالم اسلام میں غامدی صاحب اور عمار ناصر صاحب جیسے لوگ آج بھی جدیدیت کی عقلیت پرستی میں گرفتار ہیں۔ ماڈرن ازم، عقلیت پرستی پر پوسٹ ماڈرن ازم کی تنقید کا جواب نہیں دے سکا لیکن اسکے باوجود اس نے اپنے عقیدے سے رجوع نہیں کیا۔ وہ آج بھی ارادہ انسانی کو تمام انسانوں پر مسلط کرنے کا غیر عقلی کام کر رہا ہے وہ کائنات پر بھی اپنا ارادہ مسلط کئے جا رہا ہے۔ ارادہ مسلط کرنے کا مطلب دوسرے معنی میں یہی ہے کہ نطشے کا ___Will to Power اور جدید مغرب کا عقیدہ تسخیر کائنات یہی تو ہے کہ اس کائنات پر انسان اپنا ارادہ مسلط کر دے اور دنیا کو اس طرح بنا دے جس طرح وہ بنانا چاہتا ہے ٹیکنو سائنس یہی کام کرتی ہے اس کے نتیجے میں یہ دنیا کرۂ ارضی Planate تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔

اس صدی کا اہم ترین فلسفی اور سائنس دان اسٹیفن ہاکنگ جس نے کچھ دنوں پہلے یہ بیان دیا تھا کہ فلسفہ مر چکا ہے اور صرف طبیعیات ہی اب ہر سوال کا جواب اور ہر مسئلے کا حل پیش کر سکتی ہے اس کا خیال ہے ____ کہ جوہری سائنس جوہری ہتھیاروں، انفارمیشن ٹکنالوجی، ٹیکنو سائنس، مصنوعی ذہانت اور جدید ہتھیاروں نے اس دنیا کو تباہ کر دیا ہے اس کے خاتمے میں صرف ایک ہزار سال رہ گئے ہیں لہٰذا انسان دوسرے کروں میں زندگی تلاش کرے۔ اس سے پہلے کہ یہ دنیا، یہ خاکی کرہ تباہ ہو جائے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اتنا بڑا فلسفی اس دنیا کو ٹیکنو سائنس کی آفتوں، ماحولیاتی بربادیوں سے بچا کر اسے محفوظ خطے میں تبدیل کرنے کے بجائے اس دنیا کے سات ارب انسانوں کو دوسری دنیا میں ____ دوسرے سیاروں میں زندگی تلاش کرنے کی دعوت دے رہا ہے ایسے سیارے جن کے بارے میں کچھ نہیں معلوم وہاں زمین۔ پانی۔ ہوا کا کیا نظام ہوگا ____ سات ارب انسان وہاں کیسے منتقل ہو جائیں گے کیا عملاً ایسا ممکن ہے؟ لیکن سائنس ناممکن کو ممکن بنانے کا سفر ہے جس کے نتیجے میں اب یہ کرۂ ارضی خاتمے کے قریب آ رہا ہے یہ قیامت انسان کے تجربات کا نتیجہ ہے اور اس تجرباتی سائنس پر پوری دنیا آنکھیں بند کر کے ایمان لا چکی ہے اس سائنس نے جس کے بارے میں فلسفہ سائنس کے بہت بڑے فلسفی فیرار بینڈ نے جس کی کتاب Against Method ایک معرکہ آراء کتاب ہے لکھا تھا کہ It Works بس کام چلاتی ہے اور سو سال بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کام چلانے کے عمل میں کیا کچھ تباہ اور برباد ہو چکا ہے اس تباہی کی داستان عمار ناصر صاحب دو کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔

(1) ALGORE An Inconvenient Thruth

(2) NAOMI KLEIN This changes Every thing Capitalism VS The Climate

مغرب کے سیکولرازم کے عقیدے پڑھنے والے ان چار کتابوں کا مطالعہ بھی کر سکتے ہیں جس سے انھیں سیکولر امریکی اور سیکولر مغربی ذہنیت کے تاریک دریچوں کا علم ہوگا جو روشن خیالی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

(1)CHARLES FREEMAN The Closing of the Western Mind: The Rise of Faith and the Fall of Reason

(2) Allan Bloom The Closing of the American Mind.

(3) E.Said Cultural Imperialism

(4) Joseph S. Nye Jr SOFT POWER

(5) ALGORE The Assault on Reason

ایڈورڈ سعید کی کتاب "ثقافتی استعماریت" مغرب کے دہشت گرد سیکولرازم کی دہشت گرد ثقافت کی تاریخ سے آگاہ کرتی ہے۔ سعید کی کتاب Cutural Imperialism پر تبصرہ کرتے ہوئے نوم چومسکی لکھتا ہے

Edward Said helps us to understand who we are and what we must do if we are to aspire to be moral agents, not servants of power.

مغرب نے عسکری استعماریت کے ساتھ ساتھ ثقافتی استعماریت کے ذریعے دنیا کو ایک ہی رنگ میں ڈھال دیا ہے اور ثقافت کی Soft Power کے ذریعے وہ اپنا اثر و رسوخ مسلسل بڑھا رہا ہے۔ مغرب نے اپنی Soft Power کے ذریعے اسلامی معاشروں اسلامی شخصیت اور مسلمانوں کو کس طرح مسخر کیا ہے اس کی تفصیل ڈاکٹر خالد بیگ کی معرکہ آراء کتاب

Khalid Baig SLIPPERY STONE : an Inquiry into Islam's stance on music

کے باب Music & The Media Revolution اور The Orientalists

میں پڑھی جا سکتی ہے۔ میڈیا نے پوری دنیا کی تہذیب و ثقافت کو متاثر کیا ہے اس کی اثر پذیری کا عالم یہ ہے کہ پاکستان کے جنرل ضیاء الحق اور ان کا پورا گھرانہ بھارتی اداکار شتروگھن سہنا کا عاشق تھا ملک میں بھارتی فلموں پر پابندی تھی مگر آرمی ہاؤس میں بھارتی فلمیں VCR پر دیکھی جاتی تھیں اعجاز الحق کی شادی میں نکاح پڑھانے کے لیے کراچی سے مولانا عبدالحئی عارفی کو دعوت دی گئی اور شاہی مہمان کے طور پر بھارت سے شتروگھن سہنا کو دعوت دی گئی وہ ایک ہفتہ آرمی ہاؤس میں مقیم رہے۔ مرد مومن ضیاء کے گھرانے کے ساتھ انھوں نے شب و روز

بسر کیے اسی سافٹ پاور کا اثر یہ تھا کہ جنرل حمید گل سے ایک صحافی نے انٹرویو کرتے ہوئے سوال کیا کہ آپ کی پسندیدہ اداکارہ کون ہے تو جواب ملا ہیما مالنی____ یہ بھارتی اداکارہ ہے مغرب اپنی ثقافت کے ذریعے کہاں کہاں تک پہنچ چکا ہے اس کا اندازہ ان دو واقعات سے کیا جا سکتا ہے لہٰذا مغرب کا مقابلہ ٹکنالوجی سے نہیں صرف اور صرف ایمان اور روحانیت کی قوت سے ہوسکتا ہے یہ دو ہتھیار ہی مغرب کو شکست دے سکتے ہیں ٹکنالوجی نہیں۔

Joseph S.nye کی کتاب Soft Power اس ثقافتی استعماریت کے طریقے بتاتی ہے۔سیکولرازم کی اس سافٹ پاور نے دنیا بھر کو کس طرح تسخیر کیا ہے اور ثقافتی استعماریت کے ذریعے دنیا کو کس طرح کالونائز کر دیا ہے یہ کتابیں اس حادثے کا بیانیہ ہیں۔

دنیا میں سیکولرازم کا سب سے بڑا علم بردار امریکا ہے امریکا اور مغرب کا سیکولرازم کے دنیا ساتھ کیا کر رہا ہے۔William Blum کی درج ذیل کتابیں مغربی امریکی اور اصلی سیکولرازم کا اصل چہرہ دکھانے کے لیے کافی ہیں۔

(1) America's Deadliest Export: Democracy The Truth About US Foreign Policy and Everything Else.

اس کتاب میں مصنف نے گزشتہ ۶۵ سالوں میں امریکا کے اس جمالیاتی ،خیالی ،مثالی ،عالی اور تصوراتی بت کو ریزہ ریزہ کیا ہے کہ امریکا دنیا میں بہترین انسانی اقدار ،روایات ،تہذیب ،تمدن برآمد کر رہا ہے مصنف نے بتایا ہے کہ امریکہ کی برآمد شدہ سیکولر جمہوریت خاک وخون، تباہی و بربادی____ خون خرابے اور دہشت گردی سے معمور ہے امریکا ایک بھوت ،آسیب ،سایہ بن چکا ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی دہشت گردی کے نرغے میں لے لیا ہے۔

(2) Rogue State A Guide to the World's Only Superpower

اس کتاب میں مصنف نے یہ بتایا ہے کہ ۱۹۹۹ء میں امریکا نے یوگوسلاویہ پر اٹھتر (۷۸) دن تک دن رات بمباری انسانیت کے تحفظ کے لیے نہیں کی تھی یہ بمباری انسانیت کے خاتمے کے لیے کی گئی تھی لیکن دنیا اسے انسانیت کی بحالی کا کارنامہ سمجھتی ہے یہ کتاب امریکی سیکولرازم کی استعماری تاریخی دہشت گردی کا مختصر دائرۃ المعارف [Mini Encyclopedia] ہے جس میں دوسری جنگ عظیم [Second World] سے لے کر آج تک امریکی سیکولرازم کی عالمی دہشت گردی کے تمام واقعات اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔

(3) Killing Hope U.S. Military and CIA Interventions Since World War 11

اس کتاب میں مصنف نے چلی ،کیوبا ،ویت نام کیوبا ،برازیل اور دیگر ممالک میں سیکولر امریکی خارجہ پالیسی کے مقاصد ،محرکات ،اہداف اور اس کی آڑ میں کی جانے والی گھناؤنی دہشت گردی ،بربریت ،استعماریت کی تاریخ سے پردہ اٹھایا ہے دنیا بھر میں سیکولرازم کے علمبردار امریکہ کا مثالی ،معیاری سیکولرازم کیا ہے کیسا ہے یہ کتاب اس کی حقیقت الٹ کر رکھ دیتی ہے۔مصنف کی دیگر دو اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں ان کتابوں کے نام ہی بتا رہے ہیں کہ ان دو نایاب ذخیروں میں کیا کچھ چھپا ہوا ہے۔جب یہ اوراق پلٹے جائیں گے تو سیکولر

ازم کے سیاہ تاریخ کے سیاہ حقائق بے نقاب ہوتے جائیں گے۔

(4) Freeing the World to Death Essays on the American Empire

(5) West Bloc Dissident A Cold War Memoir

<u>جدید فلسفہ مغرب اس کی پیدا کردہ ٹیکنو سائنس اصلاً دہشت گرد ہیں</u>

سیکولرازم کی دہشت گردی غنڈہ گردی کو بے نقاب کرنے والی چند اور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں امید ہے عمار ناصر صاحب ان کتابوں کے مطالعے کے بعد اس نقطۂ نظر سے رجوع کر لیں گے کہ اسلام دہشت گرد ہے اور دنیا میں اس وقت جو دہشت گردی جاری ہے اس کا سبب اسلام ہے ____ ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد انھیں معلوم ہوگا کہ مسلمان متشدد گروہ اس وقت دنیا میں جو کچھ کر رہے ہیں ان کا تشدد مغرب کی جدیدیت اور سیکولرازم سے اخذ کردہ ہے یہ تشدد مغرب کی دہشت گردی سے کشید کردہ ہے اور یہ تشدد اصلاً مغربی دہشت گردی کا ردعمل ہے اور ردعمل کا کوئی نظریہ Reaction has no Ideology نہیں ہوتا لہٰذا جدیدیت کے ردعمل میں اٹھنے والے ان چھوٹے موٹے دہشت گردوں پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کے بجائے دہشت گردی کے اصل ماخذات (۱) جدید فلسفہ مغرب، سیکولرازم، لبرل ازم، وغیرہ وغیرہ

(۲) جدید ٹیکنو سائنس

(۳) سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے حرص وحسد و ہوس کے جذبات کی عمومیت اور آفاقیت

(۴) جدید فلسفے سے پیدا ہونے والے جدید انسان کی دہشت گردی کی سوسالہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے

(1) Owen Johnson In the Name of Liberty: A Story of the Terror

(2) Z YGMUNT Bauman Modernity and ambivalence

(3) Bauman Does ethics have a chance in a world of consumer?

(4) Z. Bauman Sociology after the Holocaust - British Journal of Sociology

(5) Z. Buman Modernity & Holocaust

سیکولرازم کی دہشت گردی، غنڈہ گردی کو بے نقاب کرنے والی چند اور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں امید ہے کہ عمار ناصر صاحب ان کتابوں سے استفادہ کریں گے۔

Owen Johnson کی کتاب آزادی اور دہشت گردی کے تعلق کے بارے میں بتاتی ہے Zygmunt Bauman نے جدیدیت، استعماریت، قتل عام، دہشت گردی کے مابین فطری تعلق کی نقشہ کشی کی ہے، مصنف کی کتابیں مغرب کے سیکولرازم کا پرتشدد، دہشت گرد چہرے بے نقاب کرتی ہے مصنف کی کتاب Modernity and Holocaust جدیدیت، ماڈرن

ازم اوراس کے فلسفہ عقلیت پرستی کے ہولناک نتائج کا احاطہ کرتی ہے۔

* عمار ناصر کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مغرب میں کیا کچھ لکھا جا رہا ہے SOPHIE WAHNICH کی کتاب

IN DEFENCE OF THE TERROR LIBERTY OR DEATH in the FRENCH REVOLUTION

پڑھ لیں جس کا دیباچہ اس صدی کے بہت بڑے فلسفی SLAVOJ ZIZEK نے لکھا ہے۔

عمار ناصر صاحب جس سیکولر معاشرت اور سیکولر معاشرے کو پاکستان میں قائم کرنا چاہتے ہیں اس کے علمیاتی، مابعد الطبیعیاتی پس منظر سے واقف ہی نہیں سیکولر انسان عبد نہیں ہوتا وہ بندہ آزاد ہوتا ہے جو کسی کو جواب دہ نہیں کانٹ کا مضمون What is enlightenment پڑھ لیجئے۔ روشن خیال انسان اصل میں ____ خلق جدید ہے ____ یعنی ایک جدید تصور انسان ہے یہ انسان فاعل مختار مطلق Self autonomus being ہے جو حق خود اختیاریت کا حامل انسان یعنی Self Determint ہے جس کے ارادے کا مقصد آزادی اور قوت کا حصول Will to Freedom & Power ہے۔

انسان دنیا میں صرف چار حیثیتوں کا مالک ہے اس کے سوا اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ (۱) مزدور / کارکن Worker ہے (۲) یہ صارف Consumer ہے (۳) یہ رائے دہندہ Voter ہے۔ (۴) یہ تماش بین Spectator ہے کیوں کہ جدید ریاست، مارکیٹ، میڈیا، پر اسے کوئی اختیار حاصل نہیں اس کو اپنی نجی زندگی پر بھی اختیار نہیں سب پر مارکیٹ کا قبضہ ہے لہٰذا مغرب میں End of Privacy کے عنوان سے کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔

لبرل ازم کی انجیل کے مصنف جان رالس نے جدید سیکولر انسان کے بارے میں لکھا کہ صرف وہی انسان اپنی نظروں میں عزت اور تکریم کے قابل ہے جسے چار بنیادی تصورات خیر [Four Primary Goods] حاصل ہوں ان کے بغیر کوئی شخص اپنی نظروں میں عزت کے قابل نہیں ہو سکتا۔ (۱) آمدنی Income (۲) دولت Wealth (۳) طاقت Power (۴) اختیار Authority

یعنی جدید سیکولر انسان کا پورا سانچہ اور ڈھانچہ، اس کا ظاہر و باطن صرف اور صرف مادی، معاشی، طبعی اور حسیاتی ہے ____ روحانیت اس کا مسئلہ ہی نہیں ہے۔

اسی لیے جدید انسان کی منزل (۱) لا متناہی علم (۲) لا متناہی دولت (۳) لا متناہی طاقت [Unlimited Knowledge/Capital/Power ہے جدید ریاست انہی مقاصد کی تنظیم کا نام ہے لہٰذا جدیدیت میں حقیقت [Reality] سے علم [Knowledge] برآمد نہیں ہوتا علم سے حقیقت برآمد ہوتی ہے اور جب انسان حقیقت بن جائے علم خود مقصد حقیقت بن جائے تو وہ تشکیک کو جنم دیتا ہے جدیدیت میں علم کا آغاز یقین سے نہیں شک Doubt سے ہوتا ہے لہٰذا علم کی تصحیح ہی اس کی توسیع کا سبب بنتی ہے لا متناہی علم وہی ہے جو مسلسل تصحیح سے ارتقاء پذیر رہے وحی الٰہی سے حاصل کردہ علم میں نہ تشکیک ممکن ہے نہ توسیع نہ ارتقاء لہٰذا یہ علم ہی نہیں ہے کیونکہ جدید علم وہ ہے جو عقلیت، تجربیت اور ریاضی کے پیمانوں پر پورا اترے، جو علم ان پیمانوں کے مطابق نہیں وہ علم نہیں جہالت ہے اسی

لئے ہرسیکولراورلبرل، مذہب کو جہالت ہی سمجھتا ہے۔ جدیدیت سیکولرازم نے دین کے علم کوعلم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

جدیدیت میں انسان آزادی میں اضافہ کے لیے لامحدودعلم کے لیےاس محدود دنیا میں کوشاں رہتا ہےلہٰذا جدید غالب ڈسکورس میں علم کسی ہدف یا منزل کا نام نہیں بلکہ ایک دوڑ Race کا نام ہےعلم تحقیق سے ترقی کرتا ہے تحقیق کا مقصد تحقیق ہی ہےعلم کی کوئی منزل نہیں بس علم کے سفر میں پڑاؤ آتے رہتے ہیں روایتی علمیت میں Morality تھی اور Memory تھی جدید علمیت کا ان دونوں روایتوں سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا جدیدیت روایتی تہذیبوں میں حفظ اور حافظے کی روایت کو کباڑ خانے سے تعبیر کرتی ہے روایتی تہذیبوں میں علوم نقلیہ عقلیہ، علوم عالیہ وآلیہ ــــــ علوم فنون کی تقسیم تھی تمام علوم عقلیہ علوم نقلیہ کے تابع تھے کوئی دائرۂ علم وحی الٰہی اور سنت محبوب الٰہی کے دائرۂ علمی سے باہر نہیں سب اس کے تابع اور مقلد تھے سیکولرازم نے علم کی یہ ترتیب ہی الٹ دی۔ اب کوئی علم وحی الٰہی کے دائرے کو تسلیم نہیں کرتا کیوں کہ کانٹ کے بعد العلم وہ ہے جو تجربیت اور عقلیت کے ملاپ سے نکلتا ہے اسی لیے کانٹ کے بعد سائنس ہی اصل العلوم ہے ہر علم اپنی عظمت ثابت کرنے کے لیے اپنے ساتھ سائنس کا سابقہ یا لاحقہ لگا تا ہے سوشل سائنس، Behaverial Science، لائبریری سائنس وغیرہ وغیرہ ــــــ اس علم کی عظمت اتنی بڑھ گئی ہے کہ ــــــ اس کے بغیر وحی سے وابستہ علوم بھی متاثر ہوئے اور اسلامی سائنس اور اسلامی اکنامکس کی اصطلاحات کے ذریعے اسلام کو دور حاضر سے ہم آہنگ کیا گیا حالانکہ اسلامی تاریخ میں تمام علوم عقلیہ بھی اسلامی علمیت کی کلیت کا حصہ ہوتے ہیں کوئی علم وحی الٰہی اور سنت محبوب الٰہی ﷺ کے دائرے سے باہر نہیں رہ سکتا۔ علم کو پرکھنے کا پیمانہ یہی ماخذات دین ہوتے ہیں لہٰذا معاش وغیرہ سے متعلق امور فقہ معاملات کے تحت زیر بحث آتے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا سیکولر ڈسکورس کو عالم اسلام میں بھی قبول کرلیا گیا ہے ظاہر ہے بالکل نہیں ــــــ ولی رضا نصر نے اپنی کتاب The Shia Revival میں مغرب کو یہی تو پیغام دیا ہے کہ عالم اسلام میں شیعہ مکتب فکر کے سوا کسی مکتب فکر نے جدیدیت کو اپنے اندرونی تقاضوں کے تحت خود فطری طور پر قبول نہیں کیا صرف ایران نے جدیدیت کو قبول کیا ہے۔ ٹمپا یونیورسٹی امریکا میں ممتاز ماہر معاشیات اور ممتاز اسلامی مفکر جناب پروفیسر خورشید احمد سے ایک تاریخی مکالمے میں ــــــ مکالمے میں شریک فقہ اسلامی کی ماہر ایک خاتون نے عجیب سوال پوچھا ــــــ خورشید صاحب اسلام تو مطلق، غیر متغیر، نقلی علم ہے اور اکنامکس تو متغیر، غیر مطلق، غیر قطعی عقلی علم ہے تو آپ اسلامی اکنامکس کی اصطلاح کیسے استعمال کرتے ہیں کیا مطلق اور متغیر علوم کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے؟ محترم خورشید صاحب نے جو صاحب نظر اور صاحب فکر ہستی ہیں اس کا کیا جواب دیا وہ مکالمے میں پڑھ لیجئے مکالمے کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے۔

☆

مردان یونیورسٹی پر JIT رپورٹ کی روشنی میں توPTI ،سرحد حکومت ،سیاست دانوں ،سیاسی نظام کے خلاف احتجاج ہونا چاہیے مگر لبرل سیکولر لوگ اور میڈیا تمام گالیاں اسلام اور قانون توہین رسالت کو کیوں دے رہا ہے؟

حکومت ،اٹارنی جنرل ،شاہ حسین ،نہال ہاشمی ،مسلم لیگ لائرفورم قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے جھگڑے ،چانڈکا میڈیکل کالج میں مطالباتی سیاست اور ہڑتال سے 30 لوگوں کی ہلاکت اور وکلاء گردی_____ دہشت گردی کی ان تمام جدید اقسام کو دہشت گردی کیوں نہیں کہا جاتا ؟ صرف بے چارہ مولوی دہشت گرد کیوں ہے؟

مردان یونیورسٹی میں کرپشن کی کوئی کہانی میڈیا نے آج تک کیوں پیش نہیں کی ؟ وہ میڈیا جو خبریں سونگھتا پھرتا ہے اسے آج تک کوئی خبر نہیں مل سکی تو کیوں ؟ مردان کرپشن کا ملبہ NAB اور نواز حکومت نے عمران حکومت پر ڈالنے کی کوشش بھی نہیں کی آخر کیوں؟ NAB ابھی تک کرپشن کا کوئی کیس کیوں درج نہیں کر سکی ؟

بنیادی سوال یہ ہے کہ صرف تعقل مذہبی سے منسلک جرم دہشت گردی کے زمرے میں کیوں آتا ہے؟

دہشت گردی کے بارے میں چند اہم سوالات علماء اور عدالت عظمیٰ کی خدمت میں

سید خالد جامعی

مسلم لیگ کے سنئیر رہنما سینٹر نہال ہاشمی نے سپریم کورٹ کے ججوں اور JIT کو کھلم کھلا دھمکیاں دیں ۔انہوں نے کہا تم ریٹائرڈ ہو کر کہاں جاؤ گے ہم تمہیں دیکھ لیں گے ،تم ایک وزیر اعظم کا گھیرا تنگ کر رہے ہو ہم اس زمین پر تمہارا گھیرا تنگ کر دیں گے ۔ یہ دھمکی MI اور ISI کے اراکین کو بھی دی گئی جو بڑی جرأت اور حوصلے کی بات ہے لیکن یہ دھمکی بھی دہشت گردی کی تعریف کے دائرے میں نہیں آسکی ملک کے نظام ،اس کے اداروں پر حملہ ،اس کی سالمیت کے اداروں کے لوگوں کو سنگین نتائج بھگتنے کی پیش گوئی_____ کیا بہت چھوٹا جرم ہے کیا یہ مشال کے قتل کے جرم سے بھی کم تر جرم ہے؟

نہال ہاشمی کی لفظی غنڈہ گردی ،صوتی دہشت گردی پر سپریم کورٹ کے جج جسٹس عظمت سعید نے کہا نہال ہاشمی کی آواز میں کوئی اور بول رہا ہے انہوں نے کہا مسٹر اٹارنی جنرل آپ کی حکومت نے سسلی (اٹلی) کی مافیا The Scilian Mafia کو جوائن کر لیا ہے ۔ مافیا

والے ہی ایسی دھمکیاں دیتے ہیں ـــــ مافیااور دہشت گردایسا کرتے ہیں (جنگ کراچی ۲جون ۲۰۱۷) سوال یہ ہے کہ نہال ہاشمی، اٹارنی جنرل، اٹارنی صاحب کی حکومت دہشت گرد ہیں یا نہیں؟ معزز جج کے بیان کی روشنی میں یہ سب اسی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس سے بھی زیادہ اہم ترین سوال یہ ہے کہ نہال ہاشمی کی لفظی دہشت گردی کی ویڈیو اور ۲۰ مئی کو لاہور ہائی کورٹ میں اٹارنی جنرل کے اشارے پر سپریم کورٹ بار کے صدر اور اراکین کے خلاف وکلاء کی دہشت گردی کی ویڈیو فلم اس طرح وائرل کیوں نہیں ہوئی جس طرح مشال خان کی ہوئی تھی؟ سپریم کورٹ نے لاہور ہائی کورٹ کے واقعے پر سوموٹو نوٹس کیوں نہیں لیا؟ لاہور میں سپریم کورٹ کے وکیلوں پر رشید رضوی کے بقول اٹارنی جنرل کی شے پر حملہ ہوا تو اس ملک میں قانون پھر کہاں ہے؟

کیا قانون نافذ کرنے والوں کو قانون کی دھجیاں اڑانے کی اجازت ہے؟ جس ملک میں قانون کا نفاذ کرنے والے ادارے، اٹارنی جنرل قانون توڑ رہے ہوں اور عدالت عظمیٰ کا جج بھی ایسی حکومت کو مافیا کہہ رہے ہوں وہاں مافیا کے خلاف کیا کارروائی ہورہی دنیا بھر میں مافیا دہشت گردی کی علامت ہے تو یہاں دہشت گردی کی اصطلاحات کیوں استعمال نہیں ہورہیں میڈیا والے علماء کے پاس اس مسئلے پر رائے لینے کیوں نہیں گئے میڈیا کو اب علماء ــــــ یاد کیوں نہیں آئے میڈیا کو علماء مشال اور قندیل بلوچ کی موت پر ہی کیوں یاد آتے ہیں کیا علماء کو صرف موت کے لیے خاص کر دیا گیا ہے؟

زندہ مسائل پر قومی مسائل پر میڈیا علماء کی رائے کیوں نہیں لیتا اس کا مطلب یہ ہے کہ میڈیا کا خاص ایجنڈہ ہے اور اس ایجنڈے کے تحت ہی میڈیا کام کرتا ہے لہٰذا اسلام کو نشانہ بنانے کے لیے مولوی کو استعمال کرنا اور اسلام کے ذریعے ہی اسلام کا قلع قمع کرنا میڈیا کا اصل کام ہے۔

<u>لاہور ہائی کورٹ قائداعظم یونیورسٹی کے دہشت گردانہ مناظر</u>

۲۰ مئی ۲۰۱۷ کو لاہور ہائیکورٹ میں ـــــ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن اور پنجاب ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کا اجلاس مسلم لیگ نواز لاء فورم نے الٹ دیا بار کے صدر رشید رضوی کو بند کر دیا، وکلاء پر تشدد کیا گیا، زبردست توڑ پھوڑ کی گئی یہ سب کام قانون نافذ کرنے والے سرکاری وکلاء اسٹینڈنگ کونسل PPC وغیرہ نے کیا قانون والے قانونی دہشت گردی کر رہے تھے مگر اسے دہشت گردی نہیں کہا گیا آخر کیوں؟

اس دہشت گردی کی ویڈیو بھی وائرل نہیں ہوئی کیوں؟ کسی چینل نے اسے قانونی کالے کوٹ کی دہشت گردی نہیں کہا۔ ویڈیو فلمیں نہیں چلائی گئیں کہ کالے کوٹ پہننے والے قانون کے محافظ، قانون کی دھجیاں ہائی کورٹ کے احاطے میں اڑا رہے تھے۔ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے اسکا سوموٹو نوٹس بھی نہیں لیا کیوں؟ خبر کے مطابق نواز شریف کے حامی وکلاء نے سامان توڑ پھوڑ دیا، وکلاء رہنماؤں کو دھکے، مکے مارے، گالیاں دیں یہ سب کچھ ہائی کورٹ کی عمارت میں ہوا یہ حرکتیں کرنے والے معزز قانون دان تھے رشید رضوی نے پریس کانفرنس میں اٹارنی جنرل کو اس کا اصل محرک قرار دیا مگر عدالت نے اس بیان کا سوموٹو نوٹس بھی نہیں لیا، اسے دہشت گردی نہیں کہا گیا؟

۲۰ مئی کو اسلام آباد کی قائداعظم یونیورسٹی کے کیمپس میں سیکولر لبرل سولائزڈ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان جن پر پاکستانی حکومت عوام کے ٹیکسوں سے حکومت اربوں روپے خرچ کرتی ہے قوم کے یہ معمار آپس میں چاقو ڈنڈے چھریوں خنجر بندوق اسلحہ سے لڑ پڑے تیس سے زیادہ زخمی ہوئے یونیورسٹی میدان جنگ بن گئی اتنے اہم واقعے کی ویڈیو فلم مشال کی فلم کی طرح عام نہیں ہوئی آخر کیوں؟ دینی مدرسوں میں آج تک ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا تو آخر کیوں؟ سیکولر تعلیم حاصل کرنے کے باوجود یہ طلباء مہذب کیوں نہ بن سکے اتنے بڑے حادثے کی ویڈیو فلم میڈیا پر بار بار کیوں نہیں چلائی گئی۔

ایک لڑکی کے خلاف شاہ حسین کی دہشت گردی اور وکلاء گردی

لاہور کے ایک بہت بڑے وکیل کے بیٹے شاہ حسین نے لاء کالج میں اپنی ہم جماعت طالبہ خدیجہ صدیقی کو دوستی کے خاتمے پر غصے میں بیڈن روڈ پر دن دہاڑے سینکڑوں لوگوں کے سامنے خنجر سے ۲۵ وار کر کے قتل کرنے کی کوشش کی اس واردات کی ویڈیو فلم بنائی گئی مگر یہ بھی وائرل نہیں ہوئی آخر کیوں؟ یہ فلم مشال کی فلم کی طرح کیوں مشہور نہیں ہوئی؟ شاہزیب خانزادہ نے ۷ا مئی ۲۰۱۷ کو اس ملزم اور مظلومہ لڑکی پر پروگرام کیا۔اس نے بتایا کہ ہر پیشی پر ملزم کے ساتھ وکلاء کا پورا گروپ آکر عدالت میں خوف و ہراس پیدا کرتا ہے۔سیشن کورٹ، ہائیکورٹ نے اس کی ضمانت مسترد کی بعد میں سیشن کورٹ نے اس کو حیران کن طور پر ضمانت دے دی۔شاہ زیب کے مطابق ضمانت نہیں دی جا سکتی تھی مگر دی گئی آخر کیوں؟اس واقعے کو دہشت گردی کیوں قرار نہیں دیا گیا؟ قانون کے کالج کا طالب علم، بڑے قانون دان کا بیٹا وکلاء گردی کے سہارے چل رہا ہے مگر اسے کوئی دہشت گرد کیوں نہیں کہہ رہا؟ کل یہی شخص قانون کی بالادستی قائم کرنے آئے گا۔اس لڑکی کے لئے کبوتر اور موم بتی مافیا کیوں نہیں آئی؟اس واقعے کو دہشت گردی کیوں نہیں کہا گیا؟

چانڈکا میڈیکل کالج میں دہشت گردی تیس مریض ہلاک

۳۰ مئی کو چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ میں اسٹاف کی ہڑتال سے ۳۰ مریض بلک بلک کر مر گئے مگر ان مرنے والوں کی ویڈیو بھی وائرل نہیں ہوئی آخر کیوں؟ آخر مشال میں کیا کمال تھا کہ اس کی فلم پوری دنیا نے دیکھی؟اس کا علم سب کو ہو گیا،ان سب واقعات کی فلم کوئی نہیں دیکھ سکا۔لاڑکانہ کے ڈسٹرکٹ سیشن جج نے تیس لوگوں کی ہلاکت کا سوموٹو ۳۰ مئی کو لیا۔(روزنامہ ڈان ۳۱ مئی ۲۰۱۷) میڈیا کو اتنے اہم واقعے کی خبر کیوں نہیں ہوسکی؟ مشال ایک تھا،اسکی خبر مل گئی،۱۳۰انسانوں کی موت کی کوئی اہمیت ہی نہیں آخر کیوں؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تیس لوگوں کی موت غیر اہم ہے کیونکہ اس میں کوئی مذہبی عنصر سرے سے موجود نہیں____لہذا تیس لوگوں کا خون معاف ہے____یہ حقوق کی سیاست، جمہوریت اور مطالبات کا نتیجہ ہے۔مطالباتی جمہوریت کے قتل جائز ہیں صرف مذہب کے نام پر قتل ناجائز ہے۔اس سے پہلے پنجاب میں ینگ میڈیکل ڈاکٹر کی ہڑتال کے باعث سینکڑوں مریض مر چکے ہیں لاہور انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں پرانی دوائیں غلط دوائیں کھلا کر کئی سو مریضوں کو مار دیا گیا ان واقعات کی کوئی ویڈیو فلم مشال کی فلم کی طرح نہیں بنی آخر کیوں؟ سینکڑوں لوگوں کی موت کوئی مسئلہ نہیں بنی لیکن اگر مذہب کے نام پر ایک آدمی بھی مار دیا جائے تو پورے ملک میں ہنگامہ مچ جاتا ہے پوری کبوتر موم بتی

مافیا متحرک ہوجاتی ہے آخر کیوں؟ میڈیا جھوٹی رپورٹیں نشر کرنے لگتا ہے۔

بحریہ ٹاؤن ARY کے پروگرام کی دہشت گردی

۲۸ اپریل ۲۰۱۷ کو بحریہ ٹاؤن اسلام آباد اور اے آر وائی کے مشترکہ پروگرام میں چار ہزار لوگ شریک تھے، اسٹیج گر گیا، ڈیڑھ سو لوگ زخمی ہوئے اسکی ویڈیو فلم بھی وائرل نہیں ہوئی آخر کیوں؟ لوگ ہزاروں روپے کے ٹکٹ خرید کر پروگرام میں آئے تھے لیکن کسی نے بھی ویڈیو بنا کر مثال کی فلم کی طرح اسے عام کیوں نہیں کیا۔ آخر کیوں اتنا بڑا حادثہ_____ اور کسی کو پتہ ہی نہیں چلا بحریہ ٹاؤن جو لاکھوں لوگوں کو مفت کھانا کھلاتا ہے اس کی ڈسپنسری نے کسی زخمی کو طبی امداد نہیں دی۔ ڈیڑھ سو زخمیوں کی امداد کے لیے بحریہ ٹاؤن کی خدمت کا جوش نہیں اُبھر سکا آنے والے مہمانوں کو کوئی مدد مہیا نہیں کی گئی حتیٰ کہ پولیس نے خوف کے مارے FIR بھی درج نہیں کی صلح کرنے کا مشورہ دیا اسلام آباد کے صحافی لاعلم رہے کسی اخبار، میڈیا میں یہ واقعہ نہیں آیا۔ پندرہ دن بعد سپریم کورٹ کے نوٹس سے دنیا کو پتہ چلا۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ میڈیا جس خبر کو چھپانا چاہے، چھپا دیتا ہے، جسے چلانا چاہے چلا دیتا ہے، خیر وشر کی بحث بے معنی ہے۔ حق و باطل کچھ نہیں، انسانیت، انسانی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں۔ اصل چیز میڈیا کا مفاد ہے۔ بحریہ ٹاؤن سب کا خیال کرتا اور سب کا خیال رکھتا ہے۔ ARY میڈیا کا سگا بھائی ہے، صلہ رحمی یہی ہے کہ غص بصر سے کام لیا جائے درگزر کا معاملہ کیا جائے۔ اپنے مالیاتی سرچشمے کو بدنام نہ کیا جائے اسلام نے احسان کا برداشت کا تحمل کا حکم دیا ہے۔

بحریہ ٹاؤن اور چانڈکا میڈیکل کالج میں جو کچھ ہوا وہ دہشت گردی کیوں نہیں ہے؟ اور اسکی ویڈیو فلمیں کیوں فیس بک پر نہیں آئیں؟ میڈیا نے انہیں اہمیت کیوں نہیں دی؟ کیا میڈیا کا ایجنڈہ طے شدہ نہیں ہے؟

شاعرہ فرزانہ ناز کی موت: دہشت گردی کیوں نہیں ہے؟

اپریل ۲۰۱۷ میں اسلام آباد کے ادبی میلے میں ممتاز شاعرہ فرزانہ ناز اسٹیج پر ہجوم کی یلغار کے باعث گر کر مر گئیں۔ کئی وی آئی پیز وہاں موجود تھے مگر ایمبولینس نہیں آسکی۔ VIPs نے اس عورت کو ہسپتال پہنچانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ ہجوم میں پڑی ہوئی لاش کی کوئی ویڈیو فلم بھی نہیں بن سکی آخر کیوں؟ سب کے کیمرے کہاں مر گئے تھے۔ اس واقعے کی عکاسی کے لئے کیمرے کیوں نہیں چلے؟ رافعہ زکریا نے ۳ مئی ۲۰۱۷ کو کالم The Sinster Stage لکھا مگر اس واقعے کی ویڈیو فلم بھی کسی نہیں دیکھی، آخر کیوں؟

میڈیا نے پیرس کانفرنس کی اہم خبر چھپانا میڈیا کی دہشت گردی ہے!

۸ نومبر ۲۰۱۶ کو دنیا میں دو اہم واقعات پیش آئے صدر ٹرمپ امریکی صدر بن گئے اس دن پیرس میں WMO کا اجلاس ہوا جس میں دنیا کو ماحولیاتی بربادی سے بچانے کے لئے معاہدہ COP2I ہوا جس میں اس کرہ ارض کو تباہی سے بچانے کا مطالبہ کیا گیا اس اہم واقعے کی خبر میڈیا پر نہیں چلی، کسی کو اس کا علم نہیں ہوا۔ امریکی صدر کے منتخب ہونے کی اطلاع سب کو میڈیا سے مل گئی۔ سوال یہ ہے کہ میڈیا نے پیرس

کانفرنس کو کیوں نظرانداز کیا جس کا تعلق پوری دنیا سے ہے۔دنیا کے ہر ملک سے اوراس کرہ خاکی کی زندگی سے ہے جو ہر شخص کا بنیادی مسئلہ ہے مگر اتنی اہم خبر میڈیا نے غیر اہم کیوں بنا دی ؟اس لیے کہ کارپوریشن ،ترقی ،سب پر سوالات اٹھتے سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ نظام خطرے میں پڑ جاتا لوگ بغاوت نہ کریں لہٰذا اہم ترین خبر کو قتل کر دیا گیا۔

افغانستان میں ہزاروں لوگوں کی ہلاکت چھپانا میڈیا دہشت گردی

۱۳ اپریل ۲۰۱۷ کو پاکستان ،افغانستان میں دو واقعات ہوئے۔مردان یونیورسٹی میں ایک ہجوم نے ایک طالب علم مشال کو توہین رسالت اور توہین مذہب کرنے پر قتل کر دیا ،اسی دن افغانستان کے علاقے آچن میں امریکہ نے دنیا کا سب سے بھاری بم پھینکا جس سے ہزاروں لوگ مر گئے ،آبادی ،مکانات ،جانور ،پرندے ،انسان سب جل کر راکھ ہو گئے مگر مشال کی خبر پوری دنیا کو معلوم ہو گئی اس کی ویڈیو فلم دنیا کے ہر گھر میں پہنچ گئی ایک آدمی کا قتل عالمی مسئلہ بن گیا بہت سے مذہبی لوگ بھی اس قتل پر شرمندہ ہو گئے لیکن افغانستان میں ہزاروں لوگوں کے مرنے کی خبر کسی کو نہیں ملی نہ اس کی ویڈیو فلم چلائی گئی یہ کیا تماشہ ہے؟

آخر مشال میں سب کو دلچسپی کیوں ہے؟اس کے سوا کسی دوسرے معاملے میں کوئی دلچسپی کیوں نہیں ہے؟ سب کی توجہ کا مرکز ایک مشال کیوں ہے؟ مشال سے بڑی دہشت گردانہ کاروائیوں پر سب چپ کیوں ہیں؟ کب بولیں گے؟

جس عمل کے پیچھے مذہب ہو یا مذہب کا شبہ ہو صرف وہ دہشت گردی ہے

مسئلہ نہایت سیدھا سادہ ،صاف اور واضح ہے ،مسئلہ صرف یہ ہے کہ مشال کے قتل کے پیچھے کوئی لبرل ،جمہوری ،سیکولر نظریہ نہیں ،لبرل عقلیت نہیں اسکے پیچھے مذہبی تعقل ہے مولوی کا چہرہ ہے ،عزت غیرت کے نظریات ہیں اسکے پیچھے اسلامی شریعت ہے ،قرآن و سنت ہے ،امت کی پندرہ سو سالہ تاریخ کا تناظر ہے لہٰذا مذہبی تعقل والا ہر عمل ،ہر کام لبرلز اور سیکولرز کی نظر میں غلط ہے اور بغیر کسی ثبوت کے دہشت گردی ہے۔اصل مسئلہ صرف یہ ہے۔

تازہ ترین واقعہ نہال ہاشمی کی دہشت گردی کا ہے۔نواز شریف کے منظور نظر نہال ہاشمی نے جوش خطابت میں JIT کے اراکین کو دھمکیاں دیں ،انکے بیوی ،بچوں پر زمین تنگ کرنے کی دھمکی دی ان سے کہا کہ تم کل ریٹائرڈ ہو گئے تو عوام کے درمیان ہو گے تم کو اس وقت دیکھ لیں گے۔جو شخص سپریم کورٹ کے ججوں اور JIT کو یعنی فوج اور ملک کے تمام اہم اداروں کو قتل کی کھلم کھلا دھمکیاں دے رہا ہو ،عدالت عظمٰی کی اس طرح بے عزتی کر رہا ہو وہ تو دہشت گرد نہیں ہے مگر توہین رسالت پر مشال کو مارنے والے کیوں دہشت گرد ہیں؟ یہ بہت سادہ سے ،آسان ترین سوالات ہیں جو ہم نے عدالت عظمٰی ،عوام اور علماء کی خدمت میں نہایت ادب سے پیش کر دئے ہیں وہ خود غور کریں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔صرف مذہبی تعقل پر مبنی کسی کام کو تو دہشت گردی کہا جا رہا ہے لیکن لبرل ،سیکولر ،جمہوری منہاج علمی کے اندر ہونے والی دہشت گردی ہرگز ہرگز دہشت گردی نہیں ہے۔اصل مسئلہ اسلام ہے ،مذہب ہے ،دین ہے ،دین کی اخلاقی ،تہذیبی ،مذہبی اقدار ہیں یہ جس معاملے میں اثر انداز ہوں ہر وہ معاملہ دہشت گردی ہے ______ جدیدیت کا یہی طریقہ ہے۔

سیکولرازم، لبرل ازم کا مطلب یہی ہے کہ زندگی کا ہر دائرہ تعقل مذہبی (Religious Rationality) سے پاک وصاف ہو ــــــ اور جہاں تعقل مذہبی نظر آئے وہاں اسکی اتنی شدید مخالفت کی جائے کہ مذہبی آدمی کا ایمان بھی ختم ہو جائے ــــــ وہ خود کو، اپنے دین کو، اپنی روایت، اپنی تاریخ کو دہشت گردی سمجھنے لگے۔

مشال کے مسئلے میں غیر مصدقہ JIT رپورٹ کہہ رہی ہے کہ اس قتل کا اصل محرک [Prime Mover] یونیورسٹی انتظامیہ کرپشن مافیا اور پولیس ہے۔ عمار ناصر صاحب نے الشریعہ کے اداریے میں بھی یہی لکھا ہے۔ الشریعہ اور وسعت اللہ نے بغیر تحقیق کے ۲۲ اپریل کو ہی یہ فیصلہ سنا دیا تھا کہ مشال واقعہ ایک سازش ہے اور یہ کرپشن کو چھپانے کا بہانہ تھا ــــــ اس میں تمام یونیورسٹی عملہ، انتظامیہ، پولیس ملوث تھے تو JIT نے دو مہینے بعد تحقیقات کر کے کون سی نئی بات پیش کی یہ تمام نتائج تو JIT کے بغیر کسی تحقیقات کے الشریعہ اور BBC کو معلوم ہو گئے تھے۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ اگر انتظامیہ نے توہین رسالت کے الزام کے ذریعے بدعنوانی کے دشمن تحریک اصلاح کے امیر مشال کو ٹھکانے لگا دیا تو کیا مردان یونیورسٹی کے پانچ ہزار طلباء جاہل اور بے وقوف تھے کہ جھوٹے الزام پر مشتعل ہو گئے اور اس قدر مشتعل ہو گئے کہ کسی کے قابو میں ہی نہ تھے ویڈیو فلم یہی ظاہر کرتی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ انتظامیہ نے مشال کے خلاف پہلے سے موجود مخالفت، جذباتی ردعمل ــــــ اور اس کی ملحدانہ سرگرمیوں کے تناظر میں اپنا کھیل کھیلا ــــــ تب بھی وہ پس منظر تو موجود تھا جو انتظامیہ کے لیے مشال کے قتل کے لیے مددگار ثابت ہوا ــــــ اس پس منظر کو انتظامیہ کے کردار کے باعث کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے ــــــ جاوید احمد غامدی صاحب کے مرید سلیم صافی صاحب نے اپنے پروگرام جرگہ میں تو صاف صاف مشال کو ایک صوفی ثابت کر دیا جب کہ میڈیا، اخبارات اور عالمی خبر رساں ایجنسیوں AFP، ڈان، ایکسپریس ٹریبیون، نیشن اور دی نیوز کی خبروں سے تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ مشال ایک آزاد خیال مذہب مخالف مارکس، چی گویرا کا عاشق تھا جو خود کو Humanist کہلانا پسند کرتا تھا AFP کے مطابق وہ طلباء میں نفرت کی علامت تھا کیوں کہ وہ آزادانہ گفتگو کرتا تھا اور جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتا تھا ــــــ ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ اتنا سیدھا نہیں جیسا کہ اب ثابت کیا گیا ہے ــــــ صوبہ سرحد کے علماء، طلباء کے والدین کی نمائندگی اور سرحد کے ایک آزاد کمیشن کی تحقیقات کو بھی JIT میں شامل نہیں کیا گیا ہے لہٰذا اس سانحے کی از سر نو بہت بڑے پیمانے پر متنوع طریقے سے تحقیق کی ضرورت ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر اصل قاتل، دہشت گرد، انتظامیہ ہے تو آج تک کوئی ایک انتظامی عہدیدار گرفتار کیوں نہیں ہوا کسی پروفیسر کا انٹرویو میڈیا نے کیوں نشر نہیں کیا اگر وجہ کرپشن ہے تو میڈیا میں آج تک مردان یونیورسٹی کے کرپشن کی ایک خبر کیوں نہیں چلی مردان میں کرپشن ہی کرپشن ہے تو آج تک اخبار میڈیا کیوں چپ ہیں؟ کرپشن پر رپورٹیں کیوں شائع نہیں ہو رہیں صرف توہین رسالت کے خلاف خبریں چل رہی ہیں کوئی صوبۂ سرحد کی حکومت، PTA، وزیر تعلیم، وزیر اعلیٰ، گورنر کے بارے میں کچھ نہیں کر رہا جو اس کرپشن کے اصل سر پرست اور ذمہ دار ہیں ان کی سرپرستی کے بغیر ایک تعلیمی ادارے میں اتنے بڑے کرپشن کو چھپانا ممکن ہی نہیں ہے آج تک کسی بڑے عہدے دار، پروفیسر کو معطل تک نہیں کیا گیا ہے کیا انتظامیہ اتنی طاقت ور ہے کہ تمام ادارے اس کے سامنے بے بس ہیں حتیٰ کہ میڈیا بھی یونیورسٹی

انتظامیہ کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کرسکا اگر قاتل پروفیسر ہیں تو آج تک کوئی پروفیسر گرفتار کیوں نہیں ہوا اگر سازش اساتذہ اور پولیس نے کی جیسا کہ وسعت اللہ خان کا اور عمار ناصر صاحب کا دعویٰ ہے تو پولیس اور اساتذہ کیوں گرفتار نہیں ہو سکے ______ رپورٹ کے مطابق مردان یونیورسٹی میں رجسٹرار سے لے کر سیکورٹی آفیسر تک تمام عہدوں پر نااہل سفارشی افراد متعین ہیں جس کی وجہ سے جامعہ کا نظام درہم برہم ہے یہ سب ملازمین مجرم ہیں ان کا ریکارڈ مجرمانہ ہے یونیورسٹی میں طالبات کا استحصال عام ہے [جنگ کراچی ۵ جون ۲۰۱۷ء] سوال یہ ہے کہ ان نااہلوں کی تقرری کرنے والے کیوں گرفتار نہیں ہوئے ان سب کو برطرف کیوں نہیں کیا گیا سرحد کے وزیر تعلیم گورنر اور وزیر اعلیٰ کے خلاف کیا کارروائی ہوئی۔

رپورٹ کے مطابق یونیورسٹی کے اکثر ملازمین مجرم ہیں لڑکیوں کا استحصال ہو رہا ہے، عورتوں کی NGO کہاں ہیں؟ اس استحصال پر وہ کیوں چپ ہیں؟ اور یہ آزادی کا محافظ میڈیا کیا کر رہا ہے؟ میڈیا نے، وسعت اللہ خان نے اتنے بڑے بڑے مجرموں کے بارے میں کبھی کوئی رپورٹ کیوں نہیں دی پٹھان ایک غیرت مند قوم ہے اس کی بیٹیوں کا استحصال ہو رہا ہے تو پٹھانوں نے اسے کیسے برداشت کر لیا سب کیوں چپ ہیں اتنے بڑے مجرم یونیورسٹی میں اوپر سے نیچے تک ہیں تو عمران خان کے خلاف وفاقی حکومت نے اس الزام پر کوئی مہم کیوں نہیں چلائی صوبائی حکومت تو اس جرم پر برطرف کی جا سکتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے جو بتایا نہیں جا رہا ہے۔ نااہلوں کی تقرری صرف مردان یونیورسٹی میں نہیں پاکستان کے ہر تعلیمی ادارے میں ہو رہی ہے۔ وہاں تو یہ صورتحال نہیں ہے۔ کون سا تعلیمی ادارہ ہے جہاں بھرتیاں میرٹ پر ہوتی ہیں۔ پنجاب کے سابق صوبائی وزیر ڈاکٹر خالد رانجھا نے تو یہ الزام تک لگایا تھا کہ نواز شریف کے دور میں عدلیہ میں بھی بھانجے، بھتیجوں، دامادوں، سالوں کی بھرتیاں ہوتی ہیں۔ اس زمانے کے اخبارات پڑھ لیں۔

ڈاکٹر خالد رانجھا نے عدالتوں کے بارے میں بتایا کہ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے آفس میں ہر لا آفیسر کسی نہ کسی جج کا رشتہ دار ہے۔

He had invited Justice Shah over to dinner at his house recently alongwith some other who were invited to avoid the impiression that he had acted in a secretive manner. One of his guests' he said had joked at the dinner that Dr. Ranjha did not eem intrested in retaining his job. He said there was a time when in reply to a question in Punjab assembly it was confirmed that every law officer in the adovcate generals office was a relative of a judge (Dann May 31 1998]

Refring to his non confirmation he said he was a farmer's son and not any

judges relative. [Dawn May 29, 1998]

ڈاکٹر خالد رانجھا کو جج کے عہدے پر مستقل کرنے کے بجائے برطرف کر دیا گیا حالانکہ وہ قابل جج تھے تو انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ وہ ایک کسان کے بیٹے ہیں، غریب آدمی کے گھر سے آئے ہیں، کسی امیر یا جج کے بیٹے نہیں ہیں۔

عدالتوں میں انصاف کی افسوس ناک صورتحال کا ایک حل ایرانی بادشاہ کمبوجیہ نے دریافت کی تھا اس کے عہد سے پہلے کسی کو یہ

ترکیب نہ سوجھی ۔نہ اس کے بعد کسی کو اس پر عمل کرنے کی توفیق ہوئی کمبوجیہ کے حکم کے مطابق بے انصافی اور بے ایمان جج کی کھال بطور سزا جیتے جی کھینچ لی جائے چونکہ یہ کھال یتیم خانے کے کسی مصرف کی نہ ہوتی اس لیے اس سے سرکاری فرنیچر کی پوشش کا کام لیا جاتا۔ جج صاحب کی کھال ان کی کرسی عدالت پر مڑھوادی جاتی پھر آنجہانی کی جگہ پر اس کے بیٹے کا تقرر کیا جاتا تاکہ وہ ان کی کرسی پر بیٹھ کر آغوش پدر کی گرمی اور انجام پدر کی تپش کو محسوس کرے ۔اور مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت انصاف اور صرف انصاف سے کام لے۔ اولاد کی اصلاح کا یہ اصول باپ کے گناہوں کا کفارہ کا یہ قاعدہ عدلیہ کو عبرت دلانے کا یہ سبق معاشرے میں عدل وانصاف رائج کرنے کا یہ دستور اور مظلوم کی حمایت کا یہ نسخہ دل ڈیورنٹ کی داستان تہذیب میں درج ہے۔

اسلام آباد ہائیکورٹ میں ججوں کے رشتے داروں کی تقرریاں حال ہی کی بات ہے ۔معاملہ جب اچھل گیا تو اسلام آباد ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس جو سپریم کورٹ کے جج تھے عزت بچانے کے لئے مستعفی ہوگئے ۔دوسرے جج کی برطرفی کا مطالبہ بھی بار نے کردیا تھا ____ جب ملک کے مرکز اسلام آباد ہائیکورٹ میں ملازمتوں میں میرٹ کا خیال نہیں رکھا جاتا ۔جس عدالت میں روزانہ انصاف اور میرٹ پر فیصلے ہوتے ہیں اس عدالت کے جج میرٹ پر تقرریاں تک نہیں کرتے ۔اس ملک میں صرف مردان یونیورسٹی کے کرپشن اتنے اہم کیوں ہوگئے؟ نواز شریف، آصف زرداری ان سب کی سیاست کے اصل محرک سے پوری قوم واقف ہے، انتخابی مہم کے لئے اربوں روپیہ کہاں سے آئے گا لہٰذا جمہوری ریاست میں بدعنوانی کوئی خاص بات نہیں ہوتی ۔بدعنوانی کرنے کا طریقہ بس اختلافات کا سبب بنتا ہے ۔جمہوری نظام رشوت، کرپشن اور بدعنوانی کے بغیر نہیں چلتا، پوری دنیا کا یہی تجربہ ہے۔

ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں بدعنوانی عام رویہ ہے ۔بہاءالدین زکریا یونیورسٹی کے سابق V.C ڈاکٹر علقمہ کو نیب نے گرفتار کر رکھا ہے سندھ کی ایک جامعہ کے عہدیداروں کو عمارت کی تعمیر میں بدعنوانی پر گرفتاریوں کا سامنا ہے NAB میں کئی یونیورسٹیوں کے بارے میں تحقیقات التواء میں ہیں ____ لیکن NAB نے آج تک مردان یونیورسٹی کے معاملے میں ہاتھ کیوں نہیں ڈالا اخبارات میں مردان مشال اور بدعنوانی کی بھیانک ترین خبریں شائع ہونے کے باوجود NAB نے ابھی تک کسی ایک یونیورسٹی اہل کار کو نہیں پکڑا ____ تو آخر کیوں جب مردان یونیورسٹی بدعنوانی کا آخری شاہکار ہے تو NAB گزشتہ دو ماہ سے کیا کر رہا ہے ____ پھر مردان عمران خان کا انتخابی علاقہ ہے عمران خان نواز شریف حکومت کے دشمن ہیں تو عمران خان کو پسپا کرنے کے لیے مردان یونیورسٹی کی کرپشن نواز شریف حکومت کے لیے سب سے زیادہ زبردست ہتھیار تھا مگر نواز شریف حکومت نے آج تک اس ہتھیار کو سرے سے استعمال ہی نہیں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ معاملہ صرف کرپشن کا نہیں ہے ورنہ NAB نواز حکومت عمران حکومت کا ۔۔۔ناطقہ تنگ کردیتے۔

اسٹیل مل، پی آئی اے، کے ای ایس سی، بینک تمام ادارے سفارشوں سے تباہ ہو رہے ہیں اس میں مردان یونیورسٹی کی کیا خاص بات ہے سوال ہے مشال جیسا واقعہ دوسری یونیورسٹیوں میں کیوں نہیں ہوا؟ وہاں کرپشن چھپانے کے لیے یہ کھیل کیوں نہیں کھیلا گیا ____ اگر مسئلہ کرپشن ہے تو قانون توہین رسالت کے خلاف کیوں محاذ آرائی ہو رہی ہے تمام لبرل سیکولر صحافی اور میڈیا مردان یونیورسٹی

کے کرپشن کے بارے میں چپ ہیں صرف اسلام، مولوی، مُلاّ، مدرسے، مسجد اور توہین رسالت کے قانون پر حملہ کر رہے ہیں کیوں؟ یہ سوالات خود بتا رہے ہیں کہ کسی کو کرپشن پر، بدعنوانی پر، اقربا پروری پر تکلیف نہیں ہے تکلیف صرف اسلام سے ہے اصل مسئلہ اسلام ہے۔

JIT کی رپورٹ کی روشنی میں تو عمران خان کی جماعت تحریک انصاف، عمران کی سرحد میں حکومت، سیکولرازم، پڑھے لکھے پروفیسروں، سیکولر تعلیمی نظام سرمایہ داری اور اس کی پیدا کردہ بدعنوانیوں، سیاست دانوں، سیاسی نظام کے خلاف زبردست احتجاج ہونا چاہیے مگر تمام بندوقوں کا رخ صرف اسلام کی طرف کیوں ہے۔

اگر یونیورسٹی کے بدعنوان پروفیسروں نے اپنے کرپشن کو چھپانے کے لیے طلباء کو توہین رسالت کے مسئلے پر اُکسایا تو کیا طلباء اتنے بے وقوف تھے کہ وہ اپنے عظیم محسن مشال کو یونیورسٹی کی چور ڈاکو انتظامیہ کے کہنے پر مارنے چلے گئے اگر مان لیا جائے کہ یونیورسٹی انتظامیہ کے جھوٹ بولنے پر مشال کو توہین کا مجرم سمجھ کر مارنے ـــــــ چلے گئے تو اس میں ان معصوم طلباء کا کیا قصور ـــــــ اس میں قانون توہین رسالت کا کیا قصور ـــــــ اس میں مولوی، مسجد، مدرسے کا کیا قصور ان سب کو امت کے اجماع تواتر تعامل سے منتقل ہوئی ہے کیوں کہ بے گناہ کو سزا نہیں دی جاسکتی اصل گناہ گار مجرم کو پھانسی دے دی جائے۔ان سب کو میڈیا کیوں گالیاں دے رہا ہے یہ ہے اصل سوال۔

اگر JIT رپورٹ بالکل درست ہے تو اس کی روشنی میں تو طلباء بالکل بے قصور ثابت ہوتے ہیں ان سب کو رہا کر کے یونیورسٹی کی بدعنوان انتظامیہ کو تختۂ دار پر لٹکا دیا جائے طلباء نے تو عشق رسالت کے جذبے کے تحت قتل کیا ان کے جذبے کی تحقیر تضحیک تو نہیں کی جاسکتی کیوں کہ اسلام کی اجتماعی علمیت جو عہد رسالت سے آج تک متفق علیہ ہے وہ یہ ہے کہ شاتم رسول کے قاتل کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔

<u>مردان یونیورسٹی کے مسئلہ سے علماء کے تعلق کی نوعیت</u>

مردان یونیورسٹی کے کسی پروفیسر، انتظامی اہل کار، رجسٹرار، کا نام آج تک ECL میں نہیں ڈالا گیا، کسی کی گرفتاری نہیں کی گئی اسکا مطلب یہی ہے کہ یہ سب اتنے بااثر لوگ ہیں کہ JIT بننے، اسکی رپورٹ آنے اور سپریم کورٹ میں مقدمہ کی سماعت شروع ہونے کے باوجود صوبہ سرحد کی پوری حکومت، وزارت تعلیم ،ٹس سے مس تک نہیں ہوئی اور صرف طلباء کو گرفتار کر کے بند رکھا گیا ہے۔سوال یہ ہے کہ ان بااثر لوگوں کی طاقت کیا ہے ؟ان کے پیچھے کون ہے؟ JIT رپورٹ ہمارے سامنے نہیں ہے لیکن اس کا جتنا خلاصہ اخبارات میں شائع ہوگیا ہے اسکی روشنی میں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل مجرم، ملزم اور دہشت گرد تو کوئی اور ہے طلباء تو بے گناہ ہیں وہ تو اپنے جذبہ ایمانی کے تحت مشتعل ہوئے تھے ان کے ایمان، جذبے کا اکرام کرنے کے بجائے ان کو ہی سزا دینا ـــــــ انصاف کا تقاضہ نہیں ہے۔توہین رسالت کے مسئلے پر کوئی شخص اگر مشتعل ہو کر کسی کو قتل کر دیتا ہے تو ایسے قاتل کا کیا حکم ہے؟ ـــــــ مردان یونیورسٹی کے سانحے میں اسلام، علماء، مساجد، مدارس، الدین سے متعلق سادہ سا سوال بس یہی تھا ـــــــ اس قتل کے محرکات، اسباب، جذبات سے علماء کا کوئی تعلق نہیں تھا ان کا تعلق تو بس خالص علمی مسئلے سے تھا مگر میڈیا، جاوید احمد غامدی اور تمام لبرل، سیکولر قانون توہین رسالت کی آڑ میں ـــــ علماء کو

دہشت گرد ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

مسئلہ یہ ہے کہ شاتم کا قاتل قابل معافی ہے یا نہیں

امت کے اجماع کا اظہار دہشت گردی نہیں

بنیادی سوال اسلامی شریعت میں صرف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مشتعل ہو کر توہین کے مجرم کو قتل کر دے تو کیا اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا یا نہیں؟_____ علماء، اسلامی علمیت، اور اسلامی شریعت کا تواتر، تعامل اور اجماع کے مطابق_____ فیصلہ یہی ہے کہ ایسے قاتل کو توہین کے مجرم کے قتل میں قصاص میں قتل نہیں کیا جا سکتا____ اسلامی شریعت، عشق رسول ﷺ کے جذبے کی تعظیم و تکریم کرتی ہے اور قاتل کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے اسے معاف کر دیتی ہے، مقتول کا خون ھدر کر دیا جاتا ہے______ علماء_____ اسلام کا مردان یونیورسٹی کے مسئلے سے بس اتنا سا تعلق تھا مگر اس مسئلے کو بیان کرنے کی ہمت بھی بہت کم علماء نے کی جن کے نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں ۔مفتی منیب الرحمٰن تک اس مسئلے پر کوئی رائے دینے سے گھبراتے رہے ہیں حالانکہ اسلامی علمیت اور امت کے اجماع کا بیان دہشت گردی نہیں عالم کی ذمہ داری ہے۔ہم نے بھی مشال کے مسئلے پر اسلامی علمیت۔_____ اجماع سے ثابت نقطہ نظر ہی بیان کیا اور ہمارا سوال بھی صرف یہ ہے کہ توہین کے الزام پر قتل کرنے والے کو شریعت کے تحت قتل کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ان بنیادی سوالات پر غور کرنے کے بجائے لبرل لوگ اور میڈیا مسلسل توہین رسالت کے قانون پر حملے کر رہا ہے اسکا ایجنڈہ واضح ہے۔پوری اسلامی تاریخ میں کسی عالم دین، کسی قاضی، مفتی، مجتہد نے آج تک کبھی یہ نہیں کہا کہ جیسے ہی کوئی شخص توہین رسالت کر دے اسے اسی وقت فوراً قتل کر دو_____ عاشق رسول کی تعظیم و تکریم کی جائے گی، یہ قاتل نہیں غازی ہے۔ایک فتویٰ بھی ایسا نہیں دکھایا جا سکتا بلکہ سب کا اتفاق اس امر پر ہے کہ اگر کوئی جذبات میں بہہ کر توہین کے مجرم کو قتل کر دے تو وہ قاتل قابل معافی ہے____ اس علمی اجماعی نکتے کے ذریعے اسلام اور علماء کو دہشت گرد ثابت کرنا خود ایک بدترین قسم کی دہشت گردی ہے۔میڈیا مسلسل علماء، دینی مدارس، اسلام کے خلاف اس دہشت گردی کا ارتکاب کر رہا ہے۔

اصل اداکار ابھی تک کیوں محفوظ ہیں

مشال کرپشن کے خلاف جہاد کر رہا تھا تو ڈر کیوں ہے؟

مشال کے والد نے سپریم کورٹ کے سامنے پچھلی پیشی پر یہی کہا تھا کہ اس مقدمے کے اصل اداکار (mover) نہیں پکڑے گئے صرف فنکار (actor) پکڑے گئے ہیں لیکن سپریم کورٹ نے اصل اداکاروں کی گرفتاری کے سلسلے میں کوئی خاص ہدایات نہیں دیں۔

اب مشال کے والد نے دوبارہ یہی کہا ہے کہ مشال کے قاتل بہت بااثر لوگ ہیں۔JIT خود تسلیم کرتی ہے کہ مجرموں میں باقاعدہ طور پر جرائم پیشہ لوگ ہیں (جنگ کراچی ٦ جون ٢٠١٧) سپریم کورٹ میں پچھلی پیشی پر مشال کے والد نے یہ کہا تھا کہ ان کی اور انکے بچوں کی زندگی خطرے میں ہے۔سوال یہ ہے کہ انکی زندگی خطرے میں کیوں ہے؟ ان کا بیٹا کرپشن کے خلاف جہاد کر رہا تھا۔

اس وقت پاکستان کا نمبر ایک مسئلہ کرپشن ہے۔ پورے ملک میں کرپشن کے خلاف جہاد ہو رہا ہے NAB، سپریم کورٹ، پانامہ کیس اس کی JIT سب کرپشن کے خلاف جہاد میں مسلسل مصروف ہیں اسکے باوجود صوبہ سرحد میں کرپشن کرنے والوں کو پسند کیوں نہیں کیا جا رہا ہے۔ مشال کو تو ہیرو بن جانا چاہیے۔ کرپشن کے خلاف مجاہد سے لوگ وہاں نفرت کیوں کرتے ہیں؟ ۔کیا صوبہ سرحد کے تمام لوگ، عوام، سب کرپشن پسند کرتے ہیں اور کرپشن کے خلاف جہاد کرنے والے مشال اور اسکے خاندان سے نفرت کرتے ہیں؟ کیا پورا صوبہ سرحد کرپٹ لوگوں کا حامی ہے اور کیا اسی وجہ سے مشال کے والد اور خاندان کی زندگی خطرے میں ہے یہ بات سمجھ سے باہر ہے ____

ہمارے خیال میں صوبہ سرحد میں تمام مذہبی تنظیموں کی جانب سے مشال کے خلاف احتجاج اس خوف کا اصل سبب نظر آتا ہے۔

سرحد کے علماء اور علامہ خادم حسین رضوی کی رائے کیا ہے؟

علماء کی رائے یہی ہے کہ مشال توہین کا مجرم تھا، علماء نے جو تحقیقات کی ہیں، مولانا گوہر رحمان کے بیٹے ڈاکٹر عطاء الرحمٰن نے جو تحقیقات کی ہیں ان کے مطابق مشال توہین کر رہا تھا ____ ممتاز عالم دین علامہ خادم حسین رضوی ____ نے اس بارے میں جو بیانات دئے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد کے لوگوں کی اکثریت مشال کو توہین کا مجرم سمجھتی ہے جس کی وجہ سے مشال کے والد اور گھر والوں کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ تحریک لبیک یا رسول اللہ اس معاملے میں نہایت تیزی سے سرگرم عمل ہے، تحریک کی قیادت نے نواز شریف کے خلاف بھی فتوے جاری کئے ہیں لیکن حکومت اس کے باوجود مشال کے معاملے میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کر رہی ____ وہ واضح طور پر بتائے کہ علماء کا نقطہ نظر کیوں غلط ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء اور علامہ خادم حسین رضوی، مشال پر توہین کا الزام کیوں لگا رہے ہیں اور گرفتار طلباء کی حمایت کیوں کر رہے ہیں؟ ____ اس معاملے کو اسی طرح التواء میں رکھنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ حکومت اس بارے میں واضح موقف اختیار کرے۔ علماء سے بات کرے انکا موقف سنے، ان کو قائل کرے۔ مشال کے والد کی جانب سے بار بار خطرے کی تکرار اصلاً علماء کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے سرحد جیسے روایتی معاشرے میں توہین رسالت کے مجرم کے لئے کوئی ہمدردانہ جذبات کبھی پیدا نہیں ہوسکتے۔ اور توہین رسالت کے بجائے کرپشن کو موضوع بنانے سے صورت حال تبدیل نہیں ہوسکتی۔ اپریل ۲۰۱۷ میں چترال تھانے پر توہین کے ملزم کو قتل کرنے کے لئے حملہ ____ فوج کی طلبی ____ بتاتی ہے کہ مشال کے بعد توہین کے مسئلے پر یہ دوسری عوامی بغاوت تھی۔ اسکے بعد اپریل ہی کے مہینے میں حب میں توہین کے مجرم کو پولیس سے حاصل کرنے کے لئے تیسری عوامی بغاوت بھی سامنے آئی۔ عوامی بغاوتوں کو صرف بیانات اور کرپشن کے الزامات سے روکنا ممکن نہیں۔ اس موضوع پر مکالمے کی ضرورت ہے اور سچائیوں کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے۔

عمران خان کا موقف اور JIT کا موقف

پی ٹی آئی کے عمران خان نے ۱۸ اپریل کو مشال کے والدین سے ان کے گھر پر تعزیت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تفتیش سے واضح ہوگیا کہ مشال خان کا قتل توہین رسالت نہیں سازش تھی۔ مشال کے قاتل سزا سے نہیں بچ سکیں گے (جنگ کراچی ۱۹ اپریل ۲۰۱۷) مگر

قاتل ابھی تک گرفتار ہی نہیں ہو سکے۔ JIT کی سولہ سو صفحے کی چار جلدوں پر مشتمل رپورٹ سپریم کورٹ میں ۵ جون ۲۰۱۷ کو داخل ہوئی، اس رپورٹ کا خلاصہ عمران خان نے مشال کے قتل کے صرف پانچ دن بعد ہی ۱۸ اپریل کو میڈیا کے سامنے پیش کر دیا۔ الشریعہ میں اپریل کے آخر میں اداریہ شائع ہوا تو اس اداریے میں جو کچھ کہا گیا تھا وہی JIT رپورٹ میں لکھا ہے____ بنیادی سوال عمران خان سے صرف یہ ہے کہ ان کی صوبائی حکومت ابھی تک سازش کے کسی کردار کو کیوں گرفتار نہیں کر سکی۔ صوبہ سرحد کی حکومت ابھی تک کیوں سو رہی ہے؟_____ جب ان کے علم میں ہے کہ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے سازش کی تو سازش کرنے والوں کو گرفتار کر لیا جائے اور سازش کا آلہ کار بننے والے سادہ، معصوم بچوں کو رہا کر دیا جائے وہ تو عشق رسول ﷺ کے جذبے کے تحت اپنے ایمانی تقاضے پورے کر رہے تھے_____ ہمیں حیرت ہے کہ سازشیوں کے خلاف کچھ نہیں ہو رہا سب کچھ اسلام اور قانون توہین رسالت کے خلاف ہی ہو رہا ہے آخر کیوں؟۔

سپریم کورٹ میں ۱۸ اپریل ۲۰۱۷ کو خیبر پختونخواہ کے آئی جی نے ابتدائی رپورٹ جمع کرائی تو اس میں بھی JIT کی سولہ سو صفحے کی رپورٹ کا خلاصہ پہلے ہی دے دیا گیا۔ آئی جی نے سپریم کورٹ سے کہا کہ مشال خان کے خلاف توہین مذہب کے شواہد نہیں ملے۔ یونیورسٹی انتظامیہ نے DSP کو واقعہ کا نہیں بتایا۔ ۲۶ ملزم گرفتار کر لئے گئے (جنگ کراچی ۱۹ اپریل ۲۰۱۷) چھبیس ملزم، پانچ دن میں گرفتار ہو گئے مگر اصل ملزم جو یونیورسٹی انتظامیہ ہے اس کا____ آج تک کوئی اصل بڑا____ اعلی عہدیدار گرفتار نہیں ہوا۔ یہ کیا راز ہے؟